خوب تہ نشین ہو جاوے اور اس تہ نشینی میں ایک فضول واسطہ آنکھون کا بھی باقی نہ رہے آنکھون کے دیکھنے سے یہ
دیکھنا ہزار درجہ بڑھ کر تھا جسکو خدا تعالی نے اپنی حکمت سے پسند فرمایا ہی ورنہ عام جنتی لوگون کی نگاہ میں جو قوت اللہ
تعالی اپنے دیدار کی آخرت مین دیوے گا وہ قوت دنیا میں اللہ تعالی کو اپنے نبی کی نگاہ میں پیدا کر دینی کچھ دشوار نہ تھی
خاص دلسے آنکھون کا کام لینے میں بہت بڑا بھید ہے یہ معراج کی حدیث صحیح بخاری میں انس بن مالک کی روایۃ کی کئی
سندون سے ہے ایک میں شریک بن عبد اللہ کی سند سے جو روایۃ ہے اسمین یہ ذکر ہے کہ معراج کی رات اللہ تعالی کو اللہ
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اسکا بھی وہی مطلب ہے کہ دل کی بینائی سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نے اللہ تعالی کو دیکھا کیونکہ بغیر اس مطلب کے صحیح حدیثون میں مطابقت نہیں ہو سکتی۔ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد
میں اس مسئلہ کا یہ فیصلہ جو کیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج
کی رات میں دیکھا ہے سورہ والنجم میں تو اسی کا ذکر ہے لیکن معراج کی حدیثون میں یہ ذکر ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا اس فیصلہ کا بھی وہی مطلب ہی جو معراج کی صحیح حدیثون کی مطابقت کے لحاظ سے
حافظ ابن حجر نے بیان کیا۔ صحیح بخاری و مسلم میں جابر سے جو روایۃ ہی اسکا حاصل یہ ہی کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس آیۃ کے موافق ایک رات کی تھوڑی سی دیر میں بیت المقدس تک کے آنے جانے کے سفر کا ذکر قریش سے کیا تو
ان لوگون نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا چاہا اور یہ کہا کہ تجارت کی ضرورت سے ہم لوگ اکثر ملک شام کا
سفر کرتے رہتے ہیں اگر آپ اپنے بیان میں سچے ہیں تو ہم بیت المقدس کی چند نشانیاں پوچھتے ہیں وہ نشانیاں بیان کی
جاوین اسپر اللہ تعالی نے بیت المقدس کو اپنے رسول کی نظر کے سامنے کھڑا کر دیا اور آپ نے قریش کو بیت المقدس
کی سب نشانیاں بتلادین۔ اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے
کہ معراج کے آسمانون کے سفر کو چھوڑ کر فقط بیت المقدس تک کا سفر اسلئے آیۃ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ قریش اس کی
تصدیق کر لیوین اور قرآن کا کلام آلہی ہونا ان کی سمجھ میں اچھی طرح آجاوے۔ اس آیۃ میں اللہ تعالی نے اسری بعبدہ
جو فرمایا اس سے اون علما کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے جو جسمانی معراج کے قائل ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے
رسول کے جسم اور روح دونون ملا کر بعبدہ فرمایا ہے۔ بیت المقدس کے گرد و نواح میں پانی کی نہرون اور غلہ کی کھیتی اور
باغات کی کثرت ہے اس لئے اسکو بارکنا حولہ فرمایا تھوڑی دیر میں مسجد حرام سے بیت المقدس کو پہونچ جانا اور وہان
سب انبیا سے ملاقات کا ہونا اسی کو قدرت کے نمونے فرمایا۔ السمیع البصیر۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ معراج کی کیفیت
کو سنکر قریش جو باتین کرتے ہیں اللہ تعالی اون سب کو سنتا اور دیکھتا ہے۔ حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ جس پاک
ذات میں یہ قدرت ہی کہ اسنے اپنے بندہ اور رسول کا اتنا بڑا معراج کا سفر تھوڑی دیر میں طے کرا دیا جو لوگ اس کی
قدرت میں غیرون کو شریک کرتے ہیں وہ بڑے نادان ہیں۔

منزل ۴

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝

اور دی ہمنے موسی کو کتاب اور وہ سوجھ دی بنی اسرائیل کو کہ نہ حوالہ کرو میرے سوا کسی پر کام

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝

تم جو اولاد ہو اُنکی جنکو لادا تھا ہم نے نوح کے ساتھ وہ تھا بندہ حق ماننے والا

اللہ پاک نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا ذکر فرماکر اپنے خاص بندے حضرت موسے کلیم اللہ کا ذکر کیا اور اکثر جگہ اللہ پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے کلام قرآن مجید کے ذکر کے ساتھ حضرت موسی اور اپنی کتاب پاک توریت کا ذکر کیا ہے اسلئے یہان فرمایا پاکذات ہے وہ جسنے موسی علیہ السلام پر جو کتاب توریت نازل کی تھی اسے بنی اسرائیل کے لئے رہنما ٹھہرایا تھا کہ وہ لوگ اُسکے احکام کی پیروی کرکے ہدایت پائین اور گمراہی سے نکل کر راہ حق کے پورے پورے تابع ہو جاویں اور سوائے خداوند جل شانہ کے کسی اور کو اپنے کسی معاملہ میں وکیل نہ بنائیں مدد بھی چاہیں تو اُسی وحدہ لاشریک سے اور عبادت کرین تو اُسی ذات خالص کی۔ اور اللہ پاک نے اور جتنے رسول بھیجے سب کو یہی تعلیم تھی کہ لوگونکو وہ اسی راستے پر بلائیں اور یہی پیغام لوگونکو پہونچائین کہ خدا کو اکیلا معبود تصور کرو اور قول اور فعل مین اُس ذات وحدہ لاشریک کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ پھر اللہ پاک نے اِس آیۃ میں یہ ذکر فرمایا کہ تم جانتے ہوئے کہ کس کی اولاد تم ہو تم سب حضرت نوح کی اولاد ہو جب حضرت نوح طوفان کے وقت کشتی میں سوار ہوئے تھے اور چالیس نفر کے ہمراہ جودی پہاڑ پر اُترے تو تھوڑے عرصہ میں سب کے سب فوت ہوگئے صرف آپ کے صاحبزادے حام سام یافث دنیا مین صحیح وسلامت رہے جنکی نسل سے یہی دنیا آباد ہوئی فرمایا کہ تمہارے باپ حضرت نوح خدا کے نہایت ہی شکر گزار بندے تھے اوٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کھاتے پیتے ہر ایک کام اور ہر ایک وقت میں خدا کا شکر بجا لایا کرتے تھے اسواسطے تمہین بھی لازم ہے کہ تم اُنکی پیروی کرو اور اُنکا طریقہ اختیار کرو جس طرح وہ ہر گھڑی خدا کا شکر کیا کرتے اور کوئی گھڑی خدا کے حمد اور شکر سے غافل نہیں رہتے تھے تم بھی خدا کے شکر سے غافل نہ ہو اور ہر وقت خدا کی نعمت یاد کرتے رہو یہ کتنا بڑا خدا کا انعام تم پر ہوا ہے کہ اُسنے تمہاری ہدایت کے لئے رسول برحق حضرت محمد صلعم کو بھیجا اِس نعمت کی شکر گزاری یہی ہے کہ تم ان رسول کی فرمانبرداری کرکے عقبے کی بہبودی حاصل کرو صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رض کی روایت ہے جس میں اہل محشر کا سب انبیا کے پاس شفاعت کے لئے قیامت کے دن جانے کا ذکر ہے اِس حدیث میں ہے کہ اہل محشر نوح علیہ السلام سے یہی کہوین گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے اِس لئے آپ ہماری شفاعت کیجئے۔ شکر گزار بندہ کے نام سے جو شہرت نوح علیہ السلام کی ہے آیت کا مطلب اِس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے ۔

منزل ۴

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

اور صاف کہہ سنایا بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کروگے ملک میں دو بار اور چڑھ جاؤ گے بری طرح

كَبِيْرًا ○ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا

چڑھنا پھر جب آیا پہلا وعدہ اٹھائے ہمنے تمپر ایک بندے اپنے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے

خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ○ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ

شہروں کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا پھر ہمنے پھیری تمہاری باری انپر اور زور دیا تمکو مال سے اور بیٹوں سے

وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ○ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَآءَ

اور اس سے زیادہ کردی تمہاری بھیڑ اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا اپنا اور اگر برائی کی تو آپکو پھر جب پہنچا

وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا

وعدہ پچھلے بار کا کہ وہ لوگ اداس کریں تمہارے مونہہ اور گھسیں مسجد میں جیسے گھس گئے پہلے بار اور خراب کریں جس جگہ غالب

مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ○ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا

ہوں پوری خرابی آیا ہی رب تمہارا اسپر کہ تم کو رحم کرے اور اگر پھر وہی کروگے تو ہم پھر وہی کرینگے اور کیا ہی ہمنے دوزخ منکروں کا

وقف لازم

منزل

اللہ پاک نے بنی اسرائیل کے حال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں اس بات کی خبر بنی اسرائیل کو دیدی تھی کہ وہ دو بار دنیا میں فساد برپا کریں گے اور دونو دفعہ ذلیل وخوار ہوں گے اور ویسا ہی ہوا ایک دفعہ انھوں نے توریت کی مخالفت کی اور زکریا علیہ السلام کو ان لوگوں نے قتل کیا اللہ پاک نے اپنے قوی اور زور آور بندوں کو ان پر مقرر اور مسلط کردیا حضرت عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ جالوت اور اس کا لشکر تھا اپنے یہود کے علما کو چن چن کر قتل کر ڈالا اور توریت کو آگ میں جلا دیا اور مسجد اور گھروں میں گھس گھس کر لوگوں کو قتل وغارت کرنا شروع کیا اور ستر ہزار آدمی انھوں نے قید کرلئے جاسوا خلال الدیار کے معنے یہ ہیں کہ شہروں میں گھس گھس کر اور ہر گلی کوچہ میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر بنی اسرائیل کو تباہ وبرباد کیا اور یہ وعدہ اللہ پاک کا ضرور ہونے والا تھا اس میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں کہ رک جاتا پھر اللہ پاک نے یہ بات فرمائی کہ جب بنی اسرائیل اپنے کردار بد سے تائب ہوئے اور فساد کرنے سے باز آئے تو ہم نے ان کی باری پھیری اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اٹھایا انھوں نے جالوت کو قتل کیا بنی اسرائیل صاحب مال دولت ہوئے اور انکی اولاد دوبارہ بڑھی انکے لشکر پھر فراہم ہونے لگے پھر وہی قوت انکو حاصل ہوگئی پہلے مرتبہ انکے بہت سے لوگ قتل ہوئے تھے اور کثیر التعداد آدمی گرفتار ہوئے تھے جسکی وجہ سے انکی جمعیت میں کمی ہوگئی تھی اور بہت سے مال وضائع وبرباد ہوگئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور دوبارہ از سر نو وہی ساز وسامان انکے لئے مہیا کردیا لیکن انکو یہ بات جتلادی تھی کہ دیکھو یاد رکھو

اب بھی اگر ٹھیک راہ پر رہے اور نیکوکار بنے رہے تو تمہاری ہی جان کو اس سے فائدہ پہونچے گا تم کبھی ذلیل وخوار
نہ ہوگے اور نہ کبھی تباہ وبرباد ہوگے اور اگر پھر اگلی سی حرکت کی اور وہی فساد برپا کیا تو پھر تمہاری جان کے لالے
پڑجائینگے یہ خطاب اگرچہ بنی اسرائیل کو تھا مگر کفار قریش بھی اس میں شامل ہیں کہ اگر تم بھی ویساہی فساد کروگے اور
کتاب اللہ کی مخالفت پر آمادہ ہوکر نبی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاؤگے تو اسکا وبال تمہاری گردن پر پڑیگا
بہرحال بنی اسرائیل پھر بھی راہ راست پر نہیں آئے اور پھر وہی فساد اٹھانے لگے اور حضرت یحیٰ بن ذکریا علیہ السلام
کو ایک عورت کی فرمائش سے ایک بادشاہ نے جو بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھا قتل کروا ڈالا حضرت یحیٰ کا نام انجیل
میں یوحنا ہے اور یہ قصہ انجیل میں مذکور ہے پھر تو اللہ پاک نے فارس کے لوگوں میں سے ایک شخص بخت نصر کو ان پر
مسلط کردیا اسنے وہ قتل وغارت کیا کہ پناہ بخدا اسنے بیت المقدس کو ویران کردیا اور جب تک اسکا غلبہ رہا یہی
برتاؤ بنی اسرائیل کے ساتھ کرتا رہا پھر اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ تمہارا رب بر سر رحم آگیا ہے اگر راہ رحمت
پر آگئے تو پھر وہی شان وشوکت تمہیں دیدیگا اور پھر وہی دولت تمہیں ملجاویگی ضحاک نے کہا ہے کہ یہ رحمت جسکا
اللہ پاک نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا جناب سرور کائنات فخر موجودات صلعم ہیں اور یہ بھی اللہ پاک نے اونہیں
جتلادیا تھا کہ اگر پھر تیسری دفعہ وہی کام کروگے اور وہی فساد اوٹھاؤگے تو یاد رکھو ہم وہی عذاب تم پر نازل
کرینگے ہمارے ہاتھ سے تمہیں رہائی نہیں مل سکتی اہل تاریخ کہتے ہیں کہ تیسری بار پھر اونھوں نے وہی حرکت کی
جو انہیں لائق نہین تھی کہ انکی کتاب میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا وصفت تھی اوسے بدل ڈالا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اسواسطے اللہ پاک نے بھی وہی برتاؤ انکے ساتھ کیا اور وہی بربادی انپر نازل کی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول صلعم کے ہاتھوں سے یہ بہت ہی ذلیل وخوار ہوئے خود قتل ہوئے اور انکی عورتیں
اور بچے لونڈیاں وغلام بنائے گئے انکے مال ودولت غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ لگے جزیہ انپر لگا اہل اسلام کے تحت
ہوکر رہے اسی کی طرف اللہ پاک نے اشارہ کیا ان عدتم عدنا - پھر اللہ پاک نے دنیا کی بربادی بیان فرماکر آخرت کی
سزا کا ذکر فرمایا کہ ان کفار کا حال دنیا مین جو کچھ ہوا وہ ہوا آخرت میں بہت ہی برا گھر انکے واسطے تیار ہے وہاں جہنم
کے قیدخانہ مین یہ قید رہیں گے - صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسے اشعری رض کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہے جس مین
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نافرمان لوگوں کو مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ
اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو پھر انکو کسی ایسے عذاب مین پکڑلیتا ہے جس سے وہ بالکل ہلاک ہوجاتے ہیں اس
حدیث کو آیتوں کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہود کی مہلت اور مہلت کے بعد خرابی کا حال بیان
کرکے قریش کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اگر تم لوگ بھی مہلت کے زمانہ میں اپنی نافرمانی سے باز نہ آئے تو وہی انجام تمہارا
بھی ہوگا جو یہود کا ہوا - اللہ سچا ہے اور اللہ کا وعدہ سچا ہے اس وعدہ کا ظہور فتح بدر اور فتح مکہ کے وقت ہوچکا

منزل ۴

قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایتون کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہی۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ

یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے اُنکو جو یقین لاتے اور کرتے نیکیان کہ اُنکو ہے

أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

ثواب بڑا اور یہ کہ جو نہین مانتے پچھلا دن اُنکے لئے رکھی ہمنے دکھہ کی مار

ع ۱

بنی اسرائیل کے فساد اور پھر اُنکی سزا کا ذکر کرکے اللہ پاک نے قرآن کی ثنا و صفت بیان فرمائی کہ یہ قرآن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے یہ سراپا ہدایت ہے اور ایسی حالت اور طریقہ کی طرف اس سے ہدایت ہوتی ہی جو دین اسلام اور توحید خالص اور رسولوں پر ایمان لانا اور خدا کی کل کتابین جو نازل ہوئی ہیں اول سے آخر تک سب پر یقین کرنا اس قرآن مجید کی تعلیم ہے پھر اللہ پاک نے اپنے ایماندار لوگونکو بشارت سنائی کہ اس کتاب سے خدا اور رسول پر ایمان لانے والے لوگ مژدہ پاتے ہیں جو اچھے اچھے کام دنیا میں کرتے ہیں اور خدا اور رسول کے امر کی تعمیل کرکے مناہی کی باتون سے بچتے رہتے ہیں انہیں دین و دنیا میں بہت ہی بڑا فائدہ اور اجر ملے گا جنت خاص انہیں لوگون کے واسطے خدا نے بنا رکھی ہے پھر اللہ پاک نے اُن لوگونکا انجام بیان کیا کہ جو لوگ خدا و رسول اور قیامت کے دن پر ایمان و یقین نہین رکھتے ہیں اُنکے لئے سخت عذاب ہی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کی حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک لوگون کے لئے جنت میں جو نعمتین پیدا کی گئی ہیں وہ نہ کسی نے آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دل میں اُنکا خیال گزر سکتا ہے اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث بھی گزر چکی ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کی جو تفصیل مجھکو معلوم ہے اگر اسکو مین لوگون کے سامنے بیان کردون تو لوگ ہنسی بالکل بھول جاوین اور ہر وقت روتے رہیں آیۃ میں جنت کو اجر کبیر اور دوزخ کو عذاب الیم جو فرمایا یہ حدیثین گویا اُسکی تفسیر ہیں۔

منزل ۴

وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ۝

اور مانگتا ہے آدمی برائی جیسے مانگتا ہے بھلائی اور ہے انسان اتاولا

اس آیۃ میں اللہ پاک نے انسان کی جلدی و شتابی کرنے کا بیان فرمایا کہ اکثر لوگ تنگ ہوکر جسطرح اپنے لیے اچھی دعائین خدا سے مانگا کرتے ہیں اُسی طرح اپنی جان و مال اور اولاد کے لئے بد دعا بھی کرنے لگتے ہیں اور خدا ...ل و علی سے اس بات کے خواستگار ہوتے ہیں کہ وہ اس بد دعا کو جلدی سے قبول کرلے مگر اللہ پاک کے فضل کو دیکھئے کہ وہ بد دعا انسان کے حق میں قبول نہیں کرتا شاذ و نادر کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ انسان جیسی فال بد اپنے لئے منہ سے نکالتا ہے ویسا ظہور میں آجاتا ہے مگر ہر وقت اور ہر گھڑی اگر انسان کی بد دعا قبول کیجائے تو کہین اُنکا

پتا بھی نہ لگے اور لطف یہ ہو کہ اس بد دعا کرنے کے بعد پھر یہ بھی کہنے لگتے ہیں کہ خدا نے ہماری بد دعا قبول کرنے میں دیر لگائی اسی کو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ انسان بہت ہی جلد باز ہے صحیح مسلم میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو غصہ کی حالت میں تم اپنی جان اور مال پر بد دعا نہ کرو شاید ایسا نہ ہو کہ جو وقت تم بد دعا کر رہے ہو وہ وقت قبولیت دعا کا ہو اور وہ تمہاری بد دعا قبول ہو جاوے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان شخص کو غصہ کی حالت میں ہر طرح کی بد دعا سے بچنا چاہیے

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا

اور ہمنے بنائی رات اور دن دو نمونے پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنا دیا دن کا نمونہ دیکھنے کو کہ تلاش کرو فضل

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝

اپنے رب کا اور معلوم کرو گنتی برسوں کی اور حساب اور سب چیز سنائی ہمنے کھولکر

اس آیۃ میں اللہ پاک نے اپنی دونو نشانیوں رات و دن کا ذکر کیا کہ یہ دونو دو نشانیاں جدا جدا ہیں ایک ان میں سے تاریک ہے دوسری روشن ہے اور ہر ایک ایک دوسری کے پیچھے اس طرح لگاتار آتا جاتا رہتا ہے کہ کبھی کسی کا دورہ ختم نہیں ہوتا ان میں وہ عجائبات قدرت رکھے ہیں جنکے جاننے اور سمجھنے کی قدرت انسان کو نہیں ہے اور بے شبہ دونو اللہ کی ہستی کی دلیلیں ہیں پھر یہ ذکر فرمایا کہ ہمنے رات کی نشانی کو اندھیرا کر دیا اور دن کی نشانی کو روشن بنایا پھر اسکے بعد اللہ پاک نے اپنے بندوں پر اس بات کا احسان جتلایا کہ یہ دن و رات اور چاند و سورج کا پیدا کرنا تمہارے نفع کے واسطے ہے اگر رات نہ ہوتی تو تم آرام کب کرتے دن کے تھکے ماندے گھروں میں آکر چین سے ٹانگیں پھیلا کر کس طرح سوتے اور پھر اگر ہمیشہ رات ہی رہتی تو تم اپنی قوت لا یموت کس وقت حاصل کرتے چلتے پھرتے کب دوست احباب سے ملاقات کب ہوتی غرضکہ ان فوائد اور نفع کے لئے دن اور رات کو خداوند جل شانہ نے پیدا کیا جسکی تفصیل انسان کی قدرت سے باہر ہے سینکڑوں فائدے اس رات کی تاریکی میں اللہ جل شانہ نے مخفی رکھے ہیں رات کی اوس درختوں پر پڑ کر اس کی نشو و نما میں ایک عجیب اثر پیدا کر دیتی ہے بہت سے درخت ایسے ہیں جنمیں دن کی دھوپ نہایت ہی مفید ہے دن اگر نہ ہوتا انسان رات کے اندھیرے میں رہتے رہتے گھبرا جاتا اسی طرح چاند کو بھی دنیا کی مخلوق میں ایک بڑا دخل ہے اور سورج بھی انسانی فائدہ کا ایک بہت بڑا مرکز قرار دیا جاتا ہے انہیں دونوں کے دورے سے رات و دن کا ظہور ہوتا ہے اور پھر ایام کے حساب کر نیسے ہفتہ اور ہفتوں سے مہینے اور مہینوں سے سال کا حساب انسان لگاتا رہتا ہے اگر تاریخ روز اور مہینوں کی گنتی یا حساب میں کچھ فرق پڑ جائے تو تمہارے بہت سے کام ابتر ہو جاویں اسلئے اللہ تعالیٰ نے ساری باتیں تفصیل کر کے بیان کر دی ہیں سورہ توبہ میں گزر چکا ہے کہ یہ دنوں مہینوں اور برسوں کا حساب لوح محفوظ کے نوشتہ کے موافق ہے مشرکین مکہ نے اس حساب میں فرق جو ڈال رکھا تھا اسکو سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے کفر کی رسم فرمایا ہے فتح مکہ کے بعد اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کفر کی رسم کی جو اصلاح کی ہے صحیح بخاری و مسلم کی ابی بکرہ رض کی حدیث کے حوالہ سے اسکا ذکر بھی سورہ توبہ مین گذر چکا ہے حاصل یہ ہے کہ سورہ توبہ کی آیتین اور ابی بکرہ رض کی حدیث اس آیۃ کی گویا تفسیر ہیں جسکا حاصل یہ ہی کہ مہینون اور برسون کا جو حساب اللہ تعالیٰ نے ٹھہرا دیا ہے اس مین فرق ڈالنا کفر کی رسم ہے۔

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝

اور جو آدمی ہے لگا دی ہے ہمنے بری قسمت اسکی گردن سے اور نکال دکھاوینگے اسکو قیامت کے دن لکھا کہ پاویگا اسکو

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝

پڑھ لے لکھا اپنا تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا حساب لینے والا

اس آیۃ میں اللہ تعالےٰ نے نامہ اعمال کو اڑنے والے جانورون سے مشابہت دیکر طائر اسلئے فرمایا کہ قیامت کے دن کئی پیشیان بندون کی اللہ تعالیٰ کے روبرو ہونگی پہلی دو پیشیون مین اللہ تعالیٰ انکو انکے گناہ یاد دلاتا رہے گا اور لوگ طرح طرح کے عذر کرتے رہیں گے تیسری دفعہ نامہ اعمال کے کاغذون کو پردار جانورون کی طرح اوڑا دینے کا حکم ہو جاویگا وہ نامہ اعمال اوڑ کر داہنے اور بائین ہاتھون مین جیسے جسکے عمل ہونگے آجاوینگے ترمذی اور مسند امام احمد بن حنبل مین حضرت ابوہریرہ رض سے یہ نامہ اعمال کے اوڑا دئے جانے کا ذکر صراحت سے آیا ہے اور ماں کے پیٹ میں جب آدمی کا پتلا بنتا ہے روح کے پھونکے جانے سے پہلے ان عملون کو جو پیدا ہونے کے بعد ہر شخص کرتا ہے فرشتے لکھ لیتے ہیں اور آدمی جب تک جیتا رہتا ہے اسی تقدیر کے لکھے کے موافق عمل کرتا رہتا ہے اور آدمی کے مرجانے کے بعد نیک عمل نیک صورت بنکر اور بد عمل بد صورت بنکر قبر میں اسکے ساتھ رہتے ہیں اور قیامت میں انہی عملون کے موافق جزا و سزا اسکو بھگتنی پڑے گی غرض کوئی وقت ایسا نہیں کہ یہ عمل انسان سے جدا ہون اسلئے یہ فرمایا کہ اعمال نامہ انسان کی گردن میں لگا ہوا ہے یہ عرب کا ایک محاورہ ہے جو چیز کسی کے سر پڑ جاوے اس کو گردن میں لگی ہوئی چیز کہتے ہیں یہ ایسا ہی محاورہ ہے جسطرح اردو میں کسی شخص کو کہتے ہیں کہ یہ چیز تو اسکے گلے پڑ گئی نامہ اعمال کے اوڑائے جانے کے باب میں اوپر ابوہریرہ رض کی حدیث جو گزری ہے یہ حدیث حسن بصری کی روایۃ سے ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کی روایۃ کے بعد لکھا ہے کہ حسن بصری رح کو حضرت ابوہریرہ رض سے کسی حدیث کے سننے کا موقع نہیں ملا اسلئے یہ حدیث مرسل ہے لیکن ابوداود اور مستدرک حاکم مین یہ حدیث حسن بصری رح نے حضرت عائشہ سے بھی روایت کی ہے اور صاحب جامع الاصول نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ حسن بصری رح اور حضرت عائشہ کی ملاقات ہوئی ہے اسلئے امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے اور ایک روایۃ کو دوسری روایۃ سے تقویۃ ہو جاتی ہے یہ بات ایک جگہ بیان کر دی گئی ہے کہ جہان تابعی کسی حدیث کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایۃ کرے تو اسکو مرسل کہتے ہیں۔ اب آگے فرمایا قیامت کے دن ہر شخص کو اسکے عمر بھر کے عملون کی کتاب پڑھنے کو دیجاویگی

منزل ۴

اور کہا جاویگا کہ دوسرے کسی گواہ کی ضرورت نہیں اعمال نامہ کو دیکھ کر خود تو ہی اپنے عمر بھر کے عملون کو جانچنے کے لئے کافی ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے انس رض بن مالک کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جولوگ نامہ اعمال کو پڑھ کر اپنے گناہونکا انکار کرین گے اُنکے ہاتھ پیرون سے گواہی دلوائی جاوے گی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمر رض کی حدیث بھی ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جولوگ نامہ اعمال کو پڑھ کر اپنے گناہونکا اقرار کرین گے اللہ تعالیٰ اُنکے سچ سے خوش ہوکر اُنکے گناہون کو معاف کر دیویگا۔ قیامت کو ان اعمال نامون کے پڑھنے کے بعد جو کچھہ نتیجہ ہوگا اُسکا حال ان حدیثون سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

جو کوئی راہ پر آیا تو آیا اپنے ہی واسطے اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا اپنے ہی برے کو اور کسی پر نہیں پڑتا بوجھہ دوسرے کا اور ہم بلا نہیں ڈالتے جب تک نہ بھیجین کوئی رسول

اِس سے پہلے اللہ پاک نے یہ ذکر فرمایا تھا کہ ہر شخص کا عمل جو اللہ کے فرشتے لکھہ رہے ہیں اُسکے سامنے پیش کیا جاویگا اور اُسی کے موافق جزا و سزا ہوگی اپنا اپنا حساب و کتاب ہر شخص وہان دیکھہ لے گا اِسکے بعد یہ بیان فرمایا کہ ہر شخص جو راہ یاب ہوتا ہے اور ہر شخص جو گمراہ ہوتا ہے وہ سب اپنے اپنے لئے فائدہ یا نقصان اوٹھاتے ہیں جو شخص دنیا میں اچھے عمل کرتا ہے اور رسول کی تابعداری میں چست رہا ہے آخرت میں اُسکو اچھا بدلا وہان ملے گا اور جس نے یہان بُرے عمل کئے اور رسول کو جھٹلا کر خدا کے ساتھہ شریک ٹھہرایا اور گمراہی میں پڑا رہا ہے وہ آخرت مین خسارہ میں رہیگا وہان اُسکو اُسکے عمل کا بدلہ بڑے عدل و انصاف کے ساتھہ ملیگا اُسپر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جاوے گی ہر شخص اپنا اپنا بوجھہ اوٹھائیگا کوئی گنہگار دوسرے خطاکار کا بوجھہ نہیں اوٹھائے گا پھر اللہ پاک نے اپنے انصاف و عدل کا حال بیان فرمایا کہ یون تو اللہ کو سب معلوم ہے کہ کون گمراہ ہونے والا اور خطاکار ہے اور کون نیکبخت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے سزا و جزا کا فیصلہ اپنے علم غیب پر نہیں رکھا بلکہ دنیا کے نیک و بد کے ظہور پر رکھا ہے اور انجانی کا عذر رفع کر دینے کے لئے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے تاکہ سزا و جزا کے کام لوگون کو اچھی طرح معلوم ہو جاوین۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے مغیرہ رض بن شعبہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لوگون کے انجانے کے عذر کو رفع کر دینا بہت پسند ہے اسی واسطے اُسنے آسمانی کتابین دیکر رسولون کو بھیجا۔ آیت کے آخری ٹکڑے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔

وَاِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝

اور جب ہم نے چاہا کہ کھپا دین کوئی بستی حکم بھیجا اُسکے عیش کرنے والونکو پھر اُنھون نے بیحکمی کی اُس مین تب ثابت ہوئی انپر بات تب

اِس آیت میں اللہ پاک نے اپنے عذاب بھیجنے کی کیفیت بیان فرمائی کہ جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو یون یکبیک نہیں

منزل ۴

ہلاک کرتے بلکہ اپنے رسول کے ذریعہ سے پہلے اپنا حکم وہان کے لوگونکو بھیجدیتے ہین اور جو لوگ اس بستی مین خوش حال و آسودہ ہوتے ہین انکو ہر طرح کی اسایش و آرام عطا کرتے ہین اور اپنی طاعت کا امر کرتے ہین پھر جب وہ فسق و فجور کرنے لگتے ہین اور راہ حق پر نہین آتے رسول کو جھٹلاتے ہین تو پھر اللہ کا حکم نافذ ہوجاتا ہے اور جس طرح کے عذاب کی بات انکے حق مین مقرر کی ہوئی ہوتی ہے وہ پیش آجاتی ہے اور اسی طرح اس بستی کو تہ و بالا کرتے ہین کہ کہین ڈھونڈے بھی اسکا پتہ نہین چلتا جڑ سے اوکھاڑکر پھینکدیتے ہین - ابوداؤد اور ترمذی مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ سے روایتہ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بستی مین نافرمانی اس طرح پھیل جاویگی کہ کوئی کسی کو بستی والون مین نافرمانی سے نہ روکے گا تو ایسی تمام بستی پر کوئی عذاب آلہی نازل ہوجاویگا - ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے - صحیح ابن حبان مین حضرت عائشہ رضہ سے روایتہ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بستی مین عام طور پر نافرمانی پھیل جاویگی تو دنیا مین ساری بستی پر کوئی عذاب آنکر لوگ ہلاک ہوجاوین گے پھر عقبے مین ہر ایک کے عملون کے موافق سزا و جزا کا فیصلہ ہوگا - ان حدیثون کو آیتہ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ کسی بستی مین نافرمانی پھیل کر جب تک بستی کے کچھ لوگ نافرمان لوگون کو وعظ و نصیحت کرتے رہین گے تو تمام بستی کا عذاب رکا رہے گا پھر جب بستی کے لوگون مین سے یہ بات بھی اٹھ جاویگی تو بستی کے نیک و بد سب لوگ کسی عذاب سے دنیا مین ہلاک ہوکر عقبے مین ہر ایک کے عملونکے موافق سزا و جزا کا فیصلہ ہوگا -

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝

اور کتنی کھپادین ہمنے سنگتین نوح سے پیچھے اور بس ہے تیرا رب اپنے بندونکے گناہ جانتا دیکھتا

اوپر کی آیتہ مین جب اللہ پاک نے اپنا عذاب نازل کرنے کی کیفیت بیان کردی تو اب اس آیتہ مین کفار قریش کو دھمکی دی اور ڈرایا کہ تم یہ نہ سمجھو کہ تم ہمارے رسول برحق کو جھٹلاؤ گے اور پھر بچ جاؤ گے نوح علیہ السلام کے بعد سے ہمنے ہزارون بستیان ہلاک کردی ہین حضرت آدم سے حضرت نوح علیہ السلام تک دس قرن گزرے تھے اس زمانہ مین سب کے سب مسلمان تھے پھر جب گمراہ ہونے لگے اور طرح طرح کی برائیان اور خدا کی نافرمانی کرنے لگے اور دنیا شرک سے معمور ہوگئی تو ضرورت ہوئی کہ کوئی رسول انکے پاس آئے اسپر اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام کو رسول مقرر فرمایا جب نوح علیہ السلام رسول ہوئے اور لوگون کو اسلام کا پیغام پہونچایا تو اونھون نے آپکو جھٹلایا اور کہا کہ ہم مین اور تم مین کیا فرق ہے جسطرح تم انسان ہو ہم بھی انسان ہین سارے کام ہمارے جیسے تمہارے بھی ہین پھر تم رسول ہوا اور ہم نہ ہون اگر خدا اپنا رسول بھیجتا تو کوئی فرشتہ بھیجتا بہرحال حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول ہین جنکو انکی امت نے جھٹلایا ہے اسی واسطے اللہ پاک نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کے بعد بہت سی بستیان ہمنے خاک سیاہ کردی ہین قوم عاد قوم ثمود قوم صالح غرضکہ بہت سے گروہ ہلاک ہوئے اور انکی ہلاکت کی وجہ یہی تھی کہ جس طرح تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہو وہ بھی اپنے رسولون کو جھٹلاتے تھے - تو اے کفار مکہ تم بیخوف نہ ہوجاؤ جسوقت خدا بدلا لینے پر آمادہ ہوگا طرفۃ العین مین

تمہیں ہلاک کر ڈالیگا اُسے ہلاک کرتے کچھ دیر نہیں لگتی وہ ہر شخص کے انجام سے واقف ہی نیکوکار کو بھی وہ خوب
جانتا ہے اور گنہ گار کا بھی اسے علم ہے وہ نہایت ہی دانا بینا ہے اُسکا علم ہر شے کو محیط ہے۔ لیکن عادت الٰہی یہ ہے
کہ پہلے نافرمان لوگون کو مہلت دی جاتی ہی اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو
اُنکو کسی سخت عذاب میں پکڑ لیا جاتا ہی۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسےٰ اشعری رضؓ کی اس مضمون کی حدیث کئی
جگہ گزر چکی ہے جسمین اس عادت الٰہی کا بیان ہے وہی حدیث آیۃ کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پچھلی سب قومون
کو پہلے مہلت دی گئی ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آئے تو طرح طرح کے عذابون سے
ہلاک کر دئے گئے۔ یہی حال قریش کا ہوا کہ بارہ تیرہ برس تک اُنکو مہلت دی گئی جب مہلت کے زمانہ میں وہ باز
نہ آئے تو اُن مین کے بڑے بڑے سرکش لوگون کو بدر کی لڑائی میں ہلاک کر دیا اور فتح مکہ سے ساری قوم کی سرکشی اور
نافرمانی کو مٹایا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انس رضؓ بن مالک کی اور عبداللہ بن مسعود اور ابو ہریرہ رضؓ کی روایتون کے حوالہ سے
قصہ بدر اور فتح مکہ کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا

جو کوئی چاہتا ہو پہلا گھر شتاب دے چکیں ہم اُسکو اُس میں جتنا چاہیں جسکو چاہیں پھر ٹھیرایا اُسکے واسطے دوزخ پیٹھے گا اس میں

حاصل اس آیۃ اور اسکے آگے کی آیۃ کا یہی ہے کہ جو شخص فقط دنیا مین پھنس کر دین سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اُسکو دنیا
کچھ زیادہ نہیں ملتی بلکہ اُسی قدر ملتی ہے جو اُسکے نصیب میں خدا نے لکھی ہے اور جو لوگ دین کے خواہش مند ہیں اُنکے اعمال کے
قبول ہونے کے لئے آیۃ مین تین شرطین ہیں ایک تو آدمی پورا ایماندار ہو جسکا مطلب یہ ہی کہ جو باتین شریعت میں ایمان لانے
کی ہیں اُنمین بدعقیدہ نہ ہو دوسرے اُسکا عمل آخرت کے ثواب کی غرض سے ہو اوس عمل میں دنیا کا دکھاوا اور ریاکاری نہ ہو
تیسرے دل کی کوشش سے وہ عمل کیا جاوے اوپری دل سے رسم کے طور پر نہ کیا جاوے کہ منافقون کے عمل کی نشانی
ہے معتبر سند سے ترمذی میں انس رضؓ سے اور ابن ماجہ امام احمد بن حنبل دارمی میں ناقابل اعتراض سند سے زید بن ثابت
سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ جو شخص دین سے غافل اور دنیا کا خواہش مند ہے وہ ہمیشہ پریشان حال رہتا
اور دنیا مقدر سے بڑھ کر اُسکو نہین ملتی اور جو شخص دین کا طلب گار رہتا ہے اُسکا دل ہمیشہ غنی رہتا ہے اور بقدر
ضرورت دنیا بھی بلا طلب اُسکو ملا کرتی ہے صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ
نہ تمھاری صورتون کو دیکھتا ہے نہ تمھارے مال و متاع کو دیکھتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ صرف تمہارے دلون کے اعتقاد
اور عملون کے خالص ہونے کو دیکھتا ہے معتبر سند سے مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایۃ ہی جسکا
حاصل یہ ہے کہ جس شخص کا ٹھکانہ دنیا ہے اور دنیا کے لئے جو لوگ روپیہ جمع کرتے وہ بالکل بے عقل ہیں صحیح مسلم
کے حوالہ سے انس بن مالک رضؓ کی روایت ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ دنیا کی خوشحالی کے نشہ میں عقبےٰ کے منکر ہیں قیامت

منزل ۴

کے دن جب ایسے لوگونکو دوزخ مین جھونک دیا جاویگا تو اللہ کے فرشتے ایسے لوگونکو قائل اور ذلیل کرنے کے لئے ان سے پوچھین گے کہ دنیا کی جس خوشحالی کے نشہ میں تم لوگ اس دن کے منکر تھے اس عذاب کے آگے تمکو دنیا کی وہ چند روزہ خوشحالی کچھ یاد ہے وہ لوگ قسمین کھا کر کہوین گے کہ اس عذاب کے آگے ہمین دنیا کی خوشحالی بالکل کچھ یاد نہیں ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ عقبےٰ کے منکر یا عقبےٰ سے غافل لوگون کو دنیا کی خوشحالی تو اسی قدر ملے گی جو انکے نصیب میں ہے پھر اس خوشحالی کے نشہ مین جو لوگ عقبیٰ کے منکر ہیں یا عقبےٰ کے اجر کا جنکو پورا یقین نہیں اسلئے وہ جو نیک کام کرتے ہیں وہ خالص دل سے نہیں کرتے ایسے لوگ دنیا میں جو چھوڑ جاوین گے وہ تو رائگان ہے اور خوشحالی سے جو کچھ کھاوین پیوین گے عقبےٰ کے عذاب کے آگے وہ حالت اونکو بالکل یاد بھی نہ رہیگی ۔ انس بن مالک رضی کی حدیث میں ایسے لوگون کے دوزخ میں ڈھکیل دئے جانے کا اور دنیا کی چند روزہ خوشحالی کو یاد دلا کر انکے ذلیل کئے جانے کا جو ذکر ہے اس سے مذموما مدحورا کی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ۝

اور جسنے چاہا پچھلا گھر اور دوڑ کی اسکے واسطے جو اسکی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے سو ایسونکی دوڑ نیک لگی ہے

اوپر کی آیۃ میں یہ مذکور تھا کہ دنیا میں یہ کفار جو نیکیان کرتے ہیں اور اس سے طلب خیر کا ارادہ کرتے ہیں ہم اپنی مرضی کے موافق جتنا چاہتے ہیں دنیا میں اس کا بدلہ انکو دیتے ہیں اور اس آیۃ میں فرمایا جو شخص اپنے نیک عمل بخیال آخرت کے کرتا ہے اسکے لئے کامل کوشش جی توڑ کر کرتا ہے اور پھر وہ شخص بذات خود خدا و رسول پر ایمان بھی رکھتا ہے تو اسکی سعی عند اللہ مشکور ہوگی یہ تو اوپر بیان کر دیا گیا ہے کہ سعی کے مشکور ہونے کے لئے تین شرطین ہیں ایک تو ارادہ دار آخرت کے ثواب کا دوسری کوشش کامل تیسری خود اس شخص کا مومن ہونا کیونکہ عمل صالح اس شخص کا مقبول ہوتا ہے جو صاحب ایمان و متقی ہو حضرت عائشہ کی حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ دنیا اسکا گھر ہے جسکا اور کہین ٹھکانا نہیں اور دنیا میں مال وہی شخص جمع کرتا ہے جو بے عقل ہے ۔ وہی حدیث اس آیۃ کی بھی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اوپر کی آیۃ میں جن لوگونکا ذکر ہوا اور اس آیۃ میں جن لوگونکا حال ہے اس اوپر کی آیۃ کے لوگون کے وہ حال کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ یہ لوگ ان تینون شرطون کے پابندی سے نیک عمل کرتے ہیں جن شرطون کا ذکر ان آیتون میں ہے ۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ رضی کی روایۃ سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک لوگون کے لئے جنت مین جو نعمتین پیدا کی گئی ہیں وہ کسی نے جنت مین جانے سے پہلے نہ آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی دل میں اسکا خیال گذر سکتا ہے یہ حدیث کان سعیہم مشکورا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جن نیک لوگونکا ذکر آیۃ میں ہے قیامت کے دن انکی کوشش اور دوڑ دھوپ کا جو بدلہ انکو دیا جاویگا اسکی خوبی نہ کسی نے ابھی آنکھون سے دیکھی نہ کانون

منزل ۴

سے سنی نہ کسی کے دل میں اُس کا خیال گزر سکتا ہے ۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ

ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں اُنکو اور اُنکو تیرے رب کی بخشش میں سے اور تیرے رب کی بخشش کسی نے نہیں گھیری دیکھ کیسا

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝

بڑھایا ہمنے ایک کو ایک سے اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے ہیں اور بڑی بڑائی

اوپر کی آیتوں میں اِس بات کا بیان تھا کہ جو شخص اپنے عمل سے دنیا کا ارادہ کرتا ہے تو اوسے دنیا مل جاتی ہی اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہی تو اُسے آخرت ملتی ہی اب یہ فرمایا کہ اِن دونوں گروہ میں سے کوئی بھی ہو سب پر اللہ پاک اپنی بخشش کئے جاتا ہے جو شخص جس بات کا مستحق ہے وہ اوسے عطا کرتا ہی اُسکے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں ہے کوئی چاہے کہ خداوند جل شانہ کی بخشش کو روک دے تو وہ کسی کے روکے نہیں رک سکتی کافر و مومن سب کا وہ رازق ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ دیکھو اللہ نے کس طرح دنیا میں لوگوں کو پیدا کیا ہی ایک پر ایک کو بزرگی دی ہی کسی کو تونگر کسی کو محتاج بنایا کوئی بادشاہ ہی تو کوئی فقیر کوئی بیمار ہے تو کوئی تندرست۔ کسی کو عقلمند پیدا کیا تو کسی کو نادان کوئی دیوانہ ہے تو کوئی ہوشیار غرضکہ اِس میں بھی خدا کی وہ حکمت پوشیدہ ہی جسکے سمجھنے کی طاقت قوت بشر سے بالکل باہر ہی بڑے بڑے صاحب عقل اِس بھید کے سمجھنے سے قاصر ہیں پھر یہ فرمایا کہ جس طرح دنیا میں تم دیکھتے ہو کہ اللہ پاک نے ایک کو ایک سے افضل بنایا ہے اور ایک پر ایک کو بزرگی دی ہے اسی طرح سمجھ لو کہ آخرت کے درجے بھی الگ الگ ہیں صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے نیچے کے درجے کے لوگوں کو اوپر کے درجوں کے جنتی اسطرح نظر آوینگے جس طرح زمین پر سے تارے نظر آتے ہیں۔ اِن ہی ابو سعید خدری رضؓ سے مسند امام احمد اور مسند بزار میں صحیح روایت ہی جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کی آگ کسی کے ٹخنوں تک ہوگی اور کسی کے گھٹنوں تک اور کسی کے سر سے بھی اونچی ۔ دنیا کے درجوں کی طرح آخرت کے درجوں کے الگ الگ ہونے کا ذکر جو آیتوں میں ہے اُسکی تفسیر اِن حدیثوں سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے ۔

منزل ۴

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝

نہ ٹھیرا اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم پھر بیٹھ رہے گا تو اولاہنا پاکر بیکس ہوکر

اِس آیۃ میں اگرچہ اللہ پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا مگر اللہ کے احکام امت کے لوگوں کو اللہ کے رسول کی معرفت پہونچتے ہیں اسلئے حقیقت میں ہر ایک انسان اس خطاب میں داخل ہوا اور ہر انسان کو یہ حکم سنایا گیا کہ خدا کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ اگر کسی نے اُس وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ اس جرم کے باعث سے ملامت میں پڑیگا اور کوئی اُسکا حامی و مددگار نہ ہوگا اور اللہ پاک کبھی اُسکی مدد نہ کریگا بلکہ اُسی معبود باطل

کے سپرد اس شخص کو کردیگا جو کسی قسم کے نفع وضرر کا مالک نہیں ہے کیونکہ ہر طرح کا فائدہ و نقصان خدا کے ہاتھ میں ہے اور سارے جہان میں اسی وحدہ لاشریک کا بول بالا ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ اللہ کے فرشتے دنیا کی چند روز خوشحالی کا اولاہنا دیکر دوزخیوں کو قائل اور ذلیل کریں گے۔ یہ حدیث فتقعد مذموما مخذولا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل وہی ہے جو آیۃ من کان یرید العاجلۃ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ

اور چکا دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اسکے سوا اور ماں باپ سے بھلائی کبھی پہنچے تیرے سامنے بڑھاپے کو وہ ایک یا دونون

اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ

تو نہ کہہ انکو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ انکو بات ادب کی اور جھکا انکے آگے کندھے

الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ

عاجزی کرکر نیاز سے اور کہہ اے رب انکو رحم کر جیسا پالا انھوں نے مجکو چھوٹا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی

اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ

میں ہے جو تم نیک ہوگے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخشتا ہے اور دے ناتے والے کو اسکا حق اور محتاج کو اور

السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝

مسافر کو اور مت اڑا بکھیر کر بیشک اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر

منزل ۴

سب سے بڑھ کر تو آدمی پر اللہ تعالی کا حق ہے کسلئے کہ اللہ تعالی نے آدمی کو پیدا کیا ہی پھر جب ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو جاتا ہی تو اسکی ہر طرح کی پرورش اور تربیت دنیا میں ماں باپ کے سبب سے ہوتی ہے اسواسطے اللہ تعالی نے اس آیۃ میں اپنے حق کے ساتھ ماں باپ کے حق کے ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہی اور ماں باپ کا دنیوی حق یہ ذکر فرمایا ہی کہ انکے ساتھ ان کے بڑھاپے میں حسن سلوک سے پیش آوے اور دینی حق یہ فرمایا کہ انکے لئے دعا خیر کرتا رہے اگر ماں باپ کفر کی حالت میں مرجاویں اور اولاد مسلمان ہو تو ایسے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت بموجب آیۃ ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربے سے منع ہی حدیث شریف میں بھی ماں باپ کی تابعداری کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے صحیحین میں ابو ہریرہ رض سے روایۃ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے پوچھا کہ دنیا میں کس کا حق مجھپر زیادہ ہی آپ نے فرمایا کہ پہلے تیری ماں پھر تیرا باپ کا صحیح مسلم اور ادب سفر د بخاری میں ابو ہریرہ رض سے روایۃ ہی کہ آنحضرت نے ایک روز فرمایا بڑا بدنصیب ہے بڑا بدنصیب ہی صحابہ نے پوچھا حضرت کون بڑا بدنصیب ہی آپ نے فرمایا وہ جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان دونوں میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر انکی خدمت گزاری کے سبب سے جنت میں نہ گیا صحیحین میں عبداللہ بن عمر رض سے روایۃ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے لڑائی پر چلنے کی اجازت چاہی آپ نے پوچھا کہ تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے جواب دیا کہ جی ہاں

مستدرک حاکم اور بیہقی اور معتبر سند سے مفرد بخاری ادب میں ہے گزاری میں اجر خدمت کی انکی جا اچھا تیرا فرمایا نے آپ زندہ ہیں

زندہ ہیں آپنے فرمایا تیرا اچھا جا انکی خدمت گزاری میں ہے ادب مفرد بخاری اور معتبر سند سے مستدرک حاکم اور بیہقی
میں عبد اللہ رضؓ بن عمر کی حدیث میں ہے کہ اللہ کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی کے ساتھ ہے اب ماں باپ کے حق کے
بعد اللہ تعالی نے آیۃ میں اور رشتہ دارون کا حق اور محتاج اور مسافرون کا حق ذکر فرمایا ہے حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ
ماں باپ کے بعد بہن کا حق ہے پھر بھائی کا پھر درجہ بدرجہ اور رشتہ دارون کا حق ہے صحیحین میں حضرت انس رضؓ سے روایۃ ہے
کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اسکے رزق میں کشائش ہو اور اسکی عمر بڑھے تو اسکو چاہیے کہ اپنے رشتہ
دارون سے حسن سلوک سے پیش آوے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایۃ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جب خدا تعالے نے
مخلوق کو پیدا کیا تو قرابت داری نے خدا تعالی سے فریاد کی کہ دنیا میں اگر لوگ میرا واسطہ قطع کرین گے تو کیا ہوگا اللہ تعالی نے
فرمایا جو تجھکو قطع کریگا میں اسکو قطع کرونگا اب قرابت دارون محتاج مسافرون کی خبر گیری میں مال خرچ کرنے کی ہدایت
فرما کر اللہ تعالی نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ہر خرچ میں میانہ روی چاہیے اسراف اور فضول خرچی نہیں چاہیے کہ مال
کی ناقدری اور فضول خرچی ناشکری کا موجب ہے اور ناشکری شیطان کا کام ہے کہ اس نے خدا کی اس نعمت کا کہ
خدا نے اسکو فرشتہ بنا کر رکھا تھا شکر نہیں کیا اور نافرمانی کرکے اپنے آپکو مردود ٹھہرالیا۔ اگرچہ وقضی ربک کی تفسیر میں چند
قول ہیں لیکن حضرت عبد اللہ رضؓ بن عباس کے صحیح قول میں قضی ربک کی تفسیر امر ربک آئی ہے ترجمہ میں یہی قول لیا گیا ہے۔
صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ رضؓ کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی انسان کی ظاہری حالت کو نہیں دیکھتا بلکہ اللہ تعالی
کی نظر انسان کے دلی ارادہ پر ہے۔ اس حدیث کو آیۃ ربکم اعلم بما فی نفوسکم کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اولاد کے
دل میں تو ماں باپ کا ادب ہوگا لیکن بغیر دلی ارادہ کے ماں باپ کی شان کے برخلاف کوئی بات اولاد کی زبان سے نکل
جاویگی اور پھر اسکا پچھتاوا ہوگا تو اللہ ایسی بھول کو بخشدیوے گا کیونکہ اللہ تعالی کی نظر ہمیشہ انسان کے دلی ارادہ پر ہے
اوابین کے معنے اکثر سلف نے توابین کے لکھے ہیں۔ عرب کے محاورہ میں ایک طرح کی عادت کے دو شخصون کو بھائی کہتے
ہیں اسی کے موافق بیجا مال اڑانے والون کو ناشکری کی عادت میں شیطان کا بھائی فرمایا ہے۔

وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ○ وَلَا تَجْعَلْ

اور اگر کبھی تغافل کرے تو انکی طرف سے تلاش میں مہربانی کی اپنے رب کی طرف سے جسکو توقع رکھتا ہے تو کہہ انکو بات نرمی کی اور نہ کر

يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ○ إِنَّ رَبَّكَ

اپنا ہاتھ بندھا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھولدے اسکو نرا کھولنا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا تیرا رب

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ○

کشادہ کرتا ہے روزی جسکو چاہے اور کستا ہی وہی ہے اپنے بندونکو جانتا دیکھتا

اوپر جن لوگون کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا ذکر تھا اسی کو پورا کرنے کے لئے فرمایا کہ کسی موقع پر تنگدستی کے

منزل ۴

ع ۳ / ۸

سبب اگر ان لوگون کو دینے کے قابل کچھہ نہ ہو تو اللہ کے فضل کی توقع پر انسے آیندہ سلوک کرنے کا وعدہ نرم لفظون میں کیا جاوے اب آگے بخیل اور فراخ دستی کی ایک مثال بیان فرمائی کہ اس حسن سلوک میں نہ انسان بخیل بنجاوے جیسے کسی نے اُسکا ہاتھ گردن میں رسی سے اس طرح باندھ دیا ہی کہ وہ دینے کے نام سے ہاتھ نہیں بڑھا سکتا نہ ایسا سخی بنجاوے کہ دینے کے بعد پھر پچھتانا پڑے۔ معتبر سند سے طبرانی میں ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھاکر فرمایا جو شخص اپنے غریب رشتہ دارون کو چھوڑکر غیرون کو صدقہ خیرات دیویگا تو ایسے شخص کا دینا بارگاہ الٰہی میں اجر کے قابل نہ ٹھہر یگا۔ آیتون میں بیجا بخیلی اور بیجا سخاوت کا مثال کے طور پر جو ذکر ہے اس حدیث سے اُس کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ باوجود قدرت کے قریب کے رشتہ دارون کو کچھہ نہ دینا بیجا بخیلی مین داخل ہے اور غریب رشتہ دارون کو چھوڑکر غیرون کو کچھہ دینا بیجا سخاوت میں داخل ہے کیونکہ اس حدیث کے موافق قیامت کے دن جب اس سخاوت کا اجر رائگان جاویگا تو ایسی بیجا سخاوت پر ضرور انسان کو پچھتانا پڑے گا اوپر ذکر تھا کہ تنگدستی کے وقت غریب رشتہ دارون سے آیندہ سلوک کرنے کا وعدہ کیا جاوے اب آگے تنگدست لوگون کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی کو خوشحال اور کسی کو تنگدست جو بنایا ہے یہ اسلئے نہیں ہے کہ اُسکے خزانے مین کچھہ کمی ہی بلکہ اپنے بندون کی مصلحتون کو وہی خوب جانتا ہی اور دیکھتا ہے اسواسطے اُسنے ہر ایک کو مصلحت کے موافق خوشحال اور تنگدست بنایا ہی سورۃ زخرف مین آویگا کہ بعضون کو خوشحال اور بعضون کو تنگدست بنانے میں اتنی بڑی مصلحت ہے جسپر دنیا کا انتظام منحصر ہے کیونکہ خوشحال لوگون کو تنگدست لوگونسے کام کاج لینے کی ضرورت ہی اور تنگدست لوگونکو روپیہ پیسے کی جس سے دنیا کا انتظام چل رہا ہے حاصل یہ ہی کہ سورہ زخرف کی جس آیۃ میں دنیا کے اس انتظام کا ذکر ہے وہ آیۃ اس آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے۔ علاوہ اس مصلحت کے خوشحالی اور تنگدستی کی اور بھی مصلحتین ہیں جس کا ذکر صحیح حدیثون میں آیا ہی مثلاً صحیح سند سے ترمذی صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں کعب بن عباس سے روایۃ ہی جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے مال و متاع کو امت محمدیہ کے حق میں بڑی فتنہ و فساد کی چیز فرمایا ہی اس سے معلوم ہوا کہ بعضے نیک لوگونکو فتنہ و فساد سے بچانے کی مصلحت کے لئے تنگدست رکھا گیا ہی صحیح سند سے ترمذی اور ابن ماجہ میں سہل بن سعد رضہ سے روایۃ ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی راحت اور خوشحالی کی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو دنیا میں نافرمان لوگونکو پانی کا ایک گھونٹ بھی پینے کو نہ ملتا۔ اس حدیث کو آخری آیۃ کے ساتھہ ملانے سے آخری آیۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ میں کے خوشحال لوگ غریب مسلمانون کو جو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ جسپر اللہ کی مہربانی ہوتی ہے دنیا میں وہی شخص خوشحالی سے رہتا ہی ان لوگونکا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ دنیا کی خوشحالی اور تنگدستی تو اور مصلحتون کے سبب سے ہے جن مصلحتون کا سمجھنا ان لوگونکی سمجھ سے باہر ہے۔

منزل ۴

وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا

اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو ڈر سے مفلسی کے ہم روزی دیتے ہیں انکو اور تم کو بیشک انکا مارنا بڑی چوک ہے

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالی نے اولاد کو ماں باپ کا حق ادا کرنے کی تاکید فرمائی تھی اب اس آیۃ میں ماں باپ کو اولاد کی شفقت کی تاکید ہے سورۃ النحل میں گزر چکا ہے کہ آنحضرت کے نبی ہونے سے پہلے عرب میں یہ رسم تھی کہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اس بدرسم کے بند کرنے کے فائدہ کے لیے اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی ہے علما نے اس آیۃ سے یہ بات نکالی ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ شفیق ہے کیونکہ اہل عرب کے آن ماں باپ کی سختی کو جو لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اللہ کی شفقت نے گوارا نہیں رکھا۔ اصل بات یہ ہی کہ علما نے اس آیۃ سے جو بات نکالی ہے کہ اللہ تعالی کی شفقت ماں باپ کی شفقت سے بڑھی ہوئی ہی یہ تو مثال کے طور پر ایک کہنے کی بات ہی ورنہ اللہ تعالی کی رحمت کو مخلوق کی شفقت کے ساتھ کوئی نسبت نہیں چنانچہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے روایۃ ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالی نے رحمت اور شفقت کے سو درجے پیدا کئے ہیں ان میں سے ایک درجہ تو جن حیوان اور انسان تمام مخلوقات میں تقسیم فرمایا ہے اور ایک کم سو درجے خود اللہ تعالی کے برتاؤ میں ہیں اسی واسطے صحیحین میں انہی حضرت ابوہریرہ کی روایۃ سے ہی کہ بڑے سے بڑا کافر بھی اگر اللہ کی رحمت کا حال جان لیوے تو جنت سے کبھی ناامید نہ ہو اور انہی ابوہریرہ کی روایۃ سے صحیحین میں ہے کہ جب اللہ تعالی نے مخلوقات کو پیدا کیا تو یہ ایک نوشتہ لکھ کر عرش معلے پر اپنے پاس رکھ لیا ہی کہ اللہ کے غصہ پر اسکی رحمت غالب ہی ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ ایک عورت تنور جھونکتے جھونکتے آنحضرت کے پاس آئی اسکی گود میں ایک بچہ بھی تھا اور وہ عورت آنکر آنحضرت سے کہنے لگی کہ کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالی ارحم الراحمین ہے اور جس قدر ماں اپنے بچہ سے الفت کرتی ہی اس سے زیادہ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہی آپ نے فرمایا کہ ہاں اس عورت نے کہا کہ میں تو اپنے بچہ کو تنور کی آگ کی لپٹ سے بھی بچالیتی ہوں پھر اللہ تعالی اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ میں کیونکر ڈالدیوے گا حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ اس عورت کی یہ بات سنکر آنحضرت اس قدر روئے کہ بدحواس ہوگئے اور پھر آپ نے فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ اللہ انہی سرکشوں کو آگ میں ڈالیگا جو اللہ تعالی کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں اور اسکو وحدہ لاشریک نہیں جانتے ابن ماجہ کی سند میں ایک راوی اسمعیل بن یحیی اگرچہ ضعیف ہے لیکن صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہی کہ اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں اس حق کے ادا کرنے کے بعد بندوں کا حق اللہ پر یہ ہوگا کہ وہ انکو دوزخ کے عذاب سے بچاوے۔ اس صحیح حدیث سے ابن ماجہ کی روایۃ کی پوری تقویت ہو جاتی ہے کیونکہ مضمون دونوں روایتوں کا ایک ہی ہی۔ خطا کا ایک لفظ تو سزا و جزا کے وزن پر بھول چوک کے معنوں میں ہے عرب لوگ جیتی لڑکیوں کو بھول چوک سے نہیں دفن کیا کرتے

نزل ۴

تھے بلکہ لڑکیون کے بیاہ شادی کے خرچ سے ڈر کر اون لڑکیونکو جان بوجھ کر جیتیا دفن کیا کرے۔
سلف نے اس آیۃ میں خطاء کے لفظ کو صدق و کذب کے وزن پر پڑھا ہے جسکے معنے گناہ کے ہیں اور
مین چوک کا لفظ گناہ کے معنون میں ہی بھول چوک کے معنون مین نہیں ہے کیونکہ عرب کی جس رسم کی محا
یہ آیۃ نازل ہوئی ہے وہ رسم عرب مین بھول چوک کے طور پر جاری نہیں تھی اذا الشمس کورت مین آویگا کہ قیامت
دن جیتی لڑکیون کو دفن کردینے کے جرم کی دریافت ہو کر قاتلون کو خون ناحق کی سزا دیجاویگی۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

اور پاس نجاؤ بدکاری کے وہ ہے بیحیائی اور بری راہ ہے اور نہ مارو جان جو منع کی اللہ نے مگر حق پر

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝

اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہمنے اسکے وارث کو زور سو اب ہاتھ نہ چھوڑدے خون پر اسکو مدد ہوتی ہے

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ

اور پاس نجاؤ یتیم کے مال کے مگر جسطرح بہتر ہو جب تک وہ پہونچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو قرار بیشک

كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ

قرار کی پوچھ ہے اور پورا بھردو ماپ جب ماپ دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے بہتر ہے اور

اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ

اچھا اس کا انجام اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجکو بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی

اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ

اس سے پوچھ ہے اور نہ چل زمین پر اتراتا تو پھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى

اور نہ پہنچے گا پہاڑون تک لمبا ہوکر یہ جتنی باتین ہیں ان مین سے بری چیز ہے تیرے رب کی بیزار ہی یہ ہے کچھ ایک جو وحی

اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

بھیجی تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کامون سے اور نہ ٹھیرا اللہ کے سوا اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الاہنا کھایا دھکیلا

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝

کیا تمکو چنکر دیئے تمہارے رب نے بیٹے اور آپ نے فرشتے بیٹیاں تم کہتے ہو بڑی بات

منزل ۴
ع

اوپر کی آیتون سے حق العباد کا ذکر چلا آتا ہے مثلاً ماں باپ کا حق اولاد کو سمجھنا اور اولاد کا حق ماں باپ کو سمجھنا رشتہ دارانکا
حق رشتہ دارون کو جاننا ایک کی ماں بہن بی بی سے دوسرا بدکاری کرے یا ایک کو دوسرا جان سے مار ڈالے یا ایک

شخص اپنی اولاد اور مال چھوڑ کر مر جاوے اور جس رشتہ دار کی پرورش میں وہ یتیم اولاد آوے وہ اس یتیم کا مال کھا
اڑا دیوے یہ سب باتین خدا کا گناہ ہونے کے سوا حق العباد میں رخنہ ڈالنے والی چیزین ہیں اس واسطے اللہ تعالیٰ نے
حق العباد کے ذکر کے سلسلہ میں زنا قتل بے جا تصرف مال یتیم خلاف عہد کم تولنے اور کم ناپنے اور جھوٹی شہادت اور تہمت
کا ذکر ان آیتون میں فرمادیا ہے تاکہ حق العباد میں جو باتین کرنے کی ہیں وہ اور جو نہیں کرنے کی ہیں وہ ایک جگہ جمع ہو جاویں
اسی واسطے ان آیتون کے آخر میں فرمایا ہے کہ اس طرح کی وحی میں ایک حکمت الٰہی ہے اور شروع اس نصیحت کا اللہ
تعالیٰ نے اپنے حق سے فرما کر بیچ میں حق العباد اور جو باتین حق العباد کو مضر تھین اُسکا ذکر فرمایا اور پھر بحث کو اپنے
حق پر ختم فرمایا تاکہ آدمی کی سمجھ میں آجاوے کہ سب سے بڑھ کر آدمی پر اللہ کا حق ہے جسنے اللہ کی عبادت میں شرک کے
طور پر یا ریاکاری کے طور پر غیر کو شریک کیا وہ بڑا حق فراموش ہے اُسنے اللہ کا حق کچھ بھی نہیں ادا کیا ۔ صحیح بخاری و مسلم
کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی حدیث اوپر گزر چکی ہے جس میں اللہ کا حق بندو نپر یہ ہے کہ وہ اُسکی عبادت میں کسی کو شریک
نکرین اور پھر اس حق کے ادا ہو جانیکے بعد بندو نکا حق یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انکو دوزخ کے عذاب سے بچاویگا حاصل کلام یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس حق کی
تاکید کے طور پر اس نصیحت مین دو دفعہ اسواسطے فرمایا ہی کہ اس نصیحت میں جن نیک کامون کا ذکر ہے اُن میں کوئی نیک کام بغیر اللہ کے
اس حق کو ادا کرلے کے بارگاہ الٰہی میں نہ مقبول ہو سکتا ہی نہ ایسا حق فراموش آدمی دوزخ کے عذاب سے بچ سکتا ہے
کس لئے کہ اللہ کی عبادت کرنے کے لئے اللہ کو پہچاننا ضرور ہے جو شخص اللہ کی عبادت میں غیرون کو شریک کرتا ہی وہ سرے
سے اللہ کی شان کو نہیں پہچانتا پھر ایسے شخص کا نیک عمل بارگاہ الٰہی میں کیونکر مقبول ہو سکتا ہے معتبر روایتون
میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرم و حیا کے مقابلہ میں فاحشہ کے لفظ کا استعمال فرمایا ہے اُس استعمال کے
موافق بدکاری کو بیحیائی کا کام فرمایا ۔ بدکاری سے آدمی کی نسل بگڑتی ہے اسلئے بدکاری کو بُری راہ فرمایا ۔ آگے کی
آیہ میں قتل ناحق کے ساتھ الا بالحق کی جو قید لگائی گئی ہے صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی جسمین
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر یون فرمائی ہی کہ بیاہے ہوئے بدکار مرد یا عورت یا اسلام کے بعد مرتد
ہو جانے والے ان لوگون کا قتل شریعت میں جائز ہے ۔ عرب میں دستور تھا کہ شریف آدمی کے قصاص میں بہت سے
لوگون کو قتل کیا کرتے تھے اسی کو خون پر ہاتھ چھوڑنا فرمایا کہ مقتول کے وارث کو حاکم لوگ قصاص میں مدد دیوین
اور قصاص کی حد سے بڑھ کر مقتول کے وارث کچھ زیادتی نکرین ۔ یتیم کی حفاظت کی عہد کے پورا کرنے کی پورا
تولنے کی بہتان کی اور اترانے کی ممانعت کی بہت سی صحیح حدیثین ہیں جو گویا ان آیتون کی تفسیر ہیں ۔ آخر کو مشرکین
مکہ کی نادانی کا ذکر فرمایا کہ یہ لوگ خود تو لڑکیوں سے یہان تک گھبراتے ہیں کہ اُنکو جیتا گاڑ دیتے ہیں اور نادانی سے
فرشتون کو اللہ کی بیٹیان کہتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ یہ بہت بُری بات ہی جسکا بہت بڑا خمیازہ ان کو ایک دن
بھگتنا پڑیگا ۔

منزل ۴

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝

اور پھیر پھیر سمجھایا ہمنے اس قرآن میں تا وہ سوچیں اور زیادہ ہوتا ہے وہی بدکنا

اللہ پاک نے اس آیہ میں یہ بیان کیا کہ ہمنے اس قرآن پاک میں جا بجا مثالیں اور حکم اور نصیحت اور قصے یہ سب کچھ بیان کیا ہے تاکہ یہ لوگ اوسے پڑھ کر اور سنکر عبرت پکڑیں اور نصیحت اختیار کریں اور اپنے قول اور فعل سے باز آئیں لیکن جن کی طینت میں کفر و نفاق ہے وہ ان باتوں کو سنکر اور بھی دین حق سے نفرت کرتے ہیں اور بھاگتے ہیں اور قرآن پاک کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ انسان کا کلام ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی رض کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص جنت میں جانے کے قابل۔ اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسےٰ اشعری رض کی حدیث بھی گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے ان حدیثوں کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو لوگ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے ہیں وہی لوگ قرآن کے سننے سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ انکے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی ہی رائگان ہے جیسے بری زمین میں مینہہ کا پانی رائگان جاتا ہے۔

منزل ۴

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ

کہہ اگر ہوتے اسکے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتاتے ہیں تو نکالتے تخت کے صاحب کی طرف راہ وہ پاک

وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝

ہے اور اوپر ہے انکی باتوں سے بہت دور

اس آیۃ میں مشرکوں کے جھٹلانے کے لئے فرمایا کہ اے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکوں سے کہہ دیں جیسا تم خیال کرتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی اور معبود بھی ہیں جنکی اطاعت سے خدا کا تقرب حاصل ہوتا ہے اور جنکے پوجنے سے وہ معبود خدا کے روبرو اپنے پوجنے والوں کی شفاعت کرینگے تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ خدا کے سوا اور کوئی معبود ہوتا تو وہ ضرور کوئی رستہ ذوالعرش کی طرف نکالتا یعنی وہ معبود اللہ کے ساتھ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوتا جس طرح دنیا میں ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کرتا ہے اور اسکے ملک اور مال پر قبضہ کرنے کو مستعد ہوتا ہے یہ معنے اس آیۃ کے آیت لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا کے موافق ہیں جس کا مطلب یہ ہے اگر آسمان و زمین میں خدا کے برابر کے سوا اللہ کوئی معبود بھی ہوتا تو یہ دونوں آسمان و زمین خراب ہو جاتے اسکے نظم و نسق میں ایک دم انتشار پیدا ہو جاتی۔ مسند امام احمد صحیح بخاری بیہقی وغیرہ کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود رض کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے

کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے جب مکہ میں سخت قحط پڑا تو مشرکین مکہ نے اپنے بتوں سے مینہہ برسنے کی بہت کچھ التجا کی لیکن کچھ نہ ہوا آخر لاچار ہو کر جب ان لوگوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مینہہ برسنے کی دعا کا اصرار کیا تو آپ کے دعا سے مینہہ برسا۔ اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آسمان وزمین کا سب انتظام اکیلے اللہ کے اختیار میں ہے ان مشرکوں کے بتوں کو اللہ تعالےٰ کے کسی کارخانہ میں کچھ دخل نہیں ہے اسیواسطے آخر آیۃ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کی شرک کی باتوں سے پاک اور بہت دور ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ
اسکی ستھرائی بولتے ہیں آسمان ساتوں اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں جو نہیں پڑھتی خوبیاں

وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝
اسکی لیکن تم نہیں سمجھتے انکا پڑھنا بیشک وہ ہے تحمل والا بخشتا

جس طرح بنی آدم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف زبانیں بنائی ہیں کوئی عربی بولتا ہے کوئی ترکی کوئی فارسی جب تک ایک فرقہ خاص طور پر دوسرے فرقے کی زبان نہ سیکھے اپنے زبان کے سوا دوسری زبان کا ایک لفظ نہیں جانتا اسی طرح اللہ نے زمین آسمان جھاڑ پہاڑ سب کو ایک ایک زبان دی ہے وہ اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ کی رات دن تسبیح کرتے ہیں ہر فرقہ انسانی کا دوسرے فرقے انسانی سے میل جول دنیا کی آبادی کی غرض سے اللہ کو منظور ہے اسلئے ایک ملک کا آدمی ضرورت کے دوسرے ملک کی زبان کو سیکھنا چاہے تو یہ بات اللہ تعالیٰ نے حد تعلیم انسانی پر انسان کے اندر رکھی ہے جھاڑ پہاڑ کی زبان سے اس طرح کی کوئی غرض انسانی کا تعلق نہیں ہے اسلئے جھاڑ پہاڑ کی زبان کی سمجھ عام لوگوں کے فہم سے ایک غیر چیز ہے مگر جس طرح خاص خاص ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقے انسانی کی زبان سیکھ لیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ جسکو اپنے علم خاص سے بہرہ مند فرماتا ہے وہ جھاڑ پہاڑ کی زبانیں سمجھتے ہیں چنانچہ اس باب میں قرآن شریف کی آیتیں اور بہت حدیثیں اور آثار ہیں کسی قدر ان میں سے بیان کیے جاتے ہیں قرآن شریف میں تسبیح کی سورتیں بعض تو سبح کے لفظ سے شروع ہوئی ہیں اور بعض یسبح کے لفظ سے جن سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ آسمان وزمین کی چیزیں اپنی زبان میں ہر وقت اللہ کو یاد کرتی ہیں اور اسکے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں ان تسبیح کی آیتوں کی تفسیر صحیح حدیثوں سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایۃ ہے جسکا ٹکڑا یہ ہے کہ کھانا کھانے کے وقت کھانے کی تسبیح کی آواز ہم صحابہ لوگ سنا کرتے تھے صحیح مسلم میں جابر بن سمرہؓ سے روایۃ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو پتھر نبوت سے پہلے مجھ سے سلام علیک کیا کرتا تھا میں اسکو خوب پہچانتا ہوں بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پہلے آنحضرت ایک کھجور کی لکڑی پر چڑھ کر خطبہ پڑھا کرتے تھے جب آپکے خطبہ پڑھنے کے لئے ممبر بن گیا تو آپ نے اس لکڑی پر خطبہ پڑھنا چھوڑ دیا اس غم سے وہ لکڑی کا ٹکڑا ایسا رو دیا کہ آپ نے اور اصحاب نے اسکے رونے

منزل ۴

کی آواز سنی اور آپ بے تاب ہوکر ممبر سے اوترے اور اس لکڑی کے ٹکڑے کو اپنا منہہ لگاکر کچھ بات چپکے سے اس سے کہی جب وہ لکڑی کا ٹکڑا چپکا ہوا مسند امام احمد وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہی کہ جب آنحضرت اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اپنے ہاتھوں میں کنکر اوٹھاتے تھے تو شہد کی مکھی کی بھن بھناہٹ کی طرح اون کنکریوں کی تسبیح کی آواز ہم لوگ سنا کرتے تھے نسائی میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایتہ ہی کہ آنحضرت نے فرمایا مینڈک کو مت مارو اوسکا بولنا اللہ کی تسبیح ہے اوپر صحیح بخاری اور مسلم کی روایتیں جو گزریں اونسے مسند امام احمد اور نسائی کی روایتوں کو پوری تقویت ہوجاتی حاصل کلام یہ ہے کہ بعضے علما نے یہ جو لکھا ہے کہ جن و انسان کے سوا اور چیزیں زبان حال سے اللہ کی تسبیح کرتی ہیں یہ قول صحیح نہیں بلکہ اکثر حدیثوں اور آثار سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز کو اللہ نے ایک خاص گویائی دی ہے اوس گویائی سے وہ چیز اللہ کی تسبیح میں مشغول ہے اور اکثر سلف کا یہ مذہب ہے کہ ہر چیز کی ایک زندگی کی سی حالت ہی مثلاً پیڑ کا ہرا رہنا کپڑے کا میلا اور پرانا نہ ہونا ایسی حالت تک ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اس مذہب کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہی جسکی روایۃ صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ہے اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کا گزر ایک روز دو قبروں پر ہوا اور آپ نے فرمایا ان دونوں قبروں میں جو مردے دفن ہیں اونپر عذاب قبر ہو رہا ہے ایک شخص ان دونوں مردوں میں سے پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہیں کیا کرتا تھا اوسکے عذاب میں پکڑا گیا اور دوسرا شخص چغلخوری کے عذاب میں گرفتار ہی یہ فرماکر آپ نے ایک ہری ٹہنی درخت کی لیکر اسکی دو شاخیں کیں اور دونو شاخیں اون دونوں قبروں پر لگادیں اور یہ فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں گی شاید ان دونوں کے عذاب میں تخفیف رہے گی اس حدیث سے علما نے یہ مطلب نکالا ہے کہ ہری شاخ اللہ کی تسبیح کرتی تھی اسی تسبیح کے اثر سے عذاب میں تخفیف ہوئی تھی جب شاخیں سوکھ گئیں اور تسبیح الٰہی بند ہوگئی تو وہ اثر بھی جاتا رہا جس اثر سے عذاب کی تخفیف ہوئی تھی پھر عذاب بدستور قائم ہوگیا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعریؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بردباری ہے کہ مشرک لوگ اوسکی تعظیم میں غیروں کو شریک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اونکے رزق اور صحت کے انتظام میں کچھ خلل انداز نہیں ڈالتا۔ یہ حدیث انہ کان حلیما غفورا کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سوا ان مشرکوں کے اور سب چیزیں خالص اللہ کی عبادت کرتی ہیں اور یہ مشرک لوگ اگرچہ اللہ کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی بردباری سے اونپر کسی عذاب کے نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا اور اونکے رزق اور صحت کے انتظام کو بحال رکھتا ہے۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ

اور جب تو پڑھتا ہے قرآن کر دیتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور ان لوگوں کے جو نہیں مانتے پچھلا جینا ایک پردہ ڈھنکا

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي

اور رکھے ہیں اونکے دلوں پر اوٹ کہ اوسکو نہ سمجھیں اور اونکے کانوں میں بوجھہ اور جب مذکور کرتا ہے تو

منزل ۴

الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝
قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر کر بھاگتے ہیں اپنے پیٹھ پر بدک کر

تفسیر ابراہیم بن منذر میں ابن شہاب زہری کی روایۃ سے جو شانِ نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جبوقت اللہ کے رسول قرآن شریف کی آیتین مشرکین مکہ کی روبرو پڑھتے تھے اور انکو ہدایت کرتے تھے تو وہ لوگ ٹھٹھے سے یہ کہتے تھے کہ فی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب یعنی جن باتون کے ماننے کے لئے اے محمد تم ہم سے کہتے ہو ان باتون کے سننے سے ہمارے کان بہرے ہیں اور ان باتون کے ماننے کے حساب سے ہم میں اور تم مین ایک آڑ ہے اللہ تعالےٰ نے ان مشرکون کی بات کی تصدیق میں یہ آیۃ نازل فرمائی - سورہ حم السجدہ میں آویگا کہ جن باتون کا ذکر ان آیتون میں ہے وہ باتین مشرک لوگ مسخراپن سے کیا کرتے تھے - اس سے شان نزول کی روایۃ کی پوری تائید ہوتی ہے حاصل معنے آیۃ کے اس صورت میں یہ ہیں کہ یہ مشرک لوگ جو کچھ ٹھٹھے سے کہتے ہیں وہ سچی بات ہے بدبختی ازلی جو انکے سر پر سوار ہے وہ انکو قرآن شریف کی ہدایت کی باتین سننے نہیں دیتے تو گویا یہ لوگ حقیقت میں بہرے ہیں اور آنکھون کے سامنے کے آثار قدرت الٰہی انکو نظر نہیں آتے اسلئے حق باتون میں اور ان مین ایک طرح کی آڑ ہے وہ آڑ بھی وہی بدبختی ازلی ہے جو انکو دیکھنے کی حق باتین دیکھنے نہیں دیتی حاصل کلام یہ ہے کہ جس آڑ کا آیۃ میں ذکر ہے وہ آڑ اس صورت میں ایک باطنی اور معنوی چیز ہے سوا اسکے آنحضرت اور کفار کے مابین میں اللہ کے حکم سے ایک فرشتہ بھی حایل رہا کرتا تھا تاکہ قرآن شریف میں جو آیتین کفار کی طبیعت کے مخالف ہیں انکو سنکر کفار لوگ آنحضرت سے کچھ بے ادبی سے پیش نہ آوین اس آڑ پر بھی آیۃ کا مطلب صادق آتا ہے اسی واسطے بعضے علمانے اس مطلب کو شان نزول قرار دیا ہے لیکن وہ آیۃ کے مضمون کا مصداق ہے شان نزول نہیں ہے چنانچہ مستدرک حاکم مسند ابو یعلے مسند بزار تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایۃ ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جب سورہ تبت نازل ہوئی اور ابولہب کی بیوی نے سنا کہ اسکی ہجو قرآن شریف میں اتری ہے تو وہ عورت ایک پتھر لیکر آنحضرت کو مارنے آئی اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ وہ عورت جھنجلا کر کہیں یہ پتھر آپکو نہ مار دے تو آپنے حضرت ابو بکر صدیق کی تسکین کی اور یہ آیۃ پڑھی اور فرمایا ایک فرشتہ مجھ میں اور ایسے لوگون میں آڑ ہے غرض روایۃ مین اس وقت وحی کے نازل ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرشتہ پہلے سے تعینات تھا اس وقت آپنے یہ آیۃ بطور تصدیق کے پڑھی تھی اس صورت میں ایک آڑ ظاہری بھی آیۃ کے مطلب مین سوا اس آڑ باطنی اور معنوی کے داخل ہے - بزار نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس روایۃ کو معتبر قرار دیا ہے - آخر آیۃ مین فرمایا کہ جب قرآن کی آیتون میں اللہ کی وحدانیت کا ذکر آتا ہے تو یہ مشرک لوگ پیٹھ موڑ کر بھاگ جاتے ہیں صحیح سند سے مسند امام احمد ترمذی اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایۃ ہے جس کا

حاصل یہ ہے کہ ابوطالب کی بیماری کیوقت چند مشرکین مکہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں جمع ہوئے اور اس مجلس میں جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی وحدانیت کا ذکر کیا تو یہ مشرک لوگ غصہ ہو کر اس مجلس سے چلے گئے۔ آخر آیت میں جو ذکر ہے کہ جب اللہ کی توحید کا ذکر آتا ہے تو یہ مشرک لوگ پیٹھ موڑ کر بھاگ جاتے ہیں یہ حدیث گویا اسکی تفسیر ہے سورہ ص کی تفسیر میں ابوطالب کی بیماری کا قصہ تفصیل سے آویگا

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِنْ

ہم خوب جانتے ہیں جیسا وہ سنتے ہیں جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ مشورت کرتے ہیں کہتے ہیں بے انصاف

تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

جسکے کہے پر چلتے ہو نہیں وہ مگر ایک مرد جادو کا مارا دیکھ کیسے ٹھہراتے ہیں تجپر کہاوتین اور بہکتے ہیں سو راہ نہیں

سَبِيلًا ۝ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً

پا سکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہوگئے ہڈیان اور چورا کیا ہم پھر اٹھین گے نئے بنکر تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر

أَوْ حَدِيدًا ۝ أَوْ خَلْقًا مِمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي

یا لوہا یا کوئی خلقت جو مشکل لگے تمہارے جی میں پھر اب کہیں گے کون اٹھائیگا ہمکو کہہ جس نے بنایا

فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ

تم کو پہلی بار پھر اب مٹکاوینگے تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے کب ہے وہ تو کہہ شاید نزدیک ہی

قَرِيبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۝

ہوگا جس دن تم کو پکاریگا پھر چلے آؤگے سراہتے اسکو اور اٹکلوگے کہ دیر نہیں لگے تمکو مگر تھوڑی

منزل ۴ ع ۵

سیرۃ محمد بن اسحاق اور دلائل النبوت بیہقی میں ناقابل اعتراض سند کی ابن شہاب زہری سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک روز ابوسفیان اور ابوجہل اور چند قریش جمع ہوئے اور جسوقت آنحضرت نماز میں قرآن شریف اپنے گھر میں پڑھ رہے تھے اسوقت چھپ کر قرآن شریف سنا اور پھر آپسمیں صلاح کر کے آنحضرت کو جادو کیا ہوا ایسا شخص اور حشر کی آیتوں کو خلاف عقل ہونے کا ذکر کرنے لگے اسپر اللہ تعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائیں حاصل معنے یہ ہیں کہ قرآن شریف سنکر یہ لوگ جو آپسمیں باتیں کرتے ہیں وہ اور اللہ کے رسول کی شان میں یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں وہ اللہ تعالی کو سب معلوم ہیں وقت مقررہ آنے پر مناسب مواخذہ ان سے کیا جاویگا چنانچہ اس وعدہ کے موافق اس گروہ میں کے چند شخص جنگ بدر میں ہلاک ہوگئے اور ابوسفیان وغیرہ فتح مکہ پر مسلمان ہوگئے اور حشر کا انکار ان لوگوں نے جو کیا تھا اس کا جواب اللہ تعالے نے یہ دیا کہ انسان پیدا ہونے سے پہلے آخر مٹی ہی تھا جس اللہ نے مٹی کا پتلا پہلی دفعہ بنایا اور اس پتلہ میں روح پھونکی پھر اس اللہ کو دوسری دفعہ وہ کام کرنا جو ایک دفعہ وہ کر چکا ہے کیا مشکل ہے بلکہ جو کوئی ایک دفعہ ایک کام کر چکے پھر اسکو وہ کام سہل ہو جاتا ہے اسیواسطے حشر کے خلاف عقل ہونے میں اوپر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ پہلی پیدائش سے

حشر آسان ہی پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کی تنبیہ کے لئے فرمایا کہ مٹی کا تپلا تو کیا ہے اگر یہ مر کر لوہا یا پتھر یا اور کوئی سخت چیز
بھی ہو جاویں تو اللہ کی قدرت تو وہ ہی کہ اللہ ضرور انکو دوبارہ پیدا کریگا۔ آگے فرمایا دوبارہ زندہ ہونے کی تاکید سنکر یہ لوگ
تعجب سے پوچھیں گے کہ آخر ہمکو دوبارہ کون زندہ کریگا تو اے رسول اللہ کے ان سے کہہ دیا جاوے کہ جسنے پہلے تم کو نیست
سے ہست کیا وہی تم کو دوبارہ پیدا کریگا پھر فرمایا اس جواب کو سنکر یہ لوگ مسخراپن سے گردنیں مٹکا کر یہ کہویں گے کہ آخر
اس وعدہ کا ظہور کب ہوگا انسے کہہ دیا جاوے کہ گھبراؤ نہیں شاید اس کا ظہور بھی جلدی ہونے والا ہے پھر فرمایا اتنہو یہ لوگ
ایسے مسخراپن کی باتیں کرتے ہیں لیکن دوسرے صور سے پہلے جب ایک مینہ برس کر انکے جسم تیار ہو جاوینگے اور ان جسموں
میں روحیں پھونکدی جاوینگی اور انکو میدان محشر میں حاضر ہونے کا حکم ہوگا تو اللہ کی قدرت کو دیکھکر بے ساختہ اللہ کی
تعریف انکی زبان پر آجاویگی اور حساب کتاب کے بعد جب بے شمار مدت کے لئے انکو دوزخ میں جھونکدیا جاویگا تو اوس
بے شمار مدت کے مقابلہ میں دنیا میں رہنے کی مدت انکو بالکل کم نظر آویگی۔ دوسرے صور سے پہلے مینہ جو برسے گا صحیح بخاری
و مسلم کی ابوہریرہ رضؓ کی روایۃ کے حوالہ سے اس کا ذکر کئی جگہ اس تفسیر میں کر دیا گیا ہے۔ سورہ القمر میں آویگا کہ دوسرے صور
کی آواز سے سب لوگ قبروں سے نکل کر میدان محشر کی طرف ٹڈیوں کی طرح دوڑیں گے۔ مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت
عائشہ رضؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہی کہ نیک آدمی کے مردے کو قبر میں رکھتے ہی جنت کا ٹھکانا اور بد شخص کے مردہ کو دوزخ
کا ٹھکانا فرشتے دکھلا کر یہ کہدیتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں رہنے کے لئے قیامت کے دن تمکو دوبارہ زندہ کیا جاویگا۔ اسی طرح
ابو داؤد اور مسند امام احمد کے حوالہ سے براء بن عازب رضؓ کی صحیح حدیث بھی گذر چکی ہے کہ بد لوگ دوزخ کے ٹھکانے سے ڈر کر عذاب
قبر کو غنیمت جانیں گے اور قیامت کے نہ قائم ہونے کی ہر وقت دعا کرتے رہیں گے۔ ان حدیثوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے
سے یہ مطلب ہوا کہ دوسرے صور کی آواز سے ان منکرین قیامت کا ٹڈیوں کی طرح حساب و کتاب کے لئے میدان محشر کی طرف
دوڑنا اور حساب و کتاب کے بعد بے شمار مدت کا دوزخ میں جھونکے جانے کا حکم سنکر اسکے مقابلہ میں دنیا میں رہنے کی مدت کو
بالکل چندروزہ مدت خیال کرنا یہ تو اپنے وقت پر ہوگا لیکن ان میں سے ہر ایک شخص کو اس کا ٹھکانہ زیست کے تھوڑے
سے دن گزر جانے کے بعد مرنے کے ساتھ ہی دکھلا دیا جاویگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اب تو یہ لوگ مسخراپن سے قیامت کے
آنے کی جلدی کرتے ہیں مگر دوزخ کے اپنے ٹھکانے کو دیکھ کر ہر وقت قیامت کے نہ قائم ہونیکی دعائیں مانگیں گے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝

اور کہدے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو شیطان جھڑپ ڈالتا ہے آپس میں شیطان ہے انسان کا ٹھیک دشمن صریح

اس آیۃ میں اللہ پاک نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ تم اپنا برتاؤ اچھا رکھو ایسا
نہ ہو کہ سخت کلامی سے شیطان تمہارے بیچ میں کود پڑے اور جھگڑا ڈال دے کیونکہ شیطان حضرت آدم اور بنی آدم کا صریح
دشمن ہے احسن کی تفسیر میں مفسرین کا قول یہ ہی کہ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ نرمی اور آہستگی سے کلام کریں کوئی شخص کا نر

سے بھی سخت کلامی نکرے کیونکہ اس سے فساد پیدا ہوتا ہے اور ضعف اسلام کے زمانہ تک مشرکین اور اہل اسلام کے فیما بین کسی فساد کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے خبابؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ہجرت سے پہلے مشرکین مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے مفسرین نے لکھا ہے کہ اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمایا کہ شیطان بے وقت مشرکین اور اہل اسلام میں جھگڑا ڈلوانا چاہتا ہے اور ضعف اسلام کے زمانہ تک اللہ تعالےٰ کو درگزر منظور ہے اسواسطے مشرک لوگ نادانی سے اگر مسلمان لوگوں کے ساتھ سخت کلامی کریں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ نیک برتاؤ سے اُس کو ٹالدیں۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۖ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَرَبُّكَ

تمہارا رب بہتر جانتا ہے تم کو اگر چاہے تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تم کو مار دے اور تجھکو نہیں بھیجا ہمنے انپر ذمہ لینے والا اور تیرا رب

اَعْلَمُ بِمَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝

بہتر جانتا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور ہمنے زیادہ کیا ہے بعضے نبیوں کو بعضوں سے اور دی ہمنے داؤد کو زبور

اوپر کی آیۃ میں مسلمانوں کو سخت کلامی سے منع فرما کر اسکے بعد اب مشرکون کا حال بیان فرمایا کہ اے رسول اللہ کے مشرکین مکہ میں سے کچھ لوگ راہ راست پر نہ آویں تو اسکا کچھ بوجھ بار تمہارے ذمہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں جس طرح بعضے نبیوں کی بزرگی اور فضیلت بعضوں پر ٹھہر چکی ہے اسی طرح یہ بات بھی ٹھہر چکی ہے کہ ان مشرکون میں سے کچھ لوگ راہ راست پر آنکر اللہ کی رحمت کے قابل ٹھہریں گے اور کچھ حالت کفر پر مرکر عذاب کے مستحق ہونگے۔ بدر کی لڑائی میں ابوجہل کا کفر کی حالت پر مرنا اور فتح مکہ پر ابوسفیان کا اسلام کی فضیلت کو حاصل کرنا مشرکین مکہ کی اُن حالات کی تفسیر ہے جنکا ذکر ان آیتوں میں ہے زبور میں امت محمدیہ کا جو حال ہے اسکا ذکر سورۃ الانبیا میں آویگا اسواسطے امت محمدیہ کے لوگوں کے ذکر میں خاص طور پر زبور کا ذکر فرمایا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں معراج کی حدیثوں میں ہے کہ معراج کی رات آدم علیہ السلام اول آسمان پر تھے اور ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ باتوں کا ذکر فرما کر یہ فرمایا ہے کہ ان چھ باتوں کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو سب انبیا پر فضیلت دی ہے یہ چھ باتوں کی پوری حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے۔ آیتوں میں بعضے انبیا کو بعضوں پر فضیلت دینے کا جو ذکر ہے یہ حدیثیں گویا اسکی تفسیر ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ بعضے انبیا کو بعضوں پر اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیا پر اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے سورہ بقر میں گزر چکا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لوگوں کو انبیا کی فضیلت میں بحث کرنے سے منع کیا ہے تاکہ اس بحث سے کسی نبی کی کسر شان نہ لازم آوے۔ صحیح بخاری و مسلم میں اس بحث کی ممانعت کی تفصیلی روایتیں ہیں۔

منزل ۴

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۝

کہہ پکارو جنکو سمجھتے ہو سوا اُسکے سو نہیں اختیار رکھتے کہ تکلیف کھولدیں تم سے اور نہ بدل دیں

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ

وہ لوگ جنکو یہ پکارتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کون بندہ بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں اسکی مہر کی

وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۝

اور ڈرتے ہیں اُسکی مار سے بیشک تیرے رب کی مار ڈرنے کی چیز ہے

صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکون میں سے کچھ لوگوں نے جنات کے ایک گروہ کو اپنا معبود بنا رکھا تھا اتفاق سے جنات کا وہ گروہ مسلمان ہوگیا اور انسانون کے اس فرقے کو جو اُن جنات کی پرستش کیا کرتے تھے ان جنات کے مسلمان ہو جانے کی خبر نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان مشرکونکے گروہ کے شرمندہ کرنے کو یہ آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے آیۃ کے یہ ہیں کہ اے نبی اللہ کے ان بے خبر شرک کرنے والوں سے یہ کہدو کہ اللہ کے سوا جنکو تم اپنا معبود ٹھہراتے ہو اگرچہ پہلے بھی ان تمہارے معبودون کو کسی نیک و بد کا اللہ کے کارخا میں اختیار نہ تھا چنانچہ مکہ کے قحط کے زمانہ میں تمہیں اس کا تجربہ ہو چکا ہے اور اب تو تمہارے اُن معبودون کا یہ حال ہے کہ تم انکو خدا گنتے ہو اور وہ خدا کو خدا جانتے ہیں اور عمل نیک کو خدا کی رضامندی کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں تمکو انکا حال معلوم نہیں تو ذرا تم لوگ انکا حال دریافت تو کرو کہ وہ کس حال میں ہیں تفسیر ابن جریر میں دوسرے طریقہ سے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے بجائے جنات کے ملائکہ کی ایک گروہ کو مشرکین کا اپنا معبود ٹھہرانا اور حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ میں حضرت عیسےٰ اور عزیر کو معبود ٹھہرانا جو ہے اسکو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں نا ثابت اور ضعیف ٹھہرایا ہے کیونکہ بخاری کی روایۃ سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گروہ ایسا تھا کہ پہلے مشرکین کے معبود بننے پر راضی تھا اور پھر اسلام لاکر اس اپنے فعل سے وہ گروہ بیزار ہوگیا یہ بات ملائکہ اور حضرت عیسےٰ اور عزیر کے حق میں ہرگز صادق نہیں آتی کیونکہ ملائکہ اور حضرت عیسےٰ اور عزیرؑ کبھی مشرکین کے معبود بننے پر راضی نہیں ہوئے۔ آخر آیۃ میں فرمایا کہ اللہ کا عذاب بلاشک ڈرنے کی چیز ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالکؓ کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو دوزخ کے عذاب کا جو کچھ حال معلوم ہے اگر لوگوں کو وہ حال معلوم ہو جائے تو وہ ہنسنا چھوڑ دیں اور سوا رونے کے انکو اور کچھ کام نہ رہے۔ یہ حدیث ان عذاب ربک کان محذورا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کا عذاب ایسی ڈرنے کی چیز ہے کہ اس میں گرفتار ہونا تو درکنار اسکا پورا حال سنا بھی انسان کی برداشت سے باہر ہے۔

وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۝

اور کوئی بستی نہیں جسکو ہم نہ کھپاویں گے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں گے اسپر سخت آفت

منزل ۴

كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

یہ ہے کتاب میں لکھا گیا

اوپر ذکر تھا کہ مشرکین مکہ کو دنیا کی زندگی پر ایسا بھروسہ تھا کہ وہ مسخراپن سے قیامت کے آنے کی جلدی کرتے تھے اسلئے فرمایا کہ دنیا کی زندگی کسی طرح بھروسے کے قابل چیز نہیں ہے قیامت سے پہلے بعضے شہرون کے لوگ اپنی موت سے اور بعضن کے طرح طرح کی آفتون سے مرکھپ جاوین گے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی کی روایۃ کئی جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے اپنے علم غیب کے موافق وہ سب اللہ تعالے نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے۔ معتبر سند سے مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور طبرانی میں ابوہریرہ رضی اور عقبہ بن عامر رضی سے جو روایتین ہیں انکا حاصل یہ ہی کہ پہلے صور کے قریب جو شخص بیچنے کے لئے کپڑے کا تھان کھولے گا یا دودہ والے جانورونکا دودہ دوہیگا یہ سب کچھ یون ہی پڑا رہیگا اور پہلے صور کی آواز سے تمام دنیا ہلاک ہوجاویگی۔ ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ میں یہ لکھا جاچکا ہے کہ بعض بستیون کے لوگ اپنی موت سے اور بعضی کے طرح طرح کے عذابون سے اور آخر کو پہلے صور کی آواز سے غرض اسی طرح تمام دنیا ہلاک ہوجاویگی پھر ایسی ہلاک ہونے والی چیز پر بھروسہ کرکے جو لوگ عقبے کے منکر یا اس سے غافل ہیں وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ جہان لوح محفوظ مین دنیا کا ہلاک ہونا لکھا ہے وہان یہ بھی لکھا ہے کہ دنیا کے ہلاک ہوجانے کے بعد سزا وجزا کا دوسرا جہان ضرور قائم ہوگا تاکہ دنیا کا پیدا کرنا بلانتیجہ نرہے کسی کے انکار سے لوح محفوظ کا یہ لکھا کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ

اور ہمنے اس سے موقوف کین نشانیان بھیجنی کہ اگلون نے انکو جھٹلایا اور ہمنے دی ثمود کو اونٹنی

مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝

سوجہانے کو پھر اسکا حق نہ مانا اور نشانیان جو ہم بھیجتے ہین سو ڈرانے کو

معتبر سند سے نسائی مسند امام احمد بن حنبل مستدرک حاکم طبرانی وغیرہ میں جو شان نزول اس آیۃ کی حضرت عبداللہ رضی بن عباس کی روایۃ سے بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ قریش نے ایک روز اکٹھے ہوکر آنحضرت سے کہا کہ آپ اپنے آپکو اللہ کا نبی کہتے ہو اور پہلے انبیا کو تو اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے معجزے دئے تھے حضرت موسیٰ کے تابع دریا کردیا تھا سلیمان کے تابع ہوا کردی حضرت عیسےٰ مردون کو زندہ کرتے تھے اگر آپ بھی سچے نبی ہیں تو سرزمین مکہ کے پہاڑ دور ہٹاکر ہماری کھیتی کے لئے زمین نکالدو اور اس زمین میں کچھ نہرین کھیتی کو پانی پہونچانے کے لئے جاری کرادو تو پھر شاید ہم میں سے کچھ لوگ مسلمان ہوجاوین گے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور حضرت صالح کی اونٹنی کا ذکر یاد دلاکر فرمایا کہ جو نشانیان یہ لوگ چاہتے ہیں وہ پتھر میں سے اونٹنی کے پیدا ہونے سے کچھ بڑھ کر نہیں ہیں لیکن ہمیشہ کے الٰہی

منزل ۴

شام کے سفر میں ان لوگون نے قوم ثمود کی بستیون کا حال دیکھا ہوگا کہ موہنہ مانگا معجزہ ظاہر ہونے کے بعد وہ
لوگ ایمان نہ لائے تو اُنکا انجام کیا ہوا اسی طرح موہنہ مانگے معجزہ کے بعد یہ لوگ بھی اگر ایمان نہ لائے تو قوم ثمود
کی طرح غارت کردے جاوینگے اس پر آنحضرت نے اللہ تعالیٰ سے یہی خواہش ظاہر کی کہ یا اللہ قریش کو فوری کوئی
معجزہ نہ دیا جاوے بلکہ انکو اپنے حال پر چھوڑ دیا جاوے تاکہ میں رفتہ رفتہ اُنکو ہدایت کی باتین سناؤن اور تیری طرف
سے انکو توفیق ہو تھوڑی مدت میں مکہ فتح ہوا اور وہی آنحضرت کی دعا کا اثر نمودار ہوگیا صحیح حدیثون اور صحابہ کے
آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بستی میں جب لوگون کی گنہگاری بڑھ جاتی ہے تو خلاف عادت اللہ کی طرف سے کچھ
خوف دلانے کی نشانیان مثل قحط کا پڑنا یا بجلی کا گرنا یا وبا یا اور کسی اور عام بیماری کا پھیلنا یا زلزلہ کا آنا یا سورج
چاند کو گہن لگنا اسی طرح اور نشانیان ظاہر ہوتی ہیں صحابہ کے زمانہ میں دستور تھا کہ اس طرح کی کوئی نشانی ظاہر
ہو تو لوگ ڈر جاتے تھے اور عام لوگ توبہ و استغفار کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین کئی دفعہ مدینہ منورہ
میں اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے زمانہ مین کوفہ مین زلزلہ آیا تو ان دونون صحابیون نے مدینہ کوفہ کی عام خلقت
کو توبہ اور استغفار کرنے کی سخت تاکید کی صحیح بخاری و مسلم کی روایتون میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ سورج اور چاند
کا گہن ہو تو لوگون کو توبہ اور استغفار کرنی چاہیئے غرض آنحضرت کے ارشاد اور صحابہ کے دستور کے موافق اب بھی
کوئی اس طرح کی خوف الٰہی کی نشانی ظاہر ہو تو بستی کے علما کو چاہیئے کہ عام لوگونکو توبہ اور استغفار کی نصیحت کرین
اور عام لوگون کو چاہیئے کہ خالص دلسے توبہ اور استغفار کرین اور یہ جان لیوین کہ انکے گناہون کی شامت سے وہ
خوف کی نشانیان ظاہر ہوئی ہیں اگر اس نشانی پر گنہگاری سے باز نہ آوینگے تو اس سے بڑھکر کوئی بلا آوے
گی چنانچہ اس آخری زمانہ میں لوگ ایک سال کے قحط اور وبا پر اپنی گنہگاری سے باز نہیں آتے اسی واسطے
قحط اور وبا ایک ہمیشہ کی فصلی بیماری ہوگئی ہے۔ مسند امام احمد صحیح مسلم مستدرک حاکم اور شعب الایمان
بیہقی میں ابی بن کعبؓ سے جو روایتین ہیں اُنکا حاصل یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ کسی بستی مین گنہگاری بڑھ جاتی
ہے تو اللہ کی طرف سے کچھ خوف دلانے کی نشانی ظاہر ہوتی ہے اگر ان نشانیون پر لوگ گنہگاری سے باز نہیں آتے
تو ان نشانیون سے بڑھکر کوئی آفت آتی ہے۔

وَاِذۡ قُلۡنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ‌ؕ وَمَا جَعَلۡنَا الرُّءۡيَا الَّتِىۡۤ اَرَيۡنٰكَ اِلَّا فِتۡنَةً
اور جب کہدیا ہمنے تجھسے کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگونکو اور وہ دکھاوا جو تجکو دکھایا ہمنے سو جانچنے کو
لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الۡمَلۡعُوۡنَةَ فِى الۡقُرۡاٰنِ‌ؕ وَنُخَوِّفُهُمۡۙ فَمَا يَزِيۡدُهُمۡ اِلَّا طُغۡيَانًا كَبِيۡرًا
لوگون کے اور وہ درخت جسپر پھٹکار ہے قرآن میں اور ہم اُنکو ڈرانے ہیں تو اُنکو زیادہ ہوتی ہے بڑی شرارت

مسند ابو یعلیٰ موصلی تفسیر ابراہیم بن منذر ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مردویہ میں جو شان نزول اس آیۃ کی کئی

منزل ۴

صحابہ سے بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہی کہ جس رات آنحضرت کو معراج ہوئی اسکی صبح کو آپ نے لوگون سے معراج کا حال بیان کیا تاکہ لوگ آنکو سچا نبی جانکر ایمان لاوین مشرک لوگون نے بیت المقدس کے پتے آپ سے پوچھے اور کئی قافلے عرب کے ملک شام کو گئے ہوئے تھے اِن قافلون کا حال بھی آپ سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت بیت المقدس اور اون قافلون کو آپ کے آگے کر دیا آپ نے بیت المقدس کی سب نشانیان اور اُن قافلون کا سب حال بیان کر دیا مگر مشرک لوگ آپکے جھٹلانے سے باز نہ آئے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ یہ معراج اور دوزخ مین زقوم کا درخت لوگون کے آزمانے کی نشانیان ہیں بہت لوگ غیب کی باتو نپر ایمان لاکر نجات پا دین گے اور بہت لوگ شیطان کی طرح اللہ کی حکمت میں اپنا فہم و قیاس دوڑا کر مردود ہو جاوین گے پھر فرمایا دنیا کے سب اچھے برے لوگ اللہ کے قبضہ و قدرت میں ہیں اِس لئے کوئی مخالف تم کو اے نبی اللہ کے کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتا زبان سے جھٹلاتے ہیں تو اُنکو جھٹلانے دو تم اپنا کام بے خوف و خطر کرو اللہ کی حکمت مین وہم و قیاس لڑانا شیطانی عادت ہی اسی مشابہت کی غرض سے اِس آیۃ کے بعد اللہ تعالیٰ نے شیطان کی نافرمانی کے قصہ کا ذکر فرمایا ہے مشرکون نے بیت المقدس کی چند باتین جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھین اور اون باتون کے صحیح جواب دینے کے لئے اللہ کے حکم سے بیت المقدس اللہ کے رسول سامنے لاگیا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے جابرؓ بن عبد اللہ کی حدیث اِس باب میں اوپر گزر چکی ہی جس سے اِس شان نزول کی روایۃ کو تقویت ہو جاتی ہے۔ اِس زقوم کے درخت کو سنبڈہ کہتے ہیں سورہ والصافات میں اِس کا ذکر تفصیل سے آویگا مشرکین مکہ اِس درخت کو یون جھٹلاتے تھے کہ دوزخ کی آگ میں یہ درخت کیونکر پیدا ہوگا یہ وہی درخت ہے جو دوزخ میں ہوگا اور اُسکا پھل دوزخیون کو کھلایا جاویگا۔ اِس درخت کے باب میں ترمذی نسائی وغیرہ میں حضرت عبد اللہؓ بن عباس سے صحیح روایۃ ہی کہ اِس درخت کے عرق کا ایک قطرہ اگر زمین پر آن پڑے تو اُسکی بدبو سے تمام دنیا کے لوگون کی زندگی میں خلل پڑ جاوے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝

اور جب ہم نے کہا فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس بولا کیا میں سجدہ کرون ایک شخص کو جو تو نے بنایا مٹی کا

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

کہنے لگا بھلا دیکھہ تو یہ جسکو تو نے مجھسے چڑہایا اگر تو مجکو ڈھیل دے قیامت کے دن تلک تو اِسکی اولاد کو ڈاڑہی دے لون مگر تھوڑی سی

یہ قصہ قرآن میں سات جگہ آیا ہی اول سورہ بقر میں پھر سورہ اعراف میں اور پھر سورہ حجر میں اور اِس سورۃ بنی اسرائیل میں اور سورۃ کہف اور سورۃ طٰہٰ اور سورہ صٓ میں۔ حاصل اِس قصہ کا یہ ہے کہ اللہ پاک نے جسوقت حضرت آدم کو پیدا کیا تو فرشتون کو حکم دیا کہ تم سب کے سب حضرت آدم کو سجدہ کرو اور ابلیس بھی قوم جنات میں سے ایک معزز فرشتہ ہو گیا تھا اُسنے اپنے کو بڑا جانا اور حضرت آدم کو حقیر سمجھہ کر سجدہ کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ یا اللہ تو نے حضرت

منزل ۴

آدم کو خاک سے پیدا کیا ہی اور میری پیدائش آگ سے ہے اور آگ خاک سے لطیف ہی اسلئے جو ہر کثیف کو جوہر لطیف پر کسی طرح فضیلت نہیں ہو سکتی مگر اللہ پاک نے ابلیس کے اِس بیہودہ قیاس کا کچھ جواب نہ دیا کیونکہ اسنے اپنے پیدا کرنے والے پر اعتراض کیا تھا اسکو حقیر جانکر چھوڑ دیا اور اپنی نافرمانی اور عدول حکمی کی وجہ سے فرشتوں کی صف سے اسکو نکالدیا اور مردود درگاہ بنا دیا پھر اسنے قسم کھائی کہ میں اولاد آدم کو قیامت تک گمراہ اور نافرمان کرونگا اور اللہ پاک سے مہلت چاہی اور فقط اپنے گمان ہی گمان پر بنی آدم کے ورغلانے کا بیڑا اسنے اوٹھالیا اللہ پاک نے بھی اسکو مہلت دی اور فرمادیا کہ جو میرے خاص بندے ہیں انپر تیرا کچھ زور نہیں چلے گا یہی معنی ہیں الاَقلیلا کے جس گروہ پر شیطان کا کچھ تسلط نہیں ہوتا وہ گروہ انبیا کا ہی اور امت کے اولیا اور صالحین بھی اسکے دہوکے سے علیحدہ رہتے ہیں انکے علاوہ ہر شخص کے دل میں گھسکر شیطان طرح طرح کا وسوسہ ڈال ڈالکر صراط مستقیم سے انکو بہکاتا ہے اور طرح طرح کے مکر و فریب سے انسان کو اپنے قبضہ میں لاتا ہی اور جو دعوے اوس نے آدم کی پیدائش کے وقت میں کیا تھا اُسکے پورا کرنے میں کچھ کمی نہیں کرتا اللہ اُسکے شر سے بچائے حسن بصری ابن سیرین اور اکثر سلف کا قول ہی کہ آدم علیہ السلام کو قبلہ ٹھہراکر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کا یہ حکم تھا۔ معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی اور ابو داؤد میں ابو موسیٰؓ اشعری کی حدیث ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کے پتلے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کی مٹی لی ہے اِسی واسطے آنکی اولاد میں کوئی گورا ہے کوئی کالا ہے مسند امام احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے ابو سعید خدریؓ کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہی جس کا حاصل یہ ہی کہ مہلت کے منظور ہو جانے کے بعد شیطان نے جب اللہ تعالیٰ کے روبرو اولاد آدم کے بہکانے کی قسم کھائی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی جاہ و جلال کی قسم کہاکر توبہ و استغفار کرنے والے گنہ گاروں کے گناہ معاف فرمادینے کا وعدہ فرمایا اس حدیث کو آیت کی تفسیر میں یہ دخل ہے کہ اِس سے مہلت کے بعد کا حال اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہی صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی حدیث سورۃ الاعراف میں گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور شیطان آگ کے شعلہ سے ان حدیثوں سے یہ بات اچھی طرح سمجھہ میں آجاتی ہے کہ آدم علیہ السلام کا پتلا مٹی سے بنایا گیا ہی اور شیطان آگ کے شعلے اور فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اسلئے شیطان فرشتوں میں سے نہیں ہے کیونکہ نور میں اور آگ کیں شعلہ میں بڑا فرق ہے اِسی واسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں اور شیطان کی پیدائش کا جدا جدا ذکر فرمایا ہے حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق لاحتنکن کے معنے غلبہ حاصل کرنے کے ہیں اِسی قول کا ترجمہ ڈھٹائی دینے کا کیا گیا ہے جسکا مطلب غلبہ حاصل کرنے کا ہے۔

منزل ۴

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ

فرمایا جا پھر جو کوئی تیرے ساتھ ہو ان میں سے سو اُسکو دوزخ ہے تم سب کی سزا پورا بدلا اور گھبرالے

مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ
ان میں جسکو تم تو گھبرا سکے اپنی آواز سے اور پکار لا انپر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر انسے مال اور اولاد میں
وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۚ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا
اور وعدے دے انکو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا انکو شیطان مگر دغابازی وہ جو میرے بندے ہیں انپر نہیں ہی تیری حکومت اور تیرا رب بس ہی کام

جب شیطان نے اللہ پاک سے بنی آدم کے بہکانے کی درخواست کی تو اللہ پاک نے اسکی درخواست کو قبول کیا اور جسوقت اسرافیل پہلی دفعہ صور پھونکے گے اسوقت تک شیطان کو مہلت دی گئی اسکی غرض یہ تھی کہ نفخہ ثانیہ تک مہلت مل جاتی کیونکہ نفخہ ثانیہ کے بعد پھر کسی کو موت نہیں ہی مگر اللہ پاک نے اس مدت کی مہلت نہیں دی اور شیطان اور شیطان کی پیروی کرنے والون کے لئے جہنم کی سزا مقرر کرکے فرمایا کہ جہان تک تیرا زور چلے اور جتنا تجھ سے ممکن ہو بنی آدم کو بہکا اور گمراہ بنا اور خدا کی نافرمانی کی طرف انکو بلا پھر فرمایا کہ بنی آدم کے بہکانے کے واسطے چاہے تو اپنے سوار اور پیادون کو چڑھا لا مطلب یہ ہے کہ جتنی تجھکو قدرت ہو اور جتنی مکر و فریب کرکے انکو بہکا یہ امر دراصل دھمکانے کے واسطے ہے جسطرح یون کہا کرتے ہین کہ اچھا جاجو کچھ تجھ سے بن سکے کر اور فرمایا کہ جا انکے مال و اولاد میں شرکت کر شراکت مال کی تو یہ ہے کہ مال اس طرح پر حاصل کیا ہو جس مین شرع کی مخالفت پائی جاتی ہو اور خرچ بھی ایسی ہی موقع و محل پر کیا جاوے جس میں اجازت شرعی نہیں ہے۔ اور اولاد میں شیطان کی شراکت یہ ہے کہ مثلاً انکے نام ایسے رکھنا جو شرع میں ناجائز ہیں جیسے عبدالحارث وغیرہ یا انکو خلاف شرع باتون سے نہ روکنا صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ سب چیزیں تو اللہ نے پیدا کین لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ قل اعوذ برب الناس میں آویگا کہ وسوسہ کے معنے اس دبی ہوئی ہلکی آواز کے ہیں جس آواز سے شیطان آدمی کے دل کے پاس گنگنا کر آدمی کو بہکاتا ہی صحیح مسلم کے حوالہ سے جابر بن عبداللہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ شیطان اپنا تخت سمندر کے پانی پر بچھا کر خود تو اس تخت پر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے شیاطینون کو اولاد آدم کے بہکانے کے لئے بھیجدیتا ہے۔ آیتون میں شیطان کی آواز اور اوسکے سوار اور پیادون کا جو ذکر ہے اسکا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ شیطان دبی آواز سے آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالنے کے لئے اپنے شیاطینون کو سوار پیدل جسطرح مناسب سمجھتا ہے بھیجتا رہتا ہے۔ سورہ ابراہیم میں گزر چکا ہے کہ قیامت کے دن شیطان اس بات کا اقرار کریگا کہ جن وعدون سے وہ دنیا میں لوگون کو بہکاتا تھا اسکے وہ سب وعدے جھوٹے تھے۔ سورہ ابراہیم کی وہ آیتین وما یعدھم الشیطان الا غرورا کی گویا تفسیر ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ شیطان کے اقرار کے موافق اسکے سب وعدے جھوٹے ہیں ترمذی نسائی صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم کی روایت سے حارث اشعری کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح کسی مضبوط قلعہ میں چلے جانے سے کوئی لشکر دشمن کے حملہ سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح یاد الٰہی

منزل ۴

ع ۷ | ۱۱

میں مصروف رہنے والے نیک لوگ شیطان کے پھندے سے بچے رہتے ہیں کیونکہ ذکر الٰہی سے شیطان دور بھاگتا ہے۔ یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یاد الٰہی میں مصروف رہنے والے بندے اللہ سے نزدیک اور شیطان کی حکومت سے دور رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انکا ہر ایک نیک ارادہ پورا کر کے عقبٰی کے اجر کا انکا ہر ایک کام بنا دیتا ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝

تمہارا رب وہ ہے جو ہانکتا ہے تمہارے واسطے کشتی دریا میں کہ تلاش کرو اسکا فضل وہی ہے بہتر مہربان

اللہ پاک نے اوپر کی آیۃ میں بندوں کے کام بنانے کا ذکر فرما کر اب یہ بیان کیا کہ تمہارا رب وہ ہے کہ تم مشرک ہو اور وہ تمہاری کشتیوں کو بڑے بڑے دریاؤں میں چلاتا ہے ہوا کو موافق بنا دیتا ہے اور تم ان کشتیوں اور جہازوں میں بیٹھ کر اپنی روزی کی جستجو میں تجارت کے خیال سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاتے ہو دیکھو وہ تم پر کیسا مہربان ہے کہ تمہاری آسائش کے لئے یہ سامان بنا رکھا ہے اگر کشتیاں نہ پیدا کرتا جہاز رانی کا علم تمہیں نہ سکھاتا اور ہوا کو تمہارے مقصود کے موافق نہ کرتا تو تمہارا ایک شہر سے دوسرے شہر میں کشتی پر جانا سخت مشکل تھا پھر تمہاری تجارت اور کاروبار میں سخت ابتری پھیلتی۔ غرضکہ اللہ پاک نے اس آیۃ میں اپنے بندوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ ہر ایک کام میں خدا ہی پر بھروسہ کریں اور اوسی کو کل امور میں کام بنانے والا سمجھیں اور خاص اسی کی بندگی کریں اور کسی کو اسکا شریک نہ ٹھرائیں کیونکہ انسان کے فائدہ اور نقصان میں سوا خدا کے اور کسی کو ذرہ برابر دخل نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک لوگوں کے رزق کے انتظام میں کچھ خلل نہیں ڈالتا یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بردباری ہے۔ اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ اگرچہ کشتی کے ڈوبنے کے خوف سے خالص اللہ کو اپنا معبود قرار دیکر خشکی میں آجانے کے بعد پھر شرک میں گرفتار ہو جاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی بردباری سے ان لوگوں کے اس تجارت کے سفر میں کچھ خلل نہیں ڈالا۔

مںزل ۴

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ

اور جب تم پر تکلیف پڑی دریا میں بھولتے ہو جنکو پکارتے تھے اسکے سوا پھر جب بچا لایا تمکو جنگل کی طرف ٹلا گئے

وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۝

اور ہے انسان بڑا ناشکر

اللہ پاک نے اس آیۃ میں انسان کی ناشکری کا حال بیان فرمایا کہ جب انسان کو کسی مصیبت سے پالا پڑتا ہے تو فقط خدا ہی یاد آتا ہے اور جب وہ مصیبت ٹل جاتی ہے وہی پہلی نافرمانیاں پھر کرنے لگتا ہے اور اوسے یہ بھی تو یاد نہیں رہتا کہ اوسپر کوئی دقت آیا تھا اور اوس نے خدا کو پکار کر اوس سے مدد چاہی تھی غرضکہ یہ لوگ پرلے درجے کے ناشکرے ہیں یہ بھی فرمایا کہ جب تمہاری کشتیاں دریا میں چلتی ہوئی ہوتی ہیں اور پھر یکبیک باد مخالف سے تہ و بالا ہونے لگتی ہیں اور تم جان لیتے ہو

کہ اب ہم سب ڈوبے اور اس مرنے کے خیال کے آتے ہی اپنے سارے جھوٹے معبودوں کو بالکل بھول جاتے ہو اور نرے اللہ وحدہ لا شریک سے مدد چاہتے ہو اللہ پاک تمہاری منت و عاجزی پر رحم کھا کر گرداب بلا سے کشتیاں پار لگا دیتا ہے پھر تم خدا کو ایسا بھول جاتے ہو گویا کبھی یاد ہی نہیں کیا تھا عکرمہ بن ابی جہل کا واقعہ ہے کہ جب یہ فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈر کر بھاگے تو کشتیوں پر سوار ہو کر دریا کی راہ سے ملک حبشہ جانے لگے پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک تیز ہوا آئی جس سے کشتی تہ و بالا ہونے لگی کشتی پر جو لوگ سوار تھے وہ کہنے لگے کہ اب سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ نرے اللہ کو پکار کر مدد چاہو عکرمہ نے اس بات کو سنکر دل میں خیال کیا کہ اگر سوا اللہ کے اور کوئی دریا میں کچھ نفع نہیں دیتا تو خشکی میں بھی اور کوئی کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتا اور پھر یہ بات کہی کہ اے اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو مجھکو دریا سے صحیح و سالم نکال لایا تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اپنا ہاتھ انکے ہاتھ میں دونگا غرضکہ کشتی پار ہوگئی اور سب لوگ بچ گئے عکرمہ اپنے عہد کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مسلمان ہو گئے اور بہت اچھے پکے مسلمان ہوئے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومی رضی کی ایک حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ایماندار لوگ تکلیف و راحت کسی حال میں اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولتے تکلیف کے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق صبر کرتے ہیں اور راحت کیوقت شکر اسلیے ایماندار لوگوں کیلئے ہر حال میں بہتری ہے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے کیونکہ آیۃ اور حدیث کو ملا کر یہ مطلب ہوا کہ مصیبت اور تکلیف کیوقت تو مشرک لوگ بھی اللہ کو یاد کرتے ہیں مگر تکلیف و راحت ہر حال میں اللہ کو یاد رکھنا یہ ایمانداروں کا کام ہے پھر ایماندار آدمی کو راحت کے وقت شریعت کے اس قاعدہ کی پابندی ضرور ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بڑا خوف تھا کہ آپ کی امت کے لوگوں سے راحت کے وقت اس قاعدہ کی پابندی نہ ہو سکے گی چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں عمرو رضی بن عوف انصاری سے اور فقط صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی سے جو روایتیں ہیں ان میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خوف کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے ۔

منزل ٤

أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ۝

سو کیا نڈر ہوئے ہو کہ دھسا دے تمکو جنگل کے کنارے یا بھیجدے تم پر آندھی پھر نہ پاؤ اپنا کوئی کام بنانے والا

اوپر کی آیۃ میں اللہ پاک نے بیان فرمایا تھا کہ انسان جب دریا میں کشتی پر سوار ہوتا ہے اور تیز ہوا میں کشتی تہ و بالا ہونے لگتی ہے تو صرف خدا ہی کو لوگ یاد کرنے لگتے ہیں اسوقت کسی اور اپنے جھوٹے معبود کو نہیں پکارتے پھر جب اللہ پاک انکی فریاد سنکر انپر رحم کرتا ہے اور صحیح و سلامت خشکی پر انکو پہونچا تا ہے تو پھر یہ لوگ خدا کو بھول جاتے ہیں ذرا بھی خیال نہیں رہتا کہ خدا کو کبھی یاد کیا تھا بالکل بے خوف ہو جاتے ہیں خدا کے عذاب کا ذرا بھی ڈر انکے دل میں نہیں ہوتا یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ جو دریا میں غرق کرنے پر قادر ہے وہ کیا خشکی میں ہلاک کرنے پر قدرت نہیں رکھتا غرضکہ اللہ پاک نے اسی بات کو بیان فرمایا کہ لوگ کیا بے خوف ہو گئے ہیں اور نہیں اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ خدا چاہے تو زمین میں

انسان کو دہنسادے اور اگر چاہے آسمان سے سنگ ساری اور برف باری کرے کہ لوگ اپنی اپنی جگہ مرکر رہجاوین اور اس مصیبت اور عذاب سے بچانے والا انہیں کوئی میسر نہ آوے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی وہ روایتہ سورۃ الانفال میں گزر چکی ہی جس میں ابوجہل نے یہ کہا تہا کہ اگر یہ دین اسلام سچا ہو اور ہم لوگ اسکو نہ مانتے ہون تو یا اللہ ہم پر پتھرون کا مینہہ برسا یا اور کوئی سخت عذاب نازل کر صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسےٰ اشعری کی وہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نافرمان لوگون کو اللہ تعالیٰ ایک عرصہ تک مہلت دیتا ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو انکو سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے۔ ان حدیثون کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کو وہ دہمکی دی جسکا ذکر آیۃ میں ہے اور مشرکون نے عذاب کے نازل ہونے کی خواہش بھی کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت کے موافق ان لوگون کو چودہ پندرہ برس کی مہلت دی اور مہلت کے زمانہ میں قرآن کی بہت سی آیتین نازل فرماکر ان لوگون کو طرح طرح سے سمجہایا جب یہ لوگ اپنی سرکشی اور نافرمانی سے باز نہیں آئے تو بدر کی لڑائی میں انکے بڑے بڑے سرکشون کی ساری سرکشی خاک میں مل گئی جسکا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایتہ کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ

یا نڈر ہوئے ہو کہ پہیر لیجاوے تمکو اُس میں دوسری بار پہر بہیجے تم پر ایک جہونکا باؤ کا پہر ڈباوے تمکو

بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝

بدلا اُس ناشکری کا پہر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہمپر اُسکا دعوے

منزل ۴

اوپر یہ فرمایا تہا کہ تم دریا سے خشکی میں آکر خدا کی نعمت کو بہول جاتے ہو اور اُسکی ناشکری کرتے ہو اور اس بات کا ذرا خوف نہیں کرتے کہ وہ جس طرح دریا میں تمہاری کشتیون کو ڈباکر تمہین غرق کر سکتا تہا اسی طرح وہ خشکی میں بھی تمہین دہنسا سکتا ہے اور تم پر آسمان سے پتھرون کی بارش کر سکتا ہے اب اس آیۃ میں یہ بیان فرمایا کہ اگر ان باتون سے یہی تم نڈر ہو تو کیا اسکا بھی تمہین خوف نہیں رہا کہ پھر کبھی جب تم دریا میں کشتیون پر سوار ہو کر جاؤ تو تیز ہوا ایسی چلے کہ تمہاری کشتیون کا تختہ تختہ الگ ہو جاوے اور تمہاری ناشکری اور کفران نعمت کے پاداش میں تمہین غرق دریا کرے اور جب تم دریا میں بے دست و پا ہو کر ڈوب جاؤ تو کوئی حمایت کرنے والا تمہاری طرف سے نہ کہڑا ہو کیونکہ خداوند پاک اکیلا دونون جہان میں جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے اوس سے کوئی شخص کسی بات کا سوال نہیں کر سکتا۔ یہ دوسری دہمکی قریش کو دی گئی ہے۔ جو حدیثین اوپر کی آیۃ کی تفسیر میں گزریں وہی حدیثین اس آیۃ کی تفسیر میں اور اُس تفسیر کا حاصل بھی وہی ہے جو اوپر کی آیۃ کی تفسیر میں بیان کیا گیا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ آدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى

اور ہمنے عزت دی آدم کی اولاد کو اور سواری دی انکو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہمنے انکو ستہری چیزوں سے اور بڑہا دیا

كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿۷۰﴾

انکو اپنے بنائی ہوئی بہت مخلوق پر بڑہائی دیکر

اللہ پاک نے اس آیۃ میں اس احسان کا ذکر فرمایا جو انسان کو اپنی اور دوسری مخلوق پر فضیلت دی ہے کہ خشکی میں طرح طرح کی سواریاں
اسی انسان کیواسطے بنائی ہیں دوسری مخلوق اس سے بالکل بے بہرہ ہے اور جس طرح انسان خشکی میں سواریوں پر سوار ہو کر سیر کرتا ہے
ادہر ادہر جاتا ہے اسی طرح دریا میں بھی اسکے واسطے سواری کا انتظام کیا گیا ہے کہ کشتی پر بیٹھ کر انسان دریا کا سفر کرتا ہے
دوسری کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو دریا کا سفر اس طرح کرتی ہو یہ تو انسان کی سواری کا حال تہا اب اسکو روزی کو دیکھئے
دوسری مخلوق جانور وغیرہ کو اسکی ذرا بھی تمیز نہیں کہ اپنی روزی صاف ستہری بنا کر کہاویں انسان کو وہ عقل اور وہ صفائی اور
نفاست دی کہ غذا کو بہوسی وغیرہ سے پاک صاف کرکے پیس کوٹ کر پکا کر کہاتا ہے میوہ کہاتا ہے تو گٹہلی پہینک دیتا ہے غرض
انسان کے حصہ میں بہت ہی پاک روزی آئی ہے طرح طرح کا لذیذ کہانا انواع انواع کے مربے چٹنیاں شربت جو شمار سے باہر
ہیں انسان کے واسطے مقرر ہیں ان سب امور پر نظر کرکے دیکھئے تو خدا نے انسان کو اپنی بہت سی مخلوق پر ایک بہت
بڑی فضیلت بخشی ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا جنت میں جو نعمتیں فرمانبردار لوگوں کیلئے پیدا کی گئی ہیں دنیا میں وہ نعمتیں نہ کسی نے آنکہوں سے دیکہیں نہ کانوں سے
سنیں نہ کسی کے دل میں انکا خیال گزر سکتا ہے سورہ والصافات میں آ چکا کہ دوزخیوں کو سینڈہ کا پہل کہلایا جاویگا۔
ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اس سینڈہ کے عرق کا ایک قطرہ
زمین میں آن پڑے تو تمام دنیا کے لوگوں کی زندگی میں خلل پڑ جاوے سورہ والصافات کی آیتوں اور ان حدیثوں کو
اس آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ انسان کی جس فضیلت کا ذکر آیۃ میں ہے اس فضیلت کے شکریہ میں جن
لوگوں نے اپنی عمر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزاری عقبیٰ میں انکو وہ فضیلت دی جاویگی کہ اس کا حال دنیا میں نہ کسی نے
آنکہوں سے دیکہا نہ کانوں سے سنا نہ کسی کے دل میں اسکا خیال گذر سکتا ہے اور جن لوگوں نے اس دنیا کی
فضیلت کی ناشکری کی اور اپنی تمام عمر نافرمانی میں گذاری وہ دنیا میں چند روزہ اس فضیلت کو برت لیویں مگر عقبیٰ میں
طرح طرح کے اور غذاؤں کے علاوہ کہانے کیلئے انکو وہ چیز ملیگی جسکے عرق کا ایک قطرہ تمام دنیا کے لوگوں
کی زندگی میں خلل ڈال سکتا ہے

منزل ۴

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولٰٓئِكَ يَقْرَءُونَ

جسدن ہم بلاوینگے ہر فرقے کو انکے سردار کے ساتھ سو جسکو ملا اسکا لکھا اسکے داہنے میں سو وہ لوگ پڑہینگے اپنا لکھا

كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝
اور ظلم نہ ہوگا انپر ایک تاگے کا

اس آیۃ کی تفسیر مین علماء مفسرین نے لفظ امام کے مختلف معنے لئے ہین لیکن نامہ اعمال کے لفظ کے ساتھ لفظ امام کی تفسیر کا کرنا زیادہ صحیح ہے کس واسطے کہ یہ تفسیر ترمذی اور مسند بزار وغیرہ مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آچکی ہے چنانچہ ابوہریرہؓ سے ترمذی مسند بزار اور صحیح ابن حبان مین معتبر روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس آیۃ کی تفسیر مین آنحضرت نے فرمایا قیامت کے دن بعضے لوگون کو بلا کر اُنکے دائین ہاتھ مین نامہ اعمال دیا جائیگا جس سے لیسے شخص کے منہہ پر ایک طرح کا نور آجاویگا اُس شخص کے سر پر ایک تاج رکھدیا جاویگا جس جماعت مین سے یہ شخص بلایا گیا تھا اُس جماعت مین واپس آنکر باقی کے لوگون کو خوشخبری دیویگا کہ ہماری ساری جماعت کے لوگون کے ساتھہ یہی معاملہ پیش آویگا اور جماعت کے لوگ اسکو نجات کی مبارکبادی دیوین گے اور بعضے لوگون کو ایک جماعت مین سے ہر ایک شخص کو بلا کر بائین ہاتھہ مین نامہ اعمال دیا جاویگا جس سے اُس شخص کا منہہ کالا ہوجاویگا اور وہ شخص جس جماعت مین سے گیا تہا اُس جماعت مین آنا چاہیگا تو باقی کے لوگ اسکو جہڑکین گے کہ ہماری جماعت مین مت آؤ وہ جماعت والونکو جہڑکیگا اور کہویگا جو میرا حال ہو اسے وہی سب جماعت کا حال ہونے والا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹہیرالیا ہے یہ حدیث ولا یظلمون فتیلا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ظلم اللہ پاک نے اپنی ذات پر حرام ٹہیرالیا ہے اسواسطے قیامت کے دن اعمال ناموں کے موافق جزا و سزا ہوگی کسی پر کچھہ ظلم نہ ہوگا شاہ صاحب نے ترجمہ مین امام کے معنے سردار کے جو قرار دئے ہین وہ مجاہد کے قول کے موافق ہین باقی کے دونون ترجمون مین بہی یہی مجاہد کا قول لیا گیا ہے اور حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی قول کو ترجیح دی ہے لیکن اوپر ابوہریرہ کی حدیث جو گذری حاکم نے اُسکو صحیح کہا ہے۔

منزل ۴

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝
اور جو کوئی رہا اس جہان مین اندہا سو پچہلے جہان مین اندہا ہے اور زیادہ دور پڑا راہ سے

اوپر کی آیۃ مین اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی تہی کہ آخرت مین جن لوگون کے داہنے ہاتہہ مین عمل کا کاغذ ہوگا وہ تو خوش ہو ہو کر پڑہینگے اور دوسرون کو دکہلائین گے یہ لوگ وہ ہین جنکے اعمال نیک ہین اب بائین ہاتہہ مین جنکے نامہ اعمال دئے جاوینگے اُنکے حق مین یہ آیۃ ہے کہ یہ وہ لوگ ہین جو دنیا مین راہ حق سے دور ہے اور اچھے برے مین انہون نے تمیز نہین کی گویا اندہے تھے کہ خدا کی ظاہر ظاہر قدرت کو بہی دیکہکر ایمان نہین لائے آسمان و زمین دریا پہاڑ اور بہتیری مخلوق خدا نے بنائی ہے وہ کل خدا کی توحید ثابت کر رہی ہے ان مین کسی ایک کے دیکہنے سے بہی راہ یاب نہ ہوئے ایسا شخص آخرت مین اندہا ہوگا بلکہ اور بہی گمراہ ہوگا کیونکہ اگر ان غور و فکر کرنے پر ایمان کا ارادہ کریگا تو کچہہ حاصل نہ ہوگا

سورۃ الحاقہ میں آویگا کہ جن لوگون کے نامہ اعمال بائین ہاتھ میں دئیے جاوینگے وہ کہوین گے ہمارا نامہ اعمال اگر ہمکو ندیا جاتا تو اچھا ہوتا۔ سورۃ الحاقہ کی آیتون سے اس آیۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ اندھون کی طرح نامہ اعمال کے پڑہنے سے گھبرائیں گے اسواسطے انکو اندھا فرمایا۔ سورۃ الحاقہ کی آیتوں میں یہ بھی ہی کہ نامہ اعمال کے بائیں ہاتھ میں دیتے ہی اللہ تعالی کا حکم ہوجاویگا کہ یہ لوگ دوزخی ہیں اس لیئے ان لوگون کو بہشت کی راہ سے دور فرمایا۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو بائین ہاتھ کے اعمال نامہ والے اپنے گناہون کا انکار کرین گے انکے مونہہ پر خاموشی کی مہر لگائی جاکر انکے ہاتھ پیرون سے سارے گناہون کی گواہی ادا کرائی جاویگی۔ اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس سے گناہون کے منکر بائیں ہاتھ کے اعمال نامہ والے لوگون کا حال اچھی طرح معلوم ہوجاتا ہے

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ڰ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝

اور وہ لوگ تھے کہ تجکو بچلادین اس چیز سے جو وحی بہیجی ہمنے تیری طرف تا باندہ لاوے تو اسکے سوائے اور تب پکڑ لیوین تجکو دوست

تفسیر ابن ابی حاتم میں جو روایۃ ہی اس میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اس آیۃ کی شان نزول میں یون فرماتے ہیں کہ امیہ بن خلف اور ابوجہل بن ہشام اور چند اشخاص قریش آنحضرت کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے بتون کو چہولین تو ہم آپکے دین مین داخل ہوجاوین گے۔ مشرکین مکہ کی یہ خواہش ایسی تھی جس طرح کی انکی ایک خواہش کا ذکر سورہ یونس میں گزرا کہ وہ قرآن کی جن آیتون کو بدل دینا چاہتے تھے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں مشرکون کی اس خواہش کا ذکر کیا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا میں جو کچھہ ہورہا ہے وہ سب اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں لکھہ لیا ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے سب بتونکو لکڑیان مار مار کر زمین میں گرادیا اور کوئی مشرک اپنے بتون کی حمایت نکرسکا۔ ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اے رسول اللہ کے اگرچہ یہ مشرک لوگ قرآن کی آیتون کے برخلاف تم سے اپنے بتون کی بیجا عزت اور توقیر کرانا چاہتے ہیں اور انکے دل میں یہ بھی ہی کہ اگر تم انکا کہا مان لو تو بجائے دشمن کے یہ لوگ تمہارے دوست بنجائین لیکن اللہ تعالی کے کارخانہ مین ہر کام کا وقت لوح محفوظ میں لکھا جاچکا ہے وقت مقررہ کے آنے تک یہ مشرک اپنی بیجا خواہشین زبان پر لاتے ہیں وقت مقررہ کے آجانے پر تمہارے ہی ہاتھہ سے اللہ تعالی ان بتون کی سب عزت و توقیر خاک میں ملادیگا اور ان مشرکون سے ان بتون کی کچھہ حمایت نہ ہوگی۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـــًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہمنے تجکو ٹہیرا رکھا تو تو لگ ہی جاتا جہکنے انکی طرف تہوڑا سا تب ضرور چکھاتے ہم تجکو دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پہر نہ پاتا تو اپنے واسطے ہم پر

منزل ۴

تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردویہ اور تفسیر ابو الشیخ مین سعید بن جبیر سے جو شان نزول اس آیۃ کی اور اوپر کی آیۃ کے
بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے آنحضرت کو حجر اسود کو ہاتھ لگاتے اور چھوتے ہوئے دیکھکر یہ کہا کہ جسطرح
ایک پتھر حجر اسود ہے ویسا ہی ہمارے بُت بت ہین اگر ایک دفعہ آپ ہمارے بتون کو حجر اسود کے چھونے کی طرح ہاتھ لگا لیوین
تو ہم آپکو حجر اسود کو آیندہ چھونے دیوین گے ورنہ ہم حجر اسود کو بھی آپکو ہاتھ نہ لگانے دیوین گے مشرکین کی یہ بات سنکر آپ کے
دل میں ایک وسوسہ اور پس وپیش تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا پس وپیش رفع کرنے اور مشرکون کے بہکاوے سے محفوظ
رکھنے کے لئے یہ آیتین نازل فرمائین اس شان نزول کی سند مین کسی طرح کا کلام نہیں ہے اور ابن ابی حاتم کا اس شان
نزول کو اپنی تفسیر مین ذکر کرنا بھی ایک رفع وسوسہ کی بات ہے کیونکہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ
بن مسعود کی دو روایتون کے بعضے طریق جنمین کچھ تردد تھا انکو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر کی صحت کے خیال سے خود چھوڑ دیا
ہے یہ وہ طریق ہین جنکو حاکم نے اپنی مستدرک کی کتاب التفسیر مین لیا ہے اور ابن ابی حاتم نے چھوڑ دیا ہے اسی واسطے ابن
ابی حاتم کی تفسیر کا درجہ مستدرک حاکم سے زیادہ شمار کیا جاتا ہے جلال الدین سیوطی نے اتقان میں اس بحث کو تفصیل
سے لکھا ہے اور اسباب نزول مین اس شان نزول کے راویون کی ثقاہت بھی بیان کی ہے معالم التنزیل مین بغوی رح
نے بھی اس شان نزول کو ذکر کیا ہے اور جامع البیان خازن وغیرہ مین بھی یہ شان نزول ہے صحیح مسلم مین عبد اللہ بن
مسعود سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیاطین
تعینات ہے فرشتہ نیک کامون کی ترغیب دلاتا رہتا ہے اور شیطان برے کامون کی اسپر صحابہ نے پوچھا کہ کیا حضرت
آپ کے ساتھ بھی شیاطین تعینات ہے آپ نے فرمایا ہان ہے تو سہی مگر اللہ کی مدد سے مجھکو وہ نیک کام کا مشورہ دیتا
رہتا ہے کسی برے کام کی ترغیب نہین دلا سکتا۔ یہ حدیث ولولا ان ثبتناک کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اے
رسول اللہ کے تمہارے ساتھ شیاطین جو تعینات ہے اگر اللہ اسکو برے کام کی ترغیب سے روک کے اوس سے فرشتہ کا کام
نہ لیتا تو تم مشرکون کا کہنا ماننے کی طرف کسی قدر مائل ہو جاتے لیکن اللہ کے انتظام نے تم کو اس چوک سے اس لیے
بچایا کہ انبیا کے مرتبہ کے موافق جس طرح انکے نیک کامون کا اجر اللہ کی بارگاہ مین زیادہ ہے اسی طرح انکی چوک
کی پکڑ بھی زیادہ ہے اور اللہ کی پکڑ سے کوئی کسی کو چھوڑا نہین سکتا۔

وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

اور وہ تو چاہتے تھے کہ گھبرانے تجکو اس زمین سے کہ نکالدین تجکو یہان سے اور تب نہ ٹھیرین گے تیرے پیچھے مگر تھوڑا

سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝

دستور پڑا ہوا ہے ان رسولون کا جو تجسے پہلے بھیجے ہمنے اور نہ پاویگا تو ہمارے دستور مین تفاوت

بیہقی کی دلائل النبوۃ مین اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین جو شان نزول اس آیۃ کی سعید بن جبیر کی روایۃ سے

منزل ۴

بیان کی ہی اسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کی ہجرت اور مدینہ منورہ میں آجانے کے بعد یہود نے آپکو ملک شام میں رہنے کی ترغیب دی اور آپ نے اُس ترغیب پر تبوک کے سفر کا ارادہ کیا اُسپر مقام تبوک میں یہ آیۃ نازل ہوئی ہے لیکن ابو عیسےٰ ترمذی نے آیۃ وقل رب ادخلنی کی جو شان نزول بیان کی ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیۃ مکی ہی اور مشرکین مکہ نے ہجرت سے پہلے جو آپکو تکلیفیں دی تھیں اُسپر یہ آیۃ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے حافظ ابو جعفر ابن جریر اور حافظ ابن کثیر نے اِسی بات کو قوی ٹھہرایا ہی کہ یہ آیۃ مکی ہے اور مشرکین مکہ نے ہجرت سے پہلے آنحضرت کو طرح طرح کی تکلیفیں جو دی تھیں اُنکے ہی ذکر میں یہ آیۃ نازل ہوئی ہے اسواسطے یہی شان نزول صحیح ہے کسلئے کہ ترمذی کی روایۃ ابن ابی حاتم اور بیہقی کی روایۃ پر بلاشک مقدم ہے علاوہ اسکے تفسیر عبد الرزاق میں یہ دوسری شان نزول کی روایۃ قتادہ کی روایۃ سے ہے اور اِس تفسیر میں یہ بات ایک جگہ گزر چکی ہے کہ عبد الرزاق کی یہ تفسیر اُنکے نابینا ہونے سے پہلے کی ہے اور اُنکے نابینا ہونے سے پہلے کی اُنکی تصنیفات کو امام بخاری نے معتبر ٹھہرایا ہے۔ حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے یہ مشرکین مکہ تم کو طرح طرح کی تکلیفیں دیکر مکہ کی سکونت سے گھبراہٹ میں جو ڈال رہے ہیں یہ اِنکے ہی حق میں برا ہی کیونکہ اگر یہ لوگ تم کو مکہ سے نکال دیویں گے تو پھر یہ لوگ بھی بہت دنوں تک مکہ میں نہ رہ سکیں گے کس لئے کہ اللہ کے انتظام میں یہ دستور پڑا ہوا ہے کہ قوم کے لوگوں میں سے جب اللہ کے رسول علیحدہ ہو جاتے ہیں تو پھر قوم کے لوگوں پر کچھ نہ کچھ آفت آجاتی ہے اور اللہ کے انتظام میں جو دستور پڑا ہوا ہے اُسکو کوئی بدل نہیں سکتا صحیح سند سے ترمذی اور مستدرک حاکم میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستانا شروع کیا تو آگے کی آیۃ وقل رب ادخلنی مدخل صدق سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے مدینہ کی ہجرت کا حکم ہوا۔ ہجرت کے ڈیڑھ برس کے بعد بدر کی لڑائی پیش آئی اور اُس لڑائی میں اللہ کے رسول کے بڑے بڑے ستانے والوں پر جو آفت آئی صحیح بخاری ومسلم کی انسؓ بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے یہ قصہ کئی جگہ گزر چکا ہی جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں بڑی ذلت سے یہ لوگ مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہوئے جس عذاب کے جھٹلانے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پایا۔ ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے کیونکہ آیتوں اور حدیثوں کو ملا کر قرآن شریف کا یہ معجزہ ثابت ہوتا ہے کہ انتظام آلٰہی کے موافق جس دستور کا ذکر آیتوں میں تھا ہجرت کے ڈیڑھ برس کے بعد بالکل اُسکے موافق ظہور ہوا کہ اللہ کے رسول کے بڑے بڑے ستانے والوں کو مکہ سے نکل کر مکہ میں پھر کر جانا نصیب نہ ہوا

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ

کھڑی رکھہ نماز سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا بیشک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے

مَشْهُودًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ

روبرو اور کچھ رات جاگتا رہ اس میں یہ بڑھتی ہے تجکو

منزل ۴

اس آیۃ میں پانچون نمازون کا ذکر ہے سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندہیرے تک میں چار نمازین ہیں اور صبح کی نماز کا الگ
ذکر ہے کس واسطے کہ اگرچہ فرشتے جو لوگون کے نامۂ اعمال لکھنے اور آدمی کی حفاظت کرنے کے لئے مقرر ہیں انکی چوکی عصر کے وقت
اور صبح کے وقت بدلتی رہتی ہے اور عصر اور صبح دونون نمازون کے وقت دونون چوکیون کے فرشتے ایک جگہ جمع ہو جاتے
ہیں لیکن صبح کی نماز کے وقت پکار کے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اور اسکو بڑے شوق سے دونون چوکیون کے فرشتے
سنتے ہیں اسلئے یہ فرمایا کہ صبح کی نماز کی قرأت سننے کو فرشتے حاضر ہوتے ہیں صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایۃ
میں اس آیۃ کی تفسیر کے ذیل میں صرف صبح کی نماز کے وقت اور دوسری روایۃ میں عصر اور صبح دونون نمازون کے وقت
فرشتون کے جمع ہونے کا جو ذکر ہے اسکا سبب یہی ہے کہ جہان قرأت سننے کا ذکر ہے وہان حضرت ابوہریرہؓ نے صرف
صبح کی نماز کا ذکر کیا ہے اور جہان محض فرشتون کے جمع ہونے کا ذکر ہے وہان انھون نے دونون نمازون کا نام لیا ہے
جن علما کی سمجھ میں یہ سبب اچھی طرح نہیں آیا تھا انھون نے ان دونو روایتون کے اختلاف پر طرح طرح کے اعتراض کئے ہیں
اور ان اعتراضون کے جواب حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں تفصیل سے دئے ہیں ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ایک
بڑی عمدہ قابل قدر بات لکھی ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی روایۃ سے ہر رات کو پچھلی رات سے
صبح تک اللہ تعالی کا آسمان اول پر نزول فرمانا اور قبول دعا اور مغفرت کا وعدہ فرمانا جو ثابت ہوا ہے اس سے حافظ
ابن جریر نے یہ بات نکالی ہے کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں بندہ کو قرأت قرآن صبح کے وقت جو ایک قرب خاص ہے وہ قرب
اور وقت میسر نہیں ہو سکتا ہے صبح کی نماز کی قرأت قرآن کو ایک خاص شرف ہے اور بعد فرض نماز کے سب نفلون
میں افضل تہجد کی نماز ہے اسواسطے فرض نماز کے بعد اللہ تعالی نے تہجد کی نماز کا ذکر فرمایا ہے صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ
سے روایۃ ہے کہ آنحضرت سے پوچھا گیا بعد نماز فرض کے کونسی نماز افضل ہے آپ نے فرمایا کہ تہجد افضل ہے فتہجد بہ اور
قم اللیل کے خطاب سے جمہور سلف کا مذہب یہی ہے کہ تہجد کی نماز فقط اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی امت
کے لوگون پر نہ پہلے فرض تھی نہ اب ہے صحیح بخاری و مسلم میں زید بن ثابتؓ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک رمضان
میں تین راتون تک صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھنے آئے پھر چوتھی رات کو اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم حجرہ سے مسجد میں تشریف نہیں لائے اور صبح کو صحابہ سے فرمایا مجھکو تم لوگون کا آج کی رات کا آنا بھی معلوم تھا مگر
میں اس خوف سے باہر نہیں آیا کہ کہیں تم پر تہجد کی نماز فرض نہ ہو جاوے صحیح بخاری و مسلم میں طلحہؓ بن عبید کی دوسری
حدیث ہے جس میں فرض نمازون کا ذکر کرتے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کا ذکر نہیں کیا ان حدیثون سے
جمہور کے مذہب کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ امت پر تہجد کی نماز فرض ہوتی تو اللہ کے رسول یہ نہ فرماتے کہ مجھکو امت پر
فرض ہو جانے کا خوف تھا اور فرض نمازون کے تذکرہ میں آپ ضرور اس نماز کا ذکر بھی فرماتے۔ زیادہ تفصیل اس
مسئلہ کی سورۃ المزمل میں آویگی ان حدیثون کے موافق نافلۃ لک کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے یہی کی ہے کہ

منزل ۴

تہجد کی نماز فقط اے اللہ کے رسول تم پر فرض ہے امت کے لوگون پر نہیں۔

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

شاید کہڑا کرے تجکو تیرا رب تعریف کے مقام میں

معتبر سند سے مسند امام احمد اور ترمذی میں ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے کہ صحابہ نے آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت مقام محمود سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کہ یہ وہ مقام ہے جو خدا کی طرف سے تمہارے نبی کو شفاعت کی دعا کرنے کے لئے ملاہے مسند امام احمد میں کعبؓ بن مالک کی ایک روایۃ بھی اسی مضمون کی ہے اسکی سند بھی معتبر ہے اور صحیح حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام عرش معلے کے نیچے ہے مسلم وغیرہ کی صحیح حدیثون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پہلے میدان محشر میں عام خلق اللہ کے لئے اسوقت ہوگی جب ایک میل کے فاصلہ کی بلندی پر آفتاب کے آجانے اور دوزخ کے میدان محشر میں لانے سے تمام اہل محشر گرمی اور پسینہ سے بہت تکلیف میں ہونگے اور حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسےٰ تک سب انبیا کے پاس وہ لوگ شفاعت کی غرض سے جاوین گے اور سب انبیا خدا کے غصہ سے ڈر کر شفاعت سے انکار کرین گے اور کہوین گے آج وہ دن ہی کہ کسی دوسرے کی شفاعت تو درکنار ہمین اپنی ہی جان کا اندیشہ ہے پھر جب وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آوین گے تو آپ شفاعت کا ذمہ لیوین گے اور مقام محمود میں جاکر سجدہ کرین گے اور شفاعت کی التجا کرین گے اللہ تعالی آپ کی التجا کو قبول کریگا یہ شفاعت اس بات کی ہوگی کہ لوگون کا حساب وکتاب ہو کر اعمال کے موافق سزا وجزا ہو جاوے اور میدان محشر سے لوگونکا چھٹکارہ ہو اسی شفاعت کو شفاعت عامہ اسلئے کہتے ہیں کہ یہ شفاعت امت محمدی کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ تمام اہل محشر کی شفاعت ہے اب اسکے بعد پلصراط پر گزرتے وقت امت محمدی میں کے بعضے گنہ گار جو دوزخ میں گرپڑین گے اور آپ اللہ سے شفاعت کرکے جسکے دل مین ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا اسکو جنت مین داخل کرادین گے یہ دوسری شفاعت ہے جو امت محمدیہ کے خاص طور پر آپ فرماوین گے یہ دوسری قسم کی شفاعت ملائکہ اور انبیا اور ہر امت کے نیک لوگ بھی کرین گے مگر پہلی شفاعت آنحضرتؐ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے اسی دوسری قسم کی شفاعت کا انکار عمرو بن عبید اور اس کے پیرو معتزلے فرقہ نے کیا ہے اور اہل سنت نے انکا جواب طرح طرح سے دیا ہے فرقہ معتزلے کے سرگروہ عمرو بن عبید نے جب شفاعت کا انکار کیا تو ثابت بنانی اور اور بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص قرآن کی ایک آیۃ کو چھری سے چھیل رہا ہے جب عمرو بن عبید سے اس خواب کا ذکر آیا تو اس نے جواب دیا کہ جس آیۃ کو میں چھیلتا ہون اس سے اچھی آیۃ اسکی جگہ جماتا ہون غرض حسن بصری سے منحرف ہونے سے پہلے یہ عمرو بن عبید بڑے زاہد اور عالم مشہور تھے پھر عقیدہ بگڑ گیا اور واصل بن عطا اور یہ عمرو بن عبید اپنے استاد حسن بصری سے منحرف ہوگئے خدا کو بگاڑتے دیر لگتی ہے نہ بناتے۔ یہ ثابت بن اسلم بنانی ثقہ تابعیون میں ہیں اور حدیث کی سب کتابون میں ان سے روایۃ ہے صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہؓ

منزل۴

اور ابو سعید خدری سے جو روایتیں ہیں اُن میں عام شفاعت اور خاص شفاعت کا ذکر تفصیل سے ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ

اور کہہ اے رب پیٹھا مجکو سچا پیٹھانا اور نکال مجکو سچا نکالنا اور بنادے مجکو اپنے پاس سے

سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

ایک حکومت کی مدد اور کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا

صحیح سند سے ترمذی اور مستدرک حاکم کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ اوپر گزر چکی ہے جسمین اُنھون نے اِس آیۃ کو مکہ سے مدینہ کی ہجرت کا حکم قرار دیا ہے۔ حسن بصری ؒ کا قول بھی اِس آیۃ کی شان نزول میں یہ ہے کہ جب کفار مکہ نے آنحضرت صلعم کے تنگ کرنے کا مشورہ کیا اور چاہا کہ اِنکو مکہ سے نکالدین یا قید کرین تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ آپ یون دعا کرین جس طرح کی دعا کا اِس آیۃ میں ذکر ہے اور مکہ سے مدینہ کو چلے جاوین قتادہ کہتے ہیں کہ مدخل صدق سے مراد مدینہ ہے اور مخرج صدق مکہ ہے سلطان نصیراً کی تفسیر میں حسن بصری یہ کہتے ہیں اللہ پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ملک عرب اور فارس اور روم کافرون سے چھین کر تمہیں دیدین گے۔ یہ جو ارشاد کیا ہے کہ حق آیا اور باطل گیا اِس میں کفار مکہ کے لئے یہ دھمکی ہے کہ اُنکے پاس ایسا حق آیا ہے جس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہی۔ بخاری نے عبداللہ بن مسعود سے روایۃ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے وقت مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے آپکے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی آپ اُس لکڑی سے اون بتون کو مارتے جاتے تھے اور زبان سے یون فرماتے جاتے تھے جاء الحق وزھق الباطل۔ مسلم اور بخاری میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے روایۃ ہے کہ ہجرت کے ارادہ سے جب مین اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکل کر غار ثور میں گئے تو مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں ثور پہاڑ پر چڑھے اور مینے غار میں سے مشرکین کے قدم دیکھے تو مجھکو بڑا اندیشہ ہوا اور جب میں نے اپنا یہ اندیشہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے میری تسکین کی اور فرمایا کچھ اندیشہ کی بات نہیں اللہ ہماری مدد کو موجود ہے اِن آیتون میں اللہ تعالےٰ نے جو دعا اپنے رسول کو تبلائی تھی اُس دعا کا اثر اِس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ مکہ سے نکلتے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی آبرو کا یہ انتظام کیا کہ غار ثور تک پہونچ جانے پر بھی مشرکین کی آنکھون پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالدیا جس سے اللہ کے رسول اُن دشمنون کو نظر نہ آئے اور مدینہ پہونچ جانے کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کی وہ آبرو بڑھائی کہ دس ہزار آدمیون کے لشکر سے اللہ کے رسول نے مکہ پر چڑھائی کی اور مکہ فتح ہو گیا حکومت اپنے رسول کو اللہ تعالیٰ نے وہ عطا کی کہ اللہ کے رسول نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر مشرکون کے جھوٹے معبودون کو زمین پر گرادیا اور اللہ کی رسول کی حکومت کے آگے کوئی مشرک دم نہیں مار سکا۔ اِن آیتون میں حق سے

معنے اسلام کے ہیں اور باطل کے معنے شرک کے کیونکہ جس تاریخ اللہ تعالیٰ کی رسول کی زبان پر یہ لفظ نکلے اوسی تاریخ سے مکہ میں اسلام پھیلا اور شرک مٹا۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○
اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ چنگے ہوں اور مہر ایمان والوں کو اور گناہگاروں کو یہی بڑھتا ہے نقصان

کفر نفاق حسد بغض وغیرہ امراض باطنی کے لئے قرآن شریف کا شفابخش ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ ان امراض باطنی میں سے کوئی مرض ایسا نہ تھا جو قرآن شریف کے نازل ہونے سے پہلے اہل عرب میں نہ تھا قرآن شریف کے طفیل سے ان امراض کے حق میں پھر وہ شفا اہل عرب نے پائی کہ اس شفا کے اثر سے اور ملک کے لوگوں کو بھی ان امراض سے شفا نصیب ہو گئی غرض سوا اس شفا باطنی کے امراض ظاہری کی شفا کا اثر بھی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہی چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کی جو حدیث ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کو جب کبھی کوئی مرض ہوتا تھا تو آپ قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے تھے اور الحمد پڑھ کر بچھو جہاں کاٹے وہاں منہ کا لعاب لگانے سے بچھو کا زہر اوتر جاتا ہے یہ حدیث بھی بخاری میں ہے اور اس قسم کی بہت سی روایتیں کتب صحاح میں ہیں اور بہت لوگوں کو تجربہ ہے کہ تعویذ کے طور پر لکھ کر باندھنے یا پڑھ کر دم کرنے سے بہت سی آیتوں سے طرح طرح کے امراض کو فائدہ ہوتا ہے تعویذ منتر اون عملیات کا منع ہے جنمیں کچھ خلاف شریعت الفاظ ہوں یا ایسے الفاظ ہوں جن کے معنے معلوم نہ ہونے سے انکے خلاف شریعت ہونے کا دھوکا ہو رہا آیات قرآنی سے تعویذ و منتر کا عمل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے لیکن تعویذ منتر میں اتنا عقیدہ ضرور رکھنا چاہیے کہ تعویذ منتر میں خدا اثر دیوے گا تو اثر ہوگا نہیں تو کچھ بھی نہیں ابو داؤد ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی جو حدیث ہے جسمیں آپ نے تعویذ گنڈے سے منع فرمایا ہے اور تعویذ وغیرہ کو شرک فرمایا ہے وہ منع اسی تعویذ گنڈے کے حق میں ہے جو خلاف شریعت کسی شرکی الفاظ سے ہو چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ کی حدیث اس ممانعت کے بعد کی جو ہے اس میں اس ممانعت کے سبب کی صراحت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی حضرت جابر کہتے ہیں کہ آنحضرت کے تعویذ گنڈے منتر سے منع فرمانے کے بعد عمرو بن حزم کے کنبے کے کچھ لوگ آنحضرت کے پاس آئے اور انھوں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ حضرت ہم لوگوں کو زمانہ جاہلیت کا ایک منتر بچھو کا یاد ہے مگر آپ نے اب ایسی باتوں سے منع فرمایا ہے اس لئے آپ کی اجازت بغیر ہم اس منتر کا استعمال نہیں کر سکتے آپ نے فرمایا وہ منتر مجھکو پڑھ کر تو سناؤ جب انھوں نے وہ منتر آپ کو سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں تو کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ اگر ایسی چیز سے کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہونچانا چاہے تو کچھ ممانعت نہیں ہے۔ اور صحیح مسلم میں دوسری حدیث حضرت عوف بن مالکؓ کی ہے اس میں آپ نے صاف فرما دیا ہے کہ جس منتر

میں کچھ شرک کا خوف نہیں ہے اسکے استعمال میں کچھ حرج نہیں ہی۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ رضی اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہی جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے۔ آیۃ میں یہ جو ذکر ہے کہ ایماندار لوگون کے لئے یہ قرآن اللہ کی رحمت کا سبب ہی اور منکر قرآن لوگون کے لئے نقصان کا سبب ہے یہ حدیث گویا اسکی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایماندار لوگ قرآن کی نصیحت کے موافق عمل کرکے قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے اسی طرح فائدہ اوٹھاوینگے جس طرح مینہ کے پانی سے اچھی زمین کو فائدہ پہونچتا ہے اور قرآن کے منکر لوگون کے حق میں قرآن کی نصیحت اس طرح رائگان ہے جس طرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائگان جاتا ہے اسلئے نئی نئی آیتون کے انکار کے سبب سے قیامت کے دن کا عذاب اُنکے حق میں روز بروز بڑھتا جاتا ہے جو وقت مقررہ پر انکو بہت نقصان پہونچاسکے گا۔

وَإِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى ٱلْإِنسَٰنِ أَعْرَضَ وَنَـَٔا بِجَانِبِهِۦ ۖ وَإِذَا مَسَّهُ ٱلشَّرُّ كَانَ يَـُٔوسًا ۝ قُلْ
اور جب ہم آرام بھیجیں انسان پر ٹلا جاوے اور ہٹاوے اپنا بازو اور جب لگے اُسکو برائی رہجاوے آس ٹوٹا تو کہہ
كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِۦ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ۝
ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے ڈول پر سو تیرا رب خوب جانتا ہے کون خوب سوجھا ہے راہ

اس آیۃ میں اللہ پاک نے انسان کی ناشکری کا بیان فرمایا کہ جب ہم انسان پر اپنی نعمت نازل کرتے ہیں اُسکو صحت و تندرستی بخشتے ہیں اُسکی روزی میں ترقی کرتے ہیں فارغ البالی دیتے ہیں اور وہ وہ انعام اُسپر کرتے ہیں جس کا شکر ہر گھڑی اور ہر آن واجب ہوتا ہے تو وہ ہم سے روگردان ہوجاتا ہے اور جب کوئی بلا اُسپر نازل ہوتی ہے یا کوئی رنج اسے پہونچتا ہی تو پھر اوسے اس بات کی امید نہیں رہتی کہ کبھی یہ سختی کا وقت ٹل جاویگا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ آپ لوگون سے کہدین کہ تم ہر ایک آدمی اپنے اپنے طریقہ اور نیت کے موافق عمل کرتے ہو مطلب یہ ہی کہ جس کا نفس پاک و صاف ہے وہ اچھے عمل کرتا ہے اور جس کا نفس ناپاک و خبیث ہے وہ برے عمل کرتا ہے اس میں کفار کی مذمت ہے اور مومنین کی تعریف ہے پھر یہ فرمایا کہ اللہ پاک سب کو جانتا ہے کہ کون گمراہی میں ہے اور کون راہ یاب ہے کیونکہ وہ خالق ہر مخلوق کا ہر ایک شخص کے بھید کو جانتا ہے۔ اگرچہ یہ بھی مشرکین مکہ کا حال ہے کہ مثلاً کشتی کے ڈوبنے کے خوف کے وقت جب اللہ تعالیٰ سے اوس خوف کے ٹل جانے کی التجا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اُنکی وہ آفت ٹال دیتا تھا تو اُس تکلیف کے رفع ہوجانے کے بعد راحت کے وقت یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بالکل بھول جاتے تھے اور اللہ کی مدد پر ان لوگون کا پورا بھروسہ نہیں تھا اسلئے تکلیف کے وقت بے صبری کے سبب سے ان لوگون کے دل میں یہ امید باقی نہیں رہتی تھی کہ یہ سختی کا وقت ٹل جاوے گا لیکن اس آیۃ میں یہ تنبیہ ہے کہ ہر ایماندار آدمی کو اس عادت سے بچنا چاہیے کیونکہ ایماندار آدمی کی شان یہی ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رضی رومی کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول

ع ۹ رکوع ۹

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار آدمی کی نشانی یہ ہے کہ وہ تکلیف کے وقت کے ٹل جانے کا بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کر کے ایسے وقت پر صبر کرتا ہے اور راحت کے وقت ہر طرح کی شکر گزاری سے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے۔ مشرکین مکہ کا حال بیان فرما کر ایماندار شخص کو جو تنبیہ آیۃ میں کی گئی ہے اسکی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔ مسند امام احمد نسائی اور دارمی میں عبداللہ بن مسعود سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچ کر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے اور پھر اس خط کے دائیں بائیں اور خط کھینچ کر فرمایا ان سب راستوں میں شیطان کا دخل ہے ترمذی میں عبداللہ بن عمرؓ سے اور مسند امام احمد ابوداؤد اور مستدرک حاکم میں معاویہؓ سے جو صحیح روایتیں ہیں ان میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں وہی راستہ نجات کا ہے۔ یہ حدیثیں بمن ہو اہدے سبیلا کی گویا تفسیر ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں جو ہدایت کا راستہ تھا وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ راستہ امت کے لوگوں کو بتلایا آپ کے اس راستہ کے برخلاف جبریہ قدریہ لوگوں کے جتنے راستے ہیں ان سب میں شیطان کا دخل ہے۔ ترمذی کی عبداللہ بن عمر کی حدیث کی سند میں ایک راوی عبدالرحمن بن زیاد افریقی کو دارقطنی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن امام بخاری نے اسکو کتاب ضعفا میں نہیں لکھا اور یحیی بن سعید القطان نے اوسے ثقہ قرار دیا ہے اسواسطے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے علاوہ اس کے معاویہؓ کی صحیح حدیث سے بھی اس حدیث کو تقویت ہو جاتی ہے۔

منزل ۴

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور تجھسے پوچھتے ہیں روح کو تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو خبر دی ہے تھوڑی سی

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کا حال پوچھا تھا اور بخاری کی روایۃ میں یہ صراحت بھی آچکی ہے کہ یہود کا یہ سوال مدینہ میں تھا اس صورت میں اس آیۃ کا نازل ہونا مدینہ میں ہے اور یہ آیۃ مدنی ہے لیکن ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے جو روایۃ کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہود کے سکھلانے سے قریش نے مکہ میں آنحضرتؐ سے روح کا سوال کیا تھا اسپر یہ آیۃ نازل ہوئی ہے اس صورت میں یہ آیۃ مکی ٹھہرتی ہے اس حدیث کی سند بھی معتبر ہے اسواسطے حافظ ابن کثیر اور معتبر علما نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ آیۃ قریش کے سوال پر پہلے مکہ اور یہود کے سوال پر پھر مدینہ میں دو دفعہ نازل ہوئی ہے متقدمین مفسرین صوفیہ کرام سب کا یہ قول ہے کہ روح کا حال سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ روح کیا چیز ہے لیکن متاخرین میں سے کچھ مفسرین اور صوفیوں نے اپنی سمجھ کے موافق روح کا حال بیان کیا ہے یہ متاخرین کے سب قول منوحکے قریب ہیں مگر ایک قول دوسرے کے اس طرح ضد میں ہے کہ ایک قول بھی بھروسہ کے قابل باقی نہیں رہتا سچ بات یہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ میں روح کا حال نہیں بتلایا آنحضرتؐ سے کوئی روایۃ ایسی

نہیں جس میں روح کا کچھ حال ہو پھر یہ غیب کی بات نہ اٹکل سے حل ہو سکتی ہے نہ کسی صوفی کے کشف سے حل ہو سکتی ہے
اٹکل تو شریعت میں گنتی کے قابل چیز نہیں کشف والہام شریعت میں مسلم ہے لیکن کشف والہام میں اسقدر قوت
کہاں ہے کہ وحی کی طرح اس سے کوئی مسئلہ شرعی ثابت ہو سکے شیطانی مداخلت سے وحی کی حفاظت خدا کی طرف سے
ہمیشہ فرشتے کیا کرتے ہیں جس کا ذکر سورہ جن میں آویگا اسلئے وحی سے ہی خدا کی شریعت ثابت ہوتی ہے اولیاء اللہ کے
کشف والہام میں وہ بات نہیں ہے اس واسطے کشف اور الہام سے کوئی شرعی مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا ان علمانے
جنکو شریعت اور علم طریقت دونوں علموں میں مہارت ہے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ مجتہد کے اجتہاد میں جس طرح خطا
اور صحت کا گمان ہے اسی طرح علم طریقت میں صاحب کشف کے کشف کا حال ہے اور باوجود گمان خطا کے مجتہد کا اجتہاد
دلیل شرعی اس وجہ سے ٹھہرا ہے کہ شارع نے معاذ بن جبل کی حدیث میں اجتہاد کی دلیل شرعی قرار پانے کی اجازت دیدی
ہے کشف کے لئے اس طرح کی کوئی شرعی اجازت نہیں ہے اسلئے کشف تابع شریعت ہے اور تابع شریعت کے یہ معنے
ہیں کہ جس کشف کی شہادت شریعت دیوے وہ مقبول ہے نہیں تو نہیں غرض کشف کا دلیل شرعی تو ہونا درکنار بلکہ
دلیل شرعی سے کشف کی صحت ہوتی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جس طرح کسی کو یہ نہیں معلوم کہ قیامت کب آویگی یا مینہ کب
برسے گا یا ماں کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی یا کل کیا ہوگا یا کون کس سرزمین پر مریگا اسی طرح روح کا علم بھی اللہ ہی
کو ہے کہ روح کیا چیز ہے جس کسی نے عقل سے یا کشف سے روح کے حال میں کچھ بحث کی ہے وہ بحث ایسی ہے جس طرح
ان پانچ باتوں میں کوئی بحث کرے کیونکہ نبی وقت نے جس طرح ان پانچ چیزوں کی صراحت سے سکوت اختیار کیا ہے اسیطرح
روح کی صراحت سے سکوت اختیار کیا ہے پھر ان پانچ چیزوں کے بحث کو بطریق عقل اور کشف کے منع جاننا اور روح
کی بحث کو منع نہ جاننا ایک بے دلیل بات ہے اسی واسطے سہروردی رح نے عوارف میں لکھا ہے کہ الا قلیلا فرما کر بہت سی
باتوں کا علم اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو نہیں دیا یہ روح کی حقیقت کا علم بھی انہی بہت سی باتوں میں سے ہے - معاذ بن
جبل کی جس حدیث کا ذکر اوپر گزرا یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد میں ہے اگرچہ بعضے علمانے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار
دیا ہے لیکن ابو بکر خطیب نے اس سند کو قوی ٹھہرایا ہے جس میں عبد الرحمن بن غنم نے اس حدیث کو معاذ بن جبل سے روایت
کیا ہے - یہ احمد بن علی ابو بکر خطیب بغدادی مشہور علما میں ہیں سنہ کے علما میں دارقطنی کے ہم پلہ علما میں ان کا شمار ہے
اور راویوں کے باب میں انکے قول کا بڑا اعتبار ہے - اس تفسیر میں انکا حال ایک جگہ اور بھی بیان کر دیا گیا ہے مسند امام
امام احمد اور ابو داؤد میں براء بن عازب کی ایک صحیح حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ اچھے لوگوں کی روح کو جنت کے کپڑے میں اور
برے لوگوں کی روح کو ٹاٹ کے ٹکڑے میں لپیٹ کر فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں - اس حدیث سے اتنی بات کہہ سکتے ہیں کہ جن
علمانے روح کو جسم لطیف کہا ہے ان کا قول اس حدیث کے قریب قریب ہے کیونکہ بغیر جسم کے کسی چیز کو کپڑے یا ٹاٹ
میں لپیٹنا ممکن نہیں ہے باقی جسقدر قول روح کے باب میں ہیں وہ اس حدیث کے برخلاف معلوم ہوتے ہیں -

منزل ۴

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًاۙ اِلَّا رَحْمَةً

اور اگر ہم چاہیں لیجاویں جو چیز تجکو وحی بھیجی پھر نپاوے آسکے لادینے کو ہمپر کوئی ذمہ لینے والا مگر مہربانی

مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا

سے تیرے رب کی اُسکی بخشش تجھپر بڑی ہے

اوپر ذکر تھا کہ یہ قرآن ایسے بڑے فائدہ کی چیز ہے کہ اُس سے دلی اور جسمانی بیماریوں کو شفا ہوتی ہے اِس آیۃ میں اُس فائدہ کی قدر بڑہانے کے لئے فرمایا اگر ہم اِس قرآن کو لوگون کے دل اور ورقون سے ایسا مٹا اور بھلا دیوین کہ اُسکا اثر تک باقی نرہے تو ہمارے اِس کام پر کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اعتراض کرے اور اسکو پھیر لاوے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں صحیح سند کی عبداللہ بن مسعودؓ کی روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے قریب قرآن اوٹھالیا جاویگا لوگون نے پوچھا یہ کس طرح ہوگا قرآن تو حافظون کے سینہ میں محفوظ ہے اور ورقون میں لکھا ہوا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا کہ قیامت کے قریب ایک رات ایسی آویگی کہ جس میں تمہارے دل اور تمہارے ورقون میں قرآن نہ ہوگا اور صبح کے وقت تم اوٹھوگے تو کوئی اثر اسکا نہ پاؤگے پھر یہ آیۃ پڑہی اِس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے ایک ایسی ہوا چلے گی کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف لوگون کے دلون سے فراموش ہو جاویگا اور ورقون میں سے حرف مٹا دئے جاوینگے اِس مضمون کی ایک صحیح روایۃ تفسیر ابن ابی حاتم اور مستدرک حاکم میں ابو ہریرہؓ سے بھی ہے پھر اللہ پاک نے اپنا فضل و انعام آنحضرتؐ پر بیان فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں کہ قرآن کو اوٹھالین مگر یہ ہمارا فضل و کرم ہے کہ ہم نے ایسا نہین کیا اور علاوہ اِسکے اور بہت سے اللہ کی مہربانیان آپ پر ہیں آپکو اولاد آدم کا سردار اور خاتم الانبیا قرار دیا مقام محمود عطا کیا اِسکے سوا اور بہت سے اور بڑے بڑے فضل خدا کے آپ پر ہیں۔ صحیح مسلم میں ابو موسےٰ اشعریؓ سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم سب صحابہ سورہ براۃ کی برابر ایک سورۃ قرآن شریف کی سورتون میں سے پڑھا کرتے تھے مگر اب اسکی ایک آیۃ بھی یاد نہین رہی اِس حدیث سے آیۃ کا اور عبداللہ بن مسعودؓ کی روایۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیۃ کے مضمون کے موافق جب اللہ چاہے اُس بھولی ہوئی سورۃ کی طرح سارے قرآن کو لوگون کے دل اور ورقون سے بھولا اور مٹا دیوے چنانچہ قیامت کے قریب جب وہ چاہیگا تو ایسا ہی کرے گا۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ

کہہ اگر جمع ہو وین آدمی اور جن اسپر کہ لادین ایسا قرآن نہ لادینگے ایسا قرآن اور پڑے

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا

مدد کرین ایک کی ایک اور ہمنے پھیر پھیر سمجھائی لوگونکو اِس قرآن میں ہر ایک کہاوت سو نہیں رہتے بہت لوگ بن

تفسیر ابن جریر اور ابن اسحاق میں حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک صحیح روایۃ ہے جو شان نزول اِس آیۃ کی بیان

منزل ۴

کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ یہود کے چند علماء نے یہ کہا تھا کہ قرآن شریف کی عبارت تورات جیسی فصیح نہیں ہے اس قسم ہم چاہیں تو قرآن
جیسی عبارت بنا سکتے ہیں اور یہود سے یہ بات سنکر قریش بھی کہا کرتے تھے لو نشاء لقلنا مثل ہذا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر
ہم چاہیں تو ایسا قرآن بنا سکتے ہیں اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور قسم کھا کر فرمایا کہ ساری دنیا بھر کے انسان اور جنات
ایک ہو جائیں جب بھی ان سے اس قرآن کے مانند کلام نہیں بن سکتا اس آیت سے قرآن شریف کا معجزہ ہونا اور ایسا معجزہ ہونا
ثابت ہوتا ہے جسکے مقابلہ سے جن و انسان عاجز ہیں قرآن شریف کے معجزہ ہونے کی بحث ایک ایسی بڑی بحث ہے جس کی وجہ ا
دس پانچ مثالیں نہیں ہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں ہیں علماء نے اس خاص بحث میں بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں قاضی ابوبکر
باقلانی کی کتاب اس باب میں بے مثل مشہور ہے ماحصل کلام یہ ہے کہ گذشتہ سچے تاریخی حالات آیندہ کے غیب کے واقعات یہ
معنوی معجزات تو قرآن شریف میں جدا ہیں یہ ایک خاص معجزہ قرآن شریف کا جدا ہے کہ الفاظ قرآن شریف کے وہی ہیں
جو اہل عرب کی زبان ہے لیکن ایسی حسن ترتیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں کو برتا ہے کہ وہ حسن ترتیب طاقت انسانی
سے باہر ایک چیز ہے نظم نثر کی جتنی خوبیاں اہل عرب میں مشہور ہیں وہ سب قرآن میں ہیں اور اس خوبی کے ساتھ ہیں کہ
تیرہ برس تک مکہ کے فصیح لوگوں سے یہی مقابلہ رہا کہ اگر یہ کلام الٰہی معجزہ نہیں ہے تو تم بھی اس طرح کا کلام بنا کر لاؤ مگر سب
عاجز ہو گئے اور کچھ نہ ہو سکا مستدرک حاکم میں معتبر سند سے حضرت عبداللہ بن عباس سے اس وقت کا ایک تاریخی حال
یوں منقول ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے ولید بن مغیرہ سے کہا کہ ہم سب لوگ چندہ کر کے تم کو بہت سا روپیہ دیتے ہیں
تم وہ روپیہ دل جمعی سے بیٹھ کر کھاؤ اور محمد جو کلام پڑھتے ہیں اسکے مقابل کا کچھ کلام بناؤ ولید بن مغیرہ نے جواب دیا
کہ فصیح انسانوں کے شعر کلام قصیدے تمکو معلوم ہیں کہ کسی کو قریش میں میرے برابر یاد نہیں ہیں لیکن یہ کلام جو محمد پڑھتے ہیں
ان سب سے نرالا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کلام میں ایسا جادو کا اثر ہے کہ اسکے سننے کے بعد دل قابو میں نہیں رہتا ہے

شان نزول ۲

ابوہریرہؓ کی روایت جو حدیث صحیح بخاری میں ہے اس میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے ایمان اور یقین کے لیے اللہ تعالیٰ
نے پچھلے انبیا کو طرح طرح کے معجزے دئے مگر قرآن ہی ایک میرا ایسا معجزہ ہے جس کے سبب قیامت تک لاکھا آدمی مسلمان
ہونگے اسی سبب سے مجھکو توقع ہے کہ قیامت کے دن میری امت کی تعداد سب انبیاء سے بڑھ کر ہوگی۔ قرآن شریف کا یہ معجزہ
اب بھی سب کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ اس ضعف اسلام کے زمانہ میں ہر سال غیر قوموں کے لوگ دائرہ اسلام میں داخل
ہوتے رہتے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ
نے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانے کے قابل کام کرینگے اور کتنے دوزخ
میں جھونکے جانیکے قابل۔ اسیطرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث بھی کئی جگہ گذر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے یہ حدیثیں
آخری آیت کی گویا تفسیر ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے علم غیب کے موافق دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل ٹھہر چکے ہیں

انکے حق میں قرآن کی نصیحت اسی طرح رائگان ہے جس طرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائگان جاتا ہے اسی واسطے طرح طرح
کی مثالیں دیکر جس قدر قرآن کی آیتوں سے ان لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے اسیقدر قرآن کو جھٹلانے پر یہ لوگ آمادہ ہوجاتے ہیں

وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ۝ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ

اور بولے ہم نہ مانینگے تیرا کہا جب تک تو نہ بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہوجاوے تیرے واسطے

وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ۝ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَ

اور انگور کا پھر بہاوے تو اسکے بیچ نہریں چلاکر یا گرادے آسمان ہمپر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور

الْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۝ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ ۚ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ

فرشتوں کو ضامن یا ہوجاوے تجھکو ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو آسمان میں اور ہم یقین نکرینگے تیرا چڑھنا

تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ۝

نہ اتار لاوے ہمپر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا

منزل ۴

تفسیر ابن جریر میں کئی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے اور سنن سعید بن منصور میں سعید بن جبیر سے
جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک روز ابوجہل اور چند قریش نے جمع ہوکر آنحضرت سے کہا کہ
یہ نیا دین تم نے اگر روپے کے لالچ سے یا قوم کے سردار رہنے کی طمع سے نکالا ہے تو ہم روپیہ کا چندہ کرنے کو اور قوم کا
سردار تم کو بنانے کو موجود ہیں اور اگر خلل دماغ کے سبب سے ایسی باتیں کرتے ہو تو اس کا علاج بھی ہو سکتا ہے آنحضرت
نے جواب دیا کہ ان باتوں میں سے ایک بات بھی نہیں ہے بات فقط اتنی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تم لوگوں کو اللہ کا
حکم سناتا ہوں اگر تم مانوگے تو تمہارے لئے اچھا ہے ورنہ تم جانو یہ سنکر اونھوں نے ضد سے کہا اچھا اگر تم سچے رسول ہو
تو اس مکہ کی سرزمین پر باغ لگا دو نہریں جاری کرادو یا اپنا گھر سونے کا بنالو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جاؤ یا اللہ اور فرشتے
ہمارے روبرو آکر تمہارے رسول ہونے کی گواہی دیویں یا اللہ کی طرف سے کوئی نوشتہ اس صداقت میں ہمارے پاس آجاوے
اگر ان باتوں میں سے کوئی بات تم نہیں کر سکتے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا عذاب کے طور پر گرادو ان باتوں پر اللہ تعالیٰ نے
یہ آیتیں نازل فرمائیں یہ سعید بن منصور سنہ ۲۰۰ اور شروع سنہ ۳۰۰ کے علماء میں مشہور ثقہ عالم ہیں یہ امام مالک رح کے شاگرد
اور امام احمد بن حنبل رح کے استاد ہیں جب انکا ذکر آتا تھا تو امام احمد انکی بہت تعریف کیا کرتے تھے امام مسلم اور ابوداؤد نے
بھی انسے حدیث کی روایتیں لی ہیں غرض انکے زمانہ کے علماء نے انکو ثقہ اور انکی تصنیف کی کتابوں کو معتبر ٹھہرایا ہے۔
حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ معجزہ کا ظاہر کرنا اللہ کے اختیار میں ہے رسول کا اس میں کچھ اختیار نہیں ہے اور اللہ کی
درگاہ میں ہر کام کا وقت مقرر ہے چنانچہ ویسا ہی ہوا اللہ کی طرف کا جب وقت مقررہ آگیا تو سب ضد جاتی رہی
اور جن لوگوں کی ضد کی باتوں کا آیہ میں ذکر ہے ان میں کے اکثر لوگ خود بخود مسلمان ہوگئے اونکے ضد کے موافق نہ فرشتوں

کے رسول بنکر آنیکی ضرورت پڑی نہ کسی اور معجزہ کی ضرورۃ پڑی غرض یہ اللہ کے بھید اللہ ہی جانتا ہے جسوقت قریش نے آنحضرت
سے یہ ضد کی باتین کین اسوقت اللہ کے علم غیب مین یہ بھید تھا کہ اس جماعت میں کے تھوڑے آدمی تو کچھ دنون کے بعد بدر کی
لڑائی ہو کر حالت کفر میں ہلاک ہونے والے ہین انکا کفر تو کسی معجزہ سے ٹوٹنے والا نہیں اور اکثر لوگ اس جماعت میں کے کچھ
عرصہ کے بعد بغیر کسی معجزہ کے خود بخود مسلمان ہونے والے ہین انکو معجزہ کی ضرورۃ نہیں اسی بھید سے اللہ تعالی نے اسوقت
کی ادن لوگونکی ضد پر کوئی معجزہ ظاہر نہیں فرمایا بلکہ اتنے جواب پر ان لوگون کی ضد کو ٹال دیا کہ معجزہ رسول کے اختیار مین نہیں
ہے کیونکہ اگر اسوقت ان لوگون کی ضد پر کوئی معجزہ ظاہر ہوجاتا تو وقت مقررہ سے پہلے ان میں سے کسی کا اسلام لانا تو ممکن نہیں
تھا اسی طرح ان میں سے جن لوگون کا حالت کفر پر مرنا اللہ کے علم غیب میں ٹھہر چکا تھا وہ ہزار دن معجزے دیکھ کر بھی اسی کفر
پر مرتے پھر جب ان میں سے کوئی شخص بھی معجزہ کو دیکھ کر ایمان نہ لاتا تو اسی روز عذاب آنکر سارا مکہ غارت ہوجاتا کیونکہ
عادت الٰہی ہے کہ ثمود کی اونٹنی کی طرح اس طرح کی ضد کے بعد کوئی معجزہ ظاہر ہو اور پھر وہ قوم ایمان نہ لائے تو فوراً وہ سب
قوم غارت ہوجاتی ہے او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا کی تفسیر ابن جریج نے یہ بیان کی ہے کہ اللہ اور فرشتے تمہارے رسول ہونے
کی ضمانت دیوین۔ ترجمہ میں شاہ صاحب نے یہی قول لیا ہے لیکن اس آیۃ کی تفسیر میں مجاہد کا قول وہی ہے جو اوپر بیان
کیا گیا کہ اللہ اور فرشتے ہمارے روبرو آنکر تمہارے رسول ہونے کی گواہی دیوین۔ اس تفسیر میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے کہ
حضرت عبد اللہ بن عباس کے شاگردون میں مجاہد کے قول کا بڑا اعتبار ہے اسلئے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین
مجاہد کے قول کو ابن جریج کے قول پر ترجیح دی ہے اور باقی کے دونون ترجمون مین اسلئے یہی قول لیا گیا ہے اسواسطے اس تفسیر
میں وہی قول لیا گیا کیونکہ یہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج اگرچہ مجاہد کے شاگردون میں ہین لیکن انکو مجاہد سے تفسیر کی
روایتون کے لینے کا زیادہ موقع نہیں ملا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ رض اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ
تعالی نافرمان لوگون کو راہ راست پر آنے کے لئے مہلت دیتا ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ راہ راست پر نہیں
آتے تو کسی سخت عذاب مین پکڑ کر انکو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو ان آیتون کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے
کہ اہل مکہ نے ایسی سرکشی اور نافرمانی کی بہت سی باتین کین جیسی باتون کا ذکر ان آیتون میں ہے لیکن اللہ تعالی نے اپنی عادت
کے موافق تیرہ چودہ برس ان لوگون کو مہلت دی اور اس مہلت کے زمانہ میں تیرہ برس تک انکو طرح طرح سے سمجھایا گیا
جب یہ لوگ اپنی سرکشی اور نافرمانی سے باز نہ آئے تو بدر کی لڑائی کے وقت انپر یہ آفت آئی کہ انکے بڑے بڑے سرکش
دنیا مین بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدے کو سچا پایا چنانچہ صحیح بخاری
ومسلم کی انس رض بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے یہ قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے بعد اسکے مکہ فتح ہوکر مکہ کی گلی گلی مین اسلام پھیل گیا اور ان
سرکشی کی باتون کا کہین نشان تک مکہ مین باقی نہ رہا۔

منزل ۴

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ
اور لوگون کو اُنکا وُ نہین ہوا اس سے کہ یقین لاوین جب پہنچے اُنکو راہ کی سوجھہ مگر یہی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے بہیجا آدمی پیغام لیکر کہہ
لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝
اگر ہوتے زمین مین فرشتے پہرتے بستے تو ہم اُتارتے اُنپر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر
قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ
کہہ اللہ بس ہے حق ثابت کرنے والا میرے اور تمہارے بیچ وہ ہے اپنے بندون سے خبردار دیکھنے والا اور جسکو سمجھاوے اللہ
فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وہی ہے سوجھا اور جسکو بھٹکاوے پہر تو نپاوے اُنکے واسطے کوئی رفیق اُسکے سوا اور اُٹھا وینگے ہم اُنکو دن قیامت کے
عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝
اوندہے منہہ پر اندہے اور گونگے اور بہرے ٹھکانا اُنکا دوزخ ہے جب لگے گی بجھنے اور دینگے بہڑکا

النصف

منزل ۴

اوپر کی آیتون مین مشرکین مکہ کی سرکشی کی باتون کا ذکر فرما کر ان آیتون مین فرمایا بڑا سبب قرآن کی نصیحت کے نہ ماننے کا ان لوگون کے نزدیک یہی ہی کہ یہ لوگ اس بات کو خلاف عقل جانتے ہین کہ اللہ کا رسول کوئی انسان ہو سکتا ہے ان لوگون کا خیال یہی ہی کہ اللہ کا رسول فرشتہ ہونا چاہیے حالانکہ یہود کی باتون کو یہ لوگ بہت مانتے ہیں اور یہود سے اکثر یہ لوگ سن چکے ہین بنی اسرائیل کے رسول موسے علیہ السلام تھے پھر بھی شیطان کے بہکانے سے یہ لوگ ایک ظاہر بات کو خلاف عقل جانتے ہین اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو جس طرح بنی آدم زمین پر رہتے ہین اسی طرح فرشتے بھی اگر زمین پر بستے ہوتے اور فرشتون کا اصلی صورت مین دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر نہ ہوتا تو اُنکے پاس کوئی فرشتہ رسول بنا کر بھیجدیا جاتا اب اگر کوئی فرشتہ رسول بنا کر بھیجا بھی جاوے تو وہ ضرور انسان کی صورت مین ہوگا اور پھر ان لوگون کا وہی شبہ باقی رہے گا جو اسوقت ہی سورۂ الانعام کی آیتون مین یہ مضمون تفصیل سے گذر چکا ہے وہ آیتین گویا ان آیتون کی تفسیر ہین جس کا حاصل وہی ہی جو اوپر بیان کیا گیا۔ آگے فرمایا اے رسول اللہ کے ان لوگون سے یہ بھی کہدو کہ فرشتہ کی گواہی کچھہ اللہ کی گواہی سے بڑھ کر نہیں مین اپنے رسول ہونے پر اللہ کی گواہی پیش کرتا ہون اور اللہ کی گواہی کا ثبوت یہ ہے کہ اسلام کی جن باتون کی مین نصیحت کرتا ہون اللہ کی مدد سے ان باتون کی روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے اور اسلام کے برخلاف باتین روز بروز دنیا سے اُٹھہ رہی ہین اور یہ بھی کہدو کہ اللہ اپنے بندونکی ذرا ذرا حال سے خبردار اور اُنکے سب کامون کو دیکھتا ہے مین جو تم کو نصیحت کرتا ہون وہ بھی اُسکو معلوم ہے اور تم بغیر کسی سند کے زبردستی جو مجھکو جھٹلاتے ہو وہ بھی اسکے علم سے پوشیدہ نہین ہے وقت مقررہ پر ان سب باتون کا فیصلہ اللہ تعالی فرماویگا آگے فرمایا اللہ کے علم غیب مین جو لوگ راہ راست پر آنے والے ٹھہر چکے ہین وہی نیک کامون کا ارادہ کرتے ہیں اور اللہ تعالی اون ہی کو نیک کامون کی توفیق دیتا ہے اور جو لوگ اللہ کے

علم غیب میں گمراہ ٹھہر چکے ہیں انکو کوئی نصیحت کرنے والا راہ راست پر نہیں لا سکتا اسلئے وہ لوگ اسی گمراہی کی حالت میں مر جاوینگے اور قیامت کے دن وہ میدان محشر تک تو بجائے پیرون کے مونہہ کے بل چلیں گے اور پھر اوندھے مونہہ گھسیٹے جاکر دوزخ میں ڈالدئے جاوینگے جہان سوا ہر وقت کے عذاب کے آنکھون سے کسی نجات کی صورت کے دیکھنے سے وہ اندھے اور کانون سے سننے سے بھرے اور زبان پر لانے سے گونگے ہونگے قبرون سے میدان محشر تک ایسے لوگون کے منہ کے بل چلنے کا حال تو ان آیتون میں ہے اور اوندھے مونہہ گھسیٹے جاکر دوزخ میں ڈالے جانے کا حال سورہ فرقان میں آویگا صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی بن مالک سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بعضے صحابہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کے دن دوزخی لوگ مونہہ کے بل کس طرح چلین گے آپ نے فرمایا جو پیرون کے بل چلانے پر قادر ہے اس دن وہی مونہہ کے بل چلانے پر قدرت رکھتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حاضر پر غائب کا قیاس کر کے غیب کی باتون میں عقل نہیں دوڑانی چاہیے عذاب قبر حشر پل صراط عذاب دوزخ یہ سب غیب کی باتین ہیں شریعت میں جس طرح یہ باتیں آئی ہیں بغیر عقلی دخل کے انکا یقین کرنا ایماندار آدمی کا کام ہے۔ سورہ الزخرف میں آویگا کہ دوزخ کی آگ کی تیزی کبھی کم نہ ہوگی۔ ترمذی ابن ماجہ موطا وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی کی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کی آگ کی تیزی قائم رہنے کے لئے اسکو تین ہزار برس تک دہکایا گیا ہے حاصل یہ ہے کہ اس قسم کی آیتون اور حدیثون کے لحاظ سے قتادہ نے کلما خبت زدناهم سعیرا کی جو تفسیر کی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ دوزخ کی آگ کی ذاتی تیزی تو کبھی نہ کم ہوگی نہ وہ آگ کبھی بجھے گی لیکن دوزخیون کے ایک کھال کے جل جانے کے سبب سے جب جلی ہوئی کھال پر آگ کی تیزی کم معلوم ہوگی تو فوراً دوسری کھال بدلی جاکر آگ کو تیز کر دیا جاویگا۔ اس تفسیر سے ان آیتون اور سورۃ الزخرف کے مضمون کی آیتون میں مطابقت اچھی طرح ہو جاتی ہے۔ یہ کھال کے بدلے جانے کا ذکر سورۃ النسا میں تفصیل سے گزر چکا ہے اور صحیح بخاری و مسلم کی ابو سعید رضی خدری کی روایت کے حوالہ سے یہ بھی گزر چکا ہے کہ کھالین ان لوگون کی بدلی جاوینگی جو حشر کے منکر ہونے کے سبب سے ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں اور جو لوگ دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہونے والے ہیں انکی کھال نہیں بدلی جاویگی بلکہ وہ ایک دفعہ کے جلنے میں مر کر کوئلے ہو جاوینگے پھر ان کوئلون کو دوبارہ زندہ کیا جاکر جنت میں داخل کیا جاویگا

ذٰلِكَ جَزَاۤؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ
یہ انکی سزا ہے اسواسطے کہ منکر ہوئے ہماری آیتون سے اور بولے کیا جب ہم ہوگئے ہڈیان اور چورا کیا ہمکو اٹھانا ہے

خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤى
نئی بنا کر کیا نہین دیکھ چکے کہ جس اللہ نے بنائے آسمان اور زمین سکتا ہے ایسونکو بنانا

اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝
اور ٹھہرایا ہے انکا ایک وعدہ بے شبہ سو نہین رہتے بے انصاف بن ناشکری کے

منزل ۴

اوپر نافرمان لوگوں کے عذاب کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا کہ یہ عذاب ان لوگوں پر کچھ ظلم کے طور پر نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پر حرام ٹھہرایا ہی صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر رضی کی روایتہ کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمیں یہ ذکر ہے کہ ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اسلئے فرمایا کہ یہ عذاب ان لوگوں کی بداعمالی کی سزا کے طور پر ہوگا کیونکہ یہ اللہ کے کلام کو حشر کو جھٹلاتے تھے۔ پھر فرمایا کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ انکی عقل سے باہر اس پاک ذات نے بغیر ستون کے آسمان کس طرح بنائے اور پانی پر زمین کیونکر بچھائی پھر آدم علیہ السلام کے پتلے کی طرح مٹی سے انکے دوبارہ پتلے بنانا اور انمین روح کا پھونکنا اسکی قدرت کے آگے کیا مشکل ہے رہی یہ بات کہ آخر یہ کب ہوگا اسکے واسطے اللہ کے کارخانہ میں ایک وقت مقرر ہے اس وقت کو بغیر کسی سند کے جو یہ لوگ جھٹلاتے ہیں اسکا خمیازہ انکو بھگتنا پڑے گا۔ مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضی کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہی کہ منکر نکیر کے سوال اور مردہ کے جواب کے بعد نیک شخص کو جنت کا اور بد شخص کو دوزخ کا ٹھکانہ دکھا کر فرشتے یہ جتلا دیتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں رہنے کے لئے تمکو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا۔ ابوداؤد اور مسند امام احمد کے حوالہ سے براء بن عازب رضی کی صحیح حدیث بھی گزر چکی ہے کہ نیک لوگ اپنا جنت کا ٹھکانہ دیکھ کر قیامت کی جلدی سے قائم ہونے کی اور بد لوگ اپنے دوزخ کے ٹھکانہ سے ڈر کر قیامت کے قائم نہ ہونے کی آرزو کریں گے ان حدیثوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اب تو یہ لوگ مسخرا پن سے قیامت کے آنے کی جلدی کرتے ہیں مگر مرنے کے ساتھ ہی جب انکا قیامت کا انجام انکو دکھا دیا جاویگا تو پھر اس سے ڈر کر بجائے قیامت کی جلدی کے انہیں قیامت کے قائم نہ ہونے کی آرزو کرنی پڑے گی۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا۠

کہہ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی مہر کے خزانے تو مقرر موند رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جاویں اور ہے انسان لکانگ

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے قریش کی اون باتوں کا ذکر فرمایا تھا جن باتوں کا ضد سے معجزہ کے طور پر وہ ظاہر ہونا چاہتے تھے اون باتوں میں قریش نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر صفا پہاڑ سونے کا ہو جاویگا تو ہم مسلمان ہو کر اس سونے کو ہر طرح سے اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے یہ اسکا جواب اللہ نے دیا ہے کہ ایک صفا پہاڑ تو کیا دنیا میں جتنی سونے چاندی کی کانیں اللہ تعالیٰ کے خزانہ کی موجود ہیں اون سب کے یہ مالک بنجاویں جب بھی خرچ کرنے میں دل تنگی کریں گے کیونکہ ہر انسان کی جبلی عادت میں یہ بات داخل ہی کہ وہ مال کے خرچ کرنے میں تنگ دلی کرتا ہے یہاں بعضے مفسرین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ بعضے آدمی ذاتی سخی ہوتے ہیں پھر سب آدمیوں کو جو آیتہ میں دل تنگ فرمایا گیا ہے اس کا کیا مطلب ہے جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ اہل دنیا دار دنیا کی نمود کے لئے اور دین دار دین کے اجر کے لئے سخاوت کرتے ہیں یہ اوپری سبب ہیں جنکے تصور سے آدمی میں سخاوت آجاتی ہے ورنہ ہر دل میں مال کی محبت ہے جسنے دل کو پیدا کیا ہے اس سے بڑھ کر دل کا حال کون جان سکتا ہے اسی واسطے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی کی جو روایتہ ہے اس میں آنحضرت

منزل ۴

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آدمی کا پیٹ مال سے اسوقت تک نہیں بھرتا جبتک قبر کی مٹی اسکے پیٹ میں نہ بھر جاوے

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ
اور ہمنے دین موسیٰ کو نو نشانیاں صاف پہر پوچھ بنی اسرائیل سے جب آیا وہ انکے پاس تو کہا اسکو فرعون نے

إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ۝
میری اٹکل میں موسیٰ تجہپر جادو ہوا

مسند امام احمد حنبل ترمذی نسائی ابن ماجہ اور تفسیر ابن جریر میں اِس آیۃ کی شان نزول صفوان بن عسال کی روایۃ سے یون بیان کی گئی ہی کہ دو یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اِن نو معجزوں کی تفصیل پوچھی جنکا ذکر اِس آیۃ میں ہے تو آپ نے فرمایا شرک نہ کرنا چوری نہ کرنا بدکاری نکرنا قتل بیجا نکرنا جادو نہ کرنا سود نہ کھانا بادشاہ وقت سے چغلی نہ کھانا پارساعورتوں پر بدکاری کا بہتان نہ لگانا دین کی لڑائی سے نہ بھاگنا یہ جواب سنکران یہودیوں نے آنحضرت کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا اور کہا بلاشک آپ نبی ہیں آپ نے فرمایا جب تم مجھکو سچا نبی جانتے ہو تو پھر مجھ پر ایمان کیوں نہیں لاتے اونھوں نے کہا ہم اپنی قوم کے لوگوں سے ڈرتے ہیں کہ وہ ہمکو مار ڈالیں گے اگرچہ ترمذی نے اِس حدیث کو حسن کہا ہے لیکن عماد الدین حافظ ابن کثیر نے اِس تفسیر پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہہ شان نزول عبارت قرآن کے مخالف ہے کیونکہ قرآن کی آیۃ سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ نو معجزے جنکا ذکر آیۃ میں ہے فرعون کے غرق ہونے سے پہلے فرعون کے جیتے جی حضرت موسے کو ملے اور وہ معجزے حضرت موسے نے فرعون پر ظاہر کئے اور فرعون نے وہ معجزے دیکھکر حضرت موسے کو جادو میں آلودہ بتلایا اور حضرت موسے نے فرعون سے کہا کہ نہیں جادو میں آلودہ ہوں اور نہ یہ نو باتیں جادو ہیں بلکہ تیرا دل ہی جانتا ہے کہ جادو ایسا نہیں ہوتا خدا کی طرف کے یہ معجزے ہیں پھر اوپر کی حدیث میں جن باتوں کا ذکر ہے وہ باتیں آیۃ کی تفسیر نہیں ٹھرائی جاسکتی ہے کس واسطے کہ جن باتوں کا ذکر حدیث میں ہے نو باتیں وہ اور ایک ہفتہ کے دن کی تعظیم کا حکم یہ دس حکم تو وہ ہیں جو توراۃ کے شروع میں لکھے جاتے اور یہ ظاہر بات ہے کہ توریت تو فرعون کی ہلاکت کے ایک عرصہ کے بعد نازل ہوئی ہے غرض اصل بات یہہ ہے کہ اِس حدیث کی سند میں ایک شخص عبد اللہ بن سلمہ کے حافظہ میں فتور ہے اِس سبب سے بجائے دس احکام کے نو معجزوں کا ذکر حدیث میں عبد اللہ بن سلمہ کی غلطی سے ہوگیا ہے آیۃ میں جن نو معجزوں کا ذکر ہے وہ وہی نو باتیں ہیں جنکا ذکر خود اللہ تعالے نے سورۃ الاعراف اور سورہ طہٰ میں کیا ہے کہ وہ نو باتیں عصا ید بیضا جوؤں اور ٹڈیوں اور مینڈکوں اور پانی کا خون ہوجانے کا عذاب اور طوفان اور قحط اور باغات کے پہل کے خراب ہوجانے کا خزانوں کے پتھر ہوجانے کا عذاب یہ سب باتیں ہیں چنانچہ تفسیر عبد الرزاق تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے چند روایتیں آیۃ کی تفسیر کی جو ہیں اون میں نو نشانیاں انہی باتوں کو ٹھرایا گیا ہے جن کا ذکر سورہ اعراف اور سورہ

منزل ۴

سورہ طٰہٰ میں بھی اوپر ہم اس کا مطلب ہے کہ جب موسے علیہ السلام فرعون اور اسکی قوم کی ہدایت کے لیے رسول بنکر آئے اوسوقت موسے علیہ السلام کو یہ نو نشانیان معجزے کے طور پر دی گئی تھیں۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ

بولا تو جان چکا ہے کہ یہ چیزیں کسی نے نہین اتارین مگر آسمان اور زمین کے صاحب نے سوجھانے کو اور میری اٹکل مین

یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ۝

فرعون تو کھپا چاہتا ہے پھر چاہا کہ انکو چین نہ دے اس زمین مین پھر ڈبا دیا ہمنے اسکو اور اسکے ساتھ والونکو سب

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ۝

اور ہمنے کہا اسکے پیچھے بنی اسرائیل کو بسو تم زمین میں پھر جب آویگا وعدہ آخرت کا لے آوینگے ہم تمکو سمیٹ کر

اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیت میں یہ ذکر فرمایا تھا کہ ہمنے موسے علیہ السلام کو نو نشانیان دیکر فرعون کے پاس رسول بناکر بھیجا تھا مگر فرعون نے حضرت موسے کو جادوگر تصور کیا حضرت موسے نے فرمایا کہ اے فرعون کیا تو نہیں جانتا کہ یہ نشانیان اسنے اوتاری ہیں جو آسمان اور زمین سارے جہان کا پیدا کرنے والا ہے اور یہ نشانیان اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہون اور ان نشانیون سے اللہ کی ہستی اور اسکی قدرت کا پورا پورا پتا چلتا ہے تو جو اسکا انکار کرتا ہے اور اسے نہیں مانتا مجھے جادوگر خیال کرتا ہے ان باتون سے ضرور ہلاک ہو جاوے گا فرعون نے اس بات کو سنکر یہ ارادہ کیا کہ موسے علیہ السلام کو اور انکے ساتھ بنی اسرائیل کو جلا وطن کرکے ملک مصر سے کہین دور نکال دیوے مگر اللہ عالم الغیب ہے اوس نے فرعون کو مع اسکے لشکر کے قلزم میں غرق کرکے ہلاک کر دیا پھر یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیدیا کہ فرعون تمہین ملک مصر سے نکالنا چاہتا تھا تو اب تو وہ ہلاک ہو گیا تم اسکی جگہ سلطنت کرو اور مشرق سے مغرب تک جہان چاہو بسو رہو کوئی تمہارا روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے ہان جسوقت قریب قیامت ہوگا اور وعدہ کا دن آجائے گا اسوقت تمہین اور تمہارے دشمنون سب کو جزا اور سزا کے لئے دوبارہ زندہ کیا جاکر ایک جگہ اکٹھا کیا جاویگا یہ قصہ بیان فرماکر آیۃ مین اللہ پاک نے آنحضرت کو اس بات کی بشارت دی ہے کہ جس طرح فرعون چاہتا تھا کہ موسے علیہ السلام اور تمام بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکال دیوے مگر اسکا کچھ بس نہ چلا خدا کے سامنے مجبور ہو گیا اور اسکے ہلاک ہونے کے بعد بنی اسرائیل اسکے ملک اور مال پر قابض ہو گئے اسی طرح مشرکین چاہتے ہیں کہ آپکو اور آپکے صحابہ کو سرزمین مکہ سے علیحدہ کر دین مگر آخر کار مکہ پر تمہارا اور تمہارے صحابہ کا قبضہ ہوگا اور یہ مکہ کے مشرک لوگ مغلوب ہو جاوین گے فرعون اور اسکے لشکر کے غرق ہونے کا قصہ قرآن مین کئی جگہ ہے۔ یہ تو سورہ بقرہ مین گزر چکا ہے کہ اسرائیل یعقوب علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل انکی اولاد کو کہتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی مصر کی سکونت کے سبب سے بنی اسرائیل ملک شام سے مصر مین آگئے اور یوسف علیہ السلام کی

منزل ۴

وفات کے بعد بنی اسرائیل مصر مین ذلیل حالت سے رہتے تھے اسلئے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ مصر سے
بنی اسرائیل کو ساتھ لیجا کر انکے قدیمی وطن ملک شام مین اونہین آباد کر دو اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام فرعون سے کہتے
تھے کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ کردے اگرچہ فرعون نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالدینا چاہتا تھا لیکن ضد کے مارے
جب فرعون نے بنی اسرائیل کو موسے علیہ السلام کے ساتھ کردینے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے موسے علیہ السلام کو حکم
دیا کہ وہ ایک رات بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر مصر سے چلے جاوین موسے علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل کی فرعون نے
بنی اسرائیل کے مصر سے چلے جانے کی خبر سنکر انکا پیچھا کیا اور دریائے قلزم پر انکو جا پکڑا اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسے
علیہ السلام نے دریا کے پانی پر اپنا عصا مارا جس سے دریا میں راستہ ہوگیا موسیٰ علیہ السلام تو بنی اسرائیل کو لیکر اس رستے
سے دریا پار ہوگئے مگر فرعون نے جب اس رستے سے دریا پار ہونے کا قصد کیا تو وہ مع اپنے لشکر کے ڈوب کر ہلاک
ہوگیا - اس قصہ کو مختصر طور پر فاغرقناہ ومن معہ جمیعا کے لفظوں سے بیان فرمایا ہے - صحیح بخاری مین عبد اللہ بن
مسعودؓ سے اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ کعبہ کے گرد جو بت رکھے تھے فتح مکہ کے
وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے مار مار کر زمین پر گرادیا حضرت موسے علیہ السلام
اور فرعون کے قصہ مین اللہ تعالیٰ نے جو بشارت اپنے رسول کو دی تھی اسکا ظہور ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین
آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق مشرکین مکہ کو ایسا مغلوب کردیا کہ وہ اپنے جھوٹے معبودون کو ذلت سے نہ بچا سکے

منزل ۴

وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ

اور سچ کے ساتھ اتارا ہمنے یہ قرآن اور سچ کے ساتھ اترا اور تجکو بھیجا ہمنے سو خوشی اور ڈر سناتا اور پڑھنے کا وظیفہ کیا ہمنے

لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ۝

اسکو بانٹ کر کہ پڑھے تو اسکو لوگو پر ٹھہر ٹھہر کر اور اسکو ہمنے اتارتے اتارا

یہان حق کا مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن بالکل محفوظ ہے خدا کے پاس سے آنے مین کوئی کمی بیشی اس مین نہین ہوئی
جبرئیل امین خداوند جل جلالہ کے پاس سے جون کا تون لائے پھر فرمایا کہ جو لوگ ایمان دار ہین اور تمہارے تابع اور مطیع
ہین تم انکو خوشخبری سنانے والے ہو کہ نہین انکے نیک اعمال کا بدلہ آخرت مین اچھا ملے گا اور جنت انکے ہی واسطے
تیار ہوئی ہے اور جو لوگ تمہاری نافرمانی کرتے ہین اور تمہین جھٹلاتے ہین آپ انکے واسطے خوف سنانے والے ہین کہ آخرت
مین انکا نتیجہ اور انجام اچھا نہین ہوگا دوزخ انکے واسطے مقرر ہے - پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی کہ ہمنے قرآن کو
ایک بارگی نہین اتارا بلکہ تھوڑا تھوڑا کرکے جب جس بات کی ضرورت ہوئی ویسی ہی آیتین نازل کین تاکہ تمہین لوگون
کو سنانا آسان ہو اور پہلے اس قرآن کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اوتارا پھر حسب ضرورت ۲۳ سال مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا نسائی مستدرک حاکم وغیرہ کی صحیح روایتہ مین حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہین کہ قرآن

شب قدر کو رمضان کے مہینے میں پہلے پورا ایک ہی دفعہ میں آسمان دنیا پر اتار اگیا پھر جب مشرک کوئی نئی بات کرتے تھے تو اللہ پاک اونکا جواب دیتا رہا غرض کہ ۲۳ برس کی مدت میں تھوڑا تھوڑا ہو کر سارا نازل ہوا مکث کا یہی مطلب ہے کہ مدت دراز میں قرآن نازل ہوا چالیس برس کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ہوئی قیام مکہ کے تیرہ برس میں سے پہلے تین برس میں بہت کم آیتیں قرآن کی نازل ہوئیں اور کچھ دنوں وحی بند بھی رہی پھر دس برس تک متواتر وحی نازل ہوتی رہی۔ .... حاصل کلام یہ ہے کہ جن روایتوں میں یہ ذکر ہے کہ دس برس تک قرآن مکہ میں نازل ہوا اور دس برس تک مدینہ میں ان روایتوں میں متواتر وحی کا زمانہ لیا گیا ہے اور جن روایتوں میں ۲۳ برس تک قرآن کے نازل ہونے کا ذکر ہے ان میں قیام مکہ کے وہ تین برس بھی لئے گئے ہیں جن کا ذکر اوپر گزرا۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے جو روایت ہے اسکی یہ بات تو صاف ہے کہ ۶۳ برس کی عمر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس لئے یہی بات صحیح ہے کہ چالیس برس کی عمر میں آپ نبی ہوئے اور ۲۳ برس تک آپ پر قرآن نازل ہوا کیونکہ بیس برس تک قرآن کے نازل ہونے کی مدت لیجاوے تو آپ کی عمر ساٹھ برس کی قرار پاتی ہے جو حضرت عائشہؓ کی صحیح روایت کے برخلاف ہے۔ سورۃ الجن میں آویگا کہ قرآن شریف کے نازل ہونے کے زمانے میں آسمان و زمین پر وحی کی حفاظت کا بڑا انتظام تھا۔ آسمان پر جگہ جگہ فرشتے تعینات تھے جو چوری سے وحی کی خبر سننے والے جنات پر چاروں طرف سے انگارے برساتے تھے اور آسمان سے زمین پر جب وحی آتی تھی تو اوس کے ارد گرد فرشتے اس بات کی چوکسی کرتے تھے کہ اسمیں کوئی شیطانی دخل نہ ہونے پاوے سورۃ الجن کی آیتوں سے ونزلناہ تنزیلا کا یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآن خود نہیں بنایا بلکہ ایک خاص انتظام کے ساتھ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ جو ہر طرح کی کمی بیشی سے بالکل دور ہے۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ

کہہ تم اوسکو مانو یا نہ مانو جنکو علم ملا ہے اوسکے آگے جب اونکے پاس اسکو پڑہتے گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں

وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝

اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب بیشک ہمارے رب کا وعدہ البتہ ہوتا ہے اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے اونکو عاجزی

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تم ان کافروں سے جو تم سے طرح طرح کی فرمائش اور معجزے مانگتے ہیں کہدو کہ تم قرآن شریف پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ پہلی کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے اس لئے اسکو وہ لوگ مانتے ہیں جو توریت و انجیل سے واقف ہیں جیسے ورقہ بن نوفل اور عبد اللہ بن سلام وغیرہ لوگ اللہ کے رسول صلعم کو سچا جانتے ہیں اور جب ان لوگوں کے روبرو قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاک ہے پروردگار ہمارا بیشک اوس کا وعدہ سچا ہے وہ سجدہ میں روتے ہیں اور عاجزی اونکی زیادہ ہوتی ہے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ

منزل ۴

سجدہ

پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے کہ اگر یہ مشرکین مکہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے تو پڑے نہ لاؤ تم پروا نکرو یہ ہیں کس گنتی
میں اہل علم تو پہلے گذ چکے ہیں اور جب وہ اس قرآن کو سنتے ہیں تو روتے ہیں اور عاجزی کرتے ہیں - یہ بھی اس آیت سے معلوم ہوا
کہ قرآن کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے کہ جو شخص تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے
خوف سے رووے گا حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ اوسکو سورج کی گرمی سے بچانے کے لئے سایہ میں جگہ دیوے گا صحیح
سند سے ترمذی نسائی مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو اللہ کے ڈر سے رویا وہ دوزخ میں نہ جاویگا
یہانتک کہ دودھ تہنون میں پھر کر نہ جاوے معتبر سند سے ترمذی میں حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایۃ ہے کہ دو
آنکھون کو دوزخ کی آگ نہ چھوویگی ایک وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے آنسو بھر لاوے دوسری جس نے خدا کے راستے میں تمام رات پہرہ دیا
سورۃ المائدہ میں توراۃ کے حصے استثناء کے باب ۳۳ اور انجیل یوحنا کے باب ۱۴ کے حوالے سے نبی آخر الزمان کے پیدا ہونے اور نبی ہونے
کی اُن بشارتون کا ذکر گزر چکا ہے جو توراۃ انجیل میں ہیں ان آیتون میں اُن ہی اہل کتاب کا ذکر ہے جو ان بشارتون کے
پورے پابند تھے اور قرآن شریف کے نازل ہونے سے پہلے اپنی کتابون میں نبی آخر الزمان کا اور قرآن کا حال پڑھکر اُن کا دل
نرم ہوتا اور انکو رونا آتا تھا مثلاً جیسے نجاشی اور اوسکے ساتھیون کے رونے کا ذکر سورۃ المائدہ میں گزرا یا مثلاً جیسے ورقہ
بن نوفل جس کا قصہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ کی روایۃ سے ہے جسکا حال یہ ہے کہ یہ شخص بت پرستی
چھوڑ کر نصرانی ہو گیا تھا جب ابتدا وحی کے زمانہ میں حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات
اس شخص سے کرائی تو اُس نے آنحضرت کا حال سنتے ہی آپ کی نبوت اور وحی کو مان لیا اور متواتر قرآن کے نازل ہونے
اور قریش کی مخالفت اور ہجرت کا زمانہ آنے تک اپنی زندگی کی تمنا کی لیکن اس قصے کے تھوڑے دنون بعد اس شخص
کا انتقال ہو گیا - یا وہ جنہون نے اپنی کتابون میں تو قرآن کا حال پڑھا تھا مگر پھر قرآن کے نازل ہونے کا پورا زمانہ
بھی پایا مثلاً جیسے عبد اللہ بن سلام کہ انہون نے قرآن کو خود بھی کلام الٰہی جانکر اسلام قبول کیا اور اپنے قبیلہ
کے یہود بنی قینقاع کو بھی قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے اقرار کی نصیحت کی چنانچہ صحیح بخاری کی انس بن مالک کی
روایۃ میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے ایسے لوگون کو دو شریعتون پر عمل کرنے کے سبب سے قیامت کے دن
دوہرا اجر ملیگا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی ابو موسیٰ اشعری کی حدیث میں اسکا ذکر تفصیل سے آیا ہے ان کان وعدہ
ربنا لمفعولا اسکا مطلب یہ ہے کہ ان اہل کتاب میں سے جن نیک لوگون نے قرآن کے نازل ہونے کا زمانہ پایا
وہ یہ کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ قرآن کی شان میں جو باتیں موہنہ سے نکالتے ہیں اللہ اور اُس کا کلام اُن سب سے دور ہے بلکہ اللہ
نے یہہ قرآن اُسی وعدہ کے موافق نازل فرمایا جس وعدہ کا ذکر توراۃ و انجیل میں ہے - پہلا سجدہ اس وعدہ کے پورا ہونے
کے شکریہ کا ہے اور دوسرا سجدہ جنت اور دوزخ کے حال کی آیتیں سنکر جنت کی امید پر اور دوزخ کے خوف سے ہے
اسی واسطے دوسرے سجدے میں عاجزی زیادہ اور دوزخ کے خوف سے رونا بھی ہے وہ لوگ اس طرح غش آلنے

منزل ۴

والے شخص کی طرح بے تاب ہوکر سجدہ مین گرتے تھے کہ انکی ٹھوڑیان بھی زمین پر ٹک جاتی تھین اسیواسطے سجدہ مین ٹھوڑی
کا ذکر فرمایا یہ قرآن شریف میں تلاوت کا چوتھا سجدہ ہے اور اس سجدہ کی بابت سلف مین کچھ اس طرح کا اختلاف نہیں ہے
جس طرح کا اختلاف سورہ الحج کے دوسجدون میں آویگا۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ

کہہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو۔ جو کہکر پکاروگے سو اُسی کے ہین سب نام خاصے

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اللہ یا رحمن کہکر دعا مانگا کرتے تھے یہ سنکر
مشرکین مکہ کہنے لگے کہ ہمکو تو محمد اکیلے اللہ کی عبادت کرنے اور اُسی سے دعا مانگنے کو کہتے ہین اور خود دو معبودون کا نام لیکر
دعا مانگتے ہیں اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمایا کہ شریعت الٰہی مین اللہ تعالیٰ کے جو نام آچکے ہین دعا کے
وقت لئے جاسکتے ہین ہان ان مشرکون نے لفظ اللہ سے لات اور لفظ منان سے منات تراش کر بتون کے نام جو رکھے
ہیں جن بتون کو یہ اللہ کا شریک جانتے ہیں اوس سے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ان مشرکون کو منع کرتے
ہین صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ایک کم
سو نام ہیں جو شخص اُنکو یاد کرلے گا وہ جنت مین جاویگا یہ وہی مشہور نام ہیں جو اکثر لوگون کو یاد ہیں اللہ کے نامون کی
زیادہ تفسیر سورۃ الاعراف مین گزر چکی ہے۔

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور تو نہ پکار اپنی نماز میں اور نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈھ لے اُسکے بیچ مین راہ اور کہہ سراہیے اللہ کو

الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝

جسنے نہین رکھی اولاد اور نہ کوئی اُسکا ساجھی سلطنت میں اور نہ کوئی اُسکا مددگار ذلت کے وقت پر اور اُسکی بڑائی کر بڑا جانکر

صحیحین مین اس آیۃ کی شان نزول کے باب میں دو قول ہیں ایک قول امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کا ہے
جس کا حاصل یہ ہے کہ غلبہ اسلام سے پہلے جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مین بلند آواز سے نماز مین قرآن شریف
پڑھا کرتے تھے تو مشرکین قرآن کو برا بھلا کہا کرتے تھے یہ بات اللہ تعالیٰ کو ناگوار ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ بات
نازل فرمائی اور فرمادیا کہ اوسط درجہ کی آواز سے قرآن شریف پڑھا کرو نہ ایسی بلند آواز سے ہو کہ مشرکین سنکر برا
بھلا کہوین نہ ایسا آہستہ ہو کہ قرآن کے سننے کے مشتاق صحابہ بھی قرآن کے سننے سے محروم رہ جاوین دوسرا قول
حضرت عائشہؓ کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دعا اوسط درجہ کی آواز سے مانگنے کے حکم مین یہ آیت نازل ہوئی ہے
حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین ان دونون قولون کا اختلاف یون رفع کردیا ہے۔ کہ دعا سے مراد عبادت ہے جو قرأت
قرآن کو بھی شامل ہے اور دعا کو بھی شامل ہے۔ بعضے مفسرین نے آیۃ ادعوا ربکم سے اس آیۃ ولا تجہر بصلاتک کو منسوخ

منزل ۴

جو ٹھرایا ہے وہ قول صحیح نہین ہے کیونکہ صحیح بخاری و مسلم مین ابو موسیٰ اشعری سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت چیخ کر دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے اس صورت مین آیۃ ولا تجہر قرات اور دعا دونون کے حکم کو شامل ہو گئی تو اس صحیح حدیث کے موافق بہت چیخ کر دعا مانگنے کی ممانعت آیۃ سے نکلے گی یہی مطلب ادعوا ربکم کا ہے۔ پہر جب دونون آیتون مین مخالفت ہی نہیں تو ایک آیت سے دوسری آیۃ کیونکر منسوخ ہو سکتی ہے اسی واسطے سب مفسرین نے بالاتفاق جو پانچ آیتین منسوخ ٹھرائی ہین آئین یہ آیت نہین ہے ان پانچ آیتون کا ذکر تفصیل سے ایک جگہ اس تفسیر مین کر دیا گیا ہے۔ یہود عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور مشرکین مکہ اپنے بتون کی ہر وقت بڑائی کرتے رہتے تھے اسی واسطے آگے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ جس اللہ نے عزیر عیسیٰ اور ان مشرکون کے بتون کو سب کو پیدا کیا ہے بڑائی اُسی ذات کو سزاوار ہے۔ کہ جس کے نہ کوئی اولاد ہے نہ اُسکی بادشاہت مین کوئی اُسکا شریک ہے اور وہ ایسا زبردست ہے کہ وہ کسی کی مدد کا محتاج نہیں صحیح مسلم مین سمرہ بن جندب سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ اور اللہ اکبر یہ کلمے اللہ کو بہت پیارے ہین یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس آیۃ مین جو لفظ ہین وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہین۔ کیونکہ الحمد اللہ کا لفظ تو خود آیت مین موجود ہے اور اللہ اکبر کے کہنے سے کبرہ تکبیرا کی تعمیل بھی ہو جاتی ہے اور صحیح حدیث کے موافق وہ کلمہ بھی آدمی کے مونہہ سے نکلتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل ختم ہوئی

منزل ۴

سورۃ الکہف مکیۃ وھی مائۃ وعشر آیات وفیہا اثنا عشر رکوعا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے۔ صحیح مسلم ترمذی ابو داؤد و نسائی وغیرہ مین ابو درداؓ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس سورہ کی اول کی دس آیتین یاد کر لے گا وہ دجال کے فتنہ سے امن مین رہے گا۔ صحیح مسلم مین ابو درداؓ کی دوسری حدیث ہے جس مین آخر کی دس آیتون کا بھی ذکر ہے مستدرک حاکم مین ابو سعید خدریؓ سے روایۃ ہے کہ اس سورہ کو جو شخص جمعہ کے دن پڑھے گا دو جمعون تک اُسکے ایمان کی روشنی بڑھ جاویگی حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۟ؕ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا

سب تعریف اللہ کو جسنے اوتاری اپنے بندے پر کتاب اور نہ رکھی اُس مین کچھ کجی ٹھیک سا اوتاری تا ڈر سنا دے ایک سخت آفت کا

مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۟ۙ مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ

اُسکی طرف سے اور خوشخبری دے یقین لانے والونکو جو کرتے ہین نیکیان کہ اُنکو اچھا نیگ ہے جس مین رہا کرین

أَبَدًا ۝ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ

ہمیشہ اور ڈر سناوے انکو جو کہتے ہین اللہ رکھتا ہے اولاد کچھ خبر نہیں انکو اس بات کی نہ انکے باپ دادونکو کیا بڑی

كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝

بات ہے انکے منہ سے سب جھوٹھ ہے جو کہتے ہین

صحیح مسلم کے حوالہ سے سمرۃ بن جندب کی حدیث سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر مین گزر چکی ہے جس مین یہ ہے کہ الحمد للہ کا کلمہ اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی بعض سورتون کے اول مین اور بعض کے آخر مین یہ کلمہ اس لئے فرمایا ہے کہ یہ اللہ کا پیارا کلمہ اسکے نیک بندونکے مونہہ سے نکلے اور انکا عقبے کا بھلا ہوجاوے مشرکین مکہ یہ کہتے تھے کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنالیا ہے انزل علی عبدہ الکتاب سے اللہ تعالےٰ نے انکو جھٹلایا اور فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جسکو اسنے اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے جس مین کسی طرح کی کچھ کجی نہین عبارت اسکی ایسی ہی جسکو منکر لوگ بھی جادو کے اثر کی ایک چیز بتلاتے ہین غیب کی خبرین اس مین کی ایسی سچی ہین جو پہلی آسمانی کتابون مین ہین پہلی کتابون کی صداقت اس مین ایسی ہے جو اسکے کلام الٰہی ہونے کی پوری گواہی دیتی ہے معتبر سند سے مستدرک حاکم مین حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیتین سنکر جب ولید بن مغیرہ کے دل پر اثر ہوا تو اس نے کہا اس کلام مین جادو کا سا اثر معلوم ہوتا ہے یہ ولید بن مغیرہ مشرکین مکہ میں بڑا استاد مشہور تھا زیادہ حال اسکا سورۃ المدثر مین آویگا۔ اصحاب کہف اور ذو القرنین کا قصہ جس طرح توراۃ مین تھا اسی طرح قرآن کی آگے کی آیتون مین ہے منکر قرآن لوگ قرآن کی عبارت مین جادو کا اثر جو بتلاتے تھے اسکا مطلب حضرت عبداللہ بن عباس کی اوپر کی روایت سے اور قرآن مین پہلی آسمانی کتابون کی صداقت جو ہے ان قصون سے اسکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب انبیا کی نبوت کی مثال ایک عالیشان خوبصورت مکان کی بیان کرکے یہ فرمایا ہے کہ اس مکان مین ایک آخری اینٹ کی کسر تھی جو کسر میرے نبی ہونے کے بعد پوری ہوگئی قرآن کو قیما جو فرمایا اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف ایسا ٹھیک اوتارا جس سے نبوت کا عالیشان محل ٹھیک ہوگیا اب آگے قرآن شریف کے نازل فرمانے کا مقصد بیان فرمایا کہ یہ قرآن نافرمان لوگون کو دوزخ کے سخت عذاب کا ڈر اور فرمانبردار لوگون کو جنت کی خوشخبری سنادینے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے کئی جگہ روایتین گزر چکی ہیں کہ نیک عمل کا اجر دس گونے سے لیکر سات سو تک ہے اور بعض نیکیون کا اجر اس سے بھی زیادہ ہے وہی حدیثین اجرا حسنا کی گویا تفسیر ہین۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ اور ابو سعید خدریؓ کی روایتین کئی جگہ گزر چکی ہین کہ جنت مین داخل ہونے کے بعد اللہ کے فرشتے جنتیون کو ہمیشہ صحت و تندرستی

منزل ۴

سے جنت مین رہنے کی خوشخبری سنادین گے - یہ روایتین ماکثین فیہا ابدا کی گویا تفسیر ہین - پھر فرمایا جو لوگ اتنی بڑی جھوٹی
بات مونہہ سے نکالتے ہین کہ اللہ کو صاحب اولاد ٹھہراتے ہین آنکے اور آنکے بڑون کے پاس ان بے ٹھکانے باتون کی کچھ
سند نہین ہے اسلئے انکو دوزخ کے سخت عذاب کا ڈر سنادیا جاوے - صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس رض بن مالک کی حدیث
کئی جگہ ذکر کی گئی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو دوزخ کے عذاب کا جو حال معلوم ہے اگر وہ
مین پورا لوگون کے روبرو بیان کردون تو سوائے رونے کے لوگون سے دنیا کا اور کام نہ ہوسکے - اس حدیث سے یہ
مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ قرآن شریف مین جہان کہین دوزخ کے سخت عذاب کا ذکر آیا ہے اُسکی پوری تفسیر
علمائے امت کی طاقت سے باہر ہے کیونکہ دنیا کا انتظام قائم رہنے کے لئے اُس کا پورا حال اللہ کے رسول نے اللہ کے
حکم سے امت کے لوگون سے بیان نہین کیا -

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا
سو کہین تو گھونٹ ڈالے گا اپنی جان آنکے پیچھے اگر وہ نہ مانین گے اس بات کو پچتا پچتا کر ہمنے بنایا ہے
مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝
جو کچھ زمین پر ہے اُسکی رونق تا جانچین لوگونکو کون انمین اچھا کرتا ہے کام

تفسیر ابن جریر اور سیرۃ محمد ابن اسحاق مین حضرت عبداللہ بن عباس رض کی روایۃ سے جو شان نزول اس سورۃ کی بیان کی
گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ قریش نے چند آدمیون کو یہود کے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ یہود کچھ مشکل باتین
قریش کو ایسی تبلادین جنکو قریش آنحضرت سے امتحان کے طور پر پوچھین یہود نے تین باتین تبلاکر یہ کہا کہ اگر ان
باتون کا جواب محمد صلعم دیدیوین تو جان لینا کہ وہ بلاشک سچے نبی ہین ایک تو روح کا سوال تھا کہ روح کیا چیز ہے اور دوسرا
یہ سوال تھا کہ وہ کونسے چند شخص ہین جو دنیا مین جیتے جی غائب ہوگئے ہین تیسرا یہ سوال تھا کہ وہ کون شخص ہے جس نے
دنیا بھر کا سفر کیا ہے جب یہود کے سکھلانے سے قریش نے آنحضرت سے یہ باتین پوچھین تو آپ نے وحی کے بھروسہ
پر یہ وعدہ کیا کہ کل تک ان باتون کا جواب دیدون گا انشاء اللہ کہنا آپکو اس وعدہ کے وقت یاد نہ رہا اللہ تعالی کو آپکا
بغیر انشاء اللہ کہنے کا وعدہ پسند نہین آیا اس لئے پندرہ روز تک وحی نازل نہیں ہوئی وحی کے نازل نہ ہونے سے آپکو
بڑا رنج ہوا آخر سولھوین دن سورہ بنی اسرائیل مین کی وہ آیۃ جس مین روح کا حال ہے اور یہ سورۃ جس مین اصحاب کہف
اور ذوالقرنین کا حال ہے یہ دونو باتین نازل ہوئین ان باتون کو سنکر بھی جب قریش اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو اللہ
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج ہوا جس کا ذکر اس آیۃ مین ہے اوس رنج کے دور کرنے کے لئے آخری آیۃ مین فرمایا کہ دنیا
کے عیش و آرام کو اللہ تعالی نے اسی امتحان کے لئے پیدا کیا ہے کہ بہت لوگ دنیا کی راحت کو اپنے پیدا ہونے کا مدار قرار دیکر
آخرت سے مرتے دم تک بے خبر رہین گے اور کچھ لوگ دنیا کے عیش و آرام کو ناپائدار سمجھ کر عقبی کی بہبودی کے کام

منزل ۴

میں لگے رہوینگے پھر اسے رسول اللہ کے تمہارے رنج کے کرنے سے اللہ کے انتظام کے برخلاف تمام اہل مکہ کو کیونکر ہدایت ہوسکتی ہے
صحیح بخاری و مسلم میں عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کی تنگدستی سے
نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ میرے بعد انکو دنیا کی راحت ملے اور وہ دنیا کی راحت میں پھنس کر پچھلی امتوں کی طرح ہلاک نہ ہو۔ آخری آیۃ میں دنیا کی
راحت کو جانچ کی چیز جو فرمایا اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی جو حدیث
ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی ایک دفعہ انشاء اللہ نہ کہنے سے رنج پہونچا تھا چنانچہ ایک وقت
کسی ذکر میں حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ آج اپنی نوے عورتوں سے مباشرت کروں گا تو نوے لڑکے خدا کی راہ میں لڑنے
والے پیدا ہونگے حضرت سلیمان انشاء اللہ کہنا بھول گئے اس لئے ایک ہی عورت کو حمل رہا وہ بھی کچا ہی ساقط ہو گیا
آنحضرتؐ نے فرمایا اگر سلیمانؑ انشاء اللہ کہتے تو ضرور نوے لڑکے پیدا ہوتے غرض آئندہ کی بات پر آدمی کو انشاء اللہ تعالےٰ
کہنا ضرور ہے تاکہ اللہ کی مدد سے وہ بات پوری ہو جاوے۔

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ؕ

اور ہمکو کرنا ہے جو کچھ اسپر ہے میدان چھانٹ کر

اوپر دنیا کی زیب و زینت کا ذکر فرما کر اس آیۃ میں فرمایا کہ ہم اسکو زینت و رونق کے بعد ایسا تباہ اور برباد کردینگے کہ ساری
زمین ایک چٹیل میدان رہجاوے گی۔ قتادہ کا قول ہے کہ صعید اس زمین کو کہتے ہیں جس میں کسی طرح کی روئیدگی نہ ہو
صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے حق میں
فرمایا سو برس کے اندر ان میں سے شاذ و نادر کوئی زندہ رہے گا صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ کی اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو
بن العاص کی روایۃ سے جو حدیثیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ بازاروں میں کپڑوں کے تھان جنگل میں کھیتیاں باغ حوض نہریں
سب کچھ یونہی پڑا رہے گا کہ یکایک پہلے صور کی آواز سے سب مخلوقات بالکل فنا ہو جاویگی صحیح بخاری میں سہل بن سعدؓ اور
صحیح سند سے شعب الایمان بیہقی میں عبداللہ بن مسعودؓ کی جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ جس زمین پر لوگوں کا حشر قائم ہوگا
اسپر کھیتی باغ پہاڑ مکان دنیا کی زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز نہ ہوگی نہ اس زمین پر کسی گنہ گار شخص نے کوئی گنہ کیا ہوگا
مطلب یہ ہے کہ یہ زمین فنا ہو کر حشر کے لئے دوسری نئی زمین پیدا ہوگی ان حدیثوں کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا
حاصل یہ ہے کہ سو برس کے اندر مکہ کے ان لوگوں میں سے کوئی شخص باقی نہ رہے گا جو مکہ کے پہاڑوں کے دور ہٹ جانے اور
انکی جگہ کھیتی کے لئے زمین کے نکل آنے کی اور مکہ میں نہروں کے جاری ہو جانے کی تمنا رکھتے ہیں اور پھر انکی نسل میں جو لوگ پہلے
صور کے زمانہ میں ہونگے کھیتیاں باغ نہریں سب کچھ چھوڑ کر مر جاوینگے اور پھر آخر کو یہ زمین ہی نہ رہویگی جسپر کھیتی کیجاتی ہے
باغ لگائے جاتے ہیں نہریں جاری کی جاتی ہیں یہ ان لوگوں کی بڑی نادانی ہے کہ انکو ہمیشہ سرسبز رہنے والے باغوں ہمیشہ جاری
رہنے والی نہروں کے قبضہ میں لانے کی تدبیر بتلائی جاتی ہے اور یہ لوگ اس سے غافل اور چھوٹ جانے کی چیزوں کی تمنا میں لگے

منزل ۴

ہوئے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے شدادبن اوس کی معتبر روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ شخص ہے جو مرنے سے پہلے مرنے کے بعد کے لئے کچھ سامان کر لیوے اور نادان وہ شخص ہے جو اس سامان سے عمر بھر غافل رہے اور مرنے کے بعد بہبودی کی توقع رکھے۔ اہل مکہ میں کے جن لوگوں کی نادانی کا ذکر اوپر گزرا انکی حالت اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا

کیا خیال رکھتا ہے کہ غار اور کھوہ والے ہماری قدرتوں میں اچنبھا تھے جب جا بیٹھے وہ جوان اُس کھوہ میں پھر بولے

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ

اے رب ہے ہمکو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے کام کا بناؤ پھر تھپک دئے ہمنے اُنکے کان اُس کھوہ میں

سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝

کئی برس گنتی کے پھر ہمنے اُنکو اُٹھایا کہ معلوم کریں دو فرقوں میں کسنے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ رہے

ع ۱۲

ان آیتوں میں اصحاب کہف کے قصہ کی بابت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کھوہ والوں کا قصہ ہماری قدرت کے روبرو عجیب بات نہیں ہے کس لئے کہ آسمان و زمین کی پیدائش رات دن کا بدلنا چاند سورج اور اُسکے سوا بڑی بڑی نشانیاں ہماری قدرت کی ہیں جو اصحاب کہف کے قصہ سے بھی عجیب ہیں سیرۃ محمد بن اسحاق تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں ان آیتوں کی تفسیر کے متعلق جس قدر قصہ مجاہد سے ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ کہف کے معنے غار کے ہیں اور جو لوگ غار میں چھپے عیسائی تھے روم کے بت پرست دقیانوس بادشاہ نے ان لوگوں کو عیسائی مذہب چھوڑ کر بت پرستی اختیار کرنے کے لئے ایک مہلت دی تھی اُس مہلت میں یہ غار میں جا چھپے اور اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے اونھوں نے اللہ تعالے سے وہ دعا مانگی جسکا ذکر ان آیتوں میں ہے انکی یہ دعا قبول ہوئی اور وہ باوجود تلاشی کے دقیانوس کے سپاہیوں کو نظر نہ آئے اور اللہ کے حکم سے ان اصحاب کہف کو اُس غار میں ایسی نیند آئی کہ تین سو برس تک انکی آنکھ نہ کھلی جب یہ اصحاب کہف اُسوقت کے لوگوں کو نظر نہ آئے تو اُن لوگوں نے اصحاب کہف کے نام اور اُنکے غائب ہو جانے کی تاریخ یہ سب حال ایک تختے پر کندہ کرا کے اوس غار میں وہ پتھر رکھدیا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے صحیح قول کے موافق اُسی پتھر کے کندہ کو رقیم فرمایا کیونکہ جس طرح قتیل مقتول کی جگہ بولا جاتا ہے اسی طرح رقیم مرقوم کی جگہ بولا جاتا ہے انکے غائب ہو جانے کے زمانہ کا تو کوئی شخص ان تین سو برس کے عرصہ میں زندہ نہیں رہا کہ انکے غائب ہو جانے کی صحیح تاریخ اسکو یاد ہوتی اسلئے اصحاب کہف کی قوم کے نئے لوگوں میں دو گروہ ہو گئے ایک گروہ انکے غائب ہو جانے کی مدت کچھ بتلاتا تھا اور دوسرا کچھ خیال کے رفع ہو جانے کے لئے اللہ کے حکم سے اتنے عرصہ میں انکی آنکھ کھلی باقی کا قصہ آگے کی آیتوں میں آتا ہے لنعلم ای الحزبین کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دنیا میں اُس گروہ کا حال ظاہر ہو جاوے جسنے اُس پتھر کے

کرنے کے موافق اس قصہ کی صحیح تاریخ یاد رکھی ورنہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہیں ہے چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۞ وَّرَبَطْنَا

ہم سنادیں تجکو انکا احوال تحقیق وہ کئی جوان ہیں کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہمنے انکو سوجھ اور گرہ دی انکے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ

دل پر جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب آسمان و زمین کا نہ پکارینگے ہم اسکے سوا کسی کو ٹھاکر تو کہی بات

اِذًا شَطَطًا ۞ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ

بات عقل سے دور یہ ہماری قوم ہے پکڑے ہیں انھوں نے اسکے سوا اور معبود کیوں نہیں لاتے انکے واسطے کوئی سند کھلی

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۞ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى

پھر اس سے گنہگار کون جسنے باندھا اللہ پر جھوٹ اور جب تمنے کنارہ پکڑا انسے اور جنکو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا اب جا بیٹھو

الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۞

اس کھوہ میں پھیلا دے تمپر رب تمہارا کچھ اپنی مہر سے اور بنادے تمکو تمہارے کام کا آرام

منزل ۴

اوپر مختصر طور پر قصہ کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں اسکی تفصیل بیان فرمائی۔ حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے یہود کے سکھانے سے قریش نے تم سے ان چند جوان شخصوں کا قصہ جو پوچھا ہے جو جیتے جی غائب ہو گئے وہ صحیح قصہ یوں ہے کہ ان چند جوانوں کی ساری قوم تو بت پرست تھی مگر یہ چند جوان اللہ کی وحدانیت اور عیسائی دین پر قائم تھے پھر فرمایا جبکہ بت پرست بادشاہ دقیانوس نے بت پرستی اختیار کرنے کے لئے ان جوانوں کو بلا کر اپنے سامنے کھڑا کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکی ثابت قدمی بڑھا دی اور انکے دلوں کو خوب مضبوط کر دیا جس سے انھوں نے دقیانوس کو یہی جواب دیا کہ ہم سوا اللہ تعالیٰ کے بتوں کے معبود ہونے کا خلاف عقل اقرار ہرگز زبان پر نہیں لا سکتے کیونکہ یہ بات تو ہر ایک کی سمجھ میں آتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا تو اسکے شکریہ میں انسان پر اکیلے اللہ کی تعظیم واجب ہے ہماری قوم کے لوگ اللہ کی تعظیم میں اوروں کو جو شریک کرتے ہیں انکے پاس اسکی کوئی ایسی سند نہیں جو ہر ایک کی سمجھ میں آوے پھر بے سند بات کو دین ٹھہرانا اللہ پر یہ جھوٹ باندھنا ہے کہ یہ بے سند دین اللہ کا ٹھہرایا ہوا ہے دنیا کے حاکموں پر کوئی جھوٹ باندھے تو وہ اسکو مجرم قرار دیتے ہیں اسلئے ایسے شخص سے بڑھکر کوئی مجرم دنیا میں نہیں ہو سکتا جو سب سے بڑے حاکم پر جھوٹ باندھے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ رضی بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اب اپنے پیدا کرنے والے

کی تعظیم مین جو شخص دوسرون کو شریک کرکے اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین فرق ڈ لیے اُس سے بڑھکر دنیا مین کوئی گنہ گار نہین اِس۔
حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ بے سند شرک مین پھنسنا اس سے بڑھکر دنیا مین کوئی گناہ نہین ۔ مجاہد کے
قول کے موافق اس قصہ مین یہ بھی ہے کہ اِن جوانون کی یہانتک کی باتین سنکر دقیانوس نے اِن جوانون سے یہ کہا کہ تمہاری
جوانی پر مجھکو ترس آتا ہے اسواسطے مین تمہارے قتل کرنے مین جلدی نہین کرتا لیکن تم کو مہلت دیتا ہون اگر اس مہلت کے
بعد تم نے قوم کا مذہب اختیار نہیں کیا تو تم کو ضرور قتل کردیا جاویگا یہ کہکر دقیانوس نے اِن جوانون کو اپنے دربار سے نکلوا دیا
اِس مہلت کے زمانہ مین اِن جوانون نے اپنے دین پر قائم رہنے اور غار مین چھپ جانے کا مشورہ کیا اور اِس ارادہ کے پورا ہوجانے
مین اللہ کی رحمت پر بھروسہ کیا اسی کا ذکر آخری آیۃ مین ہے ۔ غار مین چھپ جانے کے بعد جو اُنھون نے اللہ تعالیٰ سے
وہ دعا کی جس کا ذکر اوپر کی آیتون مین ہے وہ یہی لفظ تھے جنکا ذکر اونھون نے اپنے اِس مشورہ مین کیا تھا ۔ صحیح بخاری و مسلم
مین ابو سعید خدری رضؓ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگون کی تعریف کی ہے جو بستی کے رہنے
مین دین کا خلل دیکھکر پہاڑ پر یا جنگل مین جا رہیں ۔ اِس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دین
کے خلل کے وقت ایماندار آدمی کو یہی کرنا چاہیئے ۔ اِس قصہ کی روایۃ مین یہ بھی ہے کہ مہلت کے بعد جب یہ جوان دقیانوس
کے دربار مین حاضر نہیں ہوئے تو دقیانوس اِنکے رشتہ دار لوگون پر بہت خفا ہوا اور اِن جوانون کے حاضر کرنے کا حکم دیا جوانون
کے رشتہ دارون نے جواب دیا کہ گھرون سے تو وہ جوان چلے گئے مگر سنتے ہیں کہ بستی کے پاس جو پہاڑ ہے اُسکے غار مین چھپ
گئے ہین یہہ سن کر دقیانوس نے غار کے موںہہ پر ایک دیوار چنوا دی تاکہ وہ جوان بھوک کے پیاس سے
اوس غار کے اندر مر جاوین مگر تقدیر آلہی کے آگے کسی کی کوئی تدبیر نہین چلتی اللہ تعالےٰ نے
اوس دیوار کو اون جوانون کی حفاظت کا ایک ذریعہ ٹھہرا دیا تاکہ باہر سے کوئی اِس غار مین جاکر اون جوانون کی
نیند مین خلل نڈالے معتبر سند سے ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ مین ابو سعید خدری رضؓ سے اور صحیح سند سے طارق بن شہاب سے
جو روایتین ہین اُنمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظالم بادشاہ کے روبرو حق بات موںہہ سے
نکالنے مین کچھہ خوف نکرے گا اُسکو قیامت کے دن بڑا اجر ملے گا ۔ ان حدیثون کو آیتون کے ساتھہ ملانے سے یہہ
مطلب ہوا کہ اِن جوانون نے دقیانوس کے روبرو حق بات جو موںہہ سے نکالی وہ بڑے اجر کا کام ہے ۔

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ
اور تو دیکھے دہوپ جب نکلتی ہے بچ کے جاتی ہے اُنکے کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے انسے بائین کو
فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا
میدان مین ہیں اُسکے یہ ہے قدرتون سے اللہ کے جسکو راہ دے اللہ وہی آوے راہ پر اور جسکو بچلاوے پھر تو نہ پاوے اسکا کوئی رفیق راہ پر لانے والا

اِس قصہ مین اللہ کی قدرت کی جس طرح اور نشانیان ہین یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِن جوانون کے جسمون کو

منزل ۴

دہوپ مینہ اور برف کے صدمہ سے بچا دیا ہے مینہ اور برف ہر روز کے صدمہ کی چیزین نہین ہین موسمی چیزین ہین اسواسطے فقط دہوپ کا ذکر فرمایا کہ بہ بارہ مہینے کے صدمہ کی چیز ہے بعضے علما نے غار کے دیوارون کی بلندی کو دہوپ کے غار مین نہ آنے کا سبب قرار دیا ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ دیوارون کی بلندی مینہ اور برف کو نہین روک سکتی اسواسطے یہی قول صحیح ہے کہ جس صاحب قدرت نے اوس غار سے مینہ اور برف کو روکا اوس نے دہوپ کو غار کے داہین بایئن کر کے غار کو دہوپ سے بچا دیا علاوہ اسکے اون جوانون کا سونا غار کے میدان مین بیان کر کے دہوپ کے داہین بایئن کر جا نب کر دینے کا و اللہ تعالی کی قدرت کے یاد دلانے کا ذکر جو آیہ مین ہے اس سے بھی اس قول کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل اور جو لوگ جس انجام کے قابل پیدا ہوئے ہین اونکو ویسے ہی کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس آیۃ اور اور آیتون مین قدرت کی نشانیون کا جو ذکر ہے اون قدرت کی نشانیون سے وہی لوگ راہ راست پر آتے ہین جو اللہ تعالی کے علم غیب مین جنت کے قابل ٹھہر چکے ہین اور جو لوگ دوزخ کے قابل ٹھہر چکے ہین انکو گمراہی کے کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین اسلئے کوئی قدرت کی نشانی انکو راہ پر نہین لا سکتی اور اللہ تعالی کی طرف سے بھی ایسے لوگونکو راہ راست پر آنے کی توفیق نہین دیجاتی کیونکہ دنیا نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہے کسی کو مجبور کر کے راہ راست لانے کے لئے نہین پیدا کی گئی کس لئے کہ مجبوری کی حالت مین وہ امتحان اور آزمائش کا موقع باقی نہین رہتا۔

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ
اور تو جانے وہ جاگتے ہین اور وہ سوتے ہین اور کروٹ دلاتے ہین ہم انکو داہنے اور بائین اور کتا انکا پسار رہا ہے اپنی
بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا
چوکھٹ پر اگر تو جھانک دیکھے انکو پیٹھ دیکر بھاگے انسے اور بھر جاوے تجھ مین انکی دہشت

یہ اور ایک قدرت کی نشانی بیان فرمائی کہ اے رسول اللہ کے اگر تم غار مین جا کر اون جوانون کو دیکھو تو یہ جانو کہ وہ جاگتے ہین کیونکہ اللہ کی قدرت سے وہ اس طرح آنکھین کھولے ہوئے سوتے ہین کہ دیکھنے والا شخص انکو جاگتے ہوئے آدمی خیال کریگا لیکن حقیقت مین وہ سوتے ہین اور اللہ تعالی انکی داہین بایئن طرف کی کروٹین بدلواتا رہتا ہے پھر فرمایا انکے ساتھ ایک کتا جو پلا گیا تھا وہ بھی غار کے منہ پر اپنے پنجے پھیلائے ہوئے سو رہا ہے پھر فرمایا ان جوانون کے آرام مین خلل نہ پڑنے کے لئے اللہ تعالی نے اوس غار مین ایسی ہیبت پیدا کر دی ہے کہ اے رسول اللہ کے اگر تم غار کے اندر جھانک کر اون جوانون کو دیکھنا چاہو تو دہشت کے مارے وہان نہ ٹھہر سکو یہ رعب ایسا ہی ہے جس طرح کا رعب اللہ

منزل ۴

تعالیٰ نے غار ثور مین اپنے رسول کی ہجرت کے وقت پیدا کر دیا تھا جس کا ذکر سورۃ التوبہ مین گزرا حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہین کہ ان جوانون کی کروٹین اسلئے بدلوائی جاتی ہین کہ ایک حالت پر رہنے سے انکا جسم نہ بگڑے مسند امام احمد ابو داؤد ابن ماجہ صحیح ابن حبان مستدرک حاکم مین ابو دردا اور اوس بن اوس سے صحیح روایتین ہین جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیا کے جسمون کو بگاڑنا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام ٹھہرا دیا ہے آیۃ اور ان حدیثون اور حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کو ملا کر یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو عزت انبیا کے جسمون کی ہے کروٹین بدلوا کر اسکے قریب قریب ان اولیاء اللہ کے جسمون کی عزت بھی اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ

اور اسی طرح انکو جگا دیا ہمنے کہ آپس مین لگے پوچھنے ایک بولا ایکن کتنی دیر ٹہیرے تم بولے ہم ٹہیرے ایکدن یا دن سے کم

يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَاۤ اَزْكٰى

بولے تمہارا رب بہتر جانے جتنی دیر رہے ہو اب بھیجو اپنے مین سے ایک کو یہ روپیہ دے کر اپنا اس شہر کو پھر دیکھے

طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ

کھانا سو لادے تمکو اس مین سے کھانا اور نرمی سے جاوے اور جتا نہ دے تمہاری خبر کسی کو وہ لوگ اگر خبر پا دین تمہاری

يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْۤا اِذًا اَبَدًا ۝

مارین تم کو پتھراؤ یا الٹا پھیرین تمکو اپنے دین مین اور تب بھلا نہ ہو تمہارا کبھی

منزل ۴

ان آیتون مین تین سو نو برس کے بعد ان جوانون کے جاگنے کا ذکر ہے انکے جاگنے سے پہلے انتظام الٰہی کے موافق ایک بکریان چرانے والے شخص نے اپنی بکریون کو اس غار مین رکھنے کا ارادہ کرکے غار کے مونہہ پر کی دیوار کو ڈھا ڈالا مگر اس غار مین اللہ تعالیٰ نے وہشت جو پیدا کر دی تھی اسکے سبب سے وہ بکریان چرانے والا شخص غار کے اندر نہین گیا اور اپنی بکریان بھی اسنے وہان نہین رکھین۔ حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تین سو نو برس تک ان جوانون کو سلایا اب انکو اسی طرح ان صاحب قدرت نے اوٹھا بٹھایا تاکہ انکو اللہ کی قدرت معلوم ہو جاوے کہ بے آب و دانہ کتنی مدت تک وہ کیونکر سوئے اور اوٹھنے کے ساتھ ہی بھوک انکو کیونکر لگ آئی۔ اتنی مدت تک انکے جسم اور کپڑون کو زمین نے کیونکر نہین کھایا سوتے اٹھتے ہی ان مین سے ایک نے اپنے ساتھیون سے پوچھا کہ ہم کتنی دیر سوئے ہونگے اسکے ساتھیون نے جواب دیا کہ دن بھر یا پہر دو پہر سوئے ہونگے مگر جب انھون نے اپنے بال اور ناخن بڑھے ہوئے دیکھے تو کہنے لگے اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ کتنی دیر سوئے اب تو بھوک لگ رہی ہے ہم مین سے ایک شخص کو ایک روپیہ لیکر بستی کو جانا اور کچھ اچھا سا کھانا لانا چاہیے مگر جو کوئی جاوے ذرا ہوشیاری سے جاوے تاکہ دقیانوس کے یا شہر کے لوگون کو ہماری کچھ خبر معلوم نہ ہو کیونکہ اگر ان لوگون کو ہماری خبر معلوم ہو جاوے گی تو وہ ہمکو پکڑ لیوینگے

اور بغیر جان سے مار ڈالنے کے یا بت پرست بنانے کے نہ چھوڑین گے اور اگر ہم نے جان کے خوف سے بت پرستی اختیار کر لی اور اسی حالت مین مر گئے تو پھر عقبیٰ کی بہبودی بالکل ہاتھ سے جاتی رہیگی۔ یہ تین سو برس کا عرصہ اس طرح ان جوانون کو اللہ کی قدرت سے تھوڑا معلوم ہوا جس طرح عزیر علیہ السلام کو سو برس کا عرصہ تھوڑا معلوم ہوا تھا جس کا قصہ سورہ بقر مین گزر چکا ہے۔ مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور مسند ابی یعلی میں ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری سے جو صحیح روایتین ہین ان کا حاصل یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ قیامت کا ایک دن پچاس ہزار برس کا ہوگا تو صحابہ کو اس دن کا بڑا ہونا شاق گزرا یہ حال دیکھکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار لوگون کو وہ اتنا بڑا دن ایسا معلوم ہوگا جیسے قریب غروب سے مغرب تک مین یا ایک وقت کی فرض نماز کے پڑھنے مین دیر لگتی ہے۔ تین سو نو برس کا عرصہ ان جوانون کو یا سو برس کا عرصہ عزیر علیہ السلام کو جو تھوڑا معلوم ہوا اس کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو ایماندار لوگ اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا پورا یقین کرتے ہین کہ وہ صاحب قدرت جب چاہتا ہے لوگون کی نگاہ مین بڑی مدت کو چھوٹا کر کے دکھا دیتا ہے قیامت کے دن اللہ کی اس قدرت کو وہ ایماندار خود دیکھ لیوین گے کہ پچاس ہزار برس کی مدت انکو گھڑی دو گھڑی کی مدت نظر آویگی۔

وَكَذٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ إِذْ يَتَنَازَعُونَ

اور اسی طرح خبر کھولدی ہمنے انکی تا لوگ جانین کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور وہ گھڑی آنی اسمین دھوکا نہین جب جھگڑ رہے تھے

بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۖ رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا

آپسمین اپنی بات پر پھر کہنے لگے بناؤ انپر ایک عمارت انکا رب بہتر جانے انکو بولے جن کا کام زبر تھا

عَلٰى أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ۝

ہم بنادین گے انکے مکان پر عبادت خانہ

شروع سورہ سے اصحاب کہف کا قصہ جو یہان تک گزرا کہ یہ لوگ تین سو برس تک پہاڑ کی کھوہ مین بے آب و دانہ سوتے پڑے رہے اور جب اللہ نے چاہا انکو اٹھا کر کھڑا کر دیا یہ آیۃ اس قصہ کا نتیجہ ہے حاصل اس نتیجہ کا یہ ہے کہ جب اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تین سو برس تک جسم کو اس نے زمین مین رکھ کر پھر اوٹھا بٹھایا تو قیامت کے آنے اور مر کر پھر جینے مین کون شک کر سکتا ہے مر کر جینا تو ایسا ہی ہے جس طرح ماؤن کے پیٹون مین بچون کے پتلے تیار ہوتے ہین اور ان مین روح پھونکدی جاتی ہے اسی طرح حشر کے دن پتلے تیار کئے جاوین گے اور ان مین روح پھونکدی جاوے گی تین سو برس بے آب و دانہ روح کا جسم مین اور جسم کا مٹی مین رہنا اور جسم کو مٹی کا نہ کھانا اس سے زیادہ مشکل ہے جو کچھ حشر کے دن ہوگا جس کی قدرت کے آگے ایسے مشکل کام آسان ہین اس کو آسان کامون کے کرنے مین کیا مشکل پیش آسکتی ہے شمسی سو برس کے ایک سو تین سال قمری ہوتے ہیں اصحاب کہف کی قوم مین شمسی سال کا حساب

تھا اِس قوم کے حساب سے تین سو برس اصحاب کہف کو غائب ہو کر ہو گئے تھے اور عرب میں قمری سال کا حساب
ہے جس کے حساب سے شمسی تین سو برس کے قمری تین سو نو برس ہوتے تھے کیونکہ شمسی سو برس کے قمری ایک
سو تین برس ہو جاتے ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے تین سو برس علیحدہ اور نو برس علیحدہ آیۃ میں ذکر فرمائے تاکہ دونو
حساب صحیح بیٹھ جاویں۔ عکرمہ کے قول کے موافق اِس آیۃ کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ اِس تین سو نو برس کی مدت میں
دقیانوس اور اُسکے بعد کئی بادشاہ ہو کر مر گئے تھے اور ان جوانون کے جاگنے کے زمانہ مین ایک عیسائی دین کا پابند اُس
شہر کا بادشاہ تھا لیکن اُس کی رعیت مین کچھ لوگ حشر کے پورے قایل نہیں تھے اُنکے قائل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے
تین سو نو برس کے بعد اِن جوانون کو جگایا اور اوپر کی آیتون کے موافق جب اِن جوانون مین کا ایک جوان دقیانوس
کے سکہ کا روپیہ لیکر شہر مین گیا تو شہر کے دوکاندار لوگ وہ اتنی مدت کا سکہ دیکھ کر یہ خیال کرنے لگے کہ اِس جوان کو کہیں
گڑا ہوا خزانہ ملا ہے یہ پرانے سکہ کا روپیہ اُس خزانہ مین کا ہے آخر یہ قصہ اُس وقت کے بادشاہ تک گیا بادشاہ نے
جوان سے اُس روپیہ کا حال پوچھا تو اُس نے سارا اپنا اور اپنے ساتھیون کا قصہ بادشاہ کے روبرو بیان کیا۔ بادشاہ
اِس بات کی تلاش مین تھا کہ اپنی رعیت مین کے منکر حشر لوگون کو کسی طرح قائل کر کے راہ راست پر لاوے اِس لئے
بادشاہ اپنی رعیت کو ساتھ لے کر اوس غار پر گیا۔ مجاہد کے قول کے موافق بادشاہ اور اُس کی رعیت نے اون
جوانون کو دیکھا اور بادشاہ نے سارا قصہ اون جوانون سے پوچھا اور اونھون نے بادشاہ کے روبرو اپنا سارا قصہ
بیان کیا اِس کے بعد وہ جوان تو پہلے کی طرح سو گئے اور بادشاہ اپنی رعیت سمیت شہر کو واپس چلا آیا غرض اللہ تعالےٰ
نے اُس وقت کے لوگون پر اِس واسطے اِن جوانون کی حالت ظاہر کر دی کہ منکرین حشر اِس حشر کے نمونہ سے یہ جان لیوین
کہ حشر اور قیامت کا وعدہ برحق ہے اُس وعدہ کے ظہور مین کسی طرح کا شک و شبہ نہیں کیونکہ انسان پہلے نیست و نابود
تھا اللہ تعالےٰ نے جس طرح اُس کو پہلے دفعہ پیدا کیا اُسی طرح دوبارہ پیدا کرے گا جو لوگ پہلے دفعہ کی پیدائش کو آنکھون
سے دیکھ کر دوسری دفعہ کی پیدائش کے منکر ہین اُن کو اتنی سمجھ نہین کہ دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد دوسرا جہان
قائم ہو کر نیک و بد کی جزا و سزا کا فیصلہ نہ ہو تو دنیا کا پیدا کرنا بے فائدہ ٹھہرتا ہے جو اللہ کی شان سے بہت بعید ہے
اِس مطلب کو کئی جگہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مین تفصیل سے بیان فرمایا ہے وہی آیتین اِس آیۃ کی گویا تفسیر ہین
آگے فرمایا جو لوگ اِس قصہ کے پہلے حشر کے منکر تھے اِن جوانون کا حال دیکھ کر اتنے تو قائل ہوئے کہ اُس غار پر
عمارت بنانے کو تیار ہو گئے اور جب حشر کے ماننے والے لوگون نے وہان عبادت خانہ بنانے کا قصد کیا تو اُن سے
جھگڑنے لگے آخر بادشاہ کے حکم سے وہان عبادت خانہ بنایا گیا۔ ربھم اعلم بھم۔ اِس کا مطلب یہ ہے
کہ اِس عبادت خانے کے بنانے سے اصحاب کہف خوش ہوئے یا ناخوش۔ اِس کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ صحیح
بخاری مین حضرت عائشہ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو نصاریٰ کے عبادتخانون

کا ذکر آیا اپنے ندمت کے طور پر فرمایا ان لوگون مین دستور ہے کہ جب کوئی نیک آدمی ان مین کا مر جاتا ہے تو اُس کی قبر کے پاس عبادت خانہ بنا کر اُس میں اُس نیک آدمی کی تصویر بھی بنا دیتے ہیں۔ اِس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جس دستور کے موافق اُس غار کے پاس عبادت خانہ بنایا گیا ہے اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اوس سے اصحاب کہف ناخوش ہیں کیونکہ اس طرح کے عبادت خانہ کی بنیاد بت پرستی کی بنیاد ہے اور اصحاب کہف بت پرستی سے ہی بیزار ہو کر اِس غار میں آنکر چھپے ہیں۔

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ
اب یہی کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا اُنکا کتا اور یہ بھی کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا انکا کتا بن دیکھے نشانہ پتھر چلانا اور
سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۟ۙ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ
وہ سات ہیں اور آٹھوان انکا کتا تو کہہ میرا رب بہتر جانے اُنکی گنتی اُنکی خبر نہین رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو تو مت
اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۟
سرسری جھگڑا اور نہ تحقیق کر انکا احوال اُنمین کسی سے

اِس تفسیر میں یہ بات ایک جگہ بیان کر دی گئی ہے کہ نصارا مین کئی فرقے ہیں اور ایک فرقہ دوسرے فرقے کی بات کو نہین مانتا اِسی واسطے فرمایا یہ قصہ سنکر آپس کے اختلاف کے سبب سے بعضے ان مین سے یہ کہوین گے کہ وہ غار مین چھپنے والے تین ہین اور چوتھا اُنکا کتا ہے اور بعضے یہ کہوین گے کہ وہ پانچ ہین چھٹا انکا کتا ہے پھر فرمایا ان لوگون کی یہ باتین ایسی بے ٹھکانے ہین جسطرح کوئی شخص ایک نشانہ پر پتھر مارنا چاہے مگر پتھر ایسا بے ٹھکانے پھینکے کہ کوئی پتھر نشانہ کے اودھر جا دے اور کوئی اودھر غرض نشانہ پر ایک بھی نہ لگے پھر فرمایا کچھ لوگ یہ بھی کہوین گے کہ وہ سات ہین اور آٹھوان کتا ہے لیکن اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ اُنکی صحیح گنتی اللہ کو ہی معلوم ہے دنیا مین ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں جنکو اون کی صحیح گنتی کی خبر ہے پھر فرمایا اُنکی گنتی کے جان لینے پر کوئی دین کا معاملہ منحصر نہین ہے اسلیئے اے رسول اللہ کے نہ تم اس بات مین ان لوگون سے جھگڑا کرو نہ کسی سے اُنکی گنتی کا حال پوچھو۔ تفسیر عبدالرزاق اوسط طبرانی وغیرہ مین صحیح سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایۃ ہے کہ وہ سات ہیں اور آٹھوان اُنکا کتا ہے آیۃ مین اس قول کو نشانہ سے بہکا ہوا پتھر نہین فرمایا اِس سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایۃ کی پوری تائید ہوتی ہے۔ مسند امام احمد ترمذی ابن ماجہ مسدرک حاکم وغیرہ مین ابو امامہؓ سے صحیح روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیفائدہ باتون مین جھگڑا کرنے سے امت کے لوگون کو اسی طرح روکا ہے جسطرح آیۃ مین اصحاب کہف کی گنتی کے جھگڑے سے روکا گیا ہے اس لئے یہ حدیث آیۃ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیۃ اگرچہ اہل کتاب کے جھگڑے کی شان مین ہے لیکن صحیح حدیث کے موافق آیۃ کے حکم مین یہ امت بھی داخل ہے فلا تمار فیھم الا مراء ظاہرا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے موافق آیۃ کے اس ٹکڑے کی تفسیر یہ ہے کہ اے

ع

منزل ۴

رسول اللہ کے قرآن میں جسقدر یہ قصہ نازل ہوا ہے وہ اہل کتاب کو سنا دیا جاوے اس سے زیادہ جھگڑنے کی ضرورت نہیں

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ

اور نہ کہیو کسی کام کو کہ میں یہ کرونگا کل مگر یہ کہ اللہ چاہے اور یاد کرے اپنے رب کو جب بھولجاوے

عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ

امید ہے کہ میرا رب مجکو سوجھاوے اس سے نزدیک راہ نیکی کی اور مدت گزری اُنپر اپنے کھوہ میں تین سو برس

وَازْدَادُوا تِسْعًا ۝ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ

اور اوپر سے نو تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے اسی پاس ہیں چھپے بھید آسمان اور زمین کے عجب دیکھتا

مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝

کوئی نہیں بندونپر اُسکے سوا مختار اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو

شروع سورہ میں گزر چکا ہے کہ یہود کے سکھانے سے قریش نے تین باتیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں تو آپ نے وحی کے بھروسہ پر یہ وعدہ کیا کہ کل تک میں ان باتوں کا جواب دیدونگا مگر اس وعدہ کے وقت انشاء اللہ کا کہنا آپ کو یاد نہ رہا اسلیئے پندرہ روز تک وحی نہیں آئی - مجاہد کے قول کے موافق اسپر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان آیتوں میں حکم فرمایا کہ آیندہ ہر ایک وعدہ کے ساتھ لفظ انشاء اللہ کہنا چاہیئے واذکر ربک اذا نسیت سے حضرت عبد اللہ بن عباس نے یہ بات نکالی ہے کہ اگر قسم کھا کر کوئی شخص ایک بات کہے اور انشاء اللہ بھول جاوے اور پھر جب وہ بات یاد آوے اور انشاء اللہ کہہ لیوے تو ایسی قسم کا کفارہ نہیں ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ قسم کے ساتھ ہی انشاء اللہ کہہ لیوے تو قسم کے ٹوٹ جانے پر کفارہ نہیں ہے ورنہ کفارہ ہے مسند امام احمد ترمذی ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمرؓ سے صحیح روایت ہے جس سے جمہور کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ جو جمہور کے قول کا مطلب ہے وہی اس صحیح روایت کا مطلب ہے علاوہ اسکے صحیح بخاری و مسلم میں عبد الرحمنؓ بن سمرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بات پر قسم کھائی جاوے اگر اوس سے کوئی اچھی بات نظر آوے تو آدمی کو چاہیئے کہ قسم کا کفارہ دیکر اُس اچھی بات کو کر لیوے - اس حدیث سے بھی جمہور کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قسم کے بعد بھی اگر انشاء اللہ کہنا جائز ہوتا تو آپ کفارہ کا ذکر نہ فرماتے بلکہ یہ فرماتے کہ جس بات پر قسم کھائی جاوے اگر اوس سے اچھی کوئی بات نظر آوے تو آدمی انشاء اللہ کہکر قسم کے کفارہ سے بچ جاوے اور اچھی بات کو کر لیوے - اسکے بعد فرمایا اے رسول اللہ کے ان مشرکوں سے یہ بھی کہہ دو کہ میری نبوت کا ثبوت کچھ اسپر منحصر نہیں ہے کہ مثلاً تم لوگوں نے یہود کے سکھانے سے اصحاب کہف کا قصہ پوچھا اور میں نے باوجود ان پڑھ ہونے کے صحیح صحیح وہ قصہ بیان کر دیا بلکہ مجھکو تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس سے بڑھکر مجھکو نبوت کا ثبوت عنایت کریگا صحیح بخاری میں خبابؓ بن الارت سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایکدفعہ روبرو جناب اللہ کے رسول

منزل ۴

صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اب تو مشرکین مکہ بہت تکلیفیں دیتے ہیں آپ نے فرمایا ذرا صبر کرو اللہ تعالیٰ اسلام کے غلبہ کا وعدہ ایسا پورا کریگا کہ کسی دشمن کا خوف باقی نرہے گا۔ اصحاب کہف کے قصہ سے بڑھ کر نبوت کا ثبوت عنایت کرنے کی امید جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان آیتوں میں دلائی تھی اس قسم کی امید کی آیتوں پر بھروسہ کر کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے اسطرح کی تسلی صحابہ کی فرمایا کرتے تھے جس کا ذکر خباب بن الارت کی روایت میں گزرا آخر اللہ کا وعدہ اور اللہ کے رسول کا اس وعدہ پر بھروسہ کرنا یہ باتیں کہیں خالی جانے والی تھیں اللہ اکبر اسلام کے اس غلبہ کا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امید کے پورے ہونے کا کچھ ٹھکانا ہے کہ جن بتوں کی حمایت میں مشرکین مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بتوں کو اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر زمین پر گرا دیا اور کسی مشرک کو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ ان بتوں کی کچھ حمایت کرتا۔ یہ بتوں کے زمین پر گرا دینے کا قصہ صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعودؓ کی اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایتوں کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اصحاب کہف کے قصہ سے بڑھ کر نبوت کا ثبوت عنایت کرنے کی امید جو اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں اپنے رسول کو دلائی تھی غلبہ اسلام کے اس طرح کے قصے اوس امید کے پورا ہونے کی تفسیر ہیں۔ آگے فرمایا اصحاب کہف غار میں سو کر پھر جو جاگے یہ مدت تو شمسی سال کے حساب سے تین سو اور قمری کے حساب سے تین سو نو برس کی ہے اور انکے دوبارہ سو جانے اور اس قصہ کے قرآن میں نازل ہونے تک کی مدت اللہ خوب جانتا ہے کیونکہ آسمان و زمین کے دیکھنے اور سننے کی سب غیب کی باتیں اوسی کو اچھی طرح معلوم ہیں سوا اسکے اور کسی کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ ولا یشرک فی حکمہ احدا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً جسطرح دقیانوس نے اصحاب کہف کو بت پرست بنانا چاہا اور اللہ کا حکم انکے حق میں یہ تھا جسکا ذکر اس قصہ میں ہے کہ وہ ایک مدت تک سوئے اور پھر جاگے اور منکرین حشر کو انکا حال دیکھ کر عبرت ہوئی غرض جو اللہ کا حکم تھا وہ ہو کر رہا یا مثلاً موسےٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کے قصد سے فرعون نے بنی اسرائیل کے ہزار ہا لڑکے قتل کرائے مگر جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا وہ آخر ہو کر رہا غرض بادشاہ ہو یا وزیر اللہ کے حکم میں کوئی شریک نہیں اسلئے اسکے حکم کو اس طرح کوئی ٹال نہیں سکتا جس طرح ایک شریک دوسرے شریک کے حکم کو کبھی ٹال دیتا ہے مسند امام احمد اور ترمذی کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی معتبر روایت ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام دنیا کے لوگ اکٹھے ہو کر کسی شخص کو نفع یا نقصان پہونچانا چاہیں تو بغیر اللہ کے حکم کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث سے ولا یشرک فی حکمہ احدا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ اللہ کے حکم میں کوئی شریک نہیں اسلئے اسکا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا۔

منزل ۴

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا ○

اور پڑھ جو وحی ہوئی تجکو تیرے رب کی کتاب سے کوئی بدلنے والا نہیں اسکی باتیں اور کہیں نہ پاویگا تو اسکے سوا چھپنے کو جگہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ

اور تھام رکھ آپ کو اُنکے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام طالب ہیں اُسکے منہہ کے اور نہ دوڑین تیری

عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ

چھوڑ کر تلاش مین رونق دنیا کی زندگی کی اور نہ کہا مان اُسکا جسکا دل غافل کیا ہمنے اپنی یاد سے اور پیچھے لگا ہے اپنی چاؤ کے

أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ

اور اُس کا کام ہے حد پر نہ رہنا اور کہہ سچی بات ہے تمہارے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانین اور جو کوئی چاہے نہ مانے

صحیح مسلم مین سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بعضے مالدار مکہ کے مشرکون نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواہش کی تھی کہ ہمارے آپکے پاس آنے کے وقت غریب مسلمان آپکی مجلس مین نہ بیٹھین گے تو ہم آپکی مجلس مین آنکر قرآن کی آیتین سنا کرینگے اُسپر اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا اللہ کا حکم نہین بدل سکتا اُسکا حکم یہی ہے کہ غریب امیر سب کو یکسان ایک ہی مجلس مین قرآن کی آیتین نصیحت کے طور پر سنائی جاوین اور اے رسول اللہ کے تم کو اللہ کی پناہ کے سوا کسی کی پناہ نہین ہے اسواسطے اللہ کی مرضی کے موافق تم اپنا کام کئے جاؤ پھر فرمایا غریبون کی مجلس مین اگر یہ مالدار مشرک نہ آوین تو اُسکی کچھ پروا نکرو کیونکہ اُنکے آنے سے فقط دنیا کی زیب زینت ہے جو اللہ کو پسند نہین بلکہ اللہ کو تو یہ پسند ہے کہ خالص اللہ کے واسطے جو غریب مسلمان قرآن کی آیتون کی نصیحت سننے کو تمہارے پاس آتے ہین اور پھر اوس نصیحت کے موافق خالص عقبےٰ کی بہبودی کی نیت سے صبح شام اللہ کی عبادت مین لگے رہتے ہین ایسے لوگون سے تم کام رکھو اور جن لوگون کے دل اللہ کی یاد سے غافل اور تکبر مین گرفتار ہین اُنکی کوئی بات نہ مانو کس لئے کہ ایسے لوگ اپنی مالداری کے غرور مین انسانیت کی حد سے بڑھ گئے ہین کہ غریب مسلمانون کو انسان نہین گنتے اسلئے اُنکے ساتھ ایک مجلس مین بیٹھنے سے گہراتے ہین ایسے لوگون سے کہہ دیا جاوے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جسکا جی چاہے اُسکو مانے جسکا جی نہ چاہے وہ نہ مانے اب آگے کی آیتون مین قرآن کی نصیحت کے نہ ماننے والون اور ماننے والون کا نتیجہ بیان فرمایا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالے کی نظر انسان کے ظاہری حالت پر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کی نظر انسان کے دل پر ہے کہ کس نیت سے انسان نے یہ کام کیا ہے اس حدیث کو آیتہ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ عقبی کی بہبودی کی نیت سے قرآن کی نصیحت سننے کو اللہ کے رسول کی مجلس مین آتے تھے اونکی خاطر داری کی اللہ تعالی نے اپنے رسول کو تاکید فرمائی ہے اور جو لوگ اوپری دل سے آتے تھے اونکو دہمکانے کے طور پر فرمایا کہ انکا جی چاہے تو قرآن کی نصیحت کو مانین نہین تو اُنکے لئے دوزخ تیار ہے۔

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۝ وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ

ہمنے رکھی ہے گنہگارون کے واسطے آگ جو گھیر رہی ہین اُنکو اُسکی قناتین اور اگر فریاد کرینگے تو ملے گا پانی جیسے پیپ

منزل ۴

يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝
بھون ڈالے منہ کو کیا بُرا پینا ہے اور کیا بُرا آرام

جامع ترمذی میں حضرت ابو سعید خدری سے جو روایت ہے اس میں دوزخ کے ان پردون کی تفسیر ہے جن کا ذکر اس آیۃ میں ہے یون آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکان کے پردہ کی دیوارون کی طرح دوزخ کے چارون طرف چار دیواری ہے جس کا آثار چالیس برس کے راستہ کا ہے ترمذی کی سند مین ایک راوی رشدین بن سعد ہے جسکو بعضے علمار نے ضعیف کہا ہے لیکن امام احمد نے اس رشدین بن سعد کو نا قابل اعتراض قرار دیا ہے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ کیونکہ حاکم کی سند مین بجائے رشدین ابن سعد کے ایک عبد اللہ ابن وہب راوی ہے جسکا شمار ضعیف راویون میں نہیں ہے اور دوزخ کے اس گرم پانی کی تفسیر جس کا ذکر اس آیۃ مین ہے ترمذی اور بیہقی مین ابو درداء کی معتبر روایۃ سے یون آئی ہے کہ دوزخ مین جب بھوک لگیگی تو ایک کانٹون دار گھاس انکو کھلائی جاویگی جو انکے حلق مین پھنس جاویگی جب وہ اسکو حلق سے اوتارنے کے لئے پانی مانگین گے تو ایسا گرم پانی گلے ہوئے تابنے کی طرح کھولتا ہوا دیا جاویگا جسکو مونہہ سے لگاتے ہی چہرے کی تمام کھال اوتر کر اس پانی میں گر پڑے گی اور جب زبردستی وہ پانی انکو پلایا جاویگا تو سب انتڑیان کٹ کر باہر گر پڑین گی ان تکلیفون سے تنگ آنکر اہل دوزخ اپنے مرنے کی دعا مانگین گے ہزار برس تک تو انکی دعا کا کچھ جواب نہ ملے گا ہزار برس کے بعد دوزخ کے فرشتے ہنسے یہ کہوینگے کیا دنیا مین تمہارے پاس اللہ کے رسول نہین آئے اور اس عذاب سے تم کو نہین ڈرایا وہ جواب دین گے کہ ہان آئے تو تھے وہ فرشتے کہوین گے جب تم نے اللہ کے رسولون کا کہنا نہ مانا اور دنیا مین اس عذاب کا حال سنکر بھی اللہ کی نافرمانی کو نہ چھوڑا تو پھر آج تمکو موت کہان ہے اب تو تمکو ہمیشہ یہی عذاب بھگتنا پڑیگا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو حال مجھکو معلوم ہے اگر وہ پورا حال لوگون کے سامنے مین بیان کردون تو لوگ سوائے رونے کے دنیا کے سب کام چھوڑ دین اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ دنیا کا انتظام قائم رہنے کیلئے اللہ کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کے عذاب کا پورا حال امت کے لوگونکے روبرو بیان نہیں فرمایا اسلئے دوزخ کے عذاب کا جو کچھ ذکر اوپر گزرا وہ گویا مختصر ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ
بیشک جو لوگ یقین لائے اور کین نیکیان ہم نہین کھوتے نیگ اسکا جن نے بھلا کیا کام ایسونکو باغ ہیں
عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ
بسنے کے بہتی ہیں انکے نیچے نہرین پہناتے ہیں انکو وہان کچھ کنگن سونے کے اور پہنتے ہیں کپڑے سبز پتلے
ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ۚ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝
اور گاڑھے ریشم کے تکئے بیٹھے ہیں اُن مین تختو پر کیا خوب بدلا ہے اور کیا خوب آرام

منزل ۴

اوپر کی آیۃ میں اہل دوزخ کا ذکر تھا اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس دوسری آیۃ میں اہل جنت کا ذکر فرمایا ہے تمام قرآن
شریف مین خدا تعالیٰ نے یہی طریقہ برتا ہے کہ جہان دوزخ اور اہل دوزخ کا ذکر فرمایا ہے اس کے مقابلہ مین جنت اور اہل جنت
عیش و آرام کا ذکر ضرور فرمایا ہے تاکہ کچھ لوگ دوزخ کے خوف سے اور کچھ لوگ جنت کے شوق سے ہدایت پاوین غرض ہدایت
کا کوئی خوفیہ یا شوقیہ طریقہ اوس معبود مطلق نے اوٹھا نہیں رکھا ہے اسپر بھی جو کوئی دنیا سے گمراہ اوٹھے سوا اوس کے
کم نصیبی کے اسکا سبب اور کیا کہا جا سکتا ہے غریب آدمیون کو بعضے عیش قیمتی کھانے کپڑے میسر تو نہین مگر اورون کو
کھاتے پہنتے اونھون نے آنکھون سے دیکھا ہے اسواسطے ان کھانے کپڑون کا حال اون غریب آدمیون سے کوئی
پوچھے تو جو کچھ اونھون نے آنکھون سے دیکھا ہے اسکو وہ بیان کر سکتے ہیں بعضے غریب آدمی ایسے ہین کہ انکو اچھا کھانا
اچھا کپڑا آنکھون سے دیکھنا تو نصیب نہین ہوا لیکن اونھون نے کانون سے سن لیا ہے کہ مثلاً پلاؤ ایسا ہوتا ہے اور
کمخواب کا تھان ایسا ہوتا ہے وہ بھی پلاؤ اور کمخواب کی سنی سنائی حالت بیان کر سکتے ہیں بعضے غریب لوگ ایسے ہین
کہ اونھون نے جو چیزین کبھی عمر بھر نہ آنکھ سے دیکھین نہ کانون سے سنین لیکن وہ گھر مین بیٹھے بیٹھے دلی منصوبے کر لیتے
ہین کہ خدا دے تو ایسے کھانے پکاوین ایسے کپڑے بناوین ایسے باغ لگاوین رہے بادشاہ وزیر امیر یہ تو اپنے اپنے مقدور
کے موافق ہر روز دنیا کی سب عیش و آرام کی چیزین آنکھون سے دیکھتے برتتے ہین لیکن جنت کے عیش و آرام کے سامان
ایسے ہونگے کہ دنیا مین آجتک بادشاہ سے فقیر تک نہ وہ سامان کسی کو آنکھ سے دیکھنے نصیب ہوئے نہ کسی نے انکو کانون
سے سنا نہ کسی کے جی مین انکا منصوبہ جم سکتا ہے کہ وہ کیا کیا اور کس کس طرح کے سامان ہونگے چنانچہ صحیحین مین حضرت
ابوہریرہ رض کی روایۃ سے جو حدیث قدسی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے
کہ جنتی لوگون کے لئے جنت مین وہ وہ عیش کے سامان مہیا کئے گئے ہین کہ وہ نہ کسی کی آنکھ نے دیکھے نہ کان نے سنے
نہ کسی جی مین اونکا تصور گزر سکتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل اور اپنے حبیب کے طفیل سے جن نیک بندون
کو بہشت نصیب کریگا وہ بہشت مین داخل ہونے کے بعد جانین گے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا سامان انکے لئے مہیا کیا ہے
قرآن شریف اور حدیث مین نمونہ کے طور پر بہشت کی نعمتون کا کسی قدر جو ذکر آیا ہے اور اس ذکر کو نیک لوگون نے کانون
سے سنا ہے جنت کی نعمتین اس صحیح حدیث کی شہادت سے ہزارون لاکھون کروڑون ابھی ایسی باقی ہین کہ جنکا نہ ذکر
آیا نہ کسی نے انکو کانون سے سنا خیر خدا اپنے فضل سے ایک دن انکو آنکھون سے ہی دکھلا دیوے اور ہر مسلمان کو
ایسے عملون کی توفیق دیوے جن سے اونکو وہ نعمتین نصیب ہون یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جنت کی وہ چیزین
دنیا کی چیزون کے ہمنام سمجھانے کے لئے قرآن شریف یا حدیث مین بتلائی گئی ہین انکو دنیا کی چیزون سے کچھ نسبت
نہین ہے جیسا اس آیۃ مین ذکر ہے کہ جنتیون کو سونے کے کنگنے پہنائے جاوین گے حضرت سعد بن ابی وقاص رض سے
ترمذی مین روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ زیور اگر دنیا مین ہوتا تو اسکی روشنی کی چمک سے سورج کی روشنی ماند ہو جاوے

اب خیال کر لینا چاہیے کہ کیا کسی ہفت اقلیم کے بادشاہ کے پاس ایسا کوئی زیور ہے جسکی جھلک آفتاب کو ماند کر دیوے اسی طرح جنت کی ان اور چیزون کو سمجھنا چاہیے جنکا ذکر قرآن شریف یا حدیث مین دنیا کی چیزون کے نام سے آیا ہے۔ اگرچہ سعد بن ابی وقاص کی حدیث کی سند مین عبداللہ بن لہیعہ ہے اور ان ابن لہیعہ کی کتابین جل جانے کے بعد انکو علما نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن ترمذی مین یہی حدیث مرسل طور پر عمر بن سعد کی روایت سے ہے جسکی سند مین ابن لہیعہ نہین ہے اس لئے ایک سند کو دوسری سند سے تقویت ہو جاتی ہے۔ عمر بن سعد تابعی نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایت کیا ہے اس طرح کی روایت کو مرسل کہتے ہین کسی دوسری روایت سے مرسل روایت کو جو تقویت ہو جاوے تو پھر مرسل روایت معتبر ٹھہر جاتی ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا

اور بتا انکو کہاوت دو مردون کی کہ بنا دئیے ہمنے ایک کو آن دو باغ انگور کے اور گرد انکے کھجورین اور رکھی دونون

بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝ وَّ

کے بیچ مین کھیتی دونون باغ لاتے ہین اپنا میوہ اور نہ گھٹاتے اس مین سے کچھ اور بہائی ہمنے ان دونوکے بیچ نہر اور

كَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّأَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ

اسکو پھل ملا پھر بولا اپنے دوسرے سے جب باتین کرنے لگا اس سے مجھ پاس زیادہ ہے تجھسے مال اور آبرو کے لوگ

وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖ أَبَدًا ۝ وَّمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَّلَئِنْ

اور وہ برا کر رہا تھا اپنی جان پر بولا نہین آتا مجکو خیال کہ خراب ہو یہ باغ کبھی اور نہین خیال کرتا ہون مین کہ قیامت ہونیوالی

رُّدِدْتُّ إِلٰى رَبِّيْ لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ

کبھی پہنچایا مجکو میرے رب کے پاس پاؤنگا بہتر اس سے اسطرف پہنچکر کہا اسکو دوسرے نے جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس شخص سے

خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّيْ أَحَدًا ۝

جسنے بنایا تجکو مٹی سے پھر بوند سے پھر پورا کر دیا تجکو مرد پر مین تو کہون وہی اللہ ہے میرا رب اور نہ مانونگا ساجھی اپنے

وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ

اور کیون نہ جب تو آیا تھا اپنے باغ مین کہا ہوتا جو چاہا اللہ کا کچھ زور نہین مگر دیا اللہ کا اگر تو دیکھتا ہے مجکو کہ مین کم ہون تجھسے مال اور

وَلَدًا ۝ فَعَسٰى رَبِّيْ أَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ

اولاد مین تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجکو تیرے باغ سے بہتر اور بھیجدے اسپر ایک بھبوکا آسمان سے

فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهُ طَلَبًا ۝ وَأُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ

پھر صبح کو رہجاوے میدان چٹیل یا صبح کو ہو رہے اسکا پانی خشک پھر نہ سکے تو کہ اسکو ڈھونڈ لاوے اور سمیٹ لیا اسکا

منزل ۴

فَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ

پھر صبح کورہ گیا ہاتھ نچاتا اس مال پر جو اس میں لگایا تھا اور وہ پڑا تھا اپنی چھتریوں پر اور کہنے لگا کیا خوب تھا اگر میں ساجھی

بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ○ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ○ هُنَالِكَ

نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو اور نہ ہوئی اسکی جماعت کہ مدد کریں اسکو اللہ کے سوائے اور نہ ہوا وہ کہ بدلہ لے سکے وہاں سب

الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ○

اختیار ہے اللہ سچے کا اسی کا انعام بہتر ہے اور اسی کا دیا بدلا

ع ٥ ١٧

اوپر ان مالدار مشرکین مکہ کا ذکر تھا جو غریب مسکین مسلمانوں کے ساتھ بیٹھنے سے گھبراتے تھے اسپر اللہ تعالیٰ نے ایک کہاوت بیان کی کہ دو مرد تھے ایک کے دو باغ تھے انگور و کھجور کے جنکے درمیان میں کھیتی بھی ہوتی تھی ہر طرح کے درخت اور پھل پھول اور میوے پیدا ہوتے تھے ولم نظلم منہ شیئاً سے اسی مطلب کو ادا فرمایا ہے۔ پھر فرمایا ان باغوں میں نہریں جاری تھیں پھر فرمایا اس باغ والے نے اپنے دوسرے بھائی سے بطور فخر کے کہا کہ میں تجھسے مال و اولاد اور خدمتگاروں میں زیادہ عزت والا ہوں اور وہ اپنے باغ میں اپنے بھائی کا بھی ہاتھ پکڑ کر لے گیا اور باغ کی سیر کرائی اترانے کے طور پر کہنے لگا کہ مجھے گمان نہیں کہ یہ میرا باغ کبھی اجڑے اور یہ جائداد برباد ہو اور میں قیامت کے قائم ہونے کا خیال نہیں رکھتا اور اگر بالفرض قیامت ہووے تو بھی میں وہاں بہتر باغ پاؤنگا کیونکہ بقول تیرے اے بھائی یہ دنیا مقام فانی ہے اور آخرت باقی ہے تو جسطرح میں یہاں مالدار ہوں اسی طرح آخرت میں بھی غنی ہونگا یہ نہ سمجھا کہ دنیا کی آسودگی خدا کی طرف سے ایک ڈھیل ہے اب آگے اللہ تعالیٰ اس دوسرے شخص ایمان والے کے حال سے خبر دیتا ہے کہ اسنے بات چیت کے وقت اوس سے کہا کیا تو کافر ہو گیا اس خدا سے کہ جس نے تجھکو اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر اسکی نسل کو نطفہ سے پیدا کیا ترمذی ابوداؤد اور صحیح ابن حبان میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کے پتلے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کی مٹی لی ہے اس طرح طرح کی مٹی کی خاصیت کے سبب سے اولاد آدم میں کوئی گورا ہے کوئی کالا۔ خلقک من تراب کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کے بعد اگرچہ اولاد آدم کی پیدائش نطفہ سے ہے لیکن سب اولاد آدم کی پیدائش میں آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا اثر ضرور ہے اس ایماندار شخص نے یہ بھی کہا کہ میں تو اللہ ہی کو اپنا معبود جانتا ہوں اور اسکی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا اور یہ بھی کہا کہ بجائے اس فخر اور ناشکری کے لفظوں کے تو یہ کہتا کہ انسان کی کیا طاقت تھی کہ وہ ایسا باغ لگاتا اور اتنا مال کماتا تو خوب ہوتا کیونکہ انسان کو جو کچھ فارغ البالی ہوتی ہے وہ اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتی ہے اگرچہ مال و اولاد نہ ہونے کے سبب سے تو مجھکو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے مگر مجھکو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ آخرت میں تیرے اس باغ سے بہتر مجھے باغ دیویگا اور تیری اس ناشکری اور نافرمانی کے سبب سے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ دور نہیں کہ وہ تیرے اس

منزل ۴

باغ پر کوئی آسمانی آفت بھیج دیوے۔ آخر کو اُس ایماندار شخص کی زبان سے جو نکلا تھا وہی ہوا کہ جس باغ پر وہ قیامت کا منکر اترا تا تھا آسمانی آفت سے وہ باغ کھیتی سب کچھ برباد ہو گیا اور وہ اترانے والا شخص اپنے اترانے پر پچھتا تا اور نقصان پر افسوس سے ہاتھ ملتا ہوا رہ گیا اور اللہ کے عذاب سے لگے اس اترانے والے کی کوئی کچھ مدد نہ کر سکا۔ آخر قصہ پر اللہ تعالیٰ نے اُس ایماندار شخص کے قول کی تائید فرمائی کہ قیامت کے دن ایمانداروں کو اچھا بدلا ملنے والا ہے۔ مسند امام احمد میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدری صحابہ میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہیں جاویگا۔ سورۃ الانفال میں گزر چکا ہے کہ بدر کی لڑائی کے لوٹ کا مال جب تقسیم ہوا تو ہر ایک بدری صحابی کے حصہ میں پانچ ہزار روپیہ کا مال آیا۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے خباب بن الارت کی حدیث اوپر گزر چکی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ مالدار مشرکین مکہ غریب مسلمانوں کو طرح طرح سے ستاتے تھے جن علماء نے بدری صحابہ کے نام تفصیل سے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ خباب بن الارت بدری صحابہ میں ہیں اور انکو غریب جانکر ہجرت سے پہلے مالدار مشرکین مکہ بہت ستاتے تھے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انس رضی اللہ عنہ بن مالک کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سردار بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول نے انکی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے وعدہ کو سچا پا لیا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے وہ حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک بندوں کے لئے جنت میں جو نعمتیں پیدا کی گئی ہیں وہ نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی کے دل میں انکا خیال گزر سکتا ہے ان روایتوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جن مالدار مشرکوں کے دکھانے اور غریب مسلمانوں کی تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کہاوت بیان فرمائی ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ مغرور مالدار مشرکوں نے دنیا میں جان اور مال کا نقصان جدا اوٹھایا اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوئے اور جن غریب مسلمانوں کو یہ لوگ حقیر جانتے تھے دنیا میں انکا انجام یہ ہوا کہ ان حقیر جاننے والوں کا مال ان غریبوں کے ہاتھ آیا اور عقبےٰ میں وہ قطعی جنتی ٹھہرے جس جنت کی نعمتوں کی پوری تفصیل اللہ تعالیٰ ہی کو خوب معلوم ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے جنت کو نیک عملوں کا اچھا بدلہ فرمایا

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ

اور بتا اُنکو کہاوت دنیا کی زندگی کی جیسے پانی اتارا ہمنے آسمان سے پھر رلا مل کر نکلا اُس سے زمین کا سبزہ پھر

هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ

ہو رہا چورا باؤ میں اڑتا اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت مال اور بیٹے رونق ہیں دنیا

الدُّنْيَا ۖ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۝

کے۔ اور رہنے والی نیکیوں پر بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلا اور بہتر ہے توقع

منزل ۴

ان آیتون مین پروردگار نے اپنے رسول مقبول سے فرمایا کہ تم لوگون کے روبرو دنیا فانی کی زندگی کی کہاوت بیان کرو
کہ جیسے آسمان سے پانی نازل ہوتا ہے اور اسکے سبب سے کھیتیان سرسبز ہوجاتی ہین اور ایک بہار ہوتی ہے پھر بعد مین یہ سب
بہار خشک ہوکر جاتی رہتی ہے ہوا اسکو اڑا لیجاتی ہے بہار کا موسم خزان سے بدل جاتا ہے اور وہ کھیتی کے درخت کٹ کر
میدان نکل آتا ہے غرض جس طرح کھیتی کے درخت کا حال ہے کہ وہ بیج سے پیدا ہوتا ہے اور سرسبز ہوکر پھر زرد ہوجاتا ہے
اور کٹ جاتا ہے اسی طرح نطفہ سے آدمی کا بچہ پیدا ہوتا ہے اور جوانی کے زمانہ مین سرسبز ہوکر پھر بوڑھا ہوجاتا اور مرجاتا ہے
اسواسطے انسان کی زندگی کی مثال کھیتی کی فرمائی اور آخر آیۃ مین فرمایا اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح
مینہہ برسا کر سوکھے ہوئے مردہ بیج سے وہ صاحب قدرت ہر سال کھیتی کے درخت پیدا کرتا ہے اسی طرح حشر کے دن انسان
کی ریڑھ کی ہڈی کے ایک ٹکڑے سے بیج کا کام لیا جاویگا اور دوسرے صور سے پہلے ایک مینہہ برسے گا جسکی تاثیر یہ ہوگی
کہ اس ہڈی کے ٹکڑے سے ہر ایک مردہ جسم تیار ہوجاویگا اور پھر جسطرح مان کے پیٹ مین بچہ کا پتلہ تیار ہوجانے کے بعد اس
پتلہ مین روح پھونکدی جاتی ہے اسی طرح اس جسم مین روح پھونکدی جاویگی صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے جو روایتین
ہین انمین ریڑھ کی ہڈی کے ٹکڑے کا اور دوسرے صور سے پہلے کے مینہہ کا اور اس سے ہر ایک مردہ کے جسم کے تیار ہوجانے
کا ذکر تفصیل سے ہے۔ معتبر سند سے طبرانی کبیر مین نعمان بن بشیرؓ سے اور مسند بزار مین ابوہریرہؓ سے جو روایتین ہین انکا
حاصل یہ ہے کہ مال اور اولاد فقط جیتے جی کے ساتھی ہین آدمی کے ساتھ انمین سے قبر مین کوئی نہ جاویگا ہان عمل ایسی چیز ہے
کہ قبر مین آدمی کے ساتھ جاویگا اور قیامت تک باقی رہے گا آخر اسی کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا۔ صحیح مسلم اور معتبر
سند سے ابن ماجہ بیہقی اور صحیح ابن خزیمہ مین ابوہریرہؓ سے جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو انکا
نیک عمل بند ہوجاتا ہے ہان جو شخص علم دین کا چرچہ یا مسجد سرائے یا اسی طرح کی اور کوئی ثواب کے جاری رہنے کی
چیز چھوڑ کر مرے گا تو اسکا نیک عمل مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا ان حدیثون کو آخر کی آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب
اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ مال اور اولاد فقط جیتے جی کی بہبودی کی چیزین ہین ہان نیک عمل مرنے کے بعد ایسی باقی رہنے
والی چیز ہے کہ اس سے عقبیٰ کی بہبودی کی توقع ہوسکتی ہے خواہ وہ نیک عمل جیتے جی آدمی نے خود کیا ہو یا کسی نیک عمل کا
سلسلہ اپنے مرنے کے بعد دنیا مین چھوڑا ہو۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۝ وَعُرِضُوا عَلٰى
اور جس دن ہم چلاوین پہاڑ اور تو دیکھے زمین کھل گئی اور گھیر بلاوین انکو پھر نہ چھوڑین ان مین ایک کو اور سامنے آوین
رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝
تیرے رب کے قطار کر کر آپہنچے تم ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تھا تمکو پہلے بار نہیں تم سمجھتے تھے کہ نہ ٹھیراوینگے ہم تمہارا کوئی وعدہ

منزل ۴

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً
اور رکھا جاویگا کاغذ پھر تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہیں اُسکے بیچ کے لکھے سے اور کہتے ہیں اے خرابی کیسا ہے یہ لکھا نہ چھوڑے
وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝
نہ بڑی بات جو اس میں نہیں گھیرلی اور پاوینگے جو کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نکرے گا کسی پر

ان آیتوں میں قیامت کا ذکر ہے کہ اُس دن پہاڑ جاتے رہیں گے زمین صاف نکل آویگی اور اکٹھا کرینگے ہم اُنکو اس طرح کہ نہ چھوڑیں اُن میں سے ایک کو بھی جس زمین کے ساتھ حشر کا ذکر ہے یہ وہ نئی زمین ہے جسپر حشر قائم ہوگا۔ یہ زمین دنیا کی زمین سے بالکل الگ اور نئی ہوگی کیونکہ شعب الایمان بیہقی تفسیر عبدالرزاق وغیرہ میں صحیح سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ اس زمین پر کسی گنہگار نے کوئی گنہ نہیں کیا اب یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی زمین پر روز گنہ کئے جاتے ہیں اسلئے یہ زمین بالکل نئی ہوگی مطلب یہ ہے کہ پہلے صور کے وقت دنیا کی زمین پر کے پہاڑ جو اڑا دئے جاوینگے وہ پہاڑ یا کوئی ٹیلہ یا عمارت یا کوئی اور چھپ جانے کی جگہ اس نئی زمین پر نہ ہوگی پھر فرمایا اس نئی زمین پر سب حساب کیلئے صف باندھ کر کھڑے ہونگے اُسوقت منکرین حشر کو یوں قائل کیا جاویگا کہ تم لوگ تو اس دنکے منکر تھے اب دیکھو تو یہ دن تمہارے سامنے آیا یا نہیں۔ پھر فرمایا اچھے لوگوں کے داہنے ہاتھ میں اور برے لوگوں کے بائیں ہاتھ میں جب نامہ اعمال دئے جاوینگے تو برے لوگ اپنے اعمال نامے میں عمر بھر کے بد اعمال دیکھکر بہت گھبرائینگے اور سزا کے خوف سے بہت ڈرینگے مگر بے وقت کا گھبرانا اور ڈرنا انکے کچھ کام نہ آویگا پھر فرمایا اُسدن اللہ تعالیٰ کسی پر کچھ ظلم نہ کریگا بلکہ ہر شخص کے عملوں کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ کیا جاویگا یہاں مختصر طور پر فقط برے لوگوں کے اعمال نامہ کا ذکر ہے۔ سورۃ الحاقہ میں آویگا کہ اچھے لوگ اپنے اعمال نامہ کو خوش ہوکر پڑھینگے اور اپنے رشتہ داروں اور جان پہچان کے لوگوں سے کہینگے تو تم بھی ہمارا اعمال نامہ پڑھکر دیکھو صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص کو پہلے اُسکے صغیرہ گناہوں کا نامہ اعمال دکھایا جاویگا اور کبیرہ گناہ اُسکے اعمال نامہ میں سے الگ کردئے جاوینگے جب وہ شخص ان چھوٹے گناہوں کا اقرار کرلیویگا تو اللہ تعالیٰ فرماویگا میں نے اپنی رحمت سے تیرے ان چھوٹے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا یہ سنکر وہ شخص کہویگا یا اللہ میں نے تو دنیا میں اور بڑے بڑے گناہ بھی کئے تھے اُنکے بدلہ کی نیکیاں کہاں ہیں۔ اس قصہ کو بیان کرتے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہنسی آیا کرتی تھی صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حشر کے دن سب لوگ قبروں سے ننگے بدن ننگے پاؤں بغیر ختنہ کئے ہوئے اٹھینگے۔ اس حدیث سے لقد جئتمونا کما خلقناکم اول مرۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ماں کے پیٹ سے جس حالت میں بچہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح ننگے بدن ننگے پاؤں بغیر ختنہ کئے ہوئے سب لوگ قبروں سے اوٹھینگے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے یہ حدیث ولا یظلم ربک احدا کی

ع ۵ ۱۵
منزل ۴

گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھیرایا ہے اسلئے قیامت کے دن جزا و سزا کا فیصلہ نہایت انصاف سے ہوگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی آیتوں میں کھیتی کی مثال سے دنیا کی ناپائیداری کا حال بیان فرماکر ان آیتوں میں حشر اور قیامت کا ذکر فرمایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد حشر اور قیامت کا قائم ہونا ضروری ہے کیونکہ بغیر نیک و بد کی جزا و سزا کے دنیا کا پیدا کرنا بیفائدہ ٹھیرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان سے بہت بعید ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ

اور جب کہا ہمنے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے سو نکل بھاگا اپنے رب کے

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ

سو اب تم ٹھیراتے ہو اسکو اور اسکی اولاد کو رفیق میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں برا ہاتھ لگا بے انصافوں کے بدلا

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝ وَيَوْمَ يَقُوْلُ

دکھلا نہیں لیا تھا انکو بنانا آسمانوں کا اور زمین کا اور نہ بنانا انکا اور میں وہ نہیں کہ پکڑوں بہکانیوالوں کو باز و اور جس دن فرمائیگا

نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ

پکارو میرے شریکوں کو جو تم بتاتے تھے پھر پکارینگے پھر وہ جواب نہیں دینگے اور کر دینگے ہم انکے بیچ مرنیکا اسباب اور

الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

دیکھیں گے گنہگار آگ کو پھر اٹکلیں گے کہ انکو پڑنا ہے اس میں اور نہ پا دینگے اس سے راہ بدلنی

ع منزل ۴

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم علیہ السلام کو ابلیس کی دشمنی پر آگاہ فرمایا کہ یہ تمہارا اور تمہارے باپ کا دشمن ہے جو لوگ ابلیس کے تابع اور خدا کے مخالف ہیں انکو ڈرایا ہے کہ ہمنے انسان کو پیدا کیا اور پالا اور پھر وہ شیطان کا دوست اور ہمارا دشمن بن گیا ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا کیونکہ اصل اسکی اچھی نہ تھی آگ کے شعلہ سے اسکی پیدائش ہے اور فرشتوں کی اصل نور سے ہے جس طرح صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی سے آیا ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور شیطان آگ کے شعلہ سے سلف میں سے جس جماعت نے یہ کہا ہے کہ فرشتوں کی طرح شیطان نوری جسم نہیں ہے اسلئے وہ فرشتہ نہیں ہے بلکہ وہ جنات کی طرح آتشی جسم کا ہے اس حدیث سے انکے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے معتبر سند سے ترمذی نسائی صحیح ابن حبان صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں حارث اشعری رض سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے ذکر الٰہی کے شیطان کی دشمنی سے انسان نہیں بچ سکتا۔ جس طرح کا سجدہ فرشتوں نے اللہ کے حکم سے آدم علیہ السلام کو کیا پہلی شریعتوں میں تو سجدہ جائز تھا جیسا کہ سورۂ یوسف میں ذکر ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انکو سجدہ کیا مگر اب شریعت محمدی میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے چنانچہ مسند امام احمد ابن ماجہ وغیرہ میں معتبر روایتیں ہیں کہ اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بی بیوں کو اجازت دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ انتہیٰ زن و شوہر ہتیہ سے اون علمائے سلف کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو شیطان اور شیاطین کی نسل اور اولاد کے قائل ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہؓ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان رہتا ہے فرشتہ نیک کاموں کی رغبت دلاتا رہتا ہے اور شیاطین برے کاموں کی۔ اس حدیث سے شیاطین کی نسل کی کثرت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث کے موافق جہاں بنی آدم میں کا کوئی شخص موجود ہے وہاں نسل شیطان میں سے ایک شیاطین موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان کی ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا اسی واسطے فرمایا ان لوگوں نے اللہ کی فرمانبرداری کو چھوڑ کر اُسکے معاوضہ میں شیطان کی فرمانبرداری اپنے ذمہ لی اونھوں نے بہت برا کام کیا صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبد اللہؓ بن عباس کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ پہلے پہل قوم نوح میں بت پرستی شیطان کے بہکانے سے شروع ہوئی پھر وہی رسم دنیا میں پھیل گئی۔ بت پرستی کو شیطان اور شیاطین کی رفاقت جو فرمایا اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ آگے فرمایا شیطان کے بہکانے سے جن بتوں کی یہ لوگ پوجا کرتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے پیدا کرنے میں اون بتوں سے کچھ مدد لی نہ قیامت کے دن اپنے پوجا کرنے والوں کو وہ کچھ مدد دیویں گے بلکہ یہ پوجا کرنے والے مدد کے لئے جب اُن بتوں کو پکاریں گے تو وہ جواب تک بھی نہ دیویں گے پھر ان لوگوں کی نادانی ہے جو یہ ایسے عاجزوں کی پوجا کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہؓ بن عباس کے صحیح قول کے موافق وجعلنا بینہم موبقا کی تفسیر یہ ہے کہ شیاطین اور اُنکے رفیق بت پرست اپنے اپنے عذاب کی ہلاکت میں ایسے پھنس جاویں گے کہ ایک کو دوسرے کے حال کی خبر نہ رہے گی۔ شاہ صاحب نے ہلاکت کے اسباب کے لفظوں سے ترجمہ میں یہی مطلب ادا کیا ہے اور فائدہ میں موبقا کا مطلب آگ کی بھری خندق جو بتلایا ہے یہ قول مجاہد کا ہے مطلب دونوں قولوں کا ایک ہی ہے کہ ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے کے حال سے ایسی بے خبری ہو گی جیسے ان میں کوئی چیز حایل ہے۔ پھر فرمایا قیامت کے دن جب یہ نافرمان دوزخ کو دیکھیں گے اور یہ جان لیویں گے کہ اس میں انکو رہنا پڑیگا تو بہت گھبرائیں گے لیکن اس بے وقت کے گھبرانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس آگ سے بچکر یہ کہیں جانہ سکیں گے۔ دوزخ کو دیکھ کر یہ نافرمان لوگ دنیا میں دوبارہ آنے اور احکام الٰہی کے جھٹلانے سے بچتانے کی گھبرائی ہوئی باتیں جو کریں گے اُسکا ذکر سورہ الانعام میں گزر چکا ہے سورہ الانعام کی وہ آیتیں گویا آخری آیۃ کی تفسیر ہیں۔ مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ قبر میں رکھنے کے ساتھ ہی اچھے لوگوں کو جنت کا اور برے لوگوں کو دوزخ کا ٹھکانہ دکھا کر فرشتے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس ٹھکانہ میں رہنے کے لئے تمکو حشر کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا۔ یہ حدیث فظنوا انہم مواقعوہا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ پہلے سے فرشتوں نے ان کا دوزخ کا ٹھکانہ جو انہیں دکھا دیا تھا اس لئے دوزخ کو دیکھتے ہی یہ لوگ جان لیویں گے کہ اب اس میں ان کو رہنا پڑے گا۔

منزل ۴

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ۝

اور پھیر پھیر سمجھائے ہمنے اس قرآن مین لوگونکو ہر ایک کہاوت اور ہی انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑنے کو

اوپر کی آیتوں مین اللہ تعالی نے باغ والے شخص کی مثال بیان فرمائی جو خدا کو بھول کر اپنے مال متاع پر مغرور ہو گیا تھا آخر ایک دم مین اس کا باغ جل گیا پھر دنیا کی زیست کی مثال بیان فرمائی کہ جسطرح پیڑون کا حال ہے کہ زمین مین بیج پڑتا ہے اور ذرا سی مین قدرت الٰہی کے طرح طرح کے تصرفات ہو کر وہ پھوٹتا ہے اور پورا ہو جاتا ہے اور روز بروز پودے کو شادابی ہوتی جاتی ہے لیکن اس شادابی کو ہمیشگی نہیں کھیتی کا پیڑ ہے تو تھوڑے دنون مین وہ کھیتی پک کر کٹ جاتی ہے اور باغ کا پیڑ ہے تو آخر وہ بھی ایک دن سوکھ کر لکڑی ہو جاتا ہے جلنے کے کام مین مکانات بنانے کے کام مین تخت چوکی بنانے کے کام مین اور لکڑی کی چیزون کے کام مین ہر روز جو لکڑیان صرف ہوتی ہین ایک دن یہ سب شاداب پودے تھے ہر ے پیڑ تھے آدمی کی پیدائش کا اور زیست کا بھی یہی حال ہے ایک دن مان کے پیٹ مین نطفہ کا بیج پڑتا ہے قدرت الٰہی کے آئین طرح طرح کے تصرفات ہو کر پھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور پیڑ کے پودہ کی طرح دن بدن وہ بچہ بڑھتا جاتا ہے پھر کھیتی کے پیڑ کی طرح کوئی بچہ تھوڑے دنون مین مر کر نیست و نابود ہو جاتا ہے کوئی باغ کے پیڑ کی طرح کچھ دنون رہتا ہے پھر فرمایا کہ اس تھوڑے دنون کی زیست مین جس کسی نے کچھ نیک کام کر لئے تو اچھا ہے نہین تو سوکھی لکڑی کی طرح ایک دن دوزخ کی آگ ہے اور وہ ہے پھر شیطان کا حال فرمایا کہ وہ تو نافرمانی کر کے مردود بن چکا ہے جو اسکا کہنا مانے گا وہ اسی جیسا ہو جاویگا یہ سب مثالین فرما کر اس آیۃ مین فرمایا کہ ہم تو طرح طرح کی مثالین دیکر انسان کو سمجھا چکے مگر انسان اپنے جھگڑالو پنے سے باز نہین آتا کبھی اللہ کے کلام کو پچھلے لوگون کی کہانیان بتلاتا ہے کبھی اللہ کے رسول کو جادوگر کہتا ہے ایسی باتون سے ہر شخص اپنے حق مین کانٹے بوتا ہے آخر کو خراب ہوگا پچھلی امتون کی طرح کوئی عذاب آنکر سب ہلاک ہو جاوینگے اور آخرت کا مواخذہ جدا باقی رہیگا پھر آگے فرمایا کہ ہم رسولون کو نجات کی خوشخبری اور عذاب کا ڈر سنانے کو زمین پر بھیجتے ہین اگر لوگ وہ ڈر کی باتین سنکر نہ ڈرے اور کافرون نے اپنے کفر سے اور گنہگارون نے اپنے گناہون سے توبہ نہ کی اور نافرمانی کی حد کو پہونچکر کوئی عذاب اللہ کا آگیا تو پھر پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آسمان سے اپنا کلام پاک نازل فرما کر اسی کلام پاک کے ذریعہ سے اور اپنے رسولون کے دل مین الہام ڈالکر رسول کی حدیث کے ذریعہ سے جو سمجھانے کا حق تھا وہ سب کچھ سمجھا دیا ہے ہمکو اپنی حالت پر غور کر کے دیکھنا چاہیئے کہ اس فہمائش کا ہمارے دل پر کس قدر اور کہان تک اثر پیدا ہوا ہے اس اثر کی ایک نشانی اللہ کے پیغمبر نے بتلائی ہے آدمی کو چاہیئے کہ اس نشانی کے پتے سے اپنے دل کا حال کبھی کبھی ٹٹولا کرے وہ نشانی یہ ہے کہ معتبر سند سے صحیح ابن حبان اور مسند امام احمد بن حنبل مین حضرت ابی امامہؓ سے روایۃ ہے کہ ایک شخص نے ایک روز آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت آدمی اپنے آپکو کب خیال کرے کہ مین ایماندار ہون آپ نے فرمایا کہ جب نیک کام کرنے سے تیرے دل مین ایک طرح کی خوشی اور بد کام کرنے سے ایک طرح کی

منزل ۴

ندامت پیدا ہو تو جان لیجیو کہ تیرے دل میں ایمان کا اثر ہے اور اس نشانی کے قریب وہ نشانی ہے جو صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایتہ سے آئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص میں نور ایمانی ہوتا ہے اس سے اگر کوئی گناہ ہو جاوے تو وہ اپنے آپکو ایک گر پڑنے والے پہاڑ کے نیچے کھڑا ہوا سمجھتا ہے اور ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ خدا جانے کسوقت یہ پہاڑ میرے اوپر ٹوٹ پڑے اور جو شخص گناہوں کی بالکل خو پکڑ لیتا ہے اسکو گناہ کرنا ایسا ہی جسطرح ناک پر ایک مکھی بیٹھ گئی۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ

اور لوگوں کو اُنکا روک رہا اس سے کہ یقین لاویں جب پہنچی اُنکو راہ کی سوجھ اور گناہ بخشواویں اپنے رب سے سو یہی کہ پہنچے اُنپر رسم

الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ

پہلوں کی یا کھڑا ہو آ اُنپر عذاب سامنے اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں سو خوشی اور ڈر سنانے کو اور جھگڑے لاتے ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ

منکر جھوٹے جھگڑے کہ ڈگا دیں اُس سے سچی بات اور ٹھیرایا ہے میرے کلام کو اور جو ڈر سنائے تھا ٹھٹھا اور کون ظالم

مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً

اس سے جسکو سمجھایا اُسکے رب کے کلام سے پھر منہ پھیرا اُسکی طرف سے اور بھول گیا جو آگے بھیج چکے ہیں اُسکے ہاتھ ہمنے رکھی

اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ

نہ سمجھیں اور اُنکے کانوں میں ہیں بوجھ اور جو تو اُنکو بلاوے راہ پر تو ہرگز نہ آویں راہ پر اسوقت کبھی اور تیرا رب بڑا بخشنے

ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ

والا ہے مہر رکھتا اگر اُنکو پکڑے اُنکے کئے پر تو جلد ڈالے اُنپر عذاب پر اُنکا ایک وعدہ ہے کہیں نہ پاوینگے اُس سے ورے

مَوْىِٕلًا ۝ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝

سر کنے کو جگہ اور یہ سب بستیاں ہیں جنکو ہمنے کھپا دیا جب ظالم ہوگئے اور رکھا تھا اُنکے کھپنے کو ایک وعدہ

منزل ۴

ع ۷

اوپر کی آیتہ میں ذکر تھا کہ قرآن کی آیتوں میں طرح طرح کی مثالیں دیکر ان مشرکین مکہ کو سمجھایا جاتا ہے مگر یہ لوگ اپنے جھوٹے جھگڑوں سے باز نہیں آتے کبھی کہتے ہیں اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا کوئی فرشتہ ہونا چاہیے کبھی کہتے ہیں اگر تم اللہ کے رسول ہو تو مکہ کے گردو نواح کے پہاڑ ہٹا کر اُنکی جگہ کھیتی کی زمین نکالدو ان آیتوں میں فرمایا کہ ان لوگوں کے قرآن کی نصیحت نہ ماننے اور شرک سے باز آنے کا یہی سبب ہے کہ اللہ کے علم غیب کے موافق ان میں سے کچھ لوگوں پر پچھلی امتوں کی طرح دنیا کا کچھ عذاب وقت مقررہ پر آویگا اور عذاب کے وقت مقررہ سے پہلے ان میں کے جو لوگ شرک کی حالت پر مر جاوینگے اُنکے سر پر آخرت کا عذاب ناگہاں آن کھڑا ہوگا۔ پھر فرمایا اللہ نے رسول اسلیے بھیجے ہیں کہ وہ نافرمان لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈراویں اور فرمانبردار لوگوں کو عقبیٰ کی بہبودی کی خوشی سناویں۔ اللہ کے رسول اسواسطے نہیں بھیجے گئے کہ ایسے بیجا

کہف یا ذوالقرنین کے قصے پوچھے جاوین یا مکہ کے گرد و نواح کے پہاڑون کو ہٹادینے یا صفا مروہ کے سونا ہوجانے کی خواہش پیش کیجاوے یا قرآن کے احکام کو ہنسی مین اوڑادیا جاوے ایسی باتون سے مطلب ان لوگونکا یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے جھوٹے جھگڑون سے قرآن کی نصیحت کا اثر اورون کے دلون پر بھی جمنا نہین چاہتے لیکن انکے چاہنے سے کچھ نہین ہوسکتا جو اللہ چاہے گا وہ ہوگا اور اللہ کے ارادہ کے موافق جو کچھ ہوگا وہ ان لوگون کی آنکھون کے سامنے آجاویگا ۔ سورہ حشر مین آویگا کہ مشرکین مکہ تو اپنے ان جھوٹے جھگڑون سے یہ چاہتے ہی رہے کہ قرآن کی نصیحت کا اثر لوگون کے دلون پر جمنے نہ پاوے مگر اللہ تعالیٰ کے ارادہ کیموافق قبیلہ خزرج کے کچھ لوگ اسلام سے پہلے کی رسم کے موافق مدینہ سے مکہ مین حج کو آئے اور قرآن کی آیتین سنکر قرآن کی نصیحت کا اثر انکے دل مین اچھی طرح جم گیا او منیٰ کی پہاڑ کی گھاٹی مین آنحضرت نے اسلام کی بیعت کی جس بیعت مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ شخص نقیب اسلام پھیلانے والے اس قبیلہ مین سے مقرر کئے اور اس بیعت کے بعد اہل مدینہ کا نام انصار قرار پایا جسکا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کے مددگار ہین ۔ صحیح بخاری وغیرہ مین عبادہ بن صامت سے جو روایتین ہین ان مین یہ بیعت کا قصہ تفصیل سے ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتون مین قریش کے جھوٹے جھگڑون کا اور ان جھگڑون سے قرآن کی نصیحت کا اثر لوگون کے دل پر نہ جمنے دینے کا ذکر مختصر طور پر ہے اس بیعت کے قصے سے اسکی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ یہ اہل مکہ اپنے جھوٹے جھگڑون سے جو کچھ چاہتے ہین وہ ہرگز نہ ہوگا بلکہ اللہ جو چاہے گا وہی ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے موافق جو کچھ ہوگا وہ ان اہل مکہ کی آنکھون کے سامنے آجاویگا کہ قرآن کی نصیحت انصار کے دل پر ایسی جم جاویگی کہ ان انصار کی مدد سے آخر کو مکہ فتح ہوجاویگا اور مشرکین مکہ کی یہانتک ذلت ہوگی کہ اللہ کے رسول ان مشرکون کے جھوٹے معبودون کو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے مار مار کر زمین پر گرادین گے اور کسی مشرک کو اتنی جرات نہ ہوگی کہ وہ اپنے جھوٹے معبودون کی کچھ حمایت کر سکے ۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی وہ حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین بتون کو زمین پر گرادینے کا قصہ ہے اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی وہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین بدر کی لڑائی کے وقت ان مشرکین مین کے بڑے بڑے سرکش سردارون کے نہایت ذلت سے مارے جانے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوجانے کا قصہ ہے ان آیتون مین دنیا اور آخرت کے عذاب کا جو جو وعدہ ہے اس کا ظہور اوپر کی روایتون سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے ۔ پھر فرمایا قرآن کی نصیحت کا تو وہ اثر ہے کہ قبیلہ خزرج کے لوگ چند روز کے لئے مکہ مین آئے اور قرآن کی نصیحت کا اثر انکے دل پر ہوگیا اس صورت مین ان مکہ کے مشرکون سے بڑھ کر اپنی جان پر ظلم کرنے والا دنیا مین کون ہوسکتا ہے تیرہ برس تک انکو قرآن کی آیتون سے طرح طرح کی نصیحت کی گئی مگر ان لوگون نے اس نصیحت کی طرف پھر رخ نہیں کیا اور اپنی سرکشی پر اڑے رہے پھر فرمایا یہ وہ لوگ ہین جو اللہ کے علم غیب مین گمراہ ٹھہر چکے ہین اسلئے قرآن کی نصیحت کے سمجھنے سے انکے دلون پر پردہ پڑا ہوا ہے اور اسکے سننے سے انکے کان بہرے ہین جسکے سبب سے اے رسول اللہ کے

منزل ۴

قرآن کی تیرہ برس کی نصیحت نے اُنکو کچھ فائدہ نہین پہونچایا اور نہ آگے ایسے لوگون کو قرآن کی نصیحت سے کچھ فائدہ پہونچ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے پہلے ایسے لوگون کو مہلت دیتا ہے عذاب کے بھیجنے مین جلدی نہین کرتا پھر جب مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہین آتے تو اُنکو کسی عذاب مین پکڑ لیتا ہے چنانچہ جس طرح پچھلی امتین طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوئی ہین اون سب کے عذاب مین یہی عادت الٰہی جاری رہی ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ نافرمان لوگونکو اللہ تعالیٰ پہلے مہلت دیتا ہے اُس مہلت کے زمانہ مین اگر وہ لوگ اپنی نادانی سے باز نہین آتے تو پھر کسی طرح کے عذاب سے اُنکو بالکل ہلاک کر دیتا ہے۔ عادت الٰہی جو اوپر بیان کی گئی ہے یہ حدیث گویا اُسکی تفسیر ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث بھی گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل اب جس قابل جو شخص پیدا ہوا ہے ویسے کام اُسکو اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین۔ آیتون مین جن لوگون کا یہ حال بیان کیا گیا کہ قرآن کی نصیحت کے سمجھنے سے اُنکے دل پر پردہ پڑا ہوا ہے اور اُسکے سننے سے اُنکے کان بہرے ہین یہ حدیث اُنکے حال کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے علم مین دوزخی ٹھہر چکے ہین اسلئے اُنکے کام بھی ویسے ہی ہین۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا

اور جب کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو مین نہ ہٹونگا جب تک نہ پہنچون دو دریا کے ملاپ تک یا چلا جاؤن قرنون پھر جب پہنچے دونون دریا کے

نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا

بھول گئے اپنی مچھلی پھر اُسنے اپنی راہ کر لی دریا مین سرنگ بنا کر پھر جب آگے چلے کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو لا ہمارے پاس ہمارا کھانا

مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ

اس سفر مین تکلیف — بولا وہ دیکھا تو نے جب ہمنے جگہ پکڑی اس پتھر پاس سو مین بھول گیا مچھلی اور یہ مجھکو بھلا دیا

اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا

شیطان ہی نے کہ اُسکا مذکور کرون اور وہ کر گئی اپنی راہ دریا مین عجب طرح کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پھرے

عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ

اپنے پیر پہچانتے پھر پایا — ایک بندہ ہمارے بندون میں کا جسکو دی تھی ہمنے مہر اپنے پاس سے اور سکھایا تھا

مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝

اپنے پاس سے ایک علم کہا اُسکو موسیٰ نے کہے تو تیرے ساتھ رہون اِسپر کہ مجکو سکھا دے کچھ جو تجکو سکھائی گئی ہے بھلی راہ

ان آیتون مین مختصر طور پر قصہ شروع فرمایا ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابی بن کعب کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس

منزل ۴ ... رکوع ۹

ان کی جو روایت ہے انہیں اس قصہ کا شروع بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے موسی علیہ السلام سے پوچھا کہ اس زمانہ میں اے موسی بڑا صاحب علم کون ہے موسی علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ہوں اس واسطے اللہ تعالیٰ کو موسی علیہ السلام کا یہ جواب پسند نہیں آیا کیونکہ موسی علیہ السلام نے اپنے جواب کو اللہ تعالیٰ کے علم پر نہیں سونپا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کو خضر علیہ السلام سے ملنے کا حکم دیا اس حکم کے موافق موسی علیہ السلام نے اپنے خاص رفیق یوشع بن نون کو ساتھ لے کر خضر علیہ السلام کے ملنے کی غرض سے سفر کا ارادہ کیا۔ اب آگے وہی قصہ ہے جو ان آیتوں میں ہے کہ موسی علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کہا کہ اس سفر میں خواہ کتنی ہی مدت گذر جاوے لیکن جب تک میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں گا تو اسوقت تک میں اپنے اس سفر کا سلسلہ منقطع نہ کروں گا۔ اوپر کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کو خضر علیہ السلام سے ملنے کا حکم دیا تو موسی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ مجکو خضر علیہ السلام کہاں ملیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ ملیں گے۔ آیتوں میں یہ جو ذکر ہے کہ موسی علیہ السلام نے دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک کے سفر کا ارادہ یوشع بن نون سے ظاہر کیا حدیث کا یہ ٹکڑا آیتوں کے اس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک کا سفر موسی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قرار دیا تھا۔ تفسیر عبد الرزاق میں قتادہ کا قول ہے کہ وہ دریائے فارس اور دریائے روم کے ملنے کی جگہ تھی۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی اوپر کی روایت میں یہ بھی ہے کہ موسی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کیا کہ یا اللہ دونوں دریاؤں کی ملنے کی جگہ کی کوئی نشانی مجھکو معلوم ہو جاوے اسپر اللہ تعالیٰ نے فرمادیا تھا کہ مری ہوئی ایک مچھلی تم اپنے ساتھ رکھو جہاں وہ مچھلی جاتی رہے دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ وہیں ہے آیتوں میں یہ جو ذکر ہے کہ وہ مچھلی دریا میں سرنگ بنا کر چلی گئی اور موسی علیہ السلام نے جب یوشع بن نون سے مچھلی کا یہ حال سنا تو کہا ہم تو اس جگہ کی تلاش میں تھے حدیث کا یہ ٹکڑا گویا اسکی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مچھلی کا جاتا رہنا مجمع البحرین کی نشانی تھی جو اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کو بتلائی تھی حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت میں یہ بھی ہے کہ مجمع البحرین تک پہنچنے میں موسی علیہ السلام کو کچھ تکان نہیں ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے اس سفر کی یہ حد ٹھہرائی اس سے بڑھنے کے بعد تکان کا غلبہ شروع ہو گیا تاکہ تکان میں ناشتہ یاد آوے اور ناشتہ کے ذکر میں مچھلی کے کھوئے جانیکا حال سنکر موسی علیہ السلام الٹے پھریں اب آگے جو فرمایا اسکا حاصل یہ ہے کہ یوشع بن نون سے مچھلی کا حال سنکر موسی علیہ السلام الٹے پھرے اور خضر علیہ السلام سے ملاقات کے وقت انھوں نے یہ خواہش کی کہ میں آپ کے ساتھ چند روز اس ارادہ سے رہنا چاہتا ہوں کہ جو علم اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اسمیں سے تم کچھ مجھکو بھی سکھا دو۔

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝

بولا تو نہ سکے گا میرے ساتھ ٹھہرنا اور کیونکر ٹھہرے دیکھ کر ایک چیز جو تیرے قابو میں نہیں

منزل ۴

اوپر کی آیتوں کی تفسیر میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث جو گزری اس حدیث میں اس آیت کی تفسیر یوں ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کی ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے کہا کہ میں تمہارے پاس اسلئے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم تم کو دیا ہے میں بھی اس میں سے کچھ سیکھوں اس وقت حضرت خضر نے یہ بات حضرت موسیٰ سے کی کہ تمکو جو اللہ نے علم دیا ہے وہ میں نہیں جانتا اور مجھکو جو علم دیا گیا ہے اسکی مصلحت تمکو معلوم نہیں اسواسطے تم میرے ساتھ رہکر جو باتیں میں کرونگا اپر صبر نکر سکوگے کیونکہ ان باتوں کی پوری مصلحت ابھی تم کو معلوم نہیں ہے اس سے بعضے علمائے صوفی مزاج نے یہ بات نکالی ہے کہ جس طرح حضرت خضر علیہ السلام کو کشتی کے توڑ ڈالنے اور لڑکے کے مار ڈالنے کا الہام ہوا اور باوجود اسکے کہ وہ الہام ظاہر شریعت موسوی کے برخلاف تھا مگر حضرت خضر نے اپنے الہام کے موافق عمل کیا اسی طرح اس امت میں بھی اگر بعضے اولیاء اللہ ایسے ہوں جنکو کچھ الہام ایسا ہو جو ظاہر شریعت محمدی کے موافق نہ ہو تو بلحاظ شریعت ان اولیاء اللہ کے الہام پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا علمائے شریعت نے اس بات کا جواب یہ دیا ہے کہ اور انبیاء کی شریعت پر قیاس کرکے شریعت محمدی کے زمانہ میں کسی ولی کا ایسا الہام جو ظاہر شریعت محمدی کے خلاف ہو ہرگز مقبول نہیں ہو سکتا کسواسطے کہ اور انبیاء خاص ایک قوم کی ہدایت کے واسطے آیا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ایسی عام ہے کہ اولیاء تو درکنار آپکے زمانہ میں حضرت نوح سے لیکر حضرت عیسےٰ تک جتنے نبی صاحب شریعت ہیں اگر وہ زندہ اور موجود ہوتے تو سوا آپکی پیروی کے دوسرا کوئی طریقہ اختیار نہیں کرسکتے تھے چنانچہ سورہ آل عمران میں جہاں خدا تعالیٰ کا انبیاء سے عہد لینے کا ذکر ہے وہاں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی صحیح بخاری وغیرہ کی روایۃ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہر نبی سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا عہد لیا ہے اسی واسطے صحیح حدیث میں آپ نے فرمایا ہے اگر میرے زمانہ میں حضرت موسےٰ زندہ ہوتے تو ضرور میری پیروی کرتے یہ حدیث صحیح سند سے مسند امام احمد و صحیح ابن حبان میں جابر بن عبداللہؓ کی روایت سے اور مسند امام احمد و ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایۃ سے آئی ہے۔ غرض اولیاء اللہ کے الہام میں صحیح مذہب یہی ہے جو مشائخ صوفیہ کرام مثلاً فضیل بن عیاض ابراہیم بن ادہم ابو سلیمان دارانی معروف کرخی جنید بغدادی کے حوالہ سے سورہ یونس میں گزر چکا ہے کہ ولی کا جو الہام ٹھیک شریعت کے موافق ہے وہ مقبول ہے نہیں تو نہیں اور صحیح روایتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنات کی ہدایت کے لئے بھی مامور ہونا نصیبین کے جنات کا آپ پر اسلام لانا اور آپکا سورۃ الرحمٰن انکو پڑھکر سنانا اور ہڈی اور لید سے آدمیوں کو استنجا کرنے سے اپکا منع کرنا اور یہ فرمانا کہ یہ دو نو چیزیں تمہارے مسلمان بھائی جنات کی خوراک ہے یہ سب کچھ اس تفسیر میں بیان کردیا گیا ہے اسواسطے انسان تو کیا جنات میں بھی کوئی ولی ایسا نہیں قرار دیا جاسکتا جسکو خلاف شریعت محمدی الہام ہو اور وہ الہام مقبول ہو سکے اس بات میں کہ حضرت خضر علیہ السلام کس زمانے میں پیدا ہوئے اور اب زندہ ہیں یا نہیں اور وہ نبی تھے یا ولی علماء کا اختلاف ہے صحیح قول یہ ہے کہ ان کی پیدائش کا زمانہ حضرت ابراہیم سے پہلے ہے اور وہ

منزل

حضرت ابراہیم کے دادا کے چچا کے بیٹے ہیں صحیح مسلم کی جابر بن عبد اللہ کی اس حدیث کے موافق جو آنحضرت نے اپنی آخری عمر
میں فرمائی ہے کہ سو برس کے بعد جتنے جاندار روئے زمین پر آج موجود ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا امام بخاری
ابن عربی اور کچھ اور علما اس بات کے قائل ہیں کہ خضر علیہ السلام اب زندہ نہیں ہیں لیکن علما کی بڑی جماعت اسی طرف ہی
کہ حضرت خضر زندہ ہیں اور آنحضرت کی حدیث فرمانے کے وقت وہ دریا میں تھے اس لئے جسطرح ابلیس پر اس حدیث کا مطلب
صادق نہیں آتا اسی طرح اُنپر بھی صادق نہیں آتا اور اکثر علما کے نزدیک وہ بھی نبی ہیں لیکن رسول صاحب شریعت نہیں ہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے اُنکا ملاقات کرنا سند صحیح سے ثابت نہیں ہوتا ہاں خلیفہ عمر بن عبد العزیز سے
اُنکا خلافت سے پہلے اُنکو ملنا اور خلافت کی خوشخبری کا دینا تاریخ ابی عروبہ وغیرہ میں سند صحیح سے ثابت ہے ابن عساکر
نے صحیح سند سے روایۃ کی ہے جسمیں ابو زرعہ کہتے ہیں کہ جب میں جوان تھا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُنھوں نے مجھکو امیر
لوگوں کی صحبت سے اور امیروں کے دروازہ پر جانے سے منع کیا جب میں بڈھا ہو گیا تو اس شخص کو اُسی صورت میں
پھر میں نے دیکھا اور اُسی شخص نے پھر مجھکو وہی نصیحت کی جو پہلی کی تھی جب میں نے اُس شخص سے بات کرنی چاہی
تو وہ شخص غائب ہو گیا میرا جی گواہی دیتا ہے کہ وہ خضر تھے مگر یہ ابو زرعہ کے دل کی فقط ایک گواہی ہے کوئی روایۃ نہیں ہے
تاریخ طبری وغیرہ میں ہے کہ حضرت خضر نے ذو القرنین کے ساتھ سفر کیا ہے اُنکو چشمہ حیات کا پانی خدا نے دکھلا دیا اور
اونھوں نے وہ پانی پی لیا ذو القرنین اُسی پانی سے محروم رہ گیا اسلئے حضرت خضر اُسوقت تک زندہ رہوینگے
جب تک قرآن شریف دنیا سے اوٹھے گا مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعودؓ کی صحیح
روایۃ سورہ بنی اسرائیل میں گزر چکی ہے کہ قیامت کے قریب قرآن شریف دنیا پر سے اوٹھ جاویگا حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب
الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ میں خضر علیہ السلام کی قیامت کے قریب تک زندہ رہنے کی روایتیں جو جمع کی ہیں اُنمیں اکثر روایتیں ضعیف ہیں

قَالَ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ صَابِرًا وَلَآ أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۝ قَالَ فَإِنِ ٱتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْـَٔلْنِي عَن
اسکی سمجھ کہا تو پاویگا اگر اللہ نے چاہا مجکو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالونگا تیرا کوئی حکم بولا پھر اگر میرے ساتھ رہتا ہے تو مت پوچھیو
شَيْءٍ حَتَّىٰٓ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَا رَكِبَا فِي ٱلسَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ
مجھ سے کوئی چیز جبتک میں شروع نکروں تیرے آگے اسکا مذکور پھر دونوں چلے یہان تک کہ جب چڑہے ناؤ میں اُسکو پھاڑ ڈالا موسیٰ بولا
أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا إِمْرًا ۝ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي
کہ ڈبا دے اسکے لوگونکو تو نے کی ایک چیز انوکھی بولا میں نے نکہا تھا تو نہ سکیگا میرے ساتھ ٹھیرنا کہا مجکو نہ پکڑ میرے
بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ۝ فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَا لَقِيَا غُلَٰمًا فَقَتَلَهُۥ قَالَ أَقَتَلْتَ
بھول پر اور نہ ڈال مجھپر میرا کام مشکل پھر دونو چلے یہان تک کہ ملے ایک لڑکے سے اُسکو مار ڈالا موسیٰ بولا تو نے مار ڈالی

منزل ۴

ع ۹ ۲۱

نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا ۝ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ

ایک جان ستھری بغیر بدلے کسی جان کے تونے کی ایک چیز نامعقول بولا میں نے تجکو نکہا تھا تو نہ سکیگا میرے ساتھ ٹھیرنا کہا

إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا

اگر تجھے پوچھون کوئی چیز اس سے پیچھے پھر مجکو ساتھ نہ رکھیو تو اتار چکا میری طرف سے الزام پھر دونو چلے یہان تک کہ جب پہنچے

أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ

گانو کے لوگون تک کھانا چاہا وہان کے لوگون سے وہ نہ مانے کہ انکو مہمان رکھین پھر پائی اسمین ایک دیوار گرا چاہتی تھی سیدھا کیا بولا اگر چاہتا

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝ قَالَ هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝

لیتا اسپر مزدوری کہا اب جدائی ہے میرے اور تمہارے بیچ اب جتاتا ہون تجکو پھیران باتونکا جس پر تو نہ ٹھہر سکا

جب خضر علیہ السلام نے موسی علیہ السلام سے یہ کہا کہ تم میرے ساتھ رہوگے تو تم سے میری باتون پر صبر نہ ہو سکیگا۔ اسی کا یہ جواب موسی علیہ السلام نے دیا کہ اگر اللہ نے چاہا تو مین تمہاری باتو پر صبر کرونگا اور تمہاری کوئی بات نہ ٹالونگا حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے جو قصہ کے شروع مین گزری اس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وعدہ کے موافق موسی علیہ السلام اگر خضر علیہ السلام کی باتو پر صبر کرکے کچھ اور خضر علیہ السلام کے ساتھ رہتے تو خوب ہوتا کیونکہ اس صورت میں اور نئی باتین اللہ تعالی اس قصہ مین ذکر فرماتا اسی سورہ مین مسند امام احمد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے عبداللہ بن عمر کی صحیح روایت گزر چکی ہے جسمین یہ ہے کہ قسم کے ساتھ ہی اگر کوئی شخص انشاء اللہ کہہ لیوے تو قسم کے ٹوٹ جانے پر کفارہ نہین آتا وعدے کے ساتھ ہی موسی علیہ السلام نے ان شاء اللہ جو کہا اسکا فائدہ اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے حضرت موسی علیہ السلام کے اس وعدے کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے یہ شرط کی کہ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو کسی بات کو جب تک مین نہ بتاؤن اسوقت تک اسکی تفصیل تم خود مجھ سے نہ پوچھنا حضرت عبداللہ بن عباس رض کی اوپر کی روایت میں ہے کہ کشتی والون نے مفت حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کو کشتی مین بٹھا لیا تھا اس لئے موسی علیہ السلام کو کشتی کا تختہ توڑ ڈالنے پر بڑا تعجب ہوا کہ بھلائی کرنے والون کے ساتھ خضر علیہ السلام نے یہ برائی کیون کی اوسی روایت مین یہ بھی ہے کہ کشتی کی مونڈیر پر ایک چڑیا آن کر بیٹھی اور ایک بوند پانی دریا مین سے پیکر اوڑ گئی اسپر حضرت خضر علیہ السلام نے موسی علیہ السلام سے کہا میرا اور تمہارا علم اللہ تعالی کے علم کے مقابلہ مین ایسا ہے جیسے دریا کے مقابلہ مین چڑیا کا پیا ہوا وہ ایک قطرہ پانی کا حدیث کا یہ ٹکڑا موسی علیہ السلام کے سفر کا نتیجہ ہے کیونکہ یہ اوپر گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل مین کے ایک شخص نے موسی علیہ السلام سے یہ پوچھا تھا کہ بڑا صاحب علم کون ہے اور موسی علیہ السلام نے اس سوال کے جواب کو اللہ تعالی کے علم پر نہین سونپا تھا اسی خرابی کے جتلانے کے لئے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو سفر کرنے اور خضر علیہ السلام سے ملنے کا حکم دیا تھا حدیث کے اس ٹکڑے مین خضر علیہ السلام کی جس نصیحت

منزل ۴

کا ذکر ہے اوس سے مری تنہائی جتلائی گئی ہے حضرت عبد اللہ بن عباس کی اوپر کی روایت میں یہ بھی ہے کہ خضر علیہ نے جس
لڑکے کو قتل کیا اللہ کے علم غیب میں وہ لڑکا کافر ٹھہر چکا تھا اگر وہ جیتا رہتا تو ماں باپ کو بھی اپنے جیسا کر لیتا۔ حدیث کے
اس کرشے سے اوس لڑکے کے قتل کرنے کی مصلحت سمجھ میں آسکتی ہے اوسی روایت میں یہ بھی ہے کہ اوس گاؤں کے لوگ
جبکہ ایسے بے رحم تھے کہ مسافروں کو کھانا نہیں دیتے تھے تو ایسے لوگوں کی دیوار کو بے مزدوری کے درست کر دینا حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو ایک تعجب کی بات معلوم ہوئی کشتی کی حالت پر جب موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا تو خضر علیہ السلام الم اقل
کہکر ٹال گئے جس کا مطلب یہ ہے کیا میں نے یہ پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ تم سے میری باتوں پر صبر نہیں ہو سکے گا لڑکے کی
قتل کی حالت پر جب موسیٰ علیہ السلام نے پھر اعتراض کیا تو خضر علیہ السلام نے الم اقل کے آگے لام کاف بڑھا کر تاکید
کے طور پر کہا کہ تم سے میں تو پہلے ہی میں یہ کہہ چکا کہ تم میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے اس تاکید سے مطلب یہ ہے کہ جب تم
میری باتوں پر صبر نہیں کر سکتے تو پھر میرے ساتھ کیوں رہتے ہو حضرت عبد اللہ بن عباس کی اوپر کی روایت میں یہ بھی
کہ موسیٰ علیہ السلام کا پہلا اعتراض بھولے سے تھا اور دوسرا جدائی کی شرط کے طور پر اور تیسرا جان بوجھ کر جدائی کے قصد سے
حدیث کا ٹکڑا موسیٰ علیہ السلام کے تینوں اعتراضوں کی گویا تفسیر ہے حاصل کلام یہ ہے کہ چڑیا کے پانی پینے کے قصے سے اس
سفر کا نتیجہ تو موسیٰ علیہ السلام سمجھ چکے تھے اس واسطے اونھوں نے خضر علیہ السلام کے ساتھ اب زیادہ رہنا ضروری نہیں خیال
کیا اور دوسرے اعتراض کے وقت جدائی کی شرط کو ظاہر کر دیا۔

منزل ۴

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ
وہ جو کشتی تھی سو تھی کئی محتاجوں کی محنت کرتے تھے دریا میں سو میں نے چاہا کہ اس میں نقصان ڈالوں اور انکے پرے تھا
كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَن يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝ فَأَرَدْنَا
ہر کشتی چھین کر اور وہ جو لڑکا تھا سو اسکے ماں باپ تھے ایمان پر پھر ہم ڈرے کہ انکو عاجز کرے زبردستی اور کفر کر کر
أَن يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ
بدلا دے انکو انکا رب اس سے بہتر ستھرائی میں اور نزدیک تر محبت میں اور وہ جو دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں
وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً
اور اسکے نیچے مال گڑا تھا انکا اور انکا باپ تھا نیک پھر چاہا تیرے رب نے کہ پہنچیں اپنے زور کو اور نکالیں اپنا مال گڑا مہربانی
مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝
سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے یہ پھیر ہے ان چیزوں کا جس پر تو نہ ٹھہر سکا

ع

کشتی کا تختہ توڑنے کا سبب خضر علیہ السلام نے یہ بیان کیا کہ وہ کشتی ایسے محتاجوں کی تھی جن کی گذر اسی کشتی کے کرایہ کی
پر تھی اور دریا کے پرلے کنارہ پر ایک ظالم بادشاہ تھا جسکے حکم سے بادشاہی لوگ اچھی ثابت کشتیاں مفت بیگار میں

لیتے تھے اسواسطے مین نے اُس کشتی کا ایک تختہ توڑ کر اُس کو عیب دار کر دیا تھا کہ بادشاہی لوگ اُس کشتی کو نہ پکڑین اور اُن
محتاجون کی آمدنی مین خلل نہ پڑے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایت ایک جگہ گزر چکی ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے
کہ جو کوئی اس بادشاہ کی طرح کسی کا کچھ مال زبردستی چھین لیگا تو قیامت کے دن اُسکی اُسی قدر نیکیاں چھین کر مالک مال کو دیدی
جاوین گی حدیث کے اسی ٹکڑے کو پہلی آیت کے ساتھ ملانے سے ایسے ظالم لوگون کی آخرت کی سزا کا حال اچھی طرح معلوم
ہو جاتا ہے جس طرح کے ظالم بادشاہ کا ذکر آیۃ مین ہے لڑکے کے مار ڈالنے کا سبب یہ بیان کیا کہ اُسکے ماں باپ ایماندار تھے
اور وہ لڑکا اللہ تعالی کے علم غیب مین منکر ایمان ٹھہر چکا تھا اس لئے اُس کے زندہ رہنے سے اُسکے ماں باپ بھی اُس کی صحبت
مین اپنی حالت پر نہ رہتے دین کی حفاظت کی نظر سے یہ قتل ایسا ہی ہے جیسے مثلاً کعب بن اشرف کے قتل کا قصہ صحیح بخاری
مین جابرؓ بن عبد اللہ کی روایۃ سے ہے دونون قتلون مین فرق اتنا ہے کہ کعب بن اشرف کا دین مین خلل ڈالنا ظاہر ہو چکا
تھا اور اس لڑکے کا یہ خلل اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق آئندہ ظاہر ہوتا مگر اللہ تعالی نے وہ غیب کا حال خضر علیہ السلام
کو جتلا دیا اور اُنھون نے اللہ کے حکم سے اوسکو مار ڈالا حاصل کلام یہ ہے کہ شریعت اللہ کے حکم کا نام ہے خضر علیہ السلام کے
حق مین اللہ کا وہی حکم شریعت کا حکم تھا جسکے موافق اونھون نے عمل کیا شریعت موسوی کے موافق موسی علیہ السلام نے
خضر علیہ السلام پر جو اعتراض کئے تھے جب خضر علیہ السلام نے وما فعلتہ عن امری سے اُنکا جواب دیدیا تو خضر علیہ السلام کے
وہ کام شرعی ہو گئے نا قابل اعتراض سند سے نسائی مین حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس لڑکے کے مر جانے
پر اُسکی ماں کے پیٹ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکو اللہ تعالی نے ایک نبی کی ماں کر دیا یہ حدیث فاردنا ان یبدلہما ربہما خیرا منہ
کی گویا تفسیر ہے دیوار کے سیدھا کر دینے کا سبب یہ بیان کیا کہ اوس دیوار کے نیچے کا گڑا ہوا مال اون دونون یتیمون کو پہونچ
جانا اللہ کو منظور تھا صحیح بخاری مین سہلؓ بن سعد سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیونکو
ذرا فرق سے کھڑا کر کے فرمایا مین اور یتیم کے ساتھ شفقت سے پیش آنے والا شخص جنت مین ایسے قریب ہونگے جسطرح
یہ دونون انگلیان ہین اس حدیث کو آخری آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ یتیمون کے حال پر اللہ تعالی کی ایک
خاص نظر رحمت ہے جسکے سبب سے اُسنے یتیمون کے ساتھ شفقت سے پیش آنے والے شخص کے لئے جو مرتبہ رکھا
ہے اُس کو اپنے رسول کی معرفت ظاہر فرمایا اور اُسی رحمت کے سبب سے اس نیک شخص کی یتیم اولاد کے مال کی
حفاظت فرمائی جس کا ذکر آیۃ مین ہے۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ
اور تجھ سے پوچھتے ہین ذوالقرنین کو کہہ اب پڑھتا ہون تمہارے آگے اسکا کچھ مذکور ہمنے اُس کو جمایا تھا ملک مین اور دیا تھا
مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ۝ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِى عَيْنٍ حَمِئَةٍ
ہمنے ہر چیز کا اسباب پھر پیچھے پڑا ایک اسباب کے یہان تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل

منزل ۴

وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ

اور پائے اسکے پاس ایک لوگ ہمنے کہا اے ذالقرنین یالوگونکو تکلیف دے اور یا رکھہ انمین خوبی بولا جو کوئی ہوگا

ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

بے انصاف سو ہم اسکو ماردینگے پہر الٹا جاویگا اپنے رب کے پاس وہ ماریگا اسکو بری مار اور جو کوئی یقین لایا اور کیا

فَلَهٗ جَزَآءَ ۨ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝

بہلا کام سو اسکو بدلے مین بہلائی ہے اور ہم کہینگے اسکو اپنے کام مین آسانی

شروع سورۃ کی تفسیر مین گزر چکاہے کہ یہود کے سکہانے سے مشرکین مکہ نے روح اصحاب کہف اور سکندر ذوالقرنین کا حال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تہا۔ روح اور اصحاب کہف کا حال تو بیان ہوچکا یہ سکندر ذوالقرنین کا حال شروع ہوا۔ اگرچہ ابوزرعہ کی کتاب دلائل النبوۃ تفسیر ابن جریر وغیرہ مین عقبہؓ بن عامر کی ایک روایۃ ہے جس سے سکندر ذوالقرنین کا مصری اور سکندر رومی کا ایک ہونا پایا جاتاہے اور اسی روایۃ کی بنا پر تفسیر ابن جریر کے علاوہ بعضی اور تفسیرون مین بہی یہی لکہاہے کہ قرآن شریف مین جس شخص کا قصہ ہے وہ سکندر رومی ہے لیکن حافظ ابن کثیر نے عقبہؓ بن عامر کی اسی روایۃ کو ضعیف ٹہرا کر معتبر اہل تاریخ مثلاً سہیلی ارزقی کے قول کے موافق اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ سکندر دو شخص گزرے ہین پہلا سکندر ذوالقرنین جس کا ذکر قرآن شریف مین ہے اس سکندر اور حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ ایک ہی ہے یہ سکندر ملۃ ابراہیمی کا پابند شخص تہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتہ اس شخص نے حج اداکیاہے۔ اس سکندر کے وزیر خضر علیہ السلام تہے دوسرا سکندر رومی ہے جسکا وزیر ارسطو تہا یہ عیسے علیہ السلام سے تین سو برس پہلے ہواہے یہ سکندر ثانی اور اسکا وزیر ارسطو بت پرست لوگ تہے تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر کی ایک بڑی معتبر کتاب دس جلدونکی ہے جسمین قرآن اور حدیث کی تائید سے تاریخی قصے لکہے گئے ہیں بنی اسرائیلی روایتین نہین لی گئی ہین اسی طرح سہیلی قدیمی تاریخون کے حافظ علما اندلس مین مشہور ہیں اسواسطے قرآن شریف کی تفسیر مین ایسے ہی لوگونکا قول معتبر قرار پاسکتاہے کیونکہ قرآن شریف مین جس شخص کا قصہ ہے اس مین یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے ایک مشرک قوم کو اسکے قابو مین کردیا تو اسنے اس قوم کو یہ حکم سنایا کہ اس قوم مین کے جو لوگ شرک پر قائم رہینگے انکو دنیا مین طرح طرح کے عذاب سے قتل کیا جاویگا اور عقبی مین ایسے لوگون پر اللہ تعالی جدا سخت عذاب کریگا اور اس قوم مین کے جو لوگ خالص اللہ تعالی کی عبادت کے قائل ہوکر عقبی کی بہبودی کے لئے نیک عمل کرینگے دنیا مین ہم لوگ بہی انسے اچہی طرح پیش آوینگے اور عقبی مین ایسے لوگونکو بڑا اجر ملے گا قرآن شریف کی ان آیتون سے یقینی طور پر یہ معلوم ہوتاہے کہ جس شخص کا قصہ قرآن شریف مین ہے وہ خالص اللہ تعالی کی عبادت قیامت ملۃ ابراہیمی کے نیک عمل ان سب باتونکا قائل تہا اس لئے اس سکندر ذوالقرنین اور بت پرست سکندر ثانی کو ایک ٹہرانا قرآن شریف کی آیتون اور معتبر علمائے اسلام کے قول کے برخلاف ہے

منزل ۴

تفسیر عبدالرزاق تفسیر ابن منذر اور مستدرک حاکم میں ابوہریرہؓ سے صحیح روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا مجھکو معلوم نہیں کہ تبع اور ذوالقرنین نبی تھے یا نہیں اس حدیث سے بھی سہیلی ارزقی اور حافظ ابن کثیر کے اس قول
کی پوری تائید ہوتی ہے کہ قرآن شریف میں سکندر رومی کا قصہ نہیں ہے کس لئے کہ قرآن شریف میں ذوالقرنین کے نام سے
قصہ آیا ہے اگر ذوالقرنین اور بت پرست سکندر رومی ایک ہوتے تو بت پرست سکندر ثانی کی نبوت کا شبہ اللہ کے رسول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز نہ ہوتا فتح الباری میں کئی سندسے حضرت عبداللہؓ بن عباس کا قول ہے جسمیں ذوالقرنین کا حضرت
ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کرنے اور انہی زمانہ میں حج کرنے کا ذکر ہے سیرۃ ابن اسحاق میں ہے کہ ذوالقرنین کا نام سکندر
ہے ان روایتوں سے بھی سہیلی ارزقی اور حافظ ابن کثیر کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کہ سکندر رومی دو شخص گزرے ہیں
کیونکہ سکندر رومی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں دوہزار برس سے زیادہ کی مدت کا فرق ہے پھر یہ سکندر ثانی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں کہاں سے آسکتا ہے محمد بن مسلم ابن شہاب زہری کا قول ہے کہ اس سکندر اول نے سورج کی
غربی اور شرقی دونوں شعاعوں کے پیچھے بہت دور تک کا سفر کیا اس لئے اس کا نام ذوالقرنین ہو گیا ہے ابن شہاب زہری
بڑے ثقہ اور مشہور تابعی ہیں اور حدیث کی سب کتابوں میں ان سے روایت ہے قرن کے معنے سینگ کے ہیں یہاں سورج
کی غربی اور شرقی دونوں شعاعوں کو سورج کے سینگ قرار دیا گیا ہے۔ ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے یہ مشرکین
مکہ تم سے ذوالقرنین کا حال جو پوچھتے ہیں تو تم ان لوگوں سے کہدو کہ میں تم لوگوں کو اُسکا قصہ سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
نے اسکو روئے زمین کی بادشاہت دی تھی اور ہر طرح کا بادشاہت کا سامان اُسکو عنایت کیا تھا جس سامان کو کام میں
لاکر اس نے زمین کی غربی جانب کا سفر کیا اور اُسکو یہ معلوم ہوا کہ ایک دَل دَل کے چشمہ میں سورج غروب ہوتا ہے مطلب
یہ ہے کہ جسطرح کشتی کے بیٹھنے والے شخص کو غروب کے وقت یہ دکھائی دیتا ہے کہ دریا کے کنارہ پر سورج غروب ہو جاتا ہے
یا ایک قلعہ کے رہنے والے شخص کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ کی دیوار کے پیچھے سورج غروب ہو جاتا ہے اسی طرح سکندر
کو یہ دکھائی دیا کہ اس دلدل کے چشمہ میں سورج غروب ہوتا ہے ورنہ سورج تو ساری زمین سے کئی حصہ بڑا ہے زمین
کے اتنے ٹکڑے میں جس میں وہ دلدل کا چشمہ ہے اس قدر گنجائش کہاں ہے کہ اس میں سورج چھپ جاوے علاوہ
اسکے سورج آسمان پر ہے اور یہ دلدل کا چشمہ زمین پر پھر سورج کا آسمان پر سے اتر کر زمین کے اس دلدل کے چشمہ
میں غروب ہونا کیونکر ہو سکتا ہے سورہ یٰسین میں آوے گا کہ سورج کے طلوع غروب کا رات اور طریقہ اللہ تعالیٰ نے
ٹھہرا دیا ہے سورج کی چال اسی کے موافق ہے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورج کی چال کی تفسیر یوں
فرمائی ہے کہ سورج لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہو جانے کے بعد عرش معلے کے نیچے جاکر سجدہ کرتا ہے اور دوسرے
دن مشرق سے نکلنے کی اسکو اجازت ہو جاتی ہے ہاں قیامت کے قریب اسکو مغرب سے نکلنے کا حکم ہوگا یہ حدیث
صحیح بخاری مسلم نسائی وغیرہ میں ابوذرؓ کی روایت سے آئی ہے اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے وہی مطلب

منزل ۴

ہوا جو اوپر بیان کیا گیا کہ دلدل کے چشمے کے پاس جاکر سورج سکندر کی نگاہ سے اوجھل ہو گیا اور پھر اللہ تعالے کی ٹھہرائی ہوئی چال کے موافق وہان سے چلکر عرش معلی کے نیچے سورج نے سجدہ کیا اور دوسرے دن کے طلوع کی اجازت حاصل کی باقی مطلب آیتون کا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ اوس دلدل کے چشمہ کے پاس اللہ تعالے نے ایک مشرک قوم کو سکندر کے قابو میں کر دیا تو سکندر نے اوس قوم کو یہ حکم سنایا کہ اس قوم مین کے جو لوگ شرک پر جمے رہیں گے اونکو دنیا مین طرح طرح کے عذاب سے قتل کیا جاویگا اور عقبی مین ایسے لوگو نپر اللہ تعالی جدا سخت عذاب کریگا اور اس قوم مین کے جو لوگ خالص اللہ تعالی کی عبادت کے قائل ہوکر عقبی کی بہبودی کی نیت سے نیک عمل کرینگے دنیا مین ہم لوگ بھی اون سے اچھی طرح پیش آوینگے اور عقبی مین بھی اونکو بڑا اجر ملیگا مجاہد اور سفیان ثوری کا قول ہے کہ تمام روئے زمین کی بادشاہت چار شخصون کو ملی ہے جس مین سلیمان علیہ السلام اور ذو القرنین ایماندار تھے اور نمرود اور بخت نصر کافر۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ

پھر لگا اپنے اسباب کے پیچھے یہانتک کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ پایا کہ وہ نکلتا ہے ایک لوگو نپر کہ نہیں بنا دی

مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝

ہمنے اوس سے ورے کچھ اوٹ یون ہی ہے اور ہمارے قابو مین آچکی ہے اسکے پاس کی خبر

منزل ۴

مغرب کی طرف کے سفر سے فارغ ہوکر ذو القرنین نے مشرق کی طرف کا جو سفر کیا ان آیتون مین اسکا ذکر ہے کہ اللہ تعالی نے روئے زمین کی بادشاہت کا سامان جو ذو القرنین کو دیا تھا اس سامان کو کام میں لاکر مغرب کی طرف کے سفر کے بعد اس نے مشرق کی طرف کا سفر کیا اور ایسی سرزمین پر پونہچا جہان پہلے پہل سورج نکلتا ہے اور وہان اسنے ایک ایسی قوم کو دیکھا کہ جنکے لئے سورج کی دہوپ سے بچنے کے واسطے اللہ تعالی نے کوئی آڑ نہیں بنائی مطلب یہ ہے کہ اس سرزمین پر نہ قدرتی کچھ پہاڑ و درخت ایسے ہیں کہ انکی آڑ مین وہ لوگ دہوپ سے بچ سکین نہ وحشی پن کے سبب سے اتنی عقل ان لوگون مین ہے کہ وہ مکان بناوین زمین مین سرنگین کھود رکھی ہیں دہوپ کے وقت اون مین گھس جاتے ہیں اور ٹھنڈے وقت اون سرنگون مین سے نکل کر دنیا کا کچھ کام دہندہ کر لیتے ہین قتادہ کا قول ہے کہ یہ سرزمین حبشیون کی آخری سرحد پر ہے کذالک اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اور ملکون میں اللہ تعالی نے پہاڑ اور پیڑ دہوپ سے بچنے کی آڑ کے لئے پیدا کئے ہیں اس زمین پر نہیں ہین اور نہ اللہ تعالی نے اون لوگون کو اتنی عقل دی ہے کہ وہ مکان بناکر دہوپ سے بچ جاوین بعضے مفسرین نے کذالک کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ذو القرنین نے جو حکم مغرب کی طرف کے سفر مین مشرک قوم کو سنایا تھا وہی حکم اس مشرقی قوم کو سنایا کہ اس قوم مین کے جو لوگ شرک پر اڑے رہیں گے انکو دنیا مین طرح طرح کے عذاب سے قتل کیا جاویگا اور عقبی مین بھی ایسے لوگون پر اللہ تعالی سخت عذاب کریگا اور اس قوم

ہین کے جو لوگ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے قائل ہو کر عقبیٰ کی بہبودی کی نیت سے نیک عمل کرین گے دنیا ہین ہم
لوگ بھی اُن سے اچھی طرح پیش آوین گے اور عقبیٰ ہین بھی اون کو بڑا اجر ملے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو
بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا ہین جو کچھ ہو رہا ہے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر دنیا کے پیدا کرنے
سے پچاس ہزار برس پہلے وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ ہین لکھ لیا ہے یہ حدیث وقد احطنا بما لدیہ خبرا کی گویا تفسیر ہے
جس کا حاصل یہ ہے کہ ذوالقرنین کے پاس جو کچھ لتنے بڑے سفر کا سامان تھا اور جو کچھ اِس سفر ہین اُسنے عجائبات دیکھے
تھے اُن ہین سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہین ہے کیونکہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم
غیب کے نتیجہ کے طور پر یہ سب باتین اور تمام دنیا کی باتین اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لی ہین ۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ
پھر لگا ایک اسباب کے پیچھے یہان تک کہ جب پہنچا دو آڑ کے بیچ پائے اُسنے ورے ایک لوگ لگتے نہین کہ وہ سمجھین

قَوْلًا ۝ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ
ایک بات بولے اے ذوالقرنین یہ یاجوج اور ماجوج دھوم اُٹھاتے ہین ملک مین تو کہہ تو ٹھیرا دین

لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ
تیرے واسطے کچھہ محصول اسپر کہ بنادے تو ہم مین اُنمین ایک آڑ بولا جو مقدور دیا مجکو میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری

بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ
محنت مین بنادون تمہارے اُنکے بیچ ایک دیوار لادو مجکو تختے لوہے کے یہان تک کہ جب برابر کردیا دو پھانکون

الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝
تک پہاڑ کے کہا دہونکو یہانتک کہ جب کردیا اُسکو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالون اسپر پگھلا تانبا

منزل ۴

مغرب کی طرف اور مشرق کی طرف کے سفر سے فارغ ہو کر ذوالقرنین نے شمال کی طرف کا جو سفر کیا ان آیتون مین اُسکا
ذکر ہے کہ اِس سفر مین وہ دو پہاڑون کی گھاٹی مین پونہچا ان پہاڑون کی ورلی طرف ایک جنگلی قوم رہتی تھی جس کے لوگ
نہ دوسری کسی قوم کی بات سمجھ سکتے تھے نہ اون کی بات کوئی دوسری قوم سمجھ سکتی تھی مگر ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے اون کی
بات کی سمجھ دی اون لوگون نے ذوالقرنین سے یہ کہا کہ ان پہاڑون کی پرلی طرف یاجوج ماجوج کی قوم رہتی ہے اُس قوم
کے لوگ پہاڑون کی گھاٹی مین سے درلی طرف آکر ہماری کھیتی اور جانورون کو بہت نقصان پہونچاتے ہین ہم لوگ چندہ
کرکے روپیہ دیتے ہین اوس روپے کے خرچ سے ہمارے اور یاجوج ماجوج کے بیچ ایک دیوار بنائی جاکر اِس گھاٹی کو بند کردیا
جاوے تو پھر یاجوج ماجوج ہمکو کچھہ تکلیف نہ دے سکین گے تفسیر عبدالرزاق مین قتادہ کا قول ہے کہ یاجوج ماجوج نوح علیہ السلام
کے بیٹے یافث کی اولاد مین ہین ۔ قتادہ کے اِس قول سے وہ مشہور قصہ بے اصل قرار پاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک دفعہ

سوتے مین نہانے کی حاجت ہو کر آدم علیہ السلام کا نطفہ زمین پر گر پڑا تھا زمین کی اوس مٹی سے یاجوج ماجوج کی پیدائش ہوئی ہے نسائی مین عمرو بن اوس کی اپنے باپ کے حوالہ سے صحیح ابن حبان مین عبد اللہ بن مسعود سے اور تفسیر عبد بن حمید مین عبد اللہ بن سلام سے معتبر روایتین ہین جنکا حاصل یہ ہے کہ یاجوج ماجوج مین کا ہر شخص جب مرتا ہے کہ اُسکی اولاد کی گنتی ایک ہزار تک پونہچ جاتی ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ دوزخیون کی ہزار آدمیون کی جماعت مین سے نو سو ننانوین یاجوج ماجوج ہون گے ان روایتون سے یاجوج ماجوج کی کثرت کا حال اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب اس جنگلی قوم کے لوگون نے دیوار بنانے کے خرچ کے لئے چندہ کا ذکر کیا تو ذوالقرنین نے ان کو جواب دیا کہ اللہ تعالی نے جو مجھکو مقدور دیا ہے وہ بغیر چندہ کے دیوار کے بنانے کے لئے کافی ہے تم لوگ فقط ہاتھ پاؤن سے محنت کرو اور اتنے لوہے کے تختے لا دو کہ مین اون سے اس گھاٹی کو دونو پہاڑون کی اونچائی تک روک دون اور پھر اس لوہے کو خوب تپا کر اون تختون کی درزون مین پگھلا ہوا تانبا ڈالدون ناقابل اعتراض سند سے طبرانی مین ابی بکرہ سے روایت ہے جسمین یہ ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیان کیا کہ مین نے سد سکندری کو دیکھا ہے آپ نے اُس شخص سے اُس دیوار کی صورت پوچھی تو اُسنے چار خانے کی لنگی کی صورت بتائی آپ نے فرمایا یہ شخص سچ کہتا ہے کہ اُس نے سد سکندری کو دیکھا ہے یہ حدیث مسند بزار مین بھی ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اُس دیوار مین لوہے کے تختون کی درزون کو پگھلے ہوئے تانبے سے بھر گیا ہے اس لئے اُسکی صورت سیاہ سرخ دھاریون کے چار خانہ کی ہو گئی ہے قتادہ کا قول بھی ابی بکرہ کی اس روایت کے موافق ہے خلفائے عباسیہ مین سے خلیفہ واثق باللہ نے کچھ لوگ اس دیوار کے دیکھنے کے لئے بھیجے تھے دو برس کے سفر کے بعد اون لوگون نے واپس آنکر یہی بیان کیا کہ یہ دیوار لوہے اور تانبے سے بنائی گئی ہے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین یہ جو لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وقت مین روپیہ برابر سوراخ دیوار مین پڑ گیا تھا یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ رض کی روایت سے ہے حضرت عیسے علیہ السلام جب دجال کو قتل کر چکین گے اُسوقت یہ دیوار گر پڑیگی جس کے سبب سے یاجوج ماجوج گھاٹی کی در لی طرف آکر زمین مین طرح طرح کی خرابی ڈالین گے دریا ندیون اور کنوون کا سب پانی پی جاوین گے جو کچھ ملے گا وہ کھا جاوینگے آسمان کی طرف تیر چلا وینگے جو انکو زیادہ گمراہ کرنے کے لئے خون مین بھرے ہوئے پلٹین گے اُسوقت عیسی علیہ السلام اللہ کے حکم سے اپنے ساتھ کے مسلمانون کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاوین گے اور جب وہان مسلمانون کو کھانے پینے کی بہت تنگی ہوگی تو عیسی علیہ السلام یاجوج ماجوج کے حق مین بددعا کرین گے جس کے اثر سے ان کی ناکون مین ایکطرح کا کیڑا پیدا ہو جاویگا اور اسی مرض سے سب ہلاک ہو جاوین گے مستدرک حاکم وغیرہ مین ابو ہریرہ رض اور حذیفہ سے جو روایتین ہین اُن مین یہ ذکر تفصیل سے ہے حاکم نے ان روایتونکو صحیح قرار دیا ہے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین ان ہی روایتون کا خلاصہ بیان کیا ہے یہ روایت نواس بن سمعان سے صحیح مسلم مین بھی مختصر طور پر آئی ہے یاجوج ماجوج کے نکلنے کی زیادہ تفصیل سورۂ انبیا مین

منزل ۴

فَمَا اسْطَاعُوْا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ

پھر نہ سکین کہ اُسپر چڑھ آوین اور نہ سکین اُسکو سوراخ کرنا بولا یہ ایک مہر ہے میرے رب کی

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝

پھر جب آوے وعدہ میرے رب کا گرادے اُسکو ڈہاکر اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا

یہ قصہ کے بیچ میں اللہ تعالیٰ نے ایک غیب کی بات فرمائی کہ قیامت کے قریب تک نہ یاجوج ماجوج اُس دیوار پر چڑھ کر گھاٹی کی ورلی طرف آسکین گے نہ دیوار مین سوراخ کرکے آسکین گے صحیح بخاری و مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایت کے حوالہ سے اوپر یہ گزرا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت مین روپیہ برابر سوراخ اس دیوار مین ہوگیا تھا آیۃ کے اس ٹکڑے اور اس حدیث میں کچھ اختلاف نہیں ہے کیونکہ حدیث مین جس سوراخ کا ذکر ہے وہ یاجوج ماجوج کے نقب لگانے سے نہیں پڑا اور نہ وہ سوراخ ایسا ہے جس مین سے آیۃ کے مضمون کے برخلاف وقت مقررہ سے پہلے یاجوج ماجوج گھاٹی کی ورلی طرف آسکتے ہیں بلکہ یہ سوراخ تو اللہ کے حکم سے اس لئے پڑا ہے کہ وقت مقررہ تک رفتہ رفتہ یہ سوراخ بڑھکر دیوار کو کم زور کردیوے جس سے وقت مقررہ پر دیوار گر پڑے اور یاجوج ماجوج تمام زمین پر پھیل جاوین اوپر کی آیتون کی تفسیر مین گزر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دجال کو قتل کرچکین گے تو یہ وقت مقررہ اجاویگا سورہ انبیا مین بھی اس وقت مقررہ کا ذکر آویگا اب آگے ذوالقرنین کا قول پھر شروع ہوا کہ ذوالقرنین نے اس دیوار کے بنجانے کو اللہ کی رحمت کہا کیونکہ اس دیوار کے بنجانے سے ذوالقرنین کا ایک نیک کام دنیا مین باقی رہا اور اُس جنگلی قوم کا نقصان بچ گیا اور ساتھ ہی اس کے اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کی زبان سے یہ سچی بات بھی کہوادی کہ جب اللہ تعالیٰ کا ٹھہرایا ہوا وقت مقررہ اجاویگا تو اس دیوار کی مضبوطی کچھ کام نہ آویگی بلکہ وقت مقررہ پر یہ دیوار گر کر بالکل ڈھیر ہوجاوے گی ملتہ ابراہیمی کے موافق ذوالقرنین کو یہ بات معلوم تھی کہ دنیا کی کسی چیز کو ہمیشگی نہین اسواسطے ذوالقرنین نے اس دیوار کے گرجانیکا ذکر کیا

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ

اور چھوڑ دینگے ہم خلق کو اُسدن ایک دوسرے مین دھنستے اور پھونک مارین صور مین پھر جمع کر لاوین انکو ہم سارا اور دکھاوین ہم دوزخ

لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝

کافرون کو سامنے جنکی آنکھون پر پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سکتے تھے سننا

یہ ہر ایک ایماندار آدمی کا اعتقاد ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں اسی اعتقاد کے موافق ذوالقرنین نے وقت مقررہ پر اس دیوار کے گرجانے کا ذکر کیا اب اُس دیوار کے گرجانے کے بعد جو کچھ ہوگا وہ ایک غیب کی بات تھی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ مین فرمایا کہ اس دیوار کے گرتے ہی یاجوج ماجوج اپنی کثرت کے سبب سے دریا کی موج کی طرح تمام زمین پر پھیل جاوینگے صحیح مسلم کی نواس بن سمعان کی جس روایۃ کا تذکرہ اوپر گزرا اُسمین یاجوج ماجوج کے زمین پر پھیل جانے

منزل ۴ — ع ۱۶ / ۱۱ / ۲

سے لیکر پہلے صور تک کا حال یوں ہے کہ یاجوج ماجوج کے زمین پر پھیل جانے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا
کہ تم اپنے ساتھ کے ایماندار لوگوں کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاؤ کیونکہ زمین پر اب اللہ کی ایک ایسی مخلوق پھیلنے والی ہے جس کے
مقابلہ کی تمہیں طاقت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے موافق عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاوینگے
اور یاجوج ماجوج زمین میں پھیل کر طرح طرح کی دہوم مچاوینگے جس کا ذکر اوپر کی آیتوں کی تفسیر میں گزر چکا ہے کوہ طور
پر عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کو کھانے کی چیزوں کی اس قدر تکلیف ہوگی کہ ایک گائے کی سری کی قدر سو
اشرفیوں سے بھی زیادہ ہو جاویگی اس تکلیف سے تنگ آنکر عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے حق میں بددعا کریں گے اور
اللہ کے رسول کی بددعا سے جسطرح یاجوج ماجوج ہلاک ہو جاوینگے اُس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے
بعد اللہ تعالیٰ ایک طرح کے جانور پیدا کریگا جو جانور یاجوج ماجوج کی لاشوں کو اوٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہاں پھینک
دینگے اور اللہ کے حکم سے پھر خوب مینہ برسے گا جس سے زمین پر اون لاشوں کے سبب سے بدبو پھیل گئی تھی وہ سب جاتی
رہویگی اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اور آنکے ساتھیوں کو کوہ طور سے زمین پر اوترنے کا حکم ہوگا اور سات برس تک
عیسیٰ علیہ السلام اور آنکے ساتھی زمین پر رہینگے اگرچہ نواس بن سمعان کی روایت میں ان سات برس کا ذکر نہیں ہے لیکن صحیح
مسلم کی اور روایتوں میں یہ ذکر صاف آیا ہے اُس نواس بن سمعان کی روایۃ کے موافق اسکے بعد ایک ٹھنڈی ہوا ایسی چلے
گی جس کے اثر سے ایسے سب لوگ مرجاوینگے جن کے دل میں کچھ بھی ایمان ہے صحیح مسلم کی انس بن مالک کی روایت کے
موافق اب ایسے لوگ دنیا میں رہ جاوینگے جو کبھی اللہ کا نام بھی نہ لیوینگے ایسے ہی لوگوں کے زمانہ میں پہلا صور پھونکا جاوے
گا تمام دنیا فنا ہو جاویگی اس کے چالیس برس کے بعد دوسرا صور پھونکا جاویگا اور سب لوگ قبروں سے اوٹھ کر حساب کتاب
کے لئے میدان محشر میں جمع ہو جاوینگے اسی دوسرے صور کا اور سب لوگوں کے میدان محشر میں جمع ہو جانے کا ذکر اس آیت میں
ہے دوسرے صور کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اسی کے مشرکین مکہ منکر تھے اسی واسطے خاص طور پر اسی کا ذکر فرمایا یاجوج ماجوج
کے نکلنے کے بعد سے دوسرے صور تک جن باتوں کا ذکر اوپر گزرا ان باتوں کا کچھ ذکر آیت میں نہیں فرمایا اس تفسیر میں کئی جگہ
اس بات کا ذکر آیا ہے کہ ہجرت سے پہلے مسلمانوں کی کمزوری کے زمانہ میں درگزر کا جو حکم تھا ہجرت کے بعد مسلمانوں میں قوت آجانے اور جہاد کا حکم نازل
ہو جانے سے وہ درگزر کا حکم منسوخ نہیں ہے کیونکہ شریعت میں جو احکام کسی سبب کے موجودگی پر منحصر ہیں انکا مطلب یہ ہے کہ جب سبب
پایا جاویگا تو حکم بھی پایا جاویگا نہیں تو نہیں۔ مثلاً مالداری زکوۃ کے واجب ہونے کا سبب ہے اور تنگدستی زکوۃ کے واجب نہ ہونیکا
سبب ہے اب فرض کیا جاوے کہ ایک شخص کچھ عرصہ تک تنگدست تھا پھر مالدار ہو گیا اور کچھ مدت کے بعد پھر پہلے کیطرح اسکو تنگدستی نے آن گھیرا تو جسطرح
پہلے تنگدستی کے زمانہ میں شریعت کا یہی حکم ہے کہ ایسے تنگدست شخص پر زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ زکوۃ کے واجب ہونیکا
سبب اس شخص میں اب نہیں پایا جاتا یہی حالت جہاد کے حکم کی ہے کہ ہجرت سے پہلے مسلمانوں کی کمزوری کے سبب درگزر کا حکم
تھا جہاد کا حکم نہیں تھا ہجرت کے بعد مسلمانوں میں قوت آگئی اس لئے جہاد کا حکم ہوا اب ضعف اسلام کے وقت مسلمانوں کی

منزل ۴

وہی حالت ہوجاویگی جو مالدار شخص کی پچھلی تنگدستی کی حالت تھی اسواسطے جس طرح ایسے تنگدست شخص کے حق مین شریعت کا یہ
حکم ہے کہ ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب نہین ہے اسی طرح مسلمانون کی کمزوری کے زمانہ مین جہاد کا بھی وہی حکم ہے کہ ایسے وقت
مین بجائے جہاد کے حکم پر عمل کرنے کے درگزر کے حکم پر عمل کیا جاوے اس لئے اس تفسیر مین یہی قول صحیح قرار دیا گیا ہے کہ جہاد
کے حکم سے درگزر کا حکم منسوخ نہین ہے بلکہ درگزر کے زمانہ مین مسلمانون کی جو حالت تھی ویسی حالت مین اب بھی درگزر کا حکم ہے اس
تفسیر مین جہان کہین یہ ذکر کیا گیا ہے کہ درگزر کا حکم منسوخ نہین ہے وہان صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدریؓ کی وہ حدیث بھی
ذکر کی گئی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار شخص جب کوئی خلاف شریعت بات دیکھے تو
کے وقت ہاتھ سے اسکی اصلاح کرے اگر ہاتھ سے اصلاح کرنے کی قوت نہ ہو تو زبان سے نصیحت کرکے اسکی اصلاح کرے اور اگر
ضعف اسلام کے سبب سے زبانی نصیحت کی بھی قوت نہ ہو تو دل سے اس خلاف شریعت بات کو برا جانے یہ صحیح حدیث
ہر جگہ اس تفسیر مین اس مطلب کے ثابت کرنے کے لئے بیان کی گئی ہے کہ اگر درگزر کا حکم منسوخ ہوتا تو ضعف اسلام کے زمانہ
مین خلاف شریعت بات کو دیکھ کر ہاتھ پاؤن کی کوشش سے درگزر کرنے اور زبانی نصیحت یا دلی نفرت کے
کافی ہوجانے کا حکم اللہ کے رسول ہرگز نہ دیتے جو مطلب ابو سعید خدری کی حدیث
سے کئی جگہ ثابت کیا گیا ہے وہی مطلب نواس بن سمعان کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ شرعی روایتون
سے جسطرح یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ آخری زمانہ مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر آوین گے اور چالیس برس کے
قریب زمین پر رہین گے اسی طرح شرعی روایتون سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اس زمانہ مین عیسیٰ علیہ السلام ہر کام شریعت
محمدی کے موافق کرینگے اب اگر شرع محمدی مین درگزر کا حکم منسوخ ٹھہرایا جاوے تو عیسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم کیونکر ہو سکتا ہے
کہ تم مین یاجوج ماجوج کے مقابلہ کی طاقت نہین ہے اس لئے تم ان کے مقابلہ سے درگزر کرو اور اپنے ساتھیون کو لیکر کوہ طور
پر چڑھ جاؤ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ ستر ہزار نکیلیں لگا کر دوزخ کو محشر کے میدان مین
لایا جاویگا آیت مین یہ جو ذکر ہے کہ دوزخ مین جھونکے جانے سے پہلے نافرمان لوگونکو دوزخ کے عذاب کا حال دکھایا جاویگا یہ حدیث
گویا اسکی تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس دوزخ کے یہ لوگ دنیا مین منکر تھے انکو قائل کرنے کے لئے پہلے میدان محشر مین اوس
دوزخ کو انہین دکہایا جاویگا پھر حساب وکتاب کے بعد اوس مین انکو جھونکا جاویگا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی
حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ
دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین داخل ہونیکے قابل کام کریگا اور کون دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل اب
دنیا مین پیدا ہونے کے بعد ہر شخص اسی انجام کے قابل کام کرتا ہے اور ویسے ہی کام اسکو اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین
اس حدیث کو آیت کے ساتھ ملانے سے آیت کے آخری ٹکڑے کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ
جو لوگ اللہ کے علم غیب مین دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے ہیں وہ برے کامون مین ایسے مصروف ہین

منزل ۴

کہ اللہ تعالی کی وحدانیت کی نشانیون کے دیکھنے سے انکی آنکھو نپر گویا پردہ پڑا ہوا ہے اور قرآن کی نصیحت کے سننے سے انکے
کان گویا بہرے ہین اس سبب سے ایسے لوگ مرتے دم تک اسی حالت پر رہ کر آخر کو مر جاوینگے اور قیامت کے دن دوزخ کا ایندھن بنیں گے

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۝

اب کیا سمجھے ہیں منکر کہ ٹھیرا دین میرے بندونکو میرے سوا حمایتی ہمنے رکھی ہے دوزخ منکرون کی مہمانی

اوپر ادن مشرکون کا ذکر تھا جنکی آنکھو نپر اللہ تعالی کی وحدانیت کی نشانیونکے دیکھنے سے پردہ پڑا ہوا تھا اور انکے کان قرآن کی
نصیحت کے سننے سے بہرے تھے اس آیۃ مین فرمایا کیا ایسے لوگ یہ سمجھتے ہین کہ شیطان کے بہکانے سے جن نیک مردون کی مورتون
کی پوجا یہ بت پرست دنیا مین کرتے ہیں عقبی مین وہ نیک لوگ ان بت پرستون کے کچھ کام آوینگے پھر فرمایا یہ سمجھ ان لوگونکی
بڑی نادانی کی سمجھ ہے عقبی مین وہ نیک لوگ ان بت پرستون کی بت پرستی پر اللہ تعالی کی گواہی سے بیزاری ظاہر کرینگے
اور اللہ تعالی کا یہ وعدہ ہے کہ اسکی درگاہ مین مشرک کی کسی طرح بخشش نہین اسواسطے ایسے لوگونکی مہمانی کے لئے دوزخ کی
آگ تیار کر رکھی ہے نیک لوگ اپنی مورتون کے پوجا کرنے والون سے قیامت کے دن بیزاری ظاہر کرکے اوس بیزاری
پر اللہ تعالی کو جو گواہ قرار دیوین گے اسکا ذکر سورہ یونس مین گزر چکا ہے اور مشرک کی بخشش نہ ہونے کا جو اللہ تعالی کا
وعدہ ہے اسکا ذکر سورہ النساء مین گزر چکا ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس رض کی روایت کئی جگہ گزر چکی
ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس قوم مین پہلے پہل بت پرستی پھیلی اس قوم مین کے کچھ نیک لوگ مر گئے تھے جنکے مر جانے
کا رنج قوم کے لوگون کو بہت تھا شیطان نے قوم کے لوگون کے دل مین یہ وسوسہ ڈالا کہ ان نیک لوگون کی صورت کی
مورتین بنا کر رکھ لی جاوین تو ان نیک لوگون کے آنکھون کے سامنے سے اوٹھ جانے کا کچھ رنج کم ہو جاویگا قوم کے
لوگون نے اس وسوسہ شیطانی کے موافق عمل کیا ایک مدت تک تو وہ بت یونہی رہے پھر رفتہ رفتہ انکی پوجا ہونے
لگی اسی قوم کی ہدایت کے لیے نوح علیہ السلام نبی ہو کر آئے مگر بت پرستی دنیا سے نہ اوٹھی اس حدیث سے یہ مطلب
اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ بغیر مرضی اور بلا اجازت نیک لوگون کے نیک لوگونکی مورتین بنائی گئین اور ان ہی
مورتون کی پوجا سے دنیا مین بت پرستی شروع ہوئی جسکی ان نیک لوگونکو خبر تک نہین اسی واسطے قیامت کے دن
وہ نیک لوگ اس سے اپنی بے خبری اور بیزاری ظاہر کرکے اللہ تعالی کو اسپر گواہ ٹھہرا دین گے

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ

تو کہہ بتا دین تمکو کن کن کے کئے بہت اکارت جنکی دوڑ بہک رہی ہے دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجھتے ہیں کہ خوب

یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ

بناتے ہیں کام وہی ہین جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیون سے اور اسکے ملنے سے سو مٹ گئے انکے کئے پھر نہ کھڑی کرینگے ہم انکے واسطے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝

قیامت کے دن تول ۔ یہ بدلا ہے اونکا دوزخ اسپر کہ منکر ہوئے اور ٹھہرائیں میری باتیں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا۔

حضرت علیؓ سے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن مردویہ وغیرہ میں یہ جو روایت ہے کہ یہ آیت خارجی لوگوں کی شان میں ہے یا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے صحیح بخاری اور نسائی میں یہ جو روایت ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کی شان میں ہے ان روایتوں کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خارجیوں یا یہود و نصاریٰ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور جب تک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو نہ یہود و نصاریٰ سے آپکو کچھ واسطہ تھا نہ قرآن شریف یہود و نصاریٰ کی شان میں نازل ہوتا تھا یہود و نصاریٰ سے جو کچھ واسطہ آپ کو پیدا ہوا ہے وہ آپکے مدینہ تشریف لانے کے بعد پیدا ہوا ہے اور خارجی گو تو آنحضرت کے بعد حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں ظاہر ہوئے ہیں اسلئے حضرت علی اور حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ یہ آیت مکی ہے اور کفار مکہ کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن مضمون آیت کا ایسا عام ہے کہ تورات اور انجیل کی مخالفت کے سبب سے یہود اور نصاریٰ پر اور قرآن شریف کی مخالفت کرکے صاحب کبیرہ گناہ کو کافر بتلانے سے خارجیوں پر سب پر آیت کا مضمون صادق آتا ہے حضرت علیؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے اس قول کی تائید میں حضرت ثوبانؓ کی وہ صحیح حدیث ہے جسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بعضے لوگ میری امت کے قیامت کے روز پہاڑ کے برابر نیک عمل رکھتے ہونگے مگر ان کے سب عمل اللہ تعالیٰ ایسے اکارت کر دیگا جیسے ہوا میں ریت اڑ جاتی ہے حضرت ثوبان نے عرض کیا کہ ایسے لوگوں کی کچھ نشانی تو فرمایئے ایسا نہو کہ انجانی میں ہم لوگوں میں بھی انکی سی عادتیں پیدا ہو جاویں آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ بھی تمہارے بھائی مسلمان ہونگے مگر گناہوں سے بچنے کی انکو پروا نہ ہوگی۔ اس حدیث سے معلوم کہ آیت میں نیک عمل اکارت ہونے کا جو ذکر ہے وہ مشرکین کے ساتھ مخصوص ہے نہ یہود و نصاریٰ و خارجیوں کے ساتھ بلکہ جو عمل اللہ کی مرضی کے مخالف ہونگے خواہ کسی فرقہ کے ہوں ان کو اللہ تعالیٰ اکارت کر دیگا اور عمل کے مرضی الٰہی کے موافق نہ ہونے کی یہی صورتیں ہیں کہ خرابی عقیدہ کے سبب سے یا تو عمل اصول شرعیہ کے موافق نہ ہوں جسطرح اہل کفر اہل نفاق اہل بدعت کے عمل یا وہ عمل اصول شرع کے موافق تو ہوں لیکن خاص اللہ کے واسطے نہ ہوں جسطرح ریاکاروں کے عمل یہ سب عمل آیت کے حکم میں داخل ہیں۔ چنانچہ اور حدیثوں میں بھی اہل بدعت اور ریاکاروں کے عمل نیک کے اکارت ہونے کی صراحت صاف لفظوں میں آئی ہے چنانچہ معتبر سند سے مسند امام احمد بن حنبل میں محمود بن لبید سے اور صحیح ابن حبان میں ابو سعید بن فضالہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کے روز سب لوگ جمع ہونگے تو حساب کتاب سے پہلے ہی ایک فرشتہ پکار دیگا کہ جس کسی نے دنیا کے دکھاوے کے لئے کوئی نیک کام کیا ہے اسکے ثواب کی امید خدا کی درگاہ سے بے سود ہے۔ ایسے نیک کام کا اجر اسی سے مانگنا چاہئے جس کے دکھانے کو وہ نیک کام کیا گیا ہے

قال الم ۱۶

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اوس کا حاصل
یہ ہے کہ جو نیک عمل شرعی حکم کے موافق نہ ہوگا وہ اکارت ہے ان روایتوں سے ثوبان کی روایت کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ
ثوبان کی روایت میں اون لوگوں کے نیک عملوں کے رائگان ہو جانے کا ذکر ہے جو لوگ گناہوں سے بچنے کی پروا نہیں کرتے
اب یہ تو ظاہر بات ہے کہ جو لوگ عام گناہوں سے بچنے کی پروا نہ کریں گے وہ ریاکاری اور بدعت سے بچنے کی کیا پروا کر سکتے ہیں حاصل
مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ یہ مشرکین مکہ اگلی کے طور پر اپنے طریقہ کو اچھا جانکر اے رسول اللہ کے تم سے طرح طرح کی
جھگڑے کی باتیں جو لگاتے ہیں اور بیہودہ پوچھ پوچھ کر تم سے طرح طرح کی باتوں کے سوالات کرتے ہیں اور عقبیٰ کی
جزا و سزا کے انکار کے سبب سے اون نیک عملوں کو رائگان کھوتے ہیں جو عمل عقبیٰ کے اجر کی نیت سے کئے جاتے ہیں تو اے
رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ جن لوگوں کے نیک عمل اکارت ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کے سارے کاموں کا دار
مدار دنیا کی زندگی پر ہے اور اسی کو وہ اچھا جانکر عقبیٰ کی سزا و جزا کی قرآن کی آیتوں کو مسخرا پن میں اڑاتے ہیں اور قرآن کی
آیتوں اور اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کے ماننے پر ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں ایسے عقبیٰ کی جزا کے منکر لوگ اگر کوئی نیک
کام کر لیتے بھی ہیں تو دنیا کی نمود کے طور پر کرتے ہیں اسواسطے ایسے لوگوں کے نیک عملوں کا جو بدلہ ہے وہ انکو دنیا
ہی میں ملجاتا ہے کہ انکی دنیا اچھی کٹتی ہے اور آخرت کے اجر حساب سے ان کے عمل بالکل رائگان ہیں اس لئے قیامت
کے دن ان کے عملوں کے تولنے کیلئے ترازو بھی نہ کھڑی کی جاویگی کیونکہ ترازو تو ایسے لوگوں کے عملوں کے تولنے کے لئے
کھڑی کی جاویگی جن کی نیکی کے پلڑے میں چڑھانے کے لئے کچھ نیک عمل بھی ہونگے جن کے نیک عملوں کا بدلہ دنیا کی زندگی میں ملگیا اور
قیامت کے دن کے لئے انکا کوئی نیک عمل باقی نہیں رہا انکے عملوں کے لئے ترازو کیا کھڑی کی جا سکتی ہے اگر ہوگا تو
بعضے سلف کے قول کے موافق اتنا ہی ہوگا کہ ایسے لوگوں کے قائل کرنے کے لئے بدی کے پلڑے میں انکے بد اعمال رکھے
جا کر نیکی کا خالی پلڑا انکو دکھا دیا جاویگا غرضکہ ایسے لوگوں کے نیک عمل عقبیٰ کے اجر کے حساب سے اکارت ہو کر فقط بد عمل باقی
رہ جاوینگے جنکی سزا بھگتنے کے لئے ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے صحیح مسلم میں انس بن مالک رض سے روایت ہے جس میں
اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حشر کے منکر لوگ جو دنیا میں کچھ نیک عمل کرتے ہیں تو اسکا بدلہ انکو ہیں
دنیا میں ملجاتا ہے عقبیٰ کے اجر کے لئے انکا نیک عمل نہیں رکھا جاتا سورہ الاعراف میں گذر چکا ہے کہ عملوں کے تولے جانے
کے بعد جن کے نیک عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاوینگے اور جن کا بد عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ میں جاوینگے
اور جنکی نیک عمل اور بد عمل برابر ہونگے انکو جنتیوں اور دوزخیوں کے فیصلہ آخر تک جنت اور دوزخ کے درمیان کی دیوار
پر ٹھہرا کر دیا جاویگا پھر آخر کو یہ لوگ بھی جنت میں چلے جاوینگے حاصل کلام یہ ہے کہ جن لوگوں کا یہاں ذکر ہے
انس بن مالک کی روایت کے موافق انکا کوئی نیک عمل عقبیٰ کے اجر کے لئے باقی نہ رہے گا اس لئے سورۃ الاعراف
کی آیتوں کے موافق یہ لوگ دوزخی قرار پاوینگے۔

صفحہ ۴

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَہُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۙ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡہَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾

جو لوگ یقین لائے اور کئے ہیں بھلے کام اُنکو ہے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی سدا رہا کریں اُنمیں نہ چاہیں وہاں سے جگہ بدلنی

اوپر ذکر تھا کہ عقبیٰ کے اچھے حساب سے منکرین حشر کے سارے نیک عمل اسواسطے اکارت ہیں کہ یہ لوگ حشر اور اُس دن کی سزا و جزا کے قائل نہیں ریاکاروں اور بدعقیدوں کے اوس قدر نیک عمل اکارت ہیں جن میں ریاکاری اور بدعت کا دخل ہے کیونکہ ریاکاری کے نیک عمل دنیا کے دکھاوے کے لئے کئے ہیں اور بدعت کے دخل کے عمل شریعت کے حکم کے موافق نہیں ہیں ان آیتوں میں فرمایا جن لوگوں کے نیک عملوں کے بدلے میں جنت الفردوس دی جاویگی وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی وحدانیت کا اور اللہ کے رسول کے سچے ہونے کا یقین دل میں رکھتے ہیں اور زبان سے اُس کا اقرار اور اوس یقین اور اقرار کے موافق باتصبیروں سے نیک عمل بھی کرتے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فردوس اعلیٰ درجہ کی جنت ہے اس میں سے جنت کی نہریں نکلی ہیں اور اسی کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے جب تم جنت کے ملنے کی دعا اللہ تعالیٰ سے کیا کرو تو اسی جنت کی دعا مانگا کرو جنت کی نہریں دودھ شہد شراب اور پانی کی ہیں جن کا ذکر سورہ محمد میں آوے گا ترمذی میں معاذ بن جبلؓ کی صحیح روایت ہے کہ جنت کے سو درجہ ہیں جن میں فردوس اعلیٰ درجہ کی جنت ہے ان روایتوں سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ فردوس اعلیٰ درجہ کی جنت ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گذر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک لوگوں کے لئے جنت میں وہ نعمتیں پیدا کی ہیں جو کسی نے نہ آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی کے دل میں انکا خیال گذر سکتا ہے ان آیتوں میں یہ جو فرمایا کہ جنتی لوگ جنت میں ہمیشہ اس طرح رہویں گے کہ وہاں کے رہنے سے اوکتا کر کسی دوسری جگہ چلے جانے کو انکا دل نچاہے گا اسکا مطلب اس حدیث قدسی سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جنت کی نعمتوں کے سبب سے کسی کا دل اُسکو چھوڑنے کو نہ چاہے گا۔

قُلۡ لَّوۡ کَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیۡ وَ لَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِہٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾

تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتیں بیشک دریا نبڑ چکے ابھی نہ نبڑیں میرے رب کی باتیں اور اگر دوسرا بھی لادیں ہم

ناقابل اعتراض سند سے مستدرک حاکم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ جب روح کی آیۃ نازل ہوئی کہ روح اللہ کا ایک حکم ہے اُس آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگوں کو بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے روح کیا چیز ہے بہت سے بھید اللہ کے لوگوں کو معلوم نہیں اس آیۃ کو سنکر یہود نے یہ کہا کہ ہمارا علم تھوڑا نہیں ہے ہمارے پاس توریت ہے جس میں دین و دنیا کا علم موجود ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے آیۃ کے وہی ہیں جو الہام الٰہی سے حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ کے روبرو اُسوقت بیان

کہ جبکہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے اور چڑیا نے ایک قطرہ پانی کا دریا میں سے پیا اور حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو جتلادیا کہ میرا اور تمہارا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا دریا کے مقابلہ میں یہ چڑیا کا پیا ہوا ایک قطرہ ہے پھر جب حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے علم کو ذکر اللہ کے علم کے مقابلہ میں قطرہ اور دریا کی نسبت ہے تو فقط توریت کے علم کو اللہ کے علم سے جو نسبت ہے وہ ظاہر ہے غرض نظر عبرت سے اس قصہ کو یہود دیکھتے تو یہ نسبت اللہ کے علم کے توریت کے علم کو تھوڑا کہنے کو ضرور کلام الٰہی جانتے یہ چڑیا کے پانی پینے کا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے حوالہ سے اسی سورۃ میں اوپر گزر چکا ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے

اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا قصہ بیان کرنے کے بعد مشرکین مکہ کے قائل کرنے کے لئے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہدو کہ بشر ہونے میں تم اور میں برابر ہیں پھر تم لوگوں کو کیا اتنی سمجھ نہیں کہ بغیر پڑھے لکھے یہ غیب کے قصے کس طرح سے کیونکر بیان کرسکتا ہوں جو پچھلی آسمانی کتابوں کے موافق ہیں اور جو باتیں میں تم لوگوں کو آسمانی وحی کے موافق سمجھاتا ہوں وہ بھی ہر شخص کی سمجھ میں آجانے کی بات ہے کہ جب اللہ نے تم کو تمہاری سب ضرورت کی چیزوں کو اس طرح سے پیدا کیا کہ اس میں کوئی اس کا شریک تم ثابت نہیں کرسکتے تو پھر اس وحدہٗ لاشریک کی تعظیم میں شریک ٹھہرانا بڑے وبال کی بات ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شرک سے بڑھکر دنیا میں کوئی گناہ نہیں اس حدیث کو آیۃ کے اس ٹکڑے کے ساتھ ملانے سے وہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان کی سب ضرورت کی چیزوں کو اس طرح سے پیدا کیا کہ اس میں کوئی اس کا شریک نہیں تو پھر یہ بات ہر شخص کی سمجھ میں آجانے کے قابل ہی کہ اس وحدہٗ لاشریک کی تعظیم میں دوسروں کو شریک ٹھہرانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے بڑھکر دنیا میں کوئی دوسرا گناہ نہیں۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ

پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو کرے کچھ کام نیک اور ساجھا نہ رکھے اپنے

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا

رب کی بندگی میں کسی کا

صحیح سند سے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص ثواب آخرت کے خیال سے نماز روزہ اور نیک کام کرے لیکن کسی قدر اوس کے دل میں یہ بھی خواہش ہو کہ لوگ اسکے نیک کام کی تعریف کریں اور اسکو بڑا نیک گمان کریں ایسے شخص کی

ع ۱۲ / ۵ / ۳

شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ جس شخص کو مرنے کے بعد پھر جینے اور اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب کتاب اور سزا و جزا کے لیے کھڑے ہونے کا پورا یقین ہے اور اس یقین کے سبب سے اس امید پر وہ نیک کام کرتا ہے کہ ایک دن اللہ کی درگاہ سے اس نیک کام کی جزا پاویگا۔ تو ایسے شخص کو چاہیے کہ جس طرح خالص نیت سے نیک عمل کرے کہ اس عمل میں سوا اللہ کے کسی دوسرے کے دکھاوے کی کسی طرح کی شراکت نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کے شرک سے بیزار ہے غرض بہت سی آیات قرآنی اور احادیث سے نیک عمل کے مقبول ہونے کی دو شرطیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ عمل قواعد شرعیہ کی بنا پر صحیح ہو عقیدہ کی خرابی سے بلا اجازت شرع کے بدعت کے طور پر ایجاد کیا ہوا نہ ہو کیونکہ اس طرح کا ایجادی عمل شرعی عمل جب نہیں ہے تو شارع سے اوسکی اجر کی توقع بے سود ہے دوسرے دنیا کے دکھاوے یا نیک کہلانے کی شہرت کا اس میں کچھ دخل نہ ہو ہاں یہ بات اور ہے کہ عمل کرنے والے کی نیت خالص ثواب آخرت کی ہو کسی طرح کی دنیا کے دکھاوے یا نیک کہلانے کی شہرت کا اوسکی نیت میں لگاؤ یا دخل نہیں ہے لیکن اپنے طور پر لوگ اوسکی نیکی کی تعریف کرتے ہیں یا اوسکی نیکی کے سبب سے اوسکو عزیز رکھتے ہیں تو یہ اللہ کی ایک نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو دنیا میں دی ہے صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا حضرت ایک شخص بغیر خیال شہرت دنیا کے نیک نیتی سے نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اپنے طور پر اوسکی تعریف کرتے ہیں یا اسکو عزیز رکھتے ہیں تو ایسے شخص کے باب میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا اس طرح کے مومن کے حق میں یہ اللہ کی دنیا میں پیشگی خوشخبری ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں اس شخص سے راضی رہے گا۔ یہ فیصلہ آدمی اپنے دل سے پوچھکر کر سکتا ہے کہ اسکی شہرت میں اوسکی خواہش کو کچھ دخل تھا یا نہیں۔ اگر دخل تھا تو جس عمل پر شہرت ہوئی ہے وہ بالکل اکارت ہے اور اگر نہیں تھا تو صحیح حدیث کی رو سے وہ شہرت بلاشک اللہ کی ایک نعمت ہے علاوہ اس نعمت کے دنیا میں اور بھی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے خالص نیت کے عمل کرنے والوں کے لیے رکھی ہیں جنکا ذکر صحیحین کی صحیح حدیثوں میں آیا ہے مثلاً نیک عمل کا ثواب اور اجر دس سے سات سو تک اور کبھی سات سو سے بھی بڑھکر لکھا جاتا ہے اور اللہ کے فرشتوں کا جان کنی کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنت کے عیش و آرام کی اس طرح کی خوشخبری سنانا کہ اوسکی اس طرح پوری تصویر کا آنکھوں کے سامنے آجانا جس سے جان کنی کی تکلیف دنیا کے چھوٹنے بال بچوں سے جدا ہونے کا رنج سب رفع ہو جاوے حاصل کلام یہ کہ اگر آدمی کا نیک عمل قواعد شرع کی رو سے صحیح ہے اور خالص اللہ کے واسطے ہے تو سب کچھ ہے نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت شداد بن اوس سے صحیح روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سب سے زیادہ دانا وہ اور عاجز و کمبخت وہ قیامت کے دن وہ شخص ہے جو بغیر اجازت شرع کے اپنی مرضی کے موافق دنیا میں عمل کرے اور جزا و سزا اللہ تعالیٰ سے اجر اور ثواب کی توقع رکھے۔

سورہ کہف ختم ہوئی۔

منزل ۴

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

حضرت عائشہ رضہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سورہ مریم مکی ہے اور امام احمد
ہے کہ سورہ مریم مکے میں نازل ہوئی ہے بعض مفسروں نے آیۃ سجدہ اور آیۃ فخلف من بعدہم خلف کو مدنی کہا ہے
نے عبداللہ بن مسعود سے اور بیہقی ابن ابی حاتم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ نجاشی حبشہ کے بادشاہ
سننے جعفر بن ابی طالب سے کہا کیا تم کو اس وحی میں سے جو محمد لائے ہیں کچھ یاد ہے انہوں نے سورہ مریم کو پڑھا تو بادشاہ
رہا اتنا رویا کہ ڈاڑھی تر ہوگئی اس کے پاس والے بھی رونے رہے اس کے بعد بادشاہ نے کہا کہ یہ اور جو چیز جس کو عیسیٰ لائے
ایک طاق سے نکلی ہیں محمد بن اسحاق نے اس قصہ کو طول سے بیان کیا ہے۔ اس قصہ کی کئی سندیں ہیں اسلئے ایک سند کو دوسری سے تقویت
ہوجاتی ہے قرآن مجید میں سوائے حضرت مریم کے نام کے اور کسی عورت کا نام نہیں ہے۔ حضرت مریم کا نام قرآن میں تیس جگہ ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ

یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر جب پکارا اپنے رب کو چھپی پکار بولا اے میرے رب بوڑھی

الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا

ہوگئیں میری ہڈیاں اور ڈہک نکلی سر سے بڑھاپے کی اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں محروم نہیں رہا

اس سورت میں مریم علیہا السلام کا قصہ ہے اسواسطے اس سورت کا نام سورہ مریم ہے حروف مقطعات کی تفسیر کا ذکر سورہ بقر میں
گذر چکا ہے سورہ آل عمران کی آیتوں کے مضمون کے موافق حضرت مریم کی ماں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر ان کے ہاں لڑکا پیدا
پیدا ہوگا تو اس کو دنیا کے کاموں سے باز رکھکر بیت المقدس کا خادم بنا دیا جاویگا۔ اتفاق سے لڑکی پیدا ہوئی لڑکی
کو بیت المقدس کی خادمہ بنانے کا دستور نہ تھا اس واسطے حضرت مریم کی ماں کو نذر کے پورا نہ ہونے کا بڑا رنج ہوا اللہ تعالیٰ
نے انکا رنج رفع کرنے کے لئے اپنی رحمت سے حضرت مریم کی خادمی جائز فرمائی اور حضرت مریم کی پرورش اور دیکھ
بھال زکریا علیہ السلام کے ذمہ ٹھیری جب حضرت مریم سیانی ہوگئیں تو زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے لئے ایک عبادت خانہ
بنوا دیا اس عبادت خانہ میں زکریا علیہ السلام جب حضرت مریم سے ملنے آتے تو حضرت مریم کے پاس انکو بے فصل کا میوہ
رکھا ہوا نظر آیا کرتا تھا جیسے حضرت زکریا نے ایکدن پوچھا مریم یہ میوہ کہاں سے آیا تو حضرت مریم نے جواب دیا کہ یہ میوہ
اللہ تعالیٰ نے دیا ہے حاصل کلام یہ جب زکریا علیہ السلام نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بے فصل کا میوہ حضرت مریم کو عنایت
کیا تو زکریا علیہ السلام کے دل میں یہ بات کہ خیال گذرا کہ وہ صاحب قدرت میرے بڑھاپے اور میری بی بی کے بانجھ پنے
میں مجھے اولاد عطا فرماوے تو اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں اسی خیال سے زکریا علیہ السلام نے یہ دعا کی جس

ان آیتون مین ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے اسوقت اللہ کی رحمت کا حال سنو جب کہ زکریا علیہ السلام نے اس خیال سے کہ بڑھاپے مین بیٹے کا مانگنا ایک ایسی خلاف عادت بات ہے کہ جسکو سنکر لوگ تعجب کرین گے اسلیے تنہائی مین زکریا علیہ السلام نے اپنی دعا کو یون شروع کیا کہ یا اللہ بڑھاپے کے سبب سے اگرچہ میرے بدن کے سب جوڑ کمزور ہوگئے اور سارا سر سفید ہوگیا لیکن اس سے پہلے میری کوئی دعا رائگان نہین گئی اس لئے تیری رحمت کے بھروسہ پر ایک دعا کر کے اسکی قبولیت کا امیدوار ہون صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر شخص جیسا گمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین بھی اوس شخص کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہون اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ زکریا علیہ السلام نے قبولیت کے گمان سے بڑھاپے مین اولاد کی دعا کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اون کے گمان کو پورا کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ زکریا علیہ السلام کو جو نیک گمان تھا اسکو اونھون نے اسطرح ظاہر کیا کہ یا اللہ اس دعا سے پہلے میری کوئی دعا رائگان نہین گئی ہے اسلیے میرا حسن ظن یہی ہے کہ میری یہ دعا بھی بلا اثر نہ جاویگی ڈھیک کے معنے آگ کے شعلے کے ہین مطلب یہ ہے کہ جس طرح کہ لکڑیون مین آگ کا شعلہ پھیل جاتا ہے اسی طرح سارے سر کے بالون مین سپیدی پھیل گئی۔

وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۙ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ

اور مین ڈرتا ہون بھائی بندون سے اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش مجکو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانیوالا جو میری جگہ

مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ۝

بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی اور کر اوسکو اے رب مین مانتا

حضرت زکریا حضرت مریم کے خالو تھے چنانچہ معراج کی صحیح بخاری کی مالک بن صعصعہ کی حدیث مین یہ تفصیل آچکی ہے کہ حضرت یحیٰی اور حضرت عیسیٰ خالہ زاد بھائی ہین اگرچہ حضرت زکریا بیت المقدس کے متولیون مین تھے لیکن صحیح مسلم کی کی ابوہریرہؓ کی روایت مین ہے کہ بڑھئی کا کام کر کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے اپنی گذر کیا کرتے تھے اس لیے انکے پاس کچھ ایسا مال متاع تو نہین تھا صرف نبوت کے اپنے خاندان مین چلنے کے لئے لڑکے کی دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور حضرت یحیٰی پیدا ہوئے یہ نام صرف حضرت یحیٰی کا اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اور فرما دیا ہے کہ ان سے پہلے اس نام کا کوئی آدمی دنیا مین نہین ہوا اس نام کے موافق اگرچہ حضرت یحیٰی دنیا مین زیادہ نہین جئے لیکن بنی اسرائیل کے ہاتھ سے شہید ہوئے اسواسطے گویا ہمیشہ اپنے نام کے موافق زندہ ہین بنی اسرائیل کا اسوقت کا بادشاہ ایک عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا اور توریت کے حکم سے وہ نکاح جائز نہ تھا اسلیے حضرت یحیٰی نے اوس بادشاہ کو اس نکاح سے منع کیا اس بادشاہ نے ضد کر کے حضرت یحیٰی کو شہید کرڈالا مستدرک حاکم مین عبداللہ بن زبیر کی روایت سے حضرت یحیٰی کے شہید ہونے کا پورا قصہ ہے اس قصہ مین حضرت عبداللہ بن زبیر کی روایت سے یہ بھی

کہ حضرت یحییٰ جس جگہ شہید ہوئے تھے اس جگہ زمین میں سے خود بخود خون ابلتا تھا اسی عرصہ میں بخت نصر نے بنی اسرائیل پر چڑھائی
کرکے آیا اور ستر ہزار آدمی بنی اسرائیل میں کے قتل کئے جا چکے جب وہ خون کا ابلنا بند ہوا یہ قصہ مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عباس
کی روایت سے ہی ہے اور اسکی سند قابل اعتراض ہے حاصل یہ کہ حضرت یحییٰ کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار آدمی کا قصاص لیا حضرت زکریا سے
بھی بنی اسرائیل منحرف ہو گئے حضرت زکریا بنی اسرائیل سے ڈر کر جنگل کو بھاگ گئے۔ اور جنگل کے ایک درخت سے پناہ چاہی تھی پیڑ شق ہو گیا اور
یہ اسکے اندر چھپ گئے بنی اسرائیل بھی انکی تلاش میں اس پیڑ کے پاس تک پہنچ گئے شیطان ملعون بھی وہاں آن موجود ہوا اور آرے کی
صورت بنی اسرائیل کو سمجھائی بنی اسرائیل نے لوہے کا آرا بنایا اور مع پیڑ کے حضرت زکریا کو بیچ میں سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالا معتبر
سند سے بروایت عبداللہ ابن زبیر سیرت ابن اسحٰق وغیرہ میں یہ قصہ تفصیل سے لکھا ہے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش ایک ہی سال
کی ہے حضرت یحییٰ پر خالص توریت کی شریعت کا زمانہ ختم ہو گیا اب اس سے آگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور
توریت اور انجیل کی ملی ہوئی نبوت کا زمانہ ہے حاصل کلام یہ ہے کہ زکریا علیہ السلام کو جو اندیشہ تھا کہ انکے پیچھے انکے
بھائی بند دین کو بگاڑ دینگے اسکا ظہور زکریا علیہ السلام کی زندگی میں ہی ہو گیا کہ بے دینی کے سبب سے اپنے اور غیر سب نے
ملکر دو نبیوں کو شہید کر ڈالا سورہ والذاریات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی حضرت سارہ کے بانجھ ہوتے
اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری کا ذکر آویگا اس سے حضرت عبداللہ بن عباس کی اوس روایت
میں کسی راوی کا سہو پایا جاتا ہے جس روایت میں یہ ہے کہ سوائے زکریا علیہ السلام کی بانجھ بی بی کے اور کسی بانجھ
عورت کے پیٹ سے اولاد نہیں ہوئی واجعلہ رب رضیا اسکا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ وہ لڑکا ایسا ہو جو عمر بھر تیری
مرضی کے موافق کام کرے صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جس شخص سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تو جبرائیل
علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خبر پکار کر فرشتوں کو سنا دیتے ہیں جس سے آسمان و زمین میں اس نیک شخص
کی محبت ہر کسی کو ہو جاتی ہے اس حدیث سے واجعلہ رب رضیا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل
یہ ہے کہ یا اللہ وہ لڑکا ایسا ہو کہ تیری مرضی کے موافق کام کرے جس سے تو اوس سے خوش ہو اور تیری خوشنودی
کے سبب سے آسمان و زمین میں اسکی محبت پھیل جاوے۔

یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ
اے زکریا ہم تجکو خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جسکا نام یحییٰ ہے نہیں کیا ہمنے پہلے اس نام کا کوئی بولا اے رب کہاں سے ہوگا مجکو لڑکا
وَّکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ۝ قَالَ کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکَ هُوَ عَلَیَّ
اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک کہ اکڑ گیا کہا یونہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھپر
هَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَکُ شَیْـًٔا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ
آسان ہے اور تجکو بنایا میں نے پہلے سے اور تو نہ تہا کچھ چیز بولا اے رب ٹھہرا دے مجکو کچھ نشانی فرمایا تیری نشانی یہ کہ بات نکر سکے تو لوگوں سے

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝

تین رات تک چنگا بہلا   پہر نکلا اپنے لوگون کے پاس حجرے سے تو اشارت سے کہا اُنکو کہ یاد کرو صبح اور شام

اتنی عبارت یہان گویا اور ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ ہم تم کو لڑکے کے ہونے کی خوشی مناتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے اب آگے حضرت زکریا علیہ السلام کے تعجب کا بیان ہے کہ جب اُنکی دعا قبول ہوئی اور لڑکے کے ہونے کی اُن کو خبر سنائی گئی تو اس سے وہ بہت خوش ہوئے اور لڑکے کے ہونے کی کیفیت کا سوال کیا یہ تعجب زکریا علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ بیوی بانجھ اور بوڑھی تھی اور آپ بھی اس قدر بوڑھے ہو گئے کہ ہاتھ پیر اکڑ گئے تھے فرشتے نے اُنکے تعجب کے جواب مین کہا اسی طرح فرمایا ہے تیرے پروردگار نے کہ بوڑھے باپ اور بانجھ مان سے لڑکا پیدا کر دینا اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہین ہے کیونکہ اب تو بوڑھے باپ اور بانجھ مان موجود ہیں اُس صاحب قدرت نے تو انسان کو ایسی حالت مین پیدا کیا ہی کہ جب انسان کچھ بھی نہین تھا ترمذی ابوداؤد اور صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی مین اللہ نے تمام اولاد آدم کے پتلون کی مٹی جگہ جگہ سے لی ہے جس سے سلسلہ بسلسلہ اولاد آدم کی پیدائش اسطرح چلی آتی ہے کہ کوئی گورا ہے اور کوئی کالا اس حدیث سے وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئا کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس صاحب قدرت نے انسان کی پیدائش کی ابتدا ایسی حالت سے کی ہی کہ جب انسان کچھ بھی نہین تھا اُس صاحب قدرت کے آگے بوڑھے باپ اور بانجھ مان سے لڑکے کا پیدا کر دینا کچھ مشکل نہین ہے اور عرب لوگ العود العاتی سوکھی لکڑی کو کہتے ہیں اس لئے وقد بلغت من الکبر عتیا کا مطلب ہی کہ بوڑھاپے کے سبب سے سارا بدن سوکھ کر بالکل ڈہانچ ہو گیا ہڈی سے چمڑا لگ گیا شاہ صاحب نے اکڑنے کے لفظ سے اسی مطلب کو ادا کیا ہے ان آیتون مین یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری کا جو ذکر ہے اُس سے زکریا علیہ السلام کو یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ اُنکی دعا قبول ہو گئی مگر یہ نہین معلوم ہوا تھا کہ اس قبولیت کا ظہور کب تک ہوگا اس لئے زکریا علیہ السلام نے قبولیت کے ظہور کی نشانی اللہ تعالیٰ سے پوچھی اور اللہ تعالیٰ نے جو نشانی اُنکی تبلائی اوسی کا ذکر آگے کی دونون آیتون مین ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی بی بی کے حاملہ ہونے کے وقت اے زکریا باوجود تندرست ہونے کے تین راتون تک تم سوائے تسبیح و تہلیل کے کسی سے اور کچھ بات نہ کر سکوگے وقت مقررہ پر زکریا علیہ السلام اپنے حجرہ سے جو نکلے تو قوم کے لوگون سے بات نہ کر سکے اسلئے اُنھون نے صبح و شام یاد الٰہی کا حکم قوم کے لوگون کو اشارہ سے سمجھایا اب مدت حمل کے بعد یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جنکا ذکر آگے آتا ہے۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ

اے یحییٰ اُٹھالے کتاب زور سے   اور دیا ہمنے اُسکو حکم کرنا لڑکا پن مین اور شوق اپنی طرف سے اور ستھرائی   اور تھا

تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ ع

پرہیزگار اور نیکی کرنا اپنے مان باپ سے اور نہ تھا زبردست بےحکم اور سلام ہے اُسپر جسدن پیدا ہوا اور جسدن مرے اور جسدن اُٹھ کھڑا

منزل ۴

مطلب کو مختصر کرنے کے لئے یہاں اتنی عبارت کو حذف کر دیا گیا ہے کہ زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونیکی خوشخبری جو دی گئی تھی اسکے موافق یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی کے قول کے موافق جب سات برس کی عمر کو پونہچ گئے تو انکو یہ حکم ہوا کہ اے یحییٰ توریت کے احکام کے موافق تم خود بھی مستعدی سے عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی اون احکام کا پابند رکھو اگرچہ اس مین اختلاف ہے کہ کتنی عمر میں یحییٰ علیہ السلام کو احکام توریت کے موافق عمل کرنے کا حکم ہوا لیکن ترمذی مین سبرہ بن معبد جہنی کی صحیح حدیث ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب لڑکا سات برس کی عمر کو پونہچ جاوے تو اسکو نماز کی تاکید کرو اس صحیح حدیث سے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سات برس کی عمر میں لڑکا اس قابل ہو جاتا ہے کہ اسکو احکام شرع کا پابند کیا جا سکتا ہے حنانا کے معنے اکثر سلف نے رحمت کے لئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے زکریا علیہ السلام کو صاحب اولاد کیا اور پھر یحییٰ علیہ السلام کو چھوٹی عمر مین نبوت دی بعضے سلف نے حنانا کے معنے شوق کے لئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو نیک کام کا شوق دیا تھا ترجمہ مین یہی قول لیا گیا ہے زکوٰۃ کے معنے یہان پاکیزگی کے ہیں قتادہ کے قول کے موافق جس کا مطلب یہ ہے کہ یحییٰ علیہ السلام عمر بھر ہر طرح کے گناہون سے پاک رہے آگے اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کی یہ تعریف فرمائی کہ وہ پرہیزگار اور مان باپ کے فرمانبردار تھے کسی طرح کی جبر و زیادتی یا بیحکمی انکی عادت مین نہ تھی سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ پیدا ہونے والے دن عالم ارواح سے دنیا مین آنے کی اور مرنے والے دن قبر کی تنہائی کی اور حشر کے دن اس دن کی سختیون کی انسان کو پریشانی ہوتی ہے اس لئے فرمایا کہ یحییٰ علیہ السلام ان تینون دن کی پریشانی سے امن میں ہین نبی بنکر پیدا ہوئے شہید ہو کر مرے اور اسی حال مین حشر کے دن اٹھین گے قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ نے اپنی فرمانبرداری کے ساتھ کئی جگہ مان باپ سے اچھی طرح پیش آنے کا ذکر فرمایا ہے جس سے مان باپ کا رتبہ اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے اسی واسطے صحیح مسلم کی ابوہریرہ رضی کی روایت مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بوڑھے مان باپ یا ان دونون مین سے ایک کو زندہ پاوے اور پھر انکی خدمت کر کے اسکے اجر مین جنت نہ حاصل کرے تو ایسا شخص بڑا بدنصیب ہے صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضی سے دوسری روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مین جو شخص لوگون کے ساتھ ظلم و زیادتی کا برتاؤ کریگا اسکی نیکیان چھینی جاکر قیامت کے دن مظلومون کو دلا دی جاوینگی ان آیتون مین تعریف کے طور پر اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ یحییٰ علیہ السلام کی کسی پر ظلم زیادتی کرنے کی عادت نہ تھی اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں جو لوگ اس عادت کے پابند نہین وہ قیامت کے دن اپنی نیکیان ہاتھ سے کھو بیٹھین گے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا ۖ فَأَرْسَلْنَا

اور مذکور کر کتاب مین مریم کا جب کنارے ہوئی اپنے لوگون سے ایک شرقی مکان میں پھر پکڑ لیا انسے ورے ایک پردہ پھر بھیجا ہمنے

منزل ۴

إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَا أَنَا

اس پاس اپنا فرشتہ پہر بن آیا اسکے آگے آدمی پورا بولی مجکو رحمن کی پناہ تجہسے اگر تو ڈر رکھتا ہے بولا مین تو

رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝

بہیجا ہون تیرے رب کا کہ دیجاؤن تجکو ایک لڑکا ستہرا بولی کہان سے ہوگا میرے لڑکا اور چہوا نہیں مجکو آدمی نے اور مین کبہی نہ تہی بدکار

قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۖ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ۝

بولا یونہین فرمایا تیرے رب نے وہ مجہپر آسان ہے اور اسکو ہم کیا چاہتے ہین لوگون کے لئے نشانی اور مہر ہماری طرف سے اور ہے یہ کام ٹہہر چکا

اوپر بنی اسرائیل کے اس دستور کا ذکر گزر چکا ہے کہ وہ اپنے لڑکون کو بیت المقدس کا خادم بنا دیا کرتے تھے حضرت مریم کی ماں حنانے اس دستور کے موافق نذر مانی کہ اون کے پیٹ مین جو بچہ ہے اسکے پیدا ہونے کے بعد اسکو وہ بیت المقدس کا خادم بنا دیوین گی جب حضرت مریم پیدا ہوئین تو لڑکی کے پیدا ہونے سے انکو بڑا رنج ہوا کس لئے کہ لڑکیون کو بیت المقدس کا خادم بنانے کا حکم نہیں تھا مگر یہ قصہ سورہ آل عمران مین گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر باوجود لڑکی ہونے کے ان کا خادم ہونا قبول فرما لیا حضرت مریم کے باپ عمران حضرت مریم کے پیدا ہونے سے پہلے وفات پا گئے تھے اس لئے اپنے خالو حضرت زکریا کے پاس حضرت مریم پرورش پا کر بیت المقدس کی خدمت کیا کرتی تھین اسواسطے ان کا نام مریم تہہ سریانی زبان مین مریم کے معنے خادم کے ہیں چھوٹی سی عمر مین حضرت مریم کی اس کرامت کا ذکر سورہ آل عمران مین ہے کہ اکثر بے فصل کے میوے حضرت زکریا انکے پاس دیکھ کر پوچھا کرتے تھے کہ مریم یہ میوے کہان سے آئے تو جواب دیا کرتی تھین کہ یہ میوے اللہ نے دئے ہیں حضرت مریم کے نبی ہونے مین علما کا اختلاف ہے اکثر علما کا قول یہی ہے کہ حضرت مریم صدیقہ ہین نبی نہیں ہیں غرض جب اللہ کو منظور ہوا کہ اپنی قدرت کا ایک نمونہ دنیا مین پیدا کرے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے انکے جسم مین حضرت عیسیٰ کی روح پھونکدی اور انکو حمل رہ گیا حضرت مریم کے چچا کا بیٹا یوسف نجار بھی بیت المقدس کا خادم تھا جب اسکو حضرت مریم کے حمل کا حال معلوم ہوا تو اسکو بہت حیرت ہوئی کہ بغیر خاوند کے انکو حمل کس طرح رہگیا ایک دن یوسف نے حضرت مریم سے پوچھا کہ کیا دنیا مین بغیر بیج کے بھی پیڑ اوگتا ہے حضرت مریم اسکا سوال سمجھ گئین اور یوسف کو یہی جواب دیا کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے علما نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی پیدائش دنیا مین ظاہر کردی تاکہ انسان کو اسکی ہر طرح کی قدرت پر پورا ایمان ہو حضرت آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا حضرت حوا کو بغیر عورت کے صرف مرد حضرت آدم کے جسم سے اور حضرت عیسیٰ کو صرف عورت حضرت مریم کے جسم سے پیدا کیا اور مرد و عورت سے تو اولاد کا پیدا ہونا ایک عادتی بات ہے حاصل یہ ہے کہ دنیا مین جو اسباب اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں ان اسباب پر کچھ اسکی قدرت منحصر نہیں ہے جس طرح جو چاہے وہ کر سکتا ہے عادتی سبب یہ ہے کہ بانجھ عورت کے اولاد نہیں ہوتی اس نے باوجود بانجھ ہونے کے حضرت زکریا کی بی بی الیشاع کو اولاد دی بعضے

ظاہری سبب دنیا کے سب موجود ہوتے ہیں لیکن اُس کا حکم نہیں ہوتا تو کوئی سبب کام نہیں آتا میاں بی بی اکثر جگہ جوان ہوتے ہیں اور اولاد کی تمنا بھی حد سے بڑھکر ہوتی ہے مگر بچہ نہیں ہوتا موسم برسات کا ہوتا ہے اور بادل بھی گھر گھر آتا ہے مگر ایک بوند نہیں پڑتی اس طرح اور اسباب کا حال ہے غرض جس طرح بغیر سبب کے ہر کام پر وہ قادر ہے اسی طرح اسباب میں تاثیر کا دینا بھی اُسکا کام ہے حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت مریم کے خالو زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو پالا تھا اس مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں اور یہاں زکریا علیہ السلام کے قصہ کے بعد حضرت مریم کا ذکر فرمایا حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ حضرت مریم نہانے کا ارادہ کر کے اپنے عبادت خانہ سے مشرق کی طرف کے ایک مکان میں گئیں اور لوگوں سے آڑ لینے کے لئے وہاں انھوں نے ایک پردہ ڈالا تو اللہ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام وہاں ایک آدمی کی صورت بنکر آ گئے حضرت مریم نے خالی مکان اور پردہ کی آڑ میں جب غیر مرد کو دیکھا تو یہ کہا کہ اے شخص اگر تو پرہیزگار ہے تو میں تیرے برے ارادہ سے اللہ کی پناہ میں آنا چاہتی ہوں حضرت مریم کی اس بات سے انکی کمال درجہ کی پارسائی ثابت ہوتی ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے سورہ التحریم میں انکی پارسائی کی تعریف فرمائی ہے صحیح بخاری اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رض کی روایت سے ایک قصہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک عورت جونیہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور جب آپ نے اس عورت کے پاس جانے کا قصد کیا تو اُس عورت نے یہ کہا کہ میں تم سے اللہ کی پناہ میں آنا چاہتی ہوں آپ نے فرمایا تو نے بہت بڑی پناہ چاہی یہ فرما کر آپ نے اُس عورت کو طلاق دیدی اس سے معلوم ہوا کہ لڑائی جھگڑے کے وقت کسی عورت کو اپنے خاوند سے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میں تجھسے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں کیونکہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ جونیہ کے مونہہ سے جب یہ کلمہ نکلا تو پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اپنے نکاح میں رکھنا پسند نہیں کیا اور اللہ کی پناہ کی عظمت اس میں خیال کی کہ اس عورت کو طلاق دیدی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اکیلے مکان میں غیر مرد کو دیکھ کر مریم علیہ السلام گھبرائیں تو انھوں نے مریم علیہ السلام کی تسکین کی اور یہ کہا میں تو اللہ کا قاصد ہوں تم کو لڑکے کے پیدا ہونے کا پیغام پہنچانے آیا ہوں جبرئیل علیہ السلام کا یہ پیغام سنکر مریم علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا اور انھوں نے تعجب سے کہا کہ نہ کسی مرد سے میرا نکاح ہوا اور نہ میں بدکار تھی پھر بغیر مرد سے واقف ہونے کے میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا مریم علیہ السلام کی یہ بات سنکر جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ کسی مرد سے واقف نہ ہونے کی تمہاری بات تو سچ ہے مگر اللہ کا حکم یہی ہے جس کا میں نے پیغام پہنچایا اور جس صاحب قدرت نے بنی آدم کے باپ آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کر دیا اُسکی قدرت کے آگے بغیر باپ کے لڑکے کا پیدا کر دینا کچھ دشوار نہیں ہے یہ بغیر باپ کا لڑکا اس لئے پیدا ہوگا کہ لوگوں کی نظروں میں اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہو اور یہود نے توریت کے احکام میں طرح طرح کے اختلاف جو ڈال رکھے ہیں اُن اختلافوں کے رفع ہو جانے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا بہت سے لوگوں کے حق میں گویا اللہ کی ایک رحمت ہے اور یہ باتیں جو اوپر بیان کی گئیں یہ ایسی باتیں ہیں کہ اللہ کے علم غیب کے موافق یہ باتیں ٹھہر چکی اور لوح

منزل ۴

محفوظ مین لکھی جاچکی ہین اسواسطے ان مین سے کوئی بات اب ٹل نہین سکتی صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے وہ سب اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے یہ حدیث ان آیتون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا آدمی کی صورت بن مریم علیہا السلام کے پاس آنا اور انکو عیسی علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کا پیغام الہی پونہچانا اور پھر اس پیغام کے موافق عیسی علیہ السلام کا پیدا ہونا اور بہت سے لوگون کے حق مین اس پیدائش کا قدرت الہی کا نشانی کا ٹھہرنا ایسی باتین نہین جو دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ مین لکھی جاچکی تھین اسواسطے ان باتون مین سے کوئی بات ٹل نہین سکتی اس تفسیر سے وکان امرا مقضیا کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا ۝ فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ۝

پھر پیٹ مین لیا اسکو پھر کنارے ہوئی اسکو لیکر ایک پرے مکان مین پھر لے آیا اسکو جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ مین بولی کسی طرح مین مرچکتی اس سے پہلے اور ہوجاتی بھولی بسری پھر آواز دی اسکو اسکے نیچے سے کہ غم نہ کھا کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گرینگی تجھپر پکی کھجورین اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ سو کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو مین نے مانا ہے رحمن کا روزہ سو بات نکرونگی آج کسی آدمی سے

منزل

صحیح بخاری مین عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا مرد اور عورت کا نطفہ چالیس روز تک عورت کے رحم مین رہکر جما ہوا خون ہوجاتا ہے پھر اس خون کا گوشت بن جاتا ہے اور اس گوشت سے ہڈیان بنکر ان ہڈیون پر گوشت کا غلاف چڑھ جاتا ہے اس طرح ساڑھے چار مہینے مین یہ سب کچھ ہوکر بچہ کا پتلا تیار ہوجاتا ہے اور پھر اس پتلہ مین روح پھونکدی جاتی ہے یہ تو سب عورتون کے حمل کی حالت ہوئی حضرت مریم کے حمل مین یہ بات نئی ہوئی کہ بجائے مرد اور عورت کے نطفہ کے فقط عورت کے نطفہ سے کلمہ کن کے موافق پتلہ تیار ہوا اور پتلہ سے اوس روح کا تعلق ہوگیا جو روح جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مریم کے جسم مین پھونکدی تھی چنانچہ سورہ نساء کی آیت انما المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاہا الی مریم سے اس نئی بات کو جتلایا گیا ہے غرضکہ جس صاحب قدرت نے مرد اور عورت کے نطفہ سے خلاف حمل پتلہ کی تیاری کا کام لیا یا بغیر مرد اور عورت کے نطفہ کے آدم علیہ السلام اور حوا کو پیدا کیا فقط عورت کے رحم کی رطوبت سے ایکسا بچہ کا پتلا بنا دینا اسکی قدرت سے کیا بعید ہے ان آیتون مین حضرت مریم کے حمل کا ذکر یہانتک ذکر نہیں تھا کہ وہ حمل بغیر مرد کے نطفہ کے کیونکر رہ گیا سورہ نساء کی اوپر کی آیۃ کو ان آیتون

ساتھ ملایا جاوے تو یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ خلاف عادت اس حمل کا ظہور کیونکر ہوا بغیر مرد کے نطفہ کے
حمل کا رہنا خلاف عادت تھا جس سے مریم علیہ السلام کو یہ اندیشہ ہوا کہ اس خلاف عادت حمل کو دیکھکر قوم کے لوگ
طرح طرح کی باتیں بناویں گے اس اندیشہ سے مریم علیہ السلام اپنے عبادت خانہ سے دور ایک مکان میں چلی گئیں اور بچہ
کی پیدائش کے وقت تک وہیں رہیں اور بچہ کی پیدائش کا درد جب شروع ہوا تو وہاں سے بھی الگ ایک کھجور کے
درخت کے نیچے جا بیٹھیں پھر دردزہ کی تکلیف اور خلاف عادت بچہ کی پیدائش کی شرم سے اپنے آپ کو یوں کوسنے
لگیں کہ کسی طرح اس حالت سے پہلے میں مرجاتی اور اب تک لوگوں کے دل سے بھولی بسری ہوجاتی تو خوب ہوتا
سورۃ الاعراف میں گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل میں کے ستر آدمی جب بجلی گر کر مر گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت
کی تمنا ظاہر کی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت موسوی میں اس طرح کی تمنا جائز تھی اسی واسطے مریم
علیہ السلام نے اس طرح کی تمنا کو جائز رکھا لیکن شریعت محمدی میں تکلیف کے وقت موت کی تمنا جائز نہیں ہے چنانچہ
صحیح مسلم کی انس بن مالک کی روایۃ میں اس طرح کی تمنا کی منا ہی آئی ہے آگے یہ جو ذکر ہے کہ اس گھبراہٹ کے وقت مریم
علیہ السلام کو یہ آواز آئی کہ گھبراؤ نہیں تمہارے پیروں کے نیچے اللہ تعالیٰ نے پانی کی نہر جاری کر دی ہے اور اس کھجور
کے درخت کو ہلاؤ گی تو اس میں سے پکی کھجوریں جھڑیں گی وہ کھجوریں کھاؤ نہر کا پانی پیو اپنے لڑکے کو دیکھکر آنکھیں ٹھنڈی
کرو اور قوم میں کا کوئی شخص نظر آوے اور تم سے بات چیت کرنی چاہے تو اس سے کہدو کہ آج میرا خاموشی کا روزہ ہے اسلئے میں بات
چیت نہیں کر سکتی حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ مریم علیہ السلام کے پیروں کے نیچے سے پیدا ہوتے ہی یہ آواز جبرئیل علیہ السلام کی تھی اور مجاہد کا
قول ہے کہ یہ آواز عیسے علیہ السلام نے دی تھی حافظ ابو جعفر ابن جریر نے مجاہد کے قول کو ترجیح دی ہے اور اس ترجیح کی وجہ یہ
بیان کی ہے کہ اس آواز کے دینے سے مریم علیہ السلام کو عیسے علیہ السلام کے خلاف عادت بولنے کا تجربہ ہوچکا تھا اسی
واسطے انہوں نے آگے کی آیۃ میں قوم کے لوگوں کو اشارہ سے جتلایا کہ تم اس لڑکے سے بات چیت کرو لیکن اکثر سلف کا قول
وہی ہے جسکی روایۃ حضرت عبد اللہ بن عباس سے ہے اس واسطے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں یہی قول لیا ہے شریعت
موسوی میں خاموشی کا روزہ ہوا کرتا تھا شریعت محمدی میں اس طرح کا روزہ جائز نہیں ہے چنانچہ عبد اللہ بن مسعود
نے ایک شخص کو اسطرح کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھکر منع کیا اسطرح کی ممانعت عبد اللہ بن مسعود نے ضرور اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر کی ہوگی کیونکہ اپنی طرف سے صحابہ کوئی ایسا حکم نہیں دیتے تھے۔

منزل ۴

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ
پھر لائی اسکو اپنے لوگوں پاس گود میں بولے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا
أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ۝ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي
باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار پھر ہاتھ سے بتایا اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر بات کریں اس سے

الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ آتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِي مُبٰرَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصٰنِي

کہ وہ گود میں لڑکا ہے وہ بولا میں بندہ ہون اللہ کا مجکو اسنے کتاب دی ہے اور مجکو اسنے نبی کیا اور بنایا مجکو برکت والا جسجگہ

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِي ز وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝

نماز کی اور زکوۃ کی جبتک مین رہون جیتا اور سلوک والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجکو زبردست بدبخت

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝

اور سلام ہے مجھپر جسدن پیدا ہوا اور جسدن مرون اور جسدن اٹھ کھڑا ہون جی کر

تفسیر سدی مین ہے کہ حضرت عیسے کے پیدا ہونے کے بعد شیطان نے مریم علیہ السلام کی قوم مین یہ خبر پھیلا دی کہ مریم کے ہان بن باپ کا بچہ پیدا ہوا اس خبر کو سنکر قوم کے لوگ بڑے جوش مین آئے اور مریم علیہ السلام کو اس الگ مکان مین سے بستی مین بلایا اسپر مریم علیہ السلام چلہ نہانے کے بعد عیسے علیہ السلام کو لیکر قوم کے لوگون کے پاس گئین یہ تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس کے اس قول کے موافق ہے کہ گھبراہٹ کے وقت مریم علیہ السلام کو جو آواز آئی تھی وہ جبرائیل علیہ السلام کی آواز تھی عیسے علیہ السلام کی آواز نہیں تھی - اوپر گزر چکا ہے کہ مجاہد کے قول کے موافق وہ آواز عیسے علیہ السلام کی تھی اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ مجاہد ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اس قول کو ترجیح دی ہے اسواسطے تفسیر ابن جریر مین ہے کہ عیسے علیہ السلام کے بولنے سے جب مریم علیہ السلام کو یہ اطمینان ہو گیا کہ قوم کے لوگون سے عیسے علیہ السلام خود جواب ہی کر لیوین گے تو اسی اطمینان کے بھروسہ پر وہ عیسے علیہ السلام کو گود مین لیکر قوم کے لوگون کے پاس آئین غرض جب مریم علیہ السلام کی گود مین عیسے علیہ السلام کو قوم کے لوگون نے دیکھا تو کہنے لگے مریم تم نے یہ انوکھا کام کیا اور یہ بھی کہنے لگے کہ نیک نامی کی شہرت مین ہارون کی بہن مریم تمہارے ماں باپ تو ایسے بدرویہ نہ تھے پھر تم کس پر ہوئین جو تم نے ایسا انوکھا کام کیا قوم کے لوگون کی یہ باتین سنکر مریم علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا جس سے انکا مطلب یہ تھا کہ میرا تو خاموشی کا روزہ ہے مگر جس لڑکے کی پیدائش کو انوکھا کام کہا جاتا ہے اسکی جوابدہی خود وہ لڑکا ہی کر لیویگا حضرت مریم کے اس اشارہ کے مطلب کو سمجھکر قوم کے لوگونکو بہت غصہ آیا اور غصہ سے یہ کہنے لگے کہ چالیس دن کے بچہ نے دنیا مین کہین باتین کی ہین جو ہم اس لڑکے سے بات چیت کرین قوم کے لوگون کی سب باتین سنکر عیسے علیہ السلام نے وہ جواب دیا جس کا ذکر آگے آتا ہے اگرچہ تفسیر سدی مین ہے کہ مریم علیہا السلام موسےٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کے خاندان مین سے تھے اسواسطے قوم کے لوگون نے مریم علیہ السلام کو ہارون کی بہن کہا کیونکہ عرب کا یہ محاورہ ہے مثلاً تمیمی قبیلہ کے مردون کو تمیم کا بھائی اور عورتون کو تمیم کی بہن کہتے ہیں یہی قول شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین لیا ہے لیکن قتادہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل مین ایک نیک شخص مریم علیہا السلام کے زمانہ کا تھا اسی تشبیہ سے قوم کے لوگون نے مریم علیہا السلام کو ہارون کی بہن کہا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ مریم تم تو نیک اسکی

منزل ۴

ہیں کے زمانہ حال کے ہارون کی طرح نیک مشہور تھیں پھر تم نے انوکھا کام کیوں کیا۔ صحیح مسلم میں مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے
جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے کہ قرآن میں مریم علیہ السلام کو جس ہارون کی بہن کہا گیا ہے وہ
حضرت موسیٰ کے بھائی کے علاوہ دوسرا شخص تھا اس حدیث سے قتادہ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے اسواسطے حافظ
ابوجعفر ابن جریر نے قتادہ کے قول کی پوری تائید کی ہے عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کے لوگوں کو جو جواب دیا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ
اے لوگو میں اللہ کا بندہ اور نبی ہوں اس طرح خلاف عادت میرا پیدا ہونا ایسا ہی میرا ایک معجزہ ہے جس طرح خلاف عادت
میرا بولنا معجزہ ہے قرآن شریف کی ان آیتوں میں جس طرح یہ ذکر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو اللہ کا بندہ کہا اسطرح
کا ذکر یوحنا کی انجیل کے باب ۸ میں بھی ہے قرآن کا جھٹلانا تو عیسائیوں کے نزدیک معمولی ہے مگر معلوم نہیں انجیل کے باب کو یہ
لوگ کس طرح جھٹلاتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن کی عمر میں اپنے آپ کو نبی صاحب کتاب جو جتلایا اوسکا مطلب
یہ ہے کہ وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ انکو صاحب کتاب نبی کریگا دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے عالم ارواح میں جو عہد لیا گیا ہے
اسکا ذکر سورہ ال عمران میں گزر چکا ہے جس سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ ہر نبی کو اپنے پیدا ہونے سے پہلے اپنی نبوت
کا حال معلوم ہے اسی واسطے ترمذی میں ابوہریرہ کی صحیح روایت ہے جسمیں خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے میں نبی تھا اپنی نبوت کے ذکر کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی ہو کر ہر وقت میں اللہ کی
رضامندی کے کاموں کی نصیحت لوگوں کو کرتا رہونگا اسلیے میں جہاں رہونگا وہاں خیر و برکت رہے گی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے
مجکو تا بہ زندگی نماز و زکوۃ کا حکم فرمایا ہے عیسیٰ علیہ السلام کے حال میں علما نے لکھا ہے کہ زکوۃ کے قابل نقد روپیہ کا جمع کرنا
تو درکنار عیسیٰ علیہ السلام دوسرے دن کے لیے کوئی کھانے کی چیز نہیں رکھتے تھے اسی واسطے زکوۃ کے معنے گناہوں سے پاک
رہنے کے ہیں پھر فرمایا مجکو یہ بھی حکم ہے کہ میں ماں کے ساتھ سلوک سے رہوں لوگوں پر ظلم و زیادتی کر کے عقبیٰ کے اجر سے بدنصیب
نہ ٹھیروں پھر فرمایا پیدا ہونے کے دن مرنے کے دن اور حشر کے دن کی پریشانی سے اللہ تعالےٰ نے مجکو امن و امان میں کہا ہے
صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتیں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کے انجام اور لوگوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنے
کے انجام میں اوپر گزر چکی ہیں وہی روایتیں وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا کی گویا تفسیر ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ ماں باپ سے
بدسلوکی کرنے والا جنت کے اور ظلم و زیادتی کرنے والا نیکیوں کے ہاتھ سے کھو دینے کے سبب سے بڑا بدنصیب ہے صحیح بخاری
و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان
اس بچے کی پسلی میں اپنی انگلی چبھو کر اس بچہ پر اپنا تسلط جتاتا ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کے اس
تسلط سے امن و امان میں رکھا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے نواس بن سمعان کی روایت سورۃ الکہف میں گزر چکی ہے کہ قیامت
کے قریب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر آویں گے اور دجال کو قتل کریں گے سورۃ الانبیاء میں آویگا کہ مشرکین مکہ نے
جب اپنے بتوں کا دوزخ کا ایندھن بنائے جانے کا حال سنا تو وہ مشرک یوں کہنے لگے کہ نصرانی لوگ عیسیٰ علیہ السلام

منزل ۴

کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں تو عیسیٰ بھی کیا ہمارے بتوں کے ساتھ ہونگے اسپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ کے ایسے خاص بندے قیامت
کے دن کی ہر ایک آفت سے بے فکر اور ہر طرح امن و امان مین رہیں گے عیسیٰ علیہ السلام نے یہ جو فرمایا کہ پیدا ہونے کے دن مرنے
کے اور حشر کے دن کی پریشانی سے اللہ تعالیٰ نے مجکو امن و امان مین رکھاہے اوسکا مطلب سورہ الانبیا کی آیتون اور اوپر کی حدیث
سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا ہونے کے دن انکو شیطان کے تسلط سے امن میں رکھا اور
فارغ بنی ہونے کا مرتبہ دیکر دنیا سے اوٹھایا اور حشر کے دن کی ہر ایک آفت سے امن مین رکھنے کا وعدہ اپنے کلام پاک مین فرمایا

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝

یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا سچی بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں

یہود اور نصاریٰ دونو حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کے باب میں طرح طرح کے شک مین پڑے ہوئے ہیں یہود کا شک حضرت مریم
کے باب مین یہ ہے کہ حضرت مریم کو وہ یوسف نجار کے ساتھ زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کے باب میں انکا شک یہ ہے
کہ نہ وہ حضرت عیسیٰ کو حلال کی اولاد جانتے ہیں نہ نبی جانتے ہیں جب حضرت عیسیٰ نبی ہوئے اور طرح طرح کے معجزے انسے ظاہر
ہوئے اسی شک سے کہ وہ نبی نہیں ہیں یہود انکے دشمن ہوگئے اور اسوقت کے یونان کے ستارہ پرست بادشاہ سے انھون نے
حضرت عیسیٰ کی چغلیان کھاکر سولی کا حکم حاصل کیا آخر اللہ تعالیٰ نے ایک شخص پر حضرت عیسیٰ کی شباہت ڈالدی اور اس شخص
کو مخالفون نے سولی پر چڑھا دیا یہ قصہ سورہ نساء مین ہے اور نسائی تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں اس قصہ کی تفصیل سے
روایتہ ہے نصاریٰ کا شک حضرت عیسیٰ کے باب مین یہ ہے کہ ایک فرقہ تو نعوذ باللہ من ذالک حضرت عیسیٰ کو خدا کہتے ہیں
اور ایک فرقہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ایک فرقہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ اور اللہ تعالیٰ کو ملاکر تین خدا ہونے
کے قائل ہیں اگرچہ خدا تعالیٰ نے ان آیتون مین حضرت مریم کی برات کا اور حضرت عیسیٰ کا اللہ کا بندہ اور رسول ہونے کا ذکر
فرماکر یہود و نصاریٰ دونون کے شک کو رفع فرمادیا ہے لیکن ہر کام کا وقت اللہ کی جناب مین مقرر ہے قیامت کے قریب
جب حضرت عیسیٰ دجال کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے اوترکر زمین پر آوین گے اسوقت ان دونون کا شک جاوے گا
اور دونون حضرت عیسیٰ کو رسول جانکر ایمان لاوین گے سورہ نساء مین اس کا ذکر گزرا ہے اور صحیح حدیثون مین اسکی تفصیل آئی
ہے نصاریٰ مین کا جو فرقہ حضرت عیسیٰ مریم علیہما السلام اور اللہ تعالیٰ کو ملاکر خدا کہتا ہے اسکو تثلیث کا فرقہ کہتے ہین اس فرقہ کو تو
ان مین کے فرقہ پروٹسٹنٹ نے یون جھٹلا دیا ہے کہ یہ تثلیث کا مسئلہ انجیل مین نہیں ہے یہ پروٹسٹنٹ فرقہ انجیلی کہلاتا ہے
یہ لوگ تثلیث کے مسئلہ کو انجیل کے مابعد کا مسئلہ خیال کرکے اپنی کتابون مین اسکا ذکر نہین کرتے علاوہ اسکے تین خدا کو ماننا کھلم
کھلا شرک ہے اور انجیل یوحنا کے سترھوین باب میں لکھا ہے کہ مشرک کا ٹھکانا دوزخ ہے اس سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے
کہ اس طرح سے شرک کا پھیلانے والا مسئلہ کسطرح انجیل کے حکم کے موافق نہین ہوسکتا انجیل متی کا تیسرا اور چوتھا باب دیکھنے
کے قابل ہے جسمین عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو معبود لاشریک اور اپنے آپکو اللہ کا بندہ ٹھہرایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ انصاف

منزل ۴

ہیں کہ جو فرقے عیسےٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اُنکا اعتقاد عیسےٰ علیہ السلام کے قول کے برخلاف ہے سورہ المائدہ میں گزر چکا ہے کہ نصاریٰ میں یہ اعتقاد عیسےٰ علیہ السلام کے بعد بعضے لوگوں کی الہاموں کی بنا پر پیدا ہوئے ہیں اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ یوحنا حواری نے اپنے رسالے کے چوتھے باب میں عیسےٰ علیہ السلام کے بعد کے الہاموں کو بے اعتبار ٹھہرا دیا ہے سورہ المائدہ اور سورہ التوبہ میں بھی عیسائیوں کا حال گزر چکا ہے صحیح بخاری و مسلم میں عبادہؓ بن الصامت سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیسےٰ علیہ السلام کے اللہ کے بندے اور رسول ہونے کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ نے عیسےٰ علیہ السلام کے اصلی حال میں طرح طرح کی غلط باتیں تراش لی تھیں اسواسطے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ میں عیسےٰ علیہ السلام کے بندے اور رسول ہونے کو قول الحق فرمایا اسی طرح اللہ کے رسول نے بھی خاص طور پر اس حق بات کو جتلا دیا۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

اللہ ایسا نہیں کہ رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھیرا تا ہے کچھ کام یہی کہتا ہے اسکو کہ ہو وہ ہوتا ہے

اوپر گزرا کہ نصاریٰ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے باب میں طرح طرح کا جھگڑا ہے اسی واسطے اس آیۃ میں فرمایا یہ جھگڑا ڈالنے والے لوگ اللہ کی قدرت کو بھول گئے ہیں اسواسطے ایسی باتیں کرتے ہیں اُسکی قدرت تو وہ ہے کہ جس کام کے کرنے کا اُس کا ارادہ ٹھہرتا ہے کلمہ کن کے فرما دینے سے وہ کام فوراً ہو جاتا ہے اسی کلمہ کن کے فرما دینے سے اُس نے بغیر ماں باپ کے آدم علیہ السلام اور بغیر باپ کے عیسےٰ علیہ السلام کو پیدا کیا غرض عیسےٰ علیہ السلام آدم علیہ السلام کی طرح اللہ کی مخلوق میں سے ہیں نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے نہ خدا کے شریک اللہ کی شان ان لوگوں کی تراشی ہوئی باتوں سے بہت دور ہے اسیواسطے کسی آسمانی کتاب سے یہ لوگ اپنی ان تراشی ہوئی باتوں کی سند نہیں پیش کر سکتے صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے عبادہؓ بن الصامت کی حدیث جو اوپر کی آیۃ کی تفسیر میں گزری وہ اور متی کی انجیل کا تیسرا اور چوتھا باب گویا اس آیۃ کی تفسیر ہیں جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر کی آیۃ کی تفسیر میں بیان کیا گیا کہ عیسےٰ علیہ السلام انجیل اور قرآن کی تعلیم کے موافق اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور عیسےٰ علیہ السلام کے بعد بعضے الہاموں کی بنا پر جو باتیں تراشی گئی ہیں وہ الہام بالکل غلط ہیں کیونکہ کوئی صحیح الہام کتاب آسمانی کے برخلاف نہیں ہو سکتا کسلئے کہ اللہ کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ وحی کے ذریعہ سے نبی کو ایک حکم دیا اُسی نبی کی امت میں کے بعضے لوگوں کو الہام کے ذریعہ سے دوسرا حکم دے اور الہام کے ذریعہ سے وحی آسمانی کو جھٹلا دے چالیس دن کی عمر میں معجزے کے طور پر عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کے لوگوں سے جو باتیں کہیں اُن باتوں کے سلسلہ میں اس آیۃ اور اس سے اوپر کی آیۃ کا مضمون اللہ تعالیٰ نے نصیحت کے طور پر بڑھا دیا تھا اب آگے کی آیۃ میں عیسےٰ علیہ السلام کی باتوں کے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

اور کہا بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اسی کی بندگی کرو یہ ہے راہ سیدھی

منزل ۴

شروع تقریر میں عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا تھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں رسول ہوں اسی سلسلہ میں اب یہ فرمایا کہ اے لوگو جب میں اور تم سب اللہ کے بندے ہیں اور وہ ہم سب کا معبود اور رب ہے تو خالص اسی کی عبادت کا کرنا اور اسکی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا ایک ایسی سیدھا راستہ ہے مطلب یہ ہے کہ سوائے اس ایک راستہ کے اور سب راستے ٹیڑھے ہیں اس لئے کہ خالص اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر جو کوئی دوسرا راستہ چلا وہ دوزخ میں جانے کا شرکیہ راستہ ہے مسند امام احمد نسائی مستدرک حاکم میں عبداللہ بن مسعود سے اور ترمذی وغیرہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے معتبر روایتیں ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز بہت سی لکیریں زمین پر کھینچ کر یہ فرمایا کہ ان میں سوائے ایک راستہ کے اور سب راستے دوزخ کے ہیں اور وہ ایک راستہ دوزخ سے بچا ہوا وہی ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں ان روایتوں سے اور انجیل یوحنا کے باب ۱۷ سے عیسیٰ علیہ السلام کی اس نصیحت کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ جو کوئی خالص اللہ کی عبادت کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ چلا وہ دوزخ میں جانے کا شرک کا راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

پھر کئی راہ ہوگئے فرقے ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

کیا سنتے دیکھتے ہوں گے جسدن آویں گے ہمارے پاس پر بے انصاف آجکے دن صریح بھٹکتے ہیں

منزل ۴

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت کا نتیجہ ذکر فرمایا کہ جو لوگ اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام کا پیرو کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت کو بالکل رائگاں کر دیا اور بجائے خالص اللہ کی عبادت کے ان میں کے کچھ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہنے لگے کچھ خدا کا بیٹا اور کچھ خدا کا شریک اور ان میں کے جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت پر قائم تھے ان سے لڑے اور انکو مارا اس لڑائی کا ذکر اسوقت کی تاریخ کی کتابوں میں تفصیل سے ہے پھر فرمایا ایسے منکر شریعت لوگوں کو قیامت کے دن بڑی خرابی پیش آنے والی ہے اب دنیا میں تو یہ لوگ اللہ کے رسول کی نصیحت کو رائگان کر رہے ہیں لیکن قیامت کے دن اس نصیحت کے سننے کو انکے کان اور نصیحت کے رائگان کرنیکے عذاب کو دیکھنے کے لئے انکی آنکھیں کھل جاوینگی مگر وہ بے وقت کا سننا دیکھنا انکے کچھ کام نہ آویگا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انس رض بن مالک کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ کم سے کم عذاب والا دوزخی شخص تمام دنیا کے مال ومتاع کو جرمانہ میں دیکر دوزخ کے عذاب سے نجات چاہیگا تو نجات نہ ہو سکے گی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ اللہ کے رسولوں کی نصیحت کو رائگان کرنا اتنا بڑا جرم ہے جو تمام دنیا کے مال متاع کے جرمانہ سے بھی معاف نہیں ہو سکتا۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ

اور ڈر سنا دے انکو اس پچھتاوے کے دن کا جب فیصل ہو چکے گا کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ یقین نہیں لاتے ہم وارث

نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ○

ہون گے زمین کے اور جو کوئی ہے زمین پر اور ہماری طرف پھر آوینگے

ع ۵

اوپر عیسائیون کا ذکر فرما کر ان آیتون میں مشرکین مکہ کا ذکر فرمایا جس سے یہ بات جتلائی گئی ہے کہ جس طرح عیسائی لوگ اپنے آپ کو عیسے علیہ السلام کا پیرو کہتے ہیں اور حقیقت میں عیسے علیہ السلام کے طریقہ کے بالکل برخلاف ہیں یہی حال ان مشرکین مکہ کا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی کا پابند کہتے ہیں اور حقیقت میں ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ کے بالکل برخلاف ہیں کیونکہ ابراہیم علیہ السلام تو بت پرستی سے ایسے بیزار تھے کہ اسی پر انکا اور انکے باپ کا جھگڑا ہوا جسکا ذکر آگے آتا ہے اور ان لوگون کا یہ حال ہے کہ رات دن بت پرستی میں لگے ہوئے ہیں قیامت کے دن اس بت پرستی کی جو سزا انکو بھگتنی پڑیگی اس سے بالکل غافل ہیں اور باوجود ہر وقت کی نصیحت کے اس شرک سے باز نہین آتے اس لئے اے رسول اللہ کے تم اپنا کام کئے جاؤ کہ ان لوگون کو اس دن کے پچتاوے سے ڈراتے رہو اس پر جو لوگ شرک سے باز نہ آدین تو اسکا کچھ رنج نہ کرو ایک دن دنیا فنا ہونے والی ہے اور دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہو کر جب تمام دنیا کے لوگ سزا و جزا کے لئے ہمارے روبرو حاضر ہونگے تو اسوقت یہ لوگ اپنے اس شرک کی سزا بھگت کر بہت پچتاوین گے اس پچتاوے کا ذکر سورہ الانعام میں گزر چکا ہے کہ اس طرح کے لوگ اپنی دنیا کی غفلت کی زندگی پر پچتا کر پھر دوبارہ دنیا میں آنے اور نیک عمل کرنے کی خواہش کرینگے مگر اس بے وقت کے پچتانے اور بے موقع خواہش سے انکو کچھ فائدہ نہ ہوگا صحیح بخاری مسلم اور ترمذی میں ابو سعید خدری سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب جنت میں ہمیشہ رہنے والے جنتیون اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے دوزخیون کو یہ حکم سنا دیا جاویگا کہ اب جو جہان ہے وہیں رہے گا کبھی وہان سے نہ نکلے گا اسوقت دوزخی لوگ اپنی دنیا کی غفلت کی زندگی پر بہت پچتاوینگے یہ حدیث فرما کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونون آیتون میں کی پہلی آیت پڑھی اس حدیث سے ایسے لوگونکے پچتاوے کے وقت کی تفسیر اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے

منزل ۴

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۥ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ

اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا بیشک تھا وہ سچا نبی جب کہا اپنے باپ کو اے باپ میرے کیون پوجتا ہے جو چیز نہ سنے

وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ○ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ

اور نہ دیکھے اور نہ کام آوے تیرے کچھ اے باپ میرے مجکو آئی خبر ایک چیز کی جو تجکو نہیں آئی سو میری راہ چل سوجھا دون

صِرَاطًا سَوِيًّا ○ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ○ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ

تجکو راہ سیدھی اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بیشک شیطان ہے رحمن کا بے حکم اے باپ میرے

اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ○ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ

میں ڈرتا ہون کہیں لگے تجکو ایک آفت رحمن سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے میرے

أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ

پھا کرون سے اے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑیگا تو تجکو پتھراؤ سے مار ونگا اور مجسے دور جا ایک مدت کہا تیری سلامتی رہی مین گناہ

لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ۝ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا

تیرا اپنے رب سے بخشوا ونگا بیشک وہ ہی مجپہر مہربان اور کنارہ پکڑتا ہون تم سے اور جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا اور مین پکارونگا اپنے رب کو

أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

رہونگا اپنے رب کو پکار کر محروم پھر جب کنارے ہوا اُنسے اور جنکو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہمنے اُسکو اسحق

وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝

اور یعقوب اور دونون کو نبی کیا اور دیا ہمنے اُنکو اپنی مہر سے اور رکھا اُنکے واسطے سچا بول اونچا

تفسیر سدی اور سیرۃ ابن اسحاق مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ جو لکھا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کی پیدائش سے پہلے نمرود نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک بڑا روشن ستارہ آسمان پر نکلا ہے اُسوقت کے نجومیون سے اوسنے اپنا یہ خواب بیان کیا اونھون نے جواب دیا کہ اس سال ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا کہ اوسکے سبب سے تیری سلطنت غارت ہو جاویگی اس خواب کی تعبیر کے خوف سے بستی کے سب مردون کو اپنے ساتھ لیکر نمرود بستی کے باہر چلا گیا اور سب عورتون کو بستی کے اندر چھوڑ دیا تاکہ اس سال مرد و عورت مین مباشرت اور کوئی اولاد پیدا نہ ہو لیکن خدا کے کارخانون کو کون روک سکتا ہے بستی مین آنے کا ایک ضروری کام درپیش آیا اور نمرود نے حضرت ابراہیم کے باپ آزر کو اُس کام کے لئے بستی مین بھیجا اور سخت تاکید کی کہ تم اپنی بی بی سے مباشرت نہ کرنا مگر جب آزر بستی مین آئے تو انسے نہ رہا گیا اُنھون نے اپنی بی بی سے مباشرت کی اور حضرت ابراہیم کا حمل رہا نجومیون نے پھر نمرود کو خبر دی کہ اُس لڑکے کا حمل قرار پاچکا ہے لیکن حضرت ابراہیم کی مان کو دیکھنے مین حمل نہیں معلوم ہوتا تھا آخر حضرت ابراہیم پیدا ہو اور نمرود کے خوف سے سات برس کی عمر تک انکی مان نے انکو ایک تہ خانہ مین پالا پہلے تو حضرت ابراہیم کی مان نے اپنے خاوند آزر سے بھی حضرت ابراہیم کا حال چھپایا اور یون کہہ دیا کہ ایک مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تھا کیونکہ جب نجومیون نے نمرود کو اُس بچہ کے حمل قرار پا جانے کی خبر دی تھی تو نمرود نے حکم دیدیا تھا کہ اس سال جو بچہ پیدا ہو وہ مار ڈالا جاوے اس خوف سے حضرت ابراہیم کی مان نے اپنے خاوند سے بھی حضرت ابراہیم کے حال کو چھپایا کہ نمرود کی خوشامد سے کہیں آزر اس بچہ کا حال ظاہر کر کے اس بچہ کو قتل نہ کرادیوین اس تہ خانہ کے رہنے کے زمانہ مین انکی مان نے ایک رات ان کو تہ خانہ سے باہر نکالا تھا اور جب ہی اونھون نے چاند ستارون کو غروب اور طلوع کے وقت دیکھکر ھذا ربی کہا تھا جس کا ذکر سورہ انعام مین ہے غرض جب نمرود کے خواب کو سات برس گزر گئے اور بچون کے مار ڈالنے کا حکم بھی نمرود نے موقوف کر دیا اور حضرت ابراہیم خوب باتین کرنے لگے تو ایک روز حضرت ابراہیم کی مان نے آزر سے محبت دلانے کے لئے

حضرت ابراہیم کی باتون کا اور حضرت ابراہیم کی پیدائش کا حال کہا آزر نے حضرت ابراہیم کو تہ خانہ مین جاکر دیکھا اور جتلایا
کہ یہ تمہارا باپ ہون حضرت ابراہیم نے کہا اے میرے باپ تمہارا پیدا کرنے والا کون ہے آزر نے کہا نمرود حضرت ابراہیم
کہا نمرود کو کس نے پیدا کیا آزر نے ایک طمانچہ حضرت ابراہیم کے مونہہ پر مارا اور غصہ ہو کر تہ خانہ سے باہر چلے آئے یہ گویا بت
پرستی کی پہلی بحث تھی جو حضرت ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کی پھر اسی طرح سولہ برس کی عمر تک حضرت ابراہیم اپنے باپ
اور اپنی قوم کے لوگون سے بحث کرتے رہے اور طرح طرح سے بت پرستی کی برائی انکو سمجھاتے رہے اون ہی بحثون مین کی ایک
بحث کا ان آیتون مین ذکر ہے جب ان بحثون سے وہ لوگ نہ مانے تو سولہ برس کی عمر مین حضرت ابراہیم نے اون کے بت توڑ ڈالے
اور اسی الزام مین نمرود نے پہلے تو حضرت ابراہیم کو چند روز قید مین رکھا پھر قید سے ایک روز انکو اپنے روبرو بلایا اور بحث
ہوئی جسکا ذکر سورہ بقرہ مین گزر چکا ہے حضرت ابراہیم نے نمرود سے کہا کہ میرا خدا تو ہر روز مشرق سے سورج نکالتا ہے تجھہ مین
کچھہ قدرت ہے تو سورج کو مغرب سے نکال اس بحث مین لاجواب ہو کر پھر نمرود نے حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالا یہ قصہ
سورہ انبیا مین آویگا اولوالعزم رسولون مین پہلے رسول حضرت نوح ہین دوسرے حضرت ابراہیم بغیر اولوالعزم دو رسول
حضرت ہود اور حضرت صالح حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے بیچ کے زمانہ مین گزرے ہین جامع الاصول مین ہے کہ حضرت
نوح اور حضرت ابراہیم کے بیچ کے زمانہ کی مدت بارہ سو چالیس برس کی ہے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری حضرت ابراہیم مین
بہت تھی حکم آتے ہی اسی برس کی عمر مین اپنے ہاتھہ سے اپنا ختنہ کیا جس کا ذکر صحیح بخاری مین ابوہریرہ کی روایت سے ہے
اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کے ذبح کرنے کو جھٹ مستعد ہوگئے جس کا ذکر والصافات مین آویگا مہمان نوازی حضرت ابراہیم کی
مشہور ہے مکہ کے مشرک لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر کہتے تھے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیتون مین انکو بت پرستی
کے وبال سے ڈرا کر ان آیتون مین ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا تاکہ ان لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ ابراہیم علیہ السلام
بت پرستی سے کس قدر بیزار تھے پھر یہ لوگ بت پرستی میں گرفتار رہ کر اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر کیونکر بتلا سکتے ہین غرض باپ
کی بت پرستی سے بیزار ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ جن بتون کو تم پوجتے ہو نہ اونکے کان ہین جو تمہارا کوئی
مقصد وہ سنین نہ اونکی آنکھین ہین جو تمہاری پوجا کی حالت کو وہ دیکھین پھر کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کہ یہ بت تمہارا کونسا
مقصد پورا کر سکتے ہین اگر تم میرا کہنا مانو تو مین تم کو عبادت کا سیدھا رستہ بتا سکتا ہون جن نیک لوگون کی مورتون کو تم
پوجتے ہو اون نیک لوگون کو تو تمہاری اس پوجا کی خبر تک بھی نہیں یہ تو شیطان کا کام ہے کہ جیسا وہ خود گمراہ ہے اور دن
کو بھی ویسا کرنا اور اپنا گروہ بڑھانا چاہتا ہے اے میرے باپ مین ڈرتا ہون کہ شیطان کے کہنے پر چلنے اور شیطان کا
ساتھی قرار پا جانے سے تم پر اللہ کی طرف سے کوئی آفت نہ آجاوے ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر نے ابراہیم علیہ السلام
کی یہ باتین سنکر کہا معلوم ہوتا ہے ابراہیم تم ہمارے ٹھاکرون سے پھرے ہوئے ہو اگر تم اپنی اس حالت کو نہ چھوڑ دوگے تو
مین تمکو پتھرون سے کچل ڈالونگا جاؤ کچھہ دنون تک تم مجھکو اپنی صورت نہ دکھاؤ باپ کی یہ باتین سنکر ابراہیم علیہ السلام

منزل ۴

باپ کو رخصتی سلام کیا اور یہ کہا کہ اے باپ مین تم سے اور تمہارے تبون سے کنارے ہو جاتا ہون مگر مین جہان رہونگا
تمہارے حق مین دعا خیر کرتا رہونگا اور مجھکو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میری دعا رائگان نہ جاویگی آگے اللہ تعالے
نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے واسطے اپنے مان باپ اور قوم کو چھوڑا تو اونکو اولاد اور اولاد کی اولاد والا
کیا اور ان سب کو نبی کر کے اِن کا ذکر خیر دنیا مین باقی رکھا۔ صحیح بخاری وغیرہ مین معراج کی جو روایتین ہین اونسے معلوم
ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور خاتم الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ملاقات ساتوین آسمان پر ہوئی ہے ان روایتون
سے ابراہیم علیہ السلام کا رتبہ اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ
اور مذکور کر کتاب میں موسی کا وہ تھا چنا ہوا اور تھا رسول نبی اور پکارا ہمنے اُسکی داہنی طرف
الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝
سے طور پہاڑ کے اور نزدیک بلایا اُسکو بھید کہنے کو اور بخشدیا ہمنے اُسکو اپنی مہر سے بھائی اُسکا ہارون نبی

تفسیر سدی اور تفسیر ابن جریر وغیرہ مین حضرت موسی کی پیدائش کا قصہ جو ذکر کیا گیا ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت موسی
کی پیدائش سے پہلے فرعون نے خواب مین دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ نکلی اور سوا بنی اسرائیل کے
محلہ کے تمام مصر کو اُس آگ نے جلا دیا فرعون نے اپنا یہ خواب اسوقت کے نجومیون سے بیان کیا اونھون نے
کہا ایک لڑکا بنی اسرائیل مین سے جن کا اصل وطن ملک شام بیت المقدس کی سرزمین ہے پیدا ہونے والا ہے اُس کے
ہاتھ سے مصر خراب اور برباد ہوگا فرعون نے بنی اسرائیل مین جو لڑکے پیدا ہوتے تھے اون کے مار ڈالنے کا حکم دیا
ہزار ہا لڑکے بنی اسرائیل کے قتل کئے گئے جب حضرت موسی پیدا ہوئے تو اللہ تعالی نے اونکی مان کے دل مین یہ بات
ڈالدی کہ ان کی مان نے حضرت موسی کو ایک صندوق مین بند کر کے اور ایک رسی سے اوس صندوق کو باندھکر وہ
صندوق دریا مین ڈالدیا جب دودھ پلانا ہوتا وہ صندوق کی رسی کھینچکر صندوق مین سے حضرت موسی کو نکالکر دودھ
پلا دیا کرتین اور پھر وہ صندوق دریا مین ڈالدیا کرتین ایک روز خدا کی قدرت کہ وہ رسی کھل گئی اور صندوق دریا مین بہگیا
حضرت موسی کی مان نے گھبرا کر حضرت موسی کی بہن مریم کو اوس صندوق کی خبر کو بھیجا مریم نے آنکر خبر دی کہ دریاے
نیل سے ایک نہر فرعون نے جو اپنے رہنے کے مکان تک کاٹ لی تھی اُسکے راستہ سے بہکر وہ صندوق فرعون کے دروازہ
پر پہنچ گیا اور اتفاق سے وہ صندوق حضرت آسیہ فرعون کی بی بی کو نظر پڑا اور اونھون نے نکلوایا اور کھولا اور فرعون
سے حضرت موسی کے پالنے کی اجازت بھی حاصل کر لی اور حضرت موسی کسی انا کا دودھ نہیں پیتے اسواسطے ایسی انا
کی تلاش ہو رہی ہے جس کا دودھ حضرت موسی پیئین سورہ طٰہٰ و سورہ شعرا اور قصص مین یہ قصہ پورا آویگا کہ خدا کی قدرت
سے حضرت موسی اپنی مان کے ہی دودھ سے اپنے دشمن فرعون کے گھر مین پرورش پائی اور پھر بڑے ہوگئے اور وہان

منزل ٤

حضرت شعیب کی بیٹی سے نکاح ہوا اور دس برس مدین مین رہے جب حضرت موسیٰ گھٹنیون چلنے لگے تو ایک دن آسیہ نے انکو فرعون کی گود مین دیا حضرت موسیٰ نے فرعون کی ڈاڑھی نوچ لی فرعون کو غصہ آگیا اُس نے جلاد کو حضرت موسیٰ کے مار ڈالنے کے لیے بلوایا آسیہ نے کہا کہ ناسمجھ بچہ ہے اسکی بات پر تم کیا غصہ کرتے ہو ناحق لوگ ہنسین گے مین ایک طرف آگ کا انگارہ رکھتی ہون اور ایک طرف یاقوت رکھتی ہون اگر اس بچہ نے آگ کا انگارہ اوٹھا لیا تو جان لینا ناسمجھ بچہ ہے اور اگر یاقوت اوٹھایا تو جاننا سمجھدار ہے پھر تمکو مروا ڈالنے کا اختیار ہے یہ دونون چیزین آسیہ نے رکھین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ کا ہاتھ پکڑ کر آگ مین ڈالدیا اور وہ آگ کا انگارہ حضرت موسیٰ کے ہاتھ مین دیکر پھر حضرت موسیٰ کا ہاتھ حضرت موسیٰ کے مونہہ مین دیدیا جس سے حضرت موسیٰ کی زبان جلکر توتلی ہوگئی پھر نبی بننے کے بعد جب حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ توتلا پن گیا جس کا ذکر سورہ طہٰ مین آویگا ایک سو بیس برس کی عمر مین حضرت موسیٰ نے وفات پائی صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ملک الموت جب حضرت موسیٰ کی جان قبض کرنیکے لیے آئے تو حضرت موسیٰ نے ملک الموت کی آنکھ مین ایک گھونسا مارکر ملک الموت کی آنکھ پھوڑ ڈالی ملک الموت نے جاکر خدا تعالیٰ سے فریاد کی اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ اچھی کردی اور فرمایا کہ پھر جاکر موسیٰ سے کہو کہ اگر انکو دنیا کی زیست درکار ہے تو ایک بیل کی پیٹھ پر وہ ہاتھ رکھدین بیل کے جتنے بال انکے ہاتھ کے نیچے دبین گے ہر ایک بال کو ایک سال قرار دیکر انکی عمر بڑھا دی جاویگی جب ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام حضرت موسیٰ کو پہنچایا تو حضرت موسیٰ نے کہا کہ اتنی عمر پانے کے بعد پھر آخر انجام کیا ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا آخر موت ہے حضرت موسیٰ نے کہا تو ابھی سہی بعضے لوگون نے اس حدیث کے مطلب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت موسیٰ نے ملک الموت کو پہچان لیا تھا اور پھر آنکھ پھوڑی تو اللہ کے فرشتہ کی توہین کی اور اگر نہیں پہچانا اور ایک اجنبی شخص جانکر گھونسا مارا تو حضرت موسیٰ سے قصاص لینا چاہیے تھا جواب اس اعتراض کا وہی ہے جو حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین دیا ہے کہ شریعت موسوی اور شریعت محمدی انسانون پر نافذ اور جاری ہے یہ قصہ ایک اللہ کے رسول اور ایک فرشتہ کے فی مابین کا ہے اس قصہ کا فیصلہ کسی شریعت انسانی سے نہین ہوسکتا خاص اللہ تعالیٰ کے اقتدار مین یہ فیصلہ تھا جو اللہ تعالیٰ کو مناسب معلوم ہوا وہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کردیا اب اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے بعد کسی انسان کی کیا بساط ہے جو اس فیصلہ پر اعتراض کرسکے حاصل یہ ہے کہ یہ اعتراض حد شریعت سے بڑھا ہوا ہے اسلئے علما کی توجہ کے قابل نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دس برس مدین مین رہنے کے بعد شعیب علیہ السلام سے اجازت لیکر جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں اور بھائی ہارون سے ملنے کا قصد کیا اور مدین سے مصر کی طرف روانہ ہوئے تو اُسوقت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ انکی بی بی بھی تھین جاڑے کا موسم اور رات کا سفر تھا اور موسیٰ علیہ السلام رات کے اندھیرے کے سبب سے راستہ بھی بھول گئے تھے اسی حالت مین اون کو دور سے آگ کی روشنی نظر آئی یہ آگ کی روشنی دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بی بی سے کہا تم یہیں ٹھیرے رہو مین

منزل ۴

اس آگ میں سے ایک انگارہ لے آؤں اور آگ کے پاس کوئی آدمی مل گیا تو اوس سے راستہ بھی پوچھ لوں گا علما کا قول ہے کہ اللہ تعالی کے روئے مبارک کے آگے جو پردے ہیں انہیں ایک پردہ آگ کا بھی ہے وہی آگ موسی علیہ السلام کو نظر آئی تھی صحیح مسلم میں ابو موسے اشعری سے جو روایت ہے اس میں بھی اس آگ کے پردہ کا ذکر ہے اس حدیث سے ان علما کے قول کی تائید ہوتی ہے غرض اوس روشنی میں سے موسی علیہ السلام کو اللہ تعالی کی آواز آئی اور اللہ نے موسی علیہ السلام کو فرعون اور اسکی قوم کی ہدایت کے لئے نبی ٹھہراکر موسی علیہ السلام سے بہت سی باتیں کیں جن کا ذکر سورہ طٰہٰ میں آویگا اسی وقت عصا اور ید بیضا کا معجزہ موسی علیہ السلام کو عطا ہوا اور موسی علیہ السلام کی خواہش پر ہارون علیہ السلام کو بھی نبی قرار دیا یہ سب ذکر بھی سورہ طٰہٰ میں تفصیل سے آویگا ان آیتوں میں بھی وہی ذکر مختصر طور پر فرمایا گیا ہے صحیح بخاری وغیرہ میں معراج کے بیان میں جو روایتیں ہیں انکے موافق خاتم الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور ہارون علیہ السلام کی ملاقات پانچویں آسمان پر ہوئی اور موسی علیہ السلام کی چھٹے آسمان پر ان روایتوں سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے مرتبہ میں فرق ہے مشرکین مکہ موسی علیہ السلام کو صاحب تورات نبی اور یہود کو اہل کتاب جانتے تھے اسی واسطے اونھوں نے یہود کے مشورہ کے موافق روح اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پوچھا تھا لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نبوت پر انکا یہ اعتراض تھا کہ اللہ کا رسول انسان نہیں ہوسکتا فرشتہ ہونا چاہئے اس اعتراض کو موسی علیہ السلام کے ذکر سے یوں غلط ٹھہرایا کہ آخر موسی علیہ السلام بھی انسان تھے پھر وہ کیونکر اللہ کے رسول قرار پائے۔

منزل ۴

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ

اور مذکور کر کتاب میں اسمعیل کا وہ تھا وعدے کا سچا اور تھا رسول نبی اور حکم

يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝

کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا اور تھا اپنے رب کے یہاں پسند

تفسیر ابن ابی حاتم میں معتبر سند سے ابن شہاب زہری کا قول ہے۔ کہ اسمعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے کچھ وعدہ کیا تھا پھر وہ شخص وعدہ پر نہیں آیا تو اسمعیل علیہ السلام ایک برس تک اس شخص کا انتظار کرتے رہے ان آیتوں میں اسمعیل علیہ السلام کو وعدہ کا سچا جو فرمایا اسکی تفسیر اس قصہ سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے یہ محمد بن مسلم ابن شہاب زہری قتادہ کے مرتبے کے بڑے ثقہ مشہور تابعی ہیں اور صحاح ستہ کی سب کتابوں میں انکی روایتیں ہیں سورہ سبا میں آویگا کہ پانی کا بند ٹوٹ جانے کی آفت سے جب قوم سبا کے یمنی عرب تباہ ہوگئے تو ان میں کے کچھ قبیلے یمن سے اوٹھ کر مدینہ منورہ میں آن بسے یہ وہی لوگ ہیں جنکا لقب خاتم الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ میں انصار قرار پایا صحیح بخاری میں سلمۃ بن الاکوع سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بنی اسمعیل فرمایا ہے سو

اسمعیل علیہ السلام کے ذکر سے
سلف کا قول ہے کہ مکہ مین اور انکے اطراف کے سب عرب اولاد اسمعیل مین داخل ہیں - اسمعیل علیہ السلام کا تو یہ حال تھا کہ وہ اپنے گھر والون کو نماز
اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو یون قائل کیا ہے کہ تمام عرب کے باپ اسمعیل علیہ السلام کا تو یہ حال تھا کہ وہ اپنے گھر والون کو نماز
اور زکوٰۃ کی تاکید کیا کرتے تھے اوران لوگون کا یہ حال ہے کہ نماز کے وقت یہ لوگ سیٹیان اور تالیان بجاتے اور زکوٰۃ کو جرمانہ جانتے
ہیں اور پھر اپنے آپ کو اولاد اسمعیل کہتے ہیں - اسمعیل علیہ السلام نے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے حکم کے موافق اپنی بی بی
کو طلاق دیدی جس کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے صحیح بخاری میں ہے کعبہ کے بنانے کے وقت پتھر ڈھو ڈھو کر
لائے اور ابراہیم علیہ السلام کو بڑی مدد دی یہ ذکر بھی صحیح بخاری کی اسی روایۃ مین ہے ابراہیم علیہ السلام کے خواب کی بنا پر
اللہ کے واسطے ذبح ہوتے اور اپنی جان دینے کو تیار ہو گئے جس کا ذکر سورہ الصافات میں آویگا اسی واسطے ان آیتون مین
فرمایا کہ اسمعیل علیہ السلام کی عادتین اللہ کو پسند تھین -

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝

اور مذکور کر کتاب مین ادریس کا وہ تھا سچا نبی اور اٹھا لیا ہمنے اسکو ایک اونچے مکان پر

حضرت ادریس کے نسب مین علما کا بڑا اختلاف ہے صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود کا قول
جو بغیر سند کے معلق طور پر بیان کیا گیا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ادریس اور الیاس ایک ہی پیغمبر کا نام ہے - اس صورت
میں حضرت ادریس گویا بنی اسرائیل میں کے ایک پیغمبر ہیں کیونکہ حضرت الیاس تو حضرت ہارون کے پر پوتے ہیں بعضے مفسر
کہتے ہیں کہ حضرت ادریس حضرت آدم کے پوتے ہیں اس آخری قول کو اکثر مفسرین نے اختیار کیا ہے - کیونکہ اس معلق قول
کی سند قوی نہین ہے اسی طرح حضرت ادریس کے زندہ آسمان پر جانے میں اور اب انکے زندہ ہونے مین اور اس میں کہ سورج پر جو
فرشتہ متعین ہے اوس سے اونکی دوستی ہو کر اسکے ذریعہ سے آسمان پر گئے علما کے مختلف قول ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ مرفوع
حدیث تو اس باب مین کوئی نہیں ہے مگر اس اختلاف کے رفع کرنے میں مجاہد بن جبیر کا یہ قول قوی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
ادریس زندہ آسمان پر اوٹھائے گئے کیونکہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ مجاہد نے تیس دفعہ سارا قرآن حضرت عبداللہ بن عباس سے
تفسیر سیکھنے کی غرض سے پڑھا ہے اور یہ بھی اوپر گزر چکا ہے کہ متقدمین مفسرین مین سے سفیان ثوری نے یہ فیصلہ کر دیا ہے
کہ تفسیر کے باب مین مجاہد کا قول سب پر فوقیت رکھتا ہے رہا مجاہد کے قول میں یہ احتمال کہ مجاہد کی تفسیر باب مین جو کچھ روایۃ
ہے وہ حضرت عبداللہ بن عباس سے ہے اور تفسیر ابن ابی حاتم مین خود حضرت عبداللہ بن عباس سے جو اس باب مین روایۃ ہے
وہ کعب احبار کا قول ہے اور اہل کتاب سے روایۃ کا لینا بخاری وغیرہ مین جو روایۃ ہے اوس سے منع ہے اس کا جواب یہ ہے
کہ حرام حلال کے باب میں اہل کتاب سے روایۃ کا لینا منع ہے جہان یہ منع کی روایۃ کی حدیث بخاری مین ہے وہیں ابن بطال
وغیرہ شارحین بخاری نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس طرح کے تاریخی واقعات اس منع مین داخل نہین ہے خود اللہ تعالیٰ نے
فاسئلوا اہل الذکر فرما کر اس طرح کی تاریخی روایۃ کا اہل کتاب سے لینا جائز فرما دیا ہے کس لئے کہ اصلی شان نزول آیۃ فاسئلوا

منزل ۴

اہل الذکر کی یہی ہے کہ جسکو شبہ ہو وہ اہل کتاب سے پوچھ لیوے کہ رسول ہمیشہ سے آدمی ہی آتے رہے ہیں فرشتے کبھی نہیں
آئے ادریس علیہ السلام کے ذکر سے اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو یوں قائل کیا ہے کہ یہود کو یہ لوگ اہل کتاب ملنتے ہیں اور یہود
کی کتاب توراۃ میں ادریس علیہ السلام کے انسان اور نبی ہونے کا ذکر موجود ہے پھر یہ لوگ کس سند سے یہ اعتراض پیش کرتے
ہیں کہ اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا فرشتہ ہونا چاہیئے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ

وہ لوگ ہیں جنپر نعمت دی اللہ نے نبیوں میں اور آدم کی اولاد میں اور انمیں

حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا

جنکو لاد لیا نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں اور اسرائیل کی اور انمیں جنکو ہمنے

وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩

سوجھ دی اور پسند کیا جب انکو سنایئے آیتیں رحمن کی گرتے ہیں سجدے میں اور روتے

یوں تو سب اولاد آدم علیہ السلام ہیں مگر شروع سورۃ سے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے دس پیغمبروں کا ذکر جو فرمایا ہے بعضے ان
میں سے حضرت آدم علیہ السلام کے قریب کے سلسلہ کی اولاد ہیں جیسے حضرت ادریس اور حضرت نوح اور بعضے پھر حضرت نوح
کے سلسلہ میں ہیں جیسے حضرت ابراہیم بعضے پھر حضرت ابراہیم کے سلسلہ میں ہے جیسے حضرت اسحق اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت
یعقوب اور بعضے پھر حضرت اسرائیل یعنے حضرت یعقوب کے سلسلہ میں ہیں جیسے حضرت موسی اور ہارون اور زکریا و یحیی و عیسی
اس سلسلہ کا ذکر اس آیۃ میں ہے اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ کہ صحیح بخاری میں معلق طور پر حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس
کا یہ قول جو ہے کہ ادریس اور الیاس ایک ہی پیغمبر کا نام ہے اسکی سند قوی نہیں ہے اس سند کا حال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ
بن عباس کے قول کی پوری سند تفسیر جو یبر بن ضحاک کے سلسلہ سے ہے جو بالکل ضعیف ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود
کے قول کی پوری سند تفسیر ابن ابی حاتم اور مسند عبد بن حمید میں ہے یہ سند بھی قوی نہیں ہے اسواسطے جس طرح اکثر مفسرین
نے حضرت ادریس کو حضرت آدم کے سلسلہ میں رکھکر انکو حضرت نوح علیہ السلام کا دادا بتلایا ہے یہی قول قوی معلوم ہوتا ہے
اسی واسطے امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس کے قول کو معلق طور پر بیان کیا ہے یقینی طور پر
بیان نہیں کیا حاصل مطلب اس آیۃ کا یہ ہے کہ جن انبیا کا ذکر اس سورہ میں کیا گیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنا
نائب بنانے کے لئے پسند کیا ہے اور انکو نبوت کی نعمت دی ہے۔ مکہ کے مشرک یہ جو کہتے ہیں کہ اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا
یہ انکی نادانی ہے کیونکہ فرشتوں کو اصلی صورت میں دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے پھر بنی آدم کی ہدایت کے لئے
فرشتہ رسول کیونکر ہو سکتا ہے آخر کو فرمایا اللہ کی وہ عظمت ہے کہ باوجود نبی ہونے کے اپنے صحیفوں اور کتابوں میں جب
یہ لوگ عذاب کی آیتیں سنتے ہیں تو عذاب سے ڈر کر سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور رونے لگتے ہیں یہ بھی مشرکین مکہ کو تنبیہ فرمائی گئی

منزل ٤

ہے کہ نبی لوگ تو اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں مگر یہ مکہ کے مشرک عذاب کی آیتوں کو اس کان سے سنکر اُس کان سے اوڑا دیتے ہیں
جس کا خمیازہ ایک دن اُنکو بھگتنا پڑیگا مسند امام احمد وغیرہ کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کل نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں تین سو تیرہ اور بعضی روایتوں کے موافق تین سو
پندرہ رسول ہیں ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے سورۃ الانعام میں یہ بھی گزر چکا ہے کہ قرآن شریف میں پچیس نبیوں
ذکر آیا ہے اس حدیث اور سورہ انعام کی تفسیر سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ کل نبی کتنے اور ان میں رسول کتنے
ہیں اور قرآن شریف میں کتنے نبیوں کا ذکر آیا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام تک کے نبی فقط
نبی تھے نبی رسول نہیں تھے کیونکہ اُس زمانہ تک شریعت کے تفصیلی احکام نازل نہیں ہوئے تھے حضرت نوح علیہ السلام
سے صاحب شریعت انبیا کا سلسلہ شروع ہوا اسی واسطے نوح علیہ السلام کو پہلا رسول کہتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری و مسلم
کے حوالہ سے ابوسعیدؓ خدری کی روایۃ الخ باب میں کئی جگہ گزر چکی ہے وممن ہدینا واجتبینا میں انبیا کی امتوں کے وہ لوگ
بھی داخل ہیں جنہوں نے انبیا کی نصیحت کو مانکر ہدایت پائی اور اللہ تعالیٰ کی پسند کے موافق کام کئے چنانچہ سورۃ النساء کی
آیۃ ومن یطع اللہ والرسول سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

پھر آئی جگہ آئے ناخلف گنوائی نماز اور پیچھے پڑے مزونکے سو آگے ملے گی گمراہی

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝

مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جاوینگے بہشت میں اور انکا حق نہ رہے گا کچھ

اوپر انبیا اور نیک لوگونکا ذکر تھا اس آیۃ میں فرمایا کہ ان نیک لوگونکی جگہ ایسے ناخلف آئے کہ نماز جیسی چیز کو جسکی ہر ایک
شریعت میں تاکید ہے اونھوں نے یا تو بالکل چھوڑ دیا یا بعضوں نے اُسکو ادا بھی کیا تو شریعت کے حکم کے موافق ادا نہیں
کیا اور دنیا کے عیش وآرام کے پیچھے ایسے سرگردان ہوئے کہ نیک کاموں کے کرنے اور بُرے کاموں سے بچنے کی کچھ پروا
نہ کی پھر فرمایا ایسے لوگ عقبیٰ میں بڑا نقصان اوٹھاوینگے کیونکہ حکم الٰہی میں ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ قرار پا چکا ہے ہاں
انمیں سے جو لوگ عقبیٰ کی باتوں کا پورا یقین کرکے اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ اور آگے کو نیک عمل کریں تو وہ لوگ بہشت میں
جاوینگے اور اُنکے نیک عملوں کی جزا میں کچھ کمی نہ کی جاویگی مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ابوسعید خدریؓ
سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن ناخلف لوگونکا ذکر آیہ میں ہے وہ اس سنہ ۶۰ میں
کے بعد ہونگے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس حدیث میں بڑی پیشین گوئی ہے کیونکہ سنہ ۶۰ ہجری کے بعد کا زمانہ
یزید بن معاویہ کی خلافت کا زمانہ ہے جسمیں امام حسین کی شہادت کا معاملہ اہل مدینہ پر چڑھائی کے وقت اہل مدینہ اور
مدینہ کی بیحرمتی کا معاملہ ابن زبیر پر چڑھائی کے وقت کعبہ کی بیحرمتی کا معاملہ یزید کے شراب پینے اور نماز کے چھوڑ دینے

کا مطلب یہ سب مطلب ایسے ہی ہیں جسکا ذکر آیۃ اور حدیث میں ہے صحیح بخاری ومسلم میں خلاد بن رافع کا قصہ ابوہریرہؓ کی روایۃ سے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خلاد بن رافع نے نماز میں رکوع سجدہ اچھی طرح نہین کیا تھا اللہ کے رسول صلی تعالی علیہ وسلم نے خلاد سے کہا تو پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہین پڑھی صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوقت کی نماز کو مردہ نماز فرمایا ہے ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کرنے کی نماز اور بیوقت کی نماز اضاعوا الصلوۃ کے حکم میں داخل ہے جسکا مطلب یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ناخلف لوگون میں سے بعضے لوگون نے نماز کو بالکل چھوڑ دیا اور بعضون نے اسکو شریعت کے حکم کے موافق ادا نہین کیا۔

جَنّٰتِ عَدْنِ ِ الَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَہٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ وَعْدُہٗ مَاْتِیًّا ۝ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْھَا لَغْوًا اِلَّا

باغون مین بسنے کی جنکا وعدہ دیا ہے رحمن نے اپنے بندونکو بن دیکھے بیشک ہے اسکے وعدے پر پہنچنا نسنینگے وہان بک بک

سَلٰمًا ؕ وَلَھُمْ رِزْقُھُمْ فِیْھَا بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا ۝ تِلْکَ الْجَنَّۃُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ کَانَ تَقِیًّا ۝

سوائے سلام اور انکو ہے انکی روزی وہان صبح اور شام وہ بہشت ہے جو میراث دینگے ہم اپنے بندون مین جو کوئی ہوگا پرہیزگار

صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ تعالی نے فرمایا جنت مین نیک لوگون کے لئے جو نعمتین پیدا کی گئی ہیں وہ نہ کسی نے آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دل مین ان کا خیال گزر سکتا ہے ان آیتون مین جنت کو بن دیکھی چیز جو فرمایا اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہی جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں بعضی بن دیکھی چیزین ایسی ہوتی ہیں کہ اگرچہ آدمی انکو آنکھون سے نہیں دیکھتا لیکن انکا حال کانون سے سنا ہوا ہوتا ہے یا کبھی دل مین انکا خیال آجاتا ہے جنت ایسی انوکھی چیز ہے جو دیکھی نہ سنی نہ کبھی اسکا خیال کسی کے دل مین گزرا ابن ماجہ کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی صحیح روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے ہر ایک شخص کا ایک ٹھکانا جنت مین اور ایک دوزخ میں پیدا کیا ہے جو لوگ ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار پا دین گے انکے جنت میں کے لاوارث خالی مکانون کا وارث جنتیون کو بنا دیا جاویگا جنت کو میراث کی چیز جو فرمایا اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ نیک لوگون سے بن دیکھی جنت کے دینے کا وعدہ جو اللہ تعالی نے کیا ہے ایک دن اس وعدہ کا ظہور بلاشک ہونے والا ہے پھر فرمایا یہ جنت وہ ہے جہان سوائے سلام علیکم کی آواز کے اور کوئی ایسی آواز جنتیون کے کان مین نہ آویگی جو انکے کانون کو بری لگے پھر فرمایا وہان صبح شام انکو طرح طرح کی نعمتین کہانے کو ملیں گی جنت مین اگرچہ صبح شام نہیں ہے صبح صادق سے لیکر سورج کے نکلنے تک کا جیسا ٹھنڈا وقت ہوتا ہے وہان ہمیشہ ایسا وقت رہیگا لیکن دنیا مین لوگونکا صبح و شام کہانا کہانے کا معمول ہے اسواسطے صبح و شام کا ذکر کیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ وہان بھی اندازہ سے یہی معمول قائم رہیگا پھر فرمایا یہ جنت ان لوگون کی میراث ہے جو دنیا مین نیک کامون کے کرنے اور برے کامون سے بچنے کی

منزل ۴

عادت رکھتے ہیں جنتیون کی سلام علیک کا ذکر سورہ یٰسین مین اور سورہ الواقعہ مین آویگا مجاہد اور اکثر سلف کا قول یہی ہے کہ
جنت مین رات دن نہ ہوگا ہمیشہ صبح کاسا نورانی وقت رہے گا۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا
اور ہم نہین اترتے مگر حکم سے تیرے رب کے اسی کا ہے جو ہمارے آگے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اسکے بیچ اور تیرا رب نہیں بھولنے والا
رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا
رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو انکے بیچ ہے سو اسی کی بندگی کر اور ٹہیرا رہ اسکی بندگی پر کوئی پہچانتا ہے تو اسکے نام کا

صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ ایکدفعہ
وحی لیکر آنے مین جبرائیل علیہ السلام کو کچھہ دیر لگی اس کے بعد جب وحی لیکر جبرائیل علیہ السلام آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نے ان سے دیر کی شکایت کی اس پر اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرماکر اس شکایۃ کا یہ جواب جبرائیل علیہ السلام
کو بتایا کہ اللہ کے فرشتے آسمان پر سے زمین پر اللہ تعالی کے حکم کے بغیر نہین اتر سکتے جبرائیل کی طرف کا یہ کلام قرآن شریف
مین اس طرح داخل ہے جس طرح ایاک نعبد وایاک نستعین بنی آدم کی طرف کا کلام قرآن شریف مین داخل ہے۔ پھر فرمایا
آسمان وزمین مین جب کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہین ہے تو وحی مین جو کبھی دیر ہو جاتی ہے وہ کسی بھول چوک کے
سبب سے نہیں ہوتی بلکہ کسی مصلحت سے ہوتی ہے جیسے مثلاً روح اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے قصہ کی وحی مین عدم
کے وقت ان شاء اللہ کا لفظ یاد رکھنے کی مصلحت سے دیر ہوئی پھر فرمایا جب اللہ تعالی ایسا بے نظیر بادشاہ ہے کہ نہ
آسمان وزمین مین کوئی اس کا ہم نام ہے نہ اسکی سی صفتین اور کسی مین پائی جاتی ہیں اور آسمان وزمین مین کوئی چیز اسکے حکم سے
باہر نہین تو خالص اسکی عبادت زیبا ہے اسکی عبادت مین کسی دوسرے کو شریک ٹھرانا بڑے وبال کی بات ہے پھر فرمایا
جاڑے کے وضو روزہ کی پیاس کی تکلیف یا اسی طرح کی اور کوئی تکلیف عبادت الہی میں پیش آوے تو اسپر صبر کرنا
چاہیے کیونکہ صبر کا اجر بہت بڑا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ دینی عبادت میں آدمی کو طرح طرح کی تکلیفین پیش آتی رہتی ہین
اسی واسطے عبادت کے ساتھہ ان تکلیفون پر صبر کرنے کا ذکر فرمایا صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومی کی حدیث کئی
جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے صبر کو ایمان کی نشانی فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ
دین کے کامون مین جو تکلیفین پیش آتی ہیں انپر صبر کرنا ایمان دار آدمی کا کام ہے۔

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ
اور کہتا ہے آدمی کیا جب میں مرگیا پھر نکلونگا جی کر کیا یاد نہین رکہتا آدمی کہ ہمنے
أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝
اسکو بنایا پہلے سے اور وہ کچھہ چیز نہ تھا

منکرین حشر مین سے جس کسی کو صاحب عقل ہونے کا دعوی ہو اس سے مثال کے طور پر پوچھا جاوے کہ جب دنیا مین مثلاً ریل نہین تھی تو پہلے پہل جس نے ریل نکالی اسکو یہ سوچنا پڑا ہوگا کہ انجن کس طرح بنایا جاوے پانی کا اندازہ اتنا ہو اور آگ کا اندازہ اتنا جب انجن مین اس قدر قوت پیدا ہوگی کہ اتنے بوجھ کو وہ اس قدر بھاپ کے زور سے کھینچ سکے گا جب یہ سب اندازہ صحیح تجربہ مین آگیا اور ایک مدت سے ریل چلتی ہے اب اگر فرض کیا جاوے کہ دنیا بھر کی ریل ناپید ہو جاوے تو جن لوگون کے اندازہ مین ریل کی باتین ہین انکو پھر ریل کے بنا دینے مین کیا ایسی مشکل پیش آویگی جیسے نئے سرے سے ریل کے بنانے مین پیش آئی تھی کوئی صاحب عقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحیح اندازہ سے ایک کام ہوکر مدت تک اس کام کی مشق ادرہ چکی ہو اور کام کرنے والون کو پورا اور صحیح تجربہ حاصل ہو چکا ہو اب دوبارہ وہ کام وہی کام کرنے والے کرینگے تو اون کو پہلے تجربہ کی مدد سے اس کام کے کرنے مین کچھہ آسانی نہ ہوگی اگر آسانی ہوگی تو اللہ تعالی نے اس حالت مین دنیا کو پیدا کردیا کہ سوائے اسکی ذات کے کچھہ بھی نہ تھا اور مدت تک اسنے اپنی قدرت سے دنیا کی ریل گاڑی کو چلایا اب بعد اس حالت کے نابود کردینے کے اسکو پھر اس حالت کا پیدا کردینا مشکل ہے۔ نہین نہین۔ کچھہ مشکل نہیں بلکہ جسکو کچھہ تجربہ ہے۔ اس کے نزدیک نہایت سہل ہے دنیا کی پہلی حالت سبکی آنکھون کے سامنے ہے اور ایک کام ایک دفعہ کیا جاکر تجربہ مین آجاوے تو دوبارہ اس کام کا کرنا سہل ہو جاتا ہے اسواسطے ثبوت حشر مین اللہ تعالی نے اس قدر فرمایا ہے کہ جس نے پہلے دنیا کو پیدا کیا ہے وہی پھر پیدا کریگا اور اسکو دوسری دفعہ کا پیدا کرنا آسان ہے وھو الذی یبدء الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ غرض جو سورہ الروم مین فرمایا وہ گویا ان آیتون کی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس صاحب قدرت نے پانی جیسی پتلی چیز سے مان کے پیٹ مین انسان کا پتلہ بنا کر اس پتلہ مین روح پھونکدی اسکو آدم علیہ السلام کے پتلہ کی طرح انسان کے دوبارہ پیدا کرنے کے وقت مٹی کا پتلہ بنانا اور اس پتلہ مین روح کا پھونکدینا کیا مشکل ہی صحیح بخاری کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایت سے حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ تعالے نے فرمایا ہے انسانکو پہلی دفعہ پیدا کیا اور دوسری دفعہ پیدا کرنیکی خبر اپنے کلام پاک مین انسان کو سنادی لیکن انسان نے میرے کلام پاک کو جھٹلایا حالانکہ پہلی دفعہ کی پیدائش کو آنکھون سے دیکھہ کر دوسری دفعہ کی پیدائش کو جھٹلانا انسان کو زیبا نہیں تھا اس حدیث سے منکرین حشر کی جرأت کا حال اچھی طرح سمجھہ مین آسکتا ہے اور یہ بھی سمجھہ مین آسکتا ہے کہ عقبی مین کلام الہی کے جھٹلانے کی سزا ایسے لوگون کو بھگتنی پڑے گی جسمانی حشر کے منکرون کو یہ جو شبہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی خاک زوان دوان ہو جاوے گی پھر وہ خاک دوبارہ کیونکر جمع ہو جاوے گی اس کا جواب سورہ ق مین آویگا کہ ان منکرین حشر کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین یہ پتہ لکھہ لیا ہے کہ ان لوگون کی خاک ہوا سے اوڑکر یا پانی مین بہکر کہان کہان جاویگی اسی پتہ سے ہر ایک کی خاک جمع کرلی جاویگی زیادہ تفصیل اسکی سورہ ق مین آویگی۔

فوربک لنحشرنھم والشیطین ثم لنحضرنھم حول جھنم جثیا ثم لننزعن من کل

سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلاوینگے انکو اور شیطانون کو پھر سامنے لاوینگے گرد دوزخ کے گھٹنو پر گرے پھر جدا

منزل ۴

شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۝

رحمن سے اکڑ پھر ہمکو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اس میں پیٹھنے کے
میں سے جو نسا ان میں سے سخت رکھتا تھا

اوپر منکرین حشر کو عقلی طور پر یون قائل کیا گیا تھا کہ ان کے انکار سے اللہ تعالی کا انتظام بدل نہیں سکتا جسنے اپنے انتظام کے موافق پہلی دفعہ انکو پیدا کیا ہے وہی دوبارہ انہیں پیدا کریگا ان آیتوں میں اسی مضمون کو تاکید کے طور پر اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر فرمایا کہ ضرور سزا و جزا کے لئے ایک دن سب کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا تاکہ دنیا کا پیدا کرنا ٹھکانے لگے اور جن شیاطینوں کے بہکانے سے یہ منکر حشر دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں انکے ساتھ انکو بھی زندہ کیا جاویگا اور دوزخ کے کنارہ پر ان سب کو کھڑا کیا جاویگا جہاں دوزخ کی دہشت سے گھٹنوں میں سر ڈالکر بیٹھ جاوینگے پھر ان میں سے بڑے بڑے سرکشوں کو چھانٹا جا کر دوزخ میں پہلے جھونکا جاویگا اور جو سرکش لوگ دوزخ کے پہلے جھونکے کے قابل ہیں انکا حال اللہ تعالی کو خوب معلوم ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو شخص خود بھی گمراہی کے کام کریگا اور دوسرونکو بھی بہکاویگا اسکو دوہرا عذاب بھگتنا پڑے گا جو لوگ زیادہ عذاب کے مستحق ٹھہر کر پہلے جانے اور دوزخ کے پہلے جھونکے کے قابل آیتوں میں ذکر کئے گئے ہیں تفسیری طور پر اونکی مثال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔

وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝

اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اسپر ہو چکا تیرے رب پر ضرور مقرر پھر بچاوینگے ہم انکو جو ڈر رکھتے رہے اور چھوڑ دینگے گنہگاروں کو اسی میں

فرقہ معتزلہ نے اس آیہ سے یہ بات نکالی ہے کہ کبیرہ گناہوں کے گنہگار ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں سب آدمیوں کا پلصراط پر سے گزرنے کا ذکر فرماکر فقط متقیوں کی نجات فرمانے کا ذکر فرمایا ہے اور کبیرہ گناہ کے گناہگار کو متقی کوئی نہیں کہہ سکتا اسلئے پلصراط پر سے جب وہ کٹ کٹ کر دوزخ میں گر پڑینگے تو انکی نجات کا ذکر قرآن شریف میں نہیں ہے اہل سنت نے جواب دیا ہے کہ صحیح حدیثوں سے گناہگار کلمہ گو لوگوں کا ملائکہ انبیا صالحین کی شفاعت کے سبب سے دوزخ سے نکلکر جنت میں جانا ثابت ہو چکا ہے اس لئے آیہ میں لفظ متقی کی تفسیر شرک سے بچنے کی ہے گناہ سے بچنے کی تفسیر جو فرقہ معتزلہ نے کی ہے وہ صحیح حدیثوں کے مخالف ہے اور خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف کسی کی تفسیر صحیح نہیں قرار پا سکتی اس لئے فرقہ معتزلہ کی تفسیر غلط ہے اور صحیح تفسیر وہی ہے جس کا ذکر صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ جسکے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ ضرور دوزخ سے نکلکر جنت میں جاویگا کبیرہ گناہ کے سبب سے کوئی کلمہ گو ہمیشہ دوزخ میں ہرگز نہ رہے گا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں انس بن مالکؓ سے اور صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے جو روایتیں ہیں انمیں صاف یہ ذکر آیا ہے کہ کوئی کلمہ گو ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا اگرچہ وان منکم الا واردھا کی تفسیر میں سلف کے کئی قول ہیں لیکن معتبر سند سے ترمذی مسند امام احمد اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت

ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واردہا کی تفسیر پلصراط پر گزرنے کی فرمائی ہے صاحب وحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی اِس تفسیر کے بعد سلف کا اختلاف خود بخود رفع ہو جاتا ہے اسواسطے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اِس تفسیر کو معتبر
ٹھہرایا ہے حاصل مطلب اِن آیتون کا یہی ہے کہ پلصراط پر سب لوگون کا گزرنا اللہ تعالیٰ کے انتظام مین قطعی طور پر ٹھہر چکا ہے اب اس مین
پرہیزگار لوگ تو صحیح سالم پلصراط پر سے گزر کر جنت مین چلے جاوین گے اور گنہگار لوگ اوندھے مونہہ دوزخ مین جا پڑین گے اسکے بعد
اوپر جو روایتین گزرین اُنکے موافق ہر ایک کلمہ گو شخص تو آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت مین جاویگا اور مشرک لوگ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے
کیونکہ سورہ النساء مین گزر چکا ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہوگی۔ صحیح مسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ مین اگر کوئی پتھر پھینکا جاوے تو ستر برس مین اُسکی تہ تک پونہچے گا اِس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح
سمجھہ مین آجاتا ہے کہ گہرائی کے سبب سے دوزخ کی شکل تنور کی سی ہے صحیح بخاری ومسلم مین ابو ہریرہؓ سے دوسری روایت ہے کہ دوزخ
کے مونہہ پر جو پل ہوگا اُسی پر سے گزر کر سب جنت مین جاوینگے سب سے پہلے خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو
اِس پل پر سے گزرنے کا حکم ہوگا اس پل کو پلصراط کہتے ہین ابو سعید خدریؓ روایت کے طور پر یہ کہا کرتے تھے کہ پلصراط بال سے
باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین ان ہی روایتون کا خلاصہ بیان کیا ہے پلصراط کے تلوار
سے تیز ہونے کی روایت طبرانی مین عبد اللہ بن مسعودؓ سے بھی ہے اور اُسکی سند بھی معتبر ہے اِسی مضمون کی ایک روایت سلمانؓ
فارسی سے مستدرک حاکم مین بھی ہے جسکی سند معتبر اور اللہ کے رسول صلعم تک پوری ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ۝

اور جب سنایئے اُنکو ہماری آیتین کھلی کہتے ہین جو لوگ منکر ہین ایمان والونکو دونون فرقون مین کسکا مکان بہتر ہے اور اچھی لگتی ہے مجلس

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝

اور کتنے کھپا چکے ہم پہلے اُنسے سنگتین وہ اُنسے بہتر تھے اسباب مین اور نمود مین

اوپر منکرین حشر کا ذکر تھا ان آیتون مین فرمایا کہ یہ لوگ دنیا کا پیدا کیا جانا بلا نتیجہ گنتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے انتظام مین دنیا کے
فنا ہونے کے بعد نیک وبد کی جزا وسزا کا فیصلہ جو ضروری ٹھہرا ہے اُسکو یہ لوگ جھٹلاتے ہین اِسی واسطے جزا وسزا کی قرآن
کی آیتین جب ان کو سنائی جاتی ہین تو تنگدست ایماندار لوگون سے کہتے ہین کہ اگر تم حق پر ہوتے اور ہم ناحق پر ہوتے تو تم دنیا مین
ایسے تنگدست اور ہم اسطرح کے خوشحال نہ ہوتے کیونکہ دنیا کی خوشحالی اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی نشانی ہے اللہ نے اِس کا جواب دیا
کہ اُنسے پہلے بڑے بڑے خوشحال منکر حشر لوگ طرح طرح کے عذابون سے ہلاک کئے جا چکے ہین جس سے ہر ایک کی سمجھہ مین یہ
بات آسکتی ہے کہ اگر حشر کا انکار قابل سزا جرم نہ ہوتا اور دنیا کی خوشحالی اللہ کی مہربانی کی نشانی ہوتی تو بلا جرم ایسے قابل
مہربانی لوگون کو اللہ تعالیٰ طرح طرح کے عذابون سے کبھی ہلاک نہ کرتا کس لئے کہ اِس طرح کا ہلاک کرنا ظلم مین داخل ہے اور
ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرا لیا ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ذرؓ کی حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے جسمین

منزل ۴

اللہ تعالی نے فرمایا کہ مین نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک رضی کی حدیث بھی ایک جگہ گزر چکی ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ منکر شریعت لوگ عقبی کے اجر کو نہیں مانتے اس لئے ایسے لوگون کی نیکی کے بدلہ مین دنیا کی کچھہ خوشحالی دنیا مین ہی انکو مل جاتی ہے منکر شریعت لوگون کی دنیا کی خوشحالی کا سبب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آسکتا ہے

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ

تو کہہ جو کوئی رہا بھٹکتا سو چاہیے اسکو کھینچ لیجاوے رحمن لنبا یہانتک کہ دیکھین گے جو وعدہ پاتے ہین یا آفت

وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا

اور یا قیامت سو تب معلوم کرینگے کس کا برا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور ہے

منکرین حشر اپنی دنیا کی خوشحالی کو اپنے حق مین بہتر جو سمجھتے تھے اوپر اسکا ذکر تھا ان آیتون مین فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ یہ دنیا کی خوشحالی ان لوگون کے حق مین کچھ بھلائی کی چیز نہیں ہے بلکہ یہ انکے حق مین ایک وبال کی چیز ہے کیونکہ اس خوشحالی کی حالت مین جس قدر انکی عمر بڑھے گی اپنی خوشحالی کے نشہ مین اسی قدر یہ لوگ گمراہی کے کام زیادہ کرینگے جس کے وبال مین یا تو دنیا کا کوئی عذاب آپڑا جاویگا یا اگر ایسے حال مین یہ لوگ مر گئے تو قیامت کے دن انکو معلوم ہوجاویگا کہ جن تنگدست ایمانداروں سے اپنے آپ کو یہ لوگ اچھا جانتے تھے انکا کیا انجام ہوا صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن بڑے بڑے مالدار منکر شریعت لوگونکو جب دوزخ مین ڈالا جاویگا تو دوزخ کے پہلا ہی جھونکے کے بعد فرشتے انسے پوچھین گے کہ دنیا کی جس خوشحالی کے نشہ مین تم اس عذاب کو جھٹلاتے تھے اس عذاب کے آگے وہ خوشحالی کچھہ تم کو یاد ہے تو وہ لوگ قسمین کھا کر جواب دیوینگے کہ اس عذاب کے آگے ہم کو وہ دنیا کی خوشحالی کچھہ بھی یاد نہیں اسی طرح بڑے بڑے تنگدست جنتیون سے پوچھین گے کہ جنت کی ان نعمتون کے آگے تم کو دنیا کی وہ تنگدستی کچھہ یاد ہے جسپر تم نے صبر کیا اور اس صبر کے اجر مین تم کو جنت کی یہ نعمتین ملین تو یہ بھی قسمین کھا کر جواب دیوینگے کہ نہیں۔ اس حدیث سے مالدار نافرمانون اور تنگدست ایماندارونکا عقبی کے انجام کا حال اچھی طرح سمجھہ مین آسکتا ہے مشرکین مکہ کے بڑے بڑے مالدار نافرمانون پر دنیا اور آخرت مین جو عذاب بدر کی لڑائی کے وقت آیا انس رضی بن مالک کی صحیح بخاری و مسلم کی روایت سے اسکا حال کئی جگہ گزر چکا ہی

وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا

اور بڑھاتا جاوے اللہ سوجھے ہوؤنکو سوجھہ اور رہنے والی نیکیان بہتر رکھتے ہین تیرے رب کے یہان بدلا اور بہتر جانیکو جگہ

اوپر ان لوگونکا ذکر تھا جنکی گمراہی قرآن شریف کی آیتین سنکر دن بدن اور بڑھتی جاتی تھی اس آیہ مین ان لوگونکا ذکر ہے جنہون نے قرآن کی نصیحت سے دن بدن زیادہ نیک ہدایت پائی جیسے مثلاً ہجرت سے پہلے مکہ مین فقط نماز فرض تھی تو اللہ تعالی نے اسی کو اچھی طرح ادا کرنے کی انہین توفیق دی تھی ہجرت کے بعد جب زکوۃ روزون اور حج کی آیتین نازل ہوئین تو ان لوگون کو نیک عمل کی توفیق الہی کے سبب سے اور بڑھ گئے پھر فرمایا یہی نیک عمل ایسی چیز ہین جنکا بدلہ بارگاہ الہی سے بہت

منزل ۴

اچھا ملنے والا ہے جو لوگ اپنی دنیا کی خوشحالی کے نشہ میں عقبیٰ سے غافل ہیں وہ خوشحالی کی سب چیزیں چھوڑ کر دنیا سے اٹھ جاوینگے اور عقبیٰ میں ایسے لوگونکو بہت ندامت ہوگی اور بے وقت کی ندامت انکے کچھ کام نہ آویگی۔ معتبر سند سے مسند بزار میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال اور اولاد دنیا میں چھوڑ جانے کی چیزیں ہیں ہاں جو عمل آدمی نے عمر بھر کیے ہیں وہ مرنے کے بعد اسکے ساتھ جانے کی چیز ہے۔ مسند امام احمد اور ابوداؤد میں براء بن عازب سے صحیح روایت ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ نیک عمل اچھی صورت اور بد عمل بری صورت بنکر قبر میں ہر ایک مردہ کے پاس آتے ہیں مسند امام احمد میں محمد بن ابی عمرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ دنیا میں عمر بھر نیک عمل کرتے رہیں گے وہ بھی قیامت کے دن یوں پچتاوینگے کہ انھوں نے نیک عمل اور زیادہ کیوں نہیں کیے جو آج کے روز زیادہ اجر ملتا اس حدیث سے ان لوگوں کے پچتانے کا حال جو عمر بھر برے کاموں میں لگے رہے اور اوپر کی حدیثوں سے مال و اولاد کا دنیا میں چھوڑ جانے اور نیک عمل کا مرنیکے بعد کام آنے کا حال اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝

بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجکو ملنا ہے مال اور اولاد کیا جھانک آیا ہے غیب کو یا لے رکھا ہے رحمٰن کے یہاں قرار

كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا

یوں نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑھاتے جاوینگے اسکو عذاب میں لمبا اور ہم لے لیں گے اسکے مرے پر جو بتاتا ہے اور آویگا ہم پاس اکیلا

مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

اور پکڑا ہے لوگوں نے اللہ کے سوائے اور ونکا پوجنا کہ وہ ہوں انکی مدد یوں نہیں وہ منکر ہونگے انکی بندگی سے اور ہوجاوینگے انکے مخالف

صحیح بخاری و مسلم میں خباب بن ارت کی روایت سے جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اس میں خباب کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ میں کے ایک شخص عاص بن وائل پر میرا کچھ قرضہ آتا تھا میں جب اپنا قرضہ مانگنے کو اس کے پاس گیا تو اسنے کہا تم اسلام سے پھر جاؤ تو میں تمہارا قرضہ ابھی چکائے دیتا ہوں میں نے جواب دیا کہ اگر تو مر کر بھی جی اٹھے تو بھی میں اسلام سے نہ پھروں گا عاص بن وائل نے یہ سنکر کہا کہ اگر مر کر پھر جینا سچ ہے تو تم مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق وہاں جنت میں میرے پاس مال و اولاد سب کچھ ہوگا پھر وہیں میں تمہارا قرضہ ادا کر دونگا اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا اے رسول اللہ کے تم نے ان منکرین قرآن کا حال دیکھا اور انکی باتیں سنیں کہ یہ لوگ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں اور پھر یہ امید میں ہیں کہ عقبیٰ میں انکو مال و اولاد سب کچھ مل جائے گا۔ ایسی باتیں مسخراپن کے طور پر یہ لوگ اسی واسطے کہتے ہیں کہ عقبیٰ کی باتیں انکی آنکھوں کے سامنے نہیں آئیں جب مرنے کے ساتھ ہی دوزخ میں کا اپنا ٹھکانا دیکھ لیوینگے تو انہیں ان باتوں کی قدر کھل جاویگی۔ پھر فرمایا عقبیٰ کی باتیں تو انسان کی نگاہ سے غائب ہیں پھر کیا عاص بن وائل غیب کا حال دیکھ آیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے اس سے کوئی وعدہ کر لیا ہے۔ جو یہ عقبیٰ میں مال و اولاد سب کچھ مل جانے کی امید رکھتا ہے پھر

منزل ۴ ع

فرمایا تھا یہ غیب کی باتین دیکھ آیا ہے نہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی اس کے پاس کوئی سند ہے مسخرا پن کے طور پر یہ جھوٹی باتین کرتا ہے جس سے علاوہ کفر کے اس جھوٹ کی سزا اسنے اپنے ذمہ اور بڑہالی کیونکہ اسکی یہ سب جھوٹی باتین اللہ کے حکم سے فرشتے لکھ رہے ہیں پہر فرمایا مرنے کے بعد یہ ہمارے پاس اکیلا آویگا جو کچھ اسکے پاس ہے وہ یہین دنیا مین رہ جاویگا اور پہر دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد تمام دنیا کا مال اللہ تعالیٰ کے قبضہ مین آجاویگا اس کے پاس وہان عقبیٰ مین کیا ہوگا جو یہ قرضہ ادا کریگا پہر فرمایا ان لوگون نے بتون کو اپنا سفارشی جو ٹہرایا ہے یہ بھی ان لوگونکا ایک جھوٹا خیال ہے کیونکہ جن نیک لوگونکی مورتون کو یہ مشرک پوجتے ہین قیامت کے دن وہ نیک لوگ اپنے پوجا کرنے والون کے دشمن بن جاوین گے اس دشمنی کا ذکر سورہ یونس مین گزر چکا ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے شداد بن اوس کی معتبر روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ شخص ہے جو مرنے سے پہلے مرنے کے بعد کا کچھ سامان کر لیوے اور عقل سے بے بہرہ وہ ہے جو عمر بھر برے کامون مین لگا رہے اور مرنے کے بعد بہبودی کی امید رکھے۔ اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ عاص بن وائل کی طرح جو شخص برے کامون میں لگا رہے اور عقبیٰ کی بہبودی کی امید رکھے وہ عقل سے بالکل بے بہرہ ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ

تونے نہین دیکھا کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہین شیطان منکرون پر اچھالتے ہیں انکو ابھار کر سو تو جلدی نکر انپر ہم پوری کرتے ہیں انکی

عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝

گنتی جسدن ہم اکٹھا کر لاوینگے پرہیزگارونکو رحمن کے پاس مہمان بلائے اور ہانک لیجاوینگے گنہگارونکو دوزخ کی طرف پیاسے

منزل ۴

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے منکرین حشر کا ذکر فرمایا تھا اس آیۃ مین ان کے انکار کا سبب فرمایا ہے کہ ان کے کفر کے سبب سے شیطان انپر ایسا مسلط ہو گیا ہے کہ انکی عقل بالکل جاتی رہی ہے کیسی ہی موٹی اور ظاہر بات کیون نہ ہو شیطان ان کو کسی بات کے سمجھنے کا موقع نہین دیتا دنیا مین چھوٹی سے چھوٹی عقل کا آدمی کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام کرتا ہے تو کوئی فائدہ اس کام کا ضرور سوچ لیتا ہے مکان کوئی بناتا ہے تو رہنے کے خیال سے کوان کوئی کھدواتا ہے تو پانی پینے کے خیال سے اتنا بڑا جہان اللہ تعالیٰ جیسے صاحب حکمت نے کیا بیفائدہ پیدا کیا ہے یہی کہ عمر بھر جو اللہ کی فرمانبرداری کرے اور دنیا بھی اسکی کچھ خوشحالی سے نہ گزرتی ہو اسکی مٹی بھی یونہی اکارت جاوے نہ حشر ہو نہ قیامت نہ کبھی اسکی نیکی کی جزا کا موقع اسکو ملے اور جس شخص نے عمر بھر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو اور دنیا مین بھی مال اولاد سے وہ خوش رہا ہو اسکی مٹی بھی یونہی اکارت کبھی کوئی پرسش کا موقع ہی نہیں خدا کی خدائی تو دنیا کے شروع سے ابتک قائم ہے دنیا کی چار دن کی سلطنت مین بھی کوئی ایسا اندھادھن کو کہ نیک بد کو ایک ہی لکڑی ہانکے تو چار دن بھی سلطنت نہ چل سکے غرض ایسی ایسی موٹی باتین شیطان منکرین حشر کو سمجھنے نہیں دیتا لیکن اے رسول اللہ کے ایسے لوگونپر عذاب کی جلدی نکرو اللہ تعالیٰ ایسے لوگون کے حال سے غافل نہین ہے دن دن گھڑی گھڑی انکی عمر کی اسکے روبرو ہے جس دوزخ کا انکو اب انکار ہے آنکھ بند ہوتے ہی جب اس دوزخ مین جھونک دیے جاوین گے اور فرشتے انکو قائل کرین گے اور کہوین گے ہذہ النار التی کنتم بہا تکذبون جبکا

مطلب یہ ہے کہ یہ وہی دوزخ ہے جسکو تم لوگ دنیا مین جھٹلاتے تھے تو پھر قائل ہو جانے کے بعد انکا یہ سب انکار نکل جاویگا اور یہی پکارین گے کہ کاش ہم پھر دوبارہ دنیا مین بھیجے جاوین تاکہ نیک عمل کرین یہ بھی ذرا یاد رہے کہ دنیا مین ایسے مسلمان بھی ہین کہ رات دن شیطان اُنپر ایسا مسلط ہے کہ اگرچہ وہ کافرون کی طرح حشر و قیامت کا زبان سے صاف انکار تو نہین کرتے مگر رات دن کے عمل اُنکے ایسے ہین کہ گویا آخرت کی سزا وجزا اُنکے نزدیک کوئی چیز نہین ہے اُنکو بھی ذرا اس آیۃ کے مضمون سے عبرت پکڑنی چاہیے اور شیطان کو اپنا دشمن جانی گنا چاہیے دوست جانی گنکر رات دن اُسکے کہنے مین نہ رہنا چاہیے کوئی گھڑی تو اپنے پیدا کرنے والے کا کہنا بھی مان لینا چاہیے یہ تو معلوم ہے کہ شیطان نے اُنکو پیدا نہین کیا پیدا کرنے والا تو اور ہی ہے اوس سے بھی ذرا معاملہ اچھا رکھنا چاہیے جس حشر کے یہ لوگ منکر تھے آگے کی آیۃ مین اُس کا ذکر فرمایا کہ اُس دن شریعت کے پابند پرہیزگار لوگ قبرون سے اوٹھکر مہمانون کی طرح سواریون پر میدان محشر تک جاوینگے اور منکر شریعت لوگو نکو قیدیون کی طرح دوزخ کی آگ گھیر کر میدان محشر تک لیجاویگی صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ رضہ سے جو روایۃ ہے اُس مین اِن دونون گروہ کا ذکر تفصیل سے ہے سورج کے پاس اجانے اور دوزخ کے میدان محشر مین لائے جانے سے میدان محشر مین بہت گرمی ہوگی جس کے سبب سے پیاس تو سب کو لگے گی مگر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پرہیزگار لوگو نکو حوض کوثر کا پانی پلا دیوینگے اس واسطے جنت مین جانے سے پہلے ان لوگون کی پیاس تو بجھ جاویگی اور منکر شریعت لوگو نکو اُسی پیاس کی حالت مین دوزخ کا جھونکا نصیب ہوگا اُسی کا ذکر آیۃ کے آخر مین ہے میدان محشر کی گرمی کا اور سورج کے پاس آجانے کا ذکر مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم کی عقبہ رضہ بن عامر کی معتبر روایۃ مین ہے اِسی طرح دوزخ کے میدان محشر مین لائے جانے کا ذکر صحیح مسلم کی عبد اللہ رضہ بن مسعود کی روایۃ مین ہے اور نیک لوگو نکو حوض کوثر کا پانی پلانے کا ذکر عبد اللہ رضہ بن عمر کی صحیح روایۃ سے مسند امام احمد مین ہے سورہ الکوثر مین آویگا کہ یہ حوض کوثر میدان محشر مین ہوگا پلصراط پر گزرنے سے پہلے اللہ کے رسول اپنی امت کے نیک لوگون کو پانی پلا دینگے جنت مین جو نہر کوثر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے جس کو معراج کی رات مین اپنے دیکھا ہے حشر کے دن اُس نہر مین سے اِس حوض مین پانی آویگا اِسلئے اِسکو حوض کوثر کہتے ہین

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ

نہین اختیار رکھتے لوگ سفارش کا مگر جسنے لے لیا ہے رحمن سے قرار ۔ اور لوگ کہتے ہین رحمن رکھتا ہے اولاد تم لگئے ہو بہاری

شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا

چیز مین ۔ ابھی آسمان پھٹ پڑین اِس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین ۔ اور گر پڑین پہاڑ ڈہے کر ۔ اسپر کہ پکارتے

لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي

ہین رحمن کے نام پر اولاد اور نہین بن آتا رحمن کو کہ رکھے اولاد ۔ کوئی نہین آسمان اور زمین مین جو نہ آوے

منزل ۴

وقف لازم

الرحمن عبدا لقد احصٰهم وعدهم عدا وكلهم اتيه يوم القيمة فردا

رحمن کا بندہ ہوکر اس پاس انکا شمار ہے اور گن رکھی ہے انکی گنتی اور ہر کوئی ان مین آویگا اس پاس قیامت کے دن اکیلا

مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اول تو قیامت قائم ہی نہ ہوگی اور اگر ہوئی اور ہم کسی عذاب مین پکڑے گئے تو جن نیک لوگون کی مورتین
کی ہم پوجا کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالی سے سفارش کرکے ہمکو اس عذاب سے چھوڑا لیوین گے مشرکین مکہ کی اس بات کا جواب اللہ
تعالی نے ان آیتون مین یہ دیا کہ اللہ تعالی نے قیامت کے دن کی سفارش کا ہر کسی کو مالک اور مختار نہین بنایا ہے جو یہ مشرک
جس سے چاہین گے اپنی سفارش کرالیوین گے یہ شفاعت تو اللہ کے فرشتے اسکے رسول اور نیک لوگ ایسے لوگون کے حق مین
کرین گے جو اللہ کی وحدانیت اسکے رسولون کو سچا جاننے کے عہد پر قائم ہون گے۔ لیکن سوائے شرک کے اور گناہون مین
عمر بھر گرفتار رہکر بغیر توبہ کے مرجاوین گے۔ صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری رضی کی روایت سے شفاعت کی ایک بہت بڑی حدیث
ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ شفاعت کرنے والے اللہ کے فرشتے اس کے رسول اور نیک لوگ ہون گے اور یہ شفاعت ایسے
لوگون کے حق مین ہوگی جن کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس حدیث سے شفاعت کرنے والونکا اور جن کے حق مین
شفاعت کی جاوے گی انکا حال اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے صحیح بخاری اور مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے جس کا
حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کی سفارش کرنی چاہیں گے۔ مگر منظور نہ ہوگی اس حدیث سے
یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ مشرک کے حق مین کسی کی شفاعت منظور نہ ہوگی جس عہد کا ذکر ان آیتون میں ہے
یہ شرک سے بچنے کا وہی عہد ہے جو تمام اولاد آدم سے عالم ارواح میں لیا گیا ہے جس کا ذکر تفصیل سے سورہ الاعراف میں
گذر چکا ہے۔ آگے فرمایا جب انتظام الٰہی مین یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ شفاعت ان ہی لوگون کے حق میں منظور ہوگی جو شرک
سے بچنے کے اس عہد پر قائم ہیں جو انسے عالم ارواح میں لیا گیا ہے پھر جو لوگ اس عہد کے یاد دلانے والے قرآن اور رسول
کو جھٹلاتے ہیں رات دن بت پرستی کے شرک مین گرفتار ہیں فرشتون کو اللہ کی بیٹیان کہکر اسکو صاحب اولاد ٹھہراتے
ہیں اور انتظام الٰہی کے برخلاف قیامت کے دن شفاعت کی امید رکھتے ہیں یہ ان لوگون کی بڑی نادانی ہے کیونکہ یہ انکو
جتلا دیا گیا ہے کہ جن نیک لوگون کی مورتون کو یہ مشرک پوجتے ہیں وہ نیک لوگ قیامت کے دن ان پوجا کرنے والون کی صورت
سے بیزار ہوجاوین گے اور یہ پتھر کی مورتین دوزخ کا ایندھن بنادی جاوینگی پھر وہ کونسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی
شفاعت کے بھروسہ پر یہ لوگ شرک سے باز نہیں آتے پھر فرمایا اللہ تعالی کو صاحب اولاد ٹھہرانے کا کلمہ جو یہ لوگ زبان پر
لاتے ہیں یہ ایسے غضب کا کلمہ ہے کہ اگر اللہ تعالی کو اپنی بردباری سے وقت مقررہ تک دنیا کا چلانا منظور نہ ہوتا تو اللہ کے
حکم سے ابھی اس غضب کے کلمہ کے وبال مین ان لوگون پر آسمان پھٹ پڑتے یا زمین پاش پاش ہوجاتے یا پہاڑ گر پڑتے پھر فرمایا
اللہ تعالی کی بڑائی اور عظمت کے آگے سب اسکے حقیر بندے ہیں یہ لوگ اپنے غلامون سے تو رشتہ ناتا جوڑنا نہیں چاہتے پھر
اللہ کی شان مین ایسا گستاخی کا کلمہ کیون زبان سے نکالتے ہیں کہ اسکے حقیر بندون کے ساتھ اسکا رشتہ ناتا ہے پھر فرمایا

منزل ۴

اچھے برے سب کی گنتی اللہ تعالیٰ کو معلوم اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اس گنتی کے موافق جب ہر ایک شخص قیامت کے دن بے یار و بے مددگار اپنے عملوں کی جوابدہی کے لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو اکیلا کھڑا ہوگا تو اس وقت اس غضب کے کلمہ کی سزا ان لوگوں کو سنا دی جاویگی صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رض سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے بڑھکر بردبار کون ہو سکتا ہے کیونکہ لوگ اسکو صاحب اولاد ٹھہراتے ہیں اور وہ انکے ہر طرح کے آرام اور راحت کے انتظام میں خلل نہیں ڈالتا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ وقت مقررہ تک دنیا کا انتظام اللہ تعالیٰ کی بردباری کے سبب سے چل رہا ہے ورنہ شرک ایسے غضب کی چیز ہے جس سے آسمان زمین اور پہاڑ سب کانپتے ہیں اور آسمان پھٹ جانے کو اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہونے کو اور پہاڑ گر پڑنے کو تیار اور حکم کے منتظر ہیں ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝

البتہ جو یقین لائے ہیں اور کیں ہیں اونھوں نے نیکیاں آنکو دیگا رحمن محبت

اوپر کی آیتہ میں متقی لوگوں کے ساتھ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو محبت کریگا اوسکا ذکر گزر چکا ہے کہ قبروں سے انکو اللہ تعالیٰ مہمانوں کی سی خاطرداری سے اوٹھاویگا اسکے علاوہ نیک لوگوں سے جب اللہ محبت کرنے لگتا ہے تو ایسے نیک لوگوں کی طرف تمام مخلوق الہی کے دل مائل ہو جاتے ہیں اور دنیا بھر ایسے لوگوں کو عزیز رکھنے لگتی ہے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو جاتی ہی تو اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو جتلا دیتا ہے کہ مجھکو فلاں بندہ سے محبت ہے جبرائیل اس بات کی تمام آسمانوں میں شہرت کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت رکھتا ہے اس سے تمام آسمان کے فرشتے اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں اور زمین پر بھی لوگوں کے دلوں میں ایک توقیر اور محبت اوس شخص کی طرف سے پیدا ہو جاتی ہے یہ تو ایماندار نیک عمل لوگوں کی دنیا کی عزت اور قبروں سے اوٹھنے کے وقت کی عزت کا حال ہوا اسکے بعد قیامت کے دن انکی یہ عزت بھی ہوگی کہ اللہ کے فرشتوں اور رسولوں کی طرح یہ متقی لوگ بھی گناہگار کلمہ گو لوگوں کی شفاعت کرینگے اور ان کی شفاعت منظور ہو کر بہت سے کلمہ گو گنہگار جنت میں داخل ہونگے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری رض کی جس شفاعت کی حدیث کا ذکر اوپر گزرا اس میں نیک لوگوں کی شفاعت کا ذکر تفصیل سے ہے ۔

فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا

سو ہمنے آسان کیا یہ قرآن تیری زبان میں اسی واسطے کہ خوشی سنا دے تو ڈر والوں کو اور ڈرا دے جھگڑالو لوگونکو اور کتنی کھپا چکے ہم

قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

انسے پہلے سنگتیں آہٹ پاتا ہے انمیں تو کسی کی یا سنتا ہے اُن کی بھنک

اوپر ذکر تھا کہ قریش میں کے بعضے لوگ قرآن کی آیتیں سنکر طرح طرح کے جھگڑے نکالتے ہیں اور بعضوں کی ہدایت قرآن

منزل ۴

ربع ۹ النصف

کی نئی نئی آیتون سے دن بدن بڑھتی جاتی ہے ان آیتون مین فرمایا اے رسول اللہ کے یہ قرآن عربی زبان مین اس آسانی
کے لئے نازل کیا گیا ہے کہ تم عقبیٰ کی خرابی سے ڈرا کر نیک کام کرنے والون کو عذاب آخرت سے نجات اور جنت مین
داخل ہونے کی خوشی اور جھگڑالو لوگون کو عذاب آخرت کا ڈر سنا دو اسپر بھی ان مین سے جو لوگ سرکشی اور بیجا جھگڑون
سے باز نہ آوین تو انکو یہ جتلا دیا جاوے کہ انسے پہلے بہت سے جھگڑالو لوگ طرح طرح کے عذابون سے اس طرح دنیا مین
ہلاک ہو کر آخرت کے عذاب مین گرفتار ہو چکے ہیں کہ دنیا مین کہیں اونکا نشان تک باقی نہین رہا اگر یہ لوگ بھی اون
پچھلی قومون کے قدم بقدم چلین گے تو یہی انجام انکا ہوگا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے قریش کے بڑے بڑے سرکش
جھگڑالو لوگونکا انجام بدر کی لڑائی کے وقت ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انس رضؓ بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اوسکا ذکر کئی
جگہ گزر چکا ہے کہ دنیا مین بڑی ذلت سے یہ لوگ مارے گئے اور مرتے کے ساتھ ہی آخرت کے عذاب مین گرفتار ہو گئے
جس عذاب کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون
نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پا لیا۔ سورہ مریم ختم ہوئی۔

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَخَمْسٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَثَمَانُ رُكُوْعَاتٍ
	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	

منزل ۴

طٰهٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ○ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ○ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ○

اسواسطے نہین اتارا ہمنے تجھپر قرآن کہ تو محنت مین پڑے مگر نصیحت کے واسطے جنکو ڈر ہے اوتارا ہے اس شخص کا جسنے بنائی زمین اور

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے مجاہد کے قول کے موافق طٰہٰ حروف مقطعات مین سے ہے
حروف مقطعات کی تفسیر کا ذکر سورہ بقر کے شروع مین گزر چکا ہے حضرت عبداللہ رضؓ بن عباس فرماتے ہین کہ جب تہجد
کی نماز فرض ہوئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز مین یہان تک کھڑے رہتے تھے کہ آپکے پیرون پر ورم
آجاتا تھا آپ کا یہ حال دیکھکر مکہ کے مشرک لوگ کہتے تھے یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو محنت اور مشقت مین ڈالنے کیلئے
اوتارا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے مشرکون کی اس بات کے جواب مین فرمایا اے رسول اللہ کے یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے تمپر تکلیف
اوٹھانے کے لئے نہین اتارا بلکہ یہ قرآن تو ان لوگونکی نصیحت کے لئے اوتارا ہے جنکے دلمین آخرت کے عذاب کا ڈر ہے جن لوگونکے دلمین آخرت
کے عذاب کا ڈر نہیں ہے وہ مسخرا پن سے ایسی باتین کرتے ہین کہ قرآن تم کو اور مسلمانون کو محنت اور مشقت مین ڈالنے کے لئے اترا ہے یہ
منکر قرآن لوگ قیامت کے دن نیک کام والون کے محنت اور مشقت کے اجر کو دیکھین گے تو پچھتاوینگے کہ اونھون نے
یہ محنت و مشقت کیون نہیں اوٹھائی مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہین ہے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
خود بنا لیا ہے مشرکین کی اس بات کو جھٹلانے کیلئے فرمایا یہ قرآن اوس صاحب قدرت کا اوتارا ہوا ہے جس نے زمین اور آسمان

کو پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس قرآن سے اسکی یہ قدرت ظاہر ہوتی ہے کہ اوسنے ان پڑھ رسول پر یہ اپنا ایسا کلام اوتارا ہے کہ ان پڑھ
آدمی تو کیا اہل کتاب بھی قرآن مین کی غیب کی باتین بغیر تائید غیبی کے ہرگز نہیں بتا سکتے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالے سے ابو ہریرہ رض کی
روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور معجزون کے علاوہ قرآن کا ایک ایسا معجزہ
مجھکو دیا گیا ہے جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن قرآن کے پیرو لوگون کی تعداد اور آسمانی کتابون کے پیروون سے زیادہ
ہوگی اس ضعف اسلام کے زمانہ مین فقط قرآن کی ہدایت سے غیر قومون کے لوگ جو قرآن کے پیرو بن رہے ہین اس سے
اس حدیث کا مطلب اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت اچھی طرح سمجھہ مین آسکتا ہے معتبر سند سے ترمذی مین عبد اللہ
بن مسعود رض سے روایۃ ہے کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی پانسو برس کی راہ کی اونچائی ہے یہ حدیث والسموات
العلی کی تفسیر ہے جس سے آسمانون کی اونچائی کا مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے۔

الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ○

وہ بڑے مہر والا تخت کے اوپر قائم ہوا

سورہ آل عمران مین بیان ہوچکا ہے کہ اس طرح کی متشابہات آیتون مین سلف کا مذہب یہی ہے کہ ایسی آیتون کے ظاہر معنے
پر ایمان لانا چاہیئے اور انکی تفصیلی کیفیت اللہ کے علم پر سونپنی چاہیئے بعضے مفسرین نے آیۃ کے یہ معنے جو کئے ہین کہ پہلے زمین
اور آسمان کو پیدا کرکے پھر اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا وہ بالکل سلف کے خلاف اور اسی طرح سوا اس معنے کے اور جس قدر
تاویلی معنی مفسرین متاخرین نے کئے ہین وہ سب سلف کے مخالف ہین اور تفسیر قرآن مین جس قدر سلف کی مخالفت مضر
اور انکی پیروی ضرور ہے وہ ہر ایک مسلمان کو خوب معلوم ہے کیونکہ تفسیر قرآن اور روایت حدیث کے باب مین یہ صحیح حدیثون
سے ثابت ہوچکا ہے کہ جو کوئی بغیر نقل شرعی کے اس باب مین اپنی رائے اور عقل کو دخل دیگا اوس کا ٹھکانا دوزخ ہے تو پھر بغیر
اسکے چارہ نہیں ہے کہ متشابہ آیتون کی تفسیر مین صحابہ تابعین نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہی طریقہ اختیار کیا جاوے تاکہ مخالفت
سلف مین عقل اور رائے کا دخل تفسیر قرآن مین ہوکر حدیث کی وعید مین آدمی گرفتار نہ ہوجاوے ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ
مسند امام احمد بن حنبل مین یہی وعید کی حدیث چند صحابہ کی روایۃ سے آئی ہے جس کا حاصل یہی ہے کہ تفسیر قرآن یا روایۃ حدیث
مین جو کوئی عقل کو کام مین لادیگا اسکا ٹھکانا جہنم ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن
عباس اور چند صحابہ سے متشابہ آیتون کے باب مین یہی صراحت آچکی ہے کہ سوائے اللہ کے اون کے معنے کوئی نہین جانتا
جو انکے معنے جاننے کا دعویٰ کرے وہ نازیبا ہے کیونکہ صحیحین کی حضرت عائشہ کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
متشابہ آیتون کی تاویل سے منع فرمایا ہے کہ جسکو تاویل کرتے دیکھو اسکو ڈراؤ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تاویل کا
طریقہ بڑے خوف کی چیز ہے حاصل مطلب اس آیۃ کا یہ ہے کہ جس طرح سے عرش پر ہونا اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب ہے
اسی طرح بلا مشابہت دنیا کے بادشاہون کے اللہ تعالیٰ جل شانہ عرش پر ہے جسکی تفصیلی کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ حاضر پر غائب کو قیاس کیا جاکر دین میں کوئی بات کہی جاوے تو اوس مین غلطی کا گمان باقی رہ جاتا ہے اسواسطے تمام سلف نے متشابہ آیتون کے معنے میں اوس طریقہ کو پسند نہیں کیا بلکہ اسی طریقہ کو پسند کیا ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَإِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ

اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین مین اور ان دونون کے بیچ اور نیچے گیلی زمین کے اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اسکو خبر ہے

السِّرَّ وَأَخْفٰى ۝ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ۝

چھپے کی اور اوس سے چھپے کی الله ہے جسکے سوا بندگی نہیں کسی کی اسی کے سب نام خاصے

مطلب یہ ہے کہ آسمان سے لیکر ساتوین زمین کے نیچے تک سب کچھ الله کے قبضہ اور اختیار میں ہے اور یہ سب کچھ اوس نے اس طرح پیدا کیا ہے کہ اوس میں کوئی اسکا شریک نہیں ہے علم اوس کا ایسا وسیع ہے کہ آدمی کے دل مین جو بات آچکی یا آنیوالی ہے یہ سب اسکو معلوم ہے ایسے معبود کی تعظیم مین جو دوسرون کو شریک کرتے ہیں وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ سوائے الله کے انسان کو انسان کی ضرورت کی چیزون کو کسی دوسرے نے پیدا نہین کیا جو انسان پر اوسکی تعظیم واجب ہو نہ سوائے الله کے کسی دوسرے کو انسان کے دل کے مقصد کی خبر ہے نہ کسی مقصد کے پورا کرنے کا کسی دوسرے کو اختیار ہے۔ مشرکین مکہ کو جب الله تعالیٰ کی وحدانیت کی باتین سمجھائی جاتی تھین تو وہ مشرک مسلمانون سے کہتے تھے کہ تم بھی تو کبھی الله کبھی رحمٰن کبھی رحیم کہہ کر دعائین مانگتے ہو پھر الله کو وحدہ لاشریک بھی کہتے ہو اوس کا جواب الله تعالیٰ نے یہ دیا کہ اوس ایک ذات کی بہت سی صفتین ہیں اون صفتون کے موافق اسکے بہت سے نام ہیں حاصل یہ ہے کہ ایک ذات کے کئی نام ہون تو اون نامون کا لینا اور بات ہے اور ایک ذات کے ساتھ دوسرے کو شریک ٹھہرانا اور بات ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین الله کے رسول صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا الله کے ایک کم سو نام ہیں جو شخص انکو یاد کریگا وہ جنت مین داخل ہوگا زیادہ تفصیل اسکی سورۃ الاعراف مین گزر چکی ہے۔

وَهَلْ أَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ إِذْ رَأٰى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوْا إِنِّيْ آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّيْ آتِيْكُمْ مِنْهَا

اور پہنچی ہے تم کو بات موسیٰ کی جب اوسنے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والون کو ٹھیر جاؤ مینے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤن تم

بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّا أَتٰهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ إِنِّيْ أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ

پاس اوس آگ پر راہ کا پتا پھر جب پہونچا آگ پاس آواز آئی اے موسیٰ مین ہون تیرا رب سو اتار اپنی پاپوشین

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ إِنَّنِيْ أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِيْ

تو ہے پاک میدان طوی مین اور مین نے تجکو پسند کیا سو تو سنتا رہ جو حکم ہو مین جو ہون الله ہون کسی کی بندگی نہین سوائے میرے سو

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ۝ فَلَا

اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو قیامت مقرر آنی ہے مین چھپا رکھتا ہون اسے کہ بدلا ملے ہر جی کو جو وہ کماتا ہے سو کہین

منزل ۴

نصف

ربع

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝

تجکو نہ روکدے اس سے وہ جو یقین نہین رکھتا اُسکا اور پیچھے پڑا ہوا اپنی خواہش کے پھر تو ٹپکا جاوے

موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کے ذکر سے یہان یہ مطلب ہی کہ جسطرح قریش مین کے سرکش لوگ رسول اللہ کے تم سے وہ گستاخی کی باتین کرتے ہین جن کا ذکر اوپر گزرا اسی طرح فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام سے بہت سرکشی کی باتین کین تھین لیکن آخر کو اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام کا غلبہ ہوا اور فرعون ڈوب کر ہلاک ہوگیا وقت مقررہ پر یہی انجام اب ہونے والا ہے کہ اسلام کا غلبہ ہوکر مکہ کی ہر گلی کوچہ مین کلمہ گو نظر آوین گے اور جن بتون کی حمایت مین یہ مشرک لوگ سرکشی کی باتین کرتے ہین اُن بتون کی اور اُن کے پوجنے والون کی نہایت ذلت ہوگی اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے چنانچہ قرآن شریف کی اس غیب کی خبر کا ظہور فتح مکہ کے وقت جو کچھ ہوا صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعودؓ اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایتون کے حوالہ سے اوس کا ذکر کئی جگہ گزر چکا ہے کہ ان بتون کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر زمین پر گرادیا اور کسی مشرک کا اتنا حوصلہ نہ ہوا کہ وہ اپنے جھوٹے معبودون کی حمایت کرتا مسند امام احمد کے حوالہ سے عبداللہ بن عباسؓ کی یہ معتبر روایت بھی گزر چکی ہے کہ شیطان اس غلبہ اسلام کو دیکھ کر بہت رویا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ شعیب علیہ السلام سے اجازت لیکر جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر کو اپنی مان اور اپنے بھائی ہارون سے ملنے کے لئے آرہے تھے تو اس سفر مین انکی بی بی بھی اُنکے ساتھ تھین زنانے ساتھ کے سبب سے موسیٰ علیہ السلام راتون کو راستہ چلتے تھے وہ سخت جاڑے کا موسم تھا برف کے پڑنے سے ایک رات بڑی سردی ہوئی اور اتفاق سے اوس رات کو موسیٰ علیہ السلام راستہ بھی بھول گئے اسی حالت مین طور پہاڑ کی داہنی طرف اُنکو کچھ آگ کی سی روشنی دکھائی دی اس روشنی کو دیکھ کر اونھون نے اپنی بی بی سے کہا تم یہین ٹھہری رہو مین جہان یہ آگ کی روشنی ہے وہان جاکر تاپنے کے لئے کچھ آگ بھی لے آتا ہون اور آگ کے پاس کوئی آدمی ملا تو اس سے راستہ بھی پوچھ لونگا جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس پوہنچے تو اُنکو آواز آئی کہ اے موسیٰ مین تمہارا رب ہون تم طوے نام کے پاک میدان مین ہو اسلئے تم اپنی جوتیان اوتار ڈالو اور اللہ تعالیٰ نے تمکو نبوت کے لئے پسند کیا ہے اسواسطے تم کو جو حکم دیا جاتا ہے اُسکو سنو وہ حکم یہ ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہین ہے اوسی کی عبادت کیا کرو اور اُس کی یاد قائم رہنے کے لئے نماز پڑھا کرو اور یاد رکھو کہ دنیا نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہے اسواسطے نیکی و بدی کی جزا و سزا کے واسطے قیامت ایک روز ضرور آنے والی ہے جسکے آنے کا وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو معلوم نہین ہے جو لوگ قیامت کے آنے کے قائل نہین ہین وہ عقبیٰ کی بہبودی کے کامون سے غافل ہین اور جو اُنکا جی چاہتا ہے سو کرتے ہین ایسے لوگون کا کہنا نہ مانو کیونکہ وہ راستہ ہلاکت کا ہے پاک جوتیون سے نماز پڑہنے اور یہود سے مخالفت کرنیکی جن حدیثون کا حوالہ شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین بیان کیا ہے ان مین سے یہود سے مخالفت کرنے کی حدیث شداد بن اوس کی روایت سے ابوداؤد اور صحیح ابن حبان مین ہے اور اُسکی سند بھی معتبر ہے اسی طرح جوتیون کے پاک ہونے

منزل ۴

کی حدیث ابوداؤد میں ابوسعید خدری رضؓ کی روایت سے ہے اس کی سند بھی صحیح ہے ان حدیثون کی بنا پر اکثر علما کا قول ہے کہ موسی
علیہ السلام کی جوتیان ناپاک تھین کچھ نجاست ان مین لگی ہوئی تھی اسواسطے انکے اتار دینے کا حکم ہوا حضرت عبد اللہ بن
عباس کا قول ہے کہ وہ روشنی جو موسیٰ علیہ السلام کو نظر آئی وہ اللہ تعالی کا نور تھا موسی علیہ السلام اس نور کی روشنی کو آگ
کی روشنی سمجھے تھے اس لئے انکے کلام مین نور کو نار فرمایا بعضے علما کا قول ہے کہ اللہ تعالی کے منہہ کے آگے جو پردے ہین انمین
ایک پردہ آگ کا بھی ہے یہ اوسی کی روشنی تھی جو موسے علیہ السلام کو نظر آئی صحیح مسلم مین ابوموسی اشعری رضؓ سے جو روایتین
اللہ تعالیٰ کے منہ کے آگے کے پردون کے ذکر مین ہیں ان مین نور اور نار دونون لفظ آئے ہیں اسواسطے دونون قول صحیح معلوم ہوتے
ہین ابوموسیٰ اشعری رحؓ کی روایت مین یہ بھی ہے کہ اگر اللہ تعالی کے موںھ کے آگے سے پردے اوٹھ جاوین تو اسکے جلال سے
تمام عالم جل جاوے حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ نے یہ جو فرمایا کہ وہ روشنی جو موسیٰ علیہ السلام کو نظر آئی وہ اللہ تعالی کا نور
تھا اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے موںھ پر نور کا جو پردہ ہے وہ اس نور کے پردہ کا نور تھا کیونکہ اس حدیث کے موافق
اللہ تعالی کی تجلی کے دیکھنے کی تمام عالم مین کسی کو تاب نہین سورۃ الاعراف مین جو قصہ گزرا کہ اللہ تعالی کی تجلی سے پہاڑ ٹوٹ
کر گر پڑا اور موسی علیہ السلام بیہوش ہوگئے اس سے اس حدیث کا مطلب اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ کے قول کا مطلب
اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے صحیح مسلم وغیرہ مین جو روایتین ہیں کہ دنیا کی آنکھون سے اللہ تعالی کو کوئی نہیں دیکھ سکتا ان سے
بھی حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کا وہی مطلب قرار پاتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ وہ روشنی جو موسی علیہ السلام کو
نظر آئی وہ اللہ تعالی کے نور کے پردہ کی روشنی تھی اسی واسطے اس نور کے دیکھنے کے بعد سورۃ الاعراف کے قصہ کی طرح موسی علیہ السلام
بیہوش نہین ہوئے موںھ اور اسکے آگے کے پردے دنیا مین جسم کے ساتھ خصوصیت رکھنے کی چیزین ہیں اور اللہ تعالی جسم سے
پاک ہے اسلئے جس طرح متشابہ آیتون کی تفصیلی کیفیت کا اللہ تعالیٰ کے علم پر سونپنے کا طریقہ سلف نے اختیار کیا ہے وہی
طریقہ سلف نے اس قسم کی حدیثون کے معنی مین بھی اختیار کیا ہے صحیح بخاری ومسلم میں عدی بن حاتم رضؓ سے روایت ہے جس مین اللہ
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حساب وکتاب کے وقت قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بلاواسطہ ہر شخص سے کلام کریگا
معتزلی فرقہ کے لوگون نے اللہ تعالی کے موسی علیہ السلام کو آواز دینے اور انسے کلام کرنے کا یہ مطلب جو بیان کیا ہے کہ
طور پہاڑ کی داہنی طرف جو پیڑ تھا اللہ تعالی نے اس مین گویائی کی قوت پیدا کردی تھی اسی آواز کو موسیٰ علیہ السلام نے
سنا کیونکہ بلاواسطہ بات چیت کرنے کے لئے موںھ ہونٹ اور زبان کی ضرورت ہے اللہ تعالی ان اعضا اور جسم سے پاک
ہے اس صحیح حدیث میں اللہ تعالی کے بلاواسطہ کلام کرنے کا جو صاف ذکر ہے اس سے معتزلہ فرقہ کے اعتقاد کی غلطی اچھی طرح
ثابت ہوتی ہے اس کی زیادہ تفصیل سورہ الاعراف مین گزر چکی ہے۔ صحیح بخاری ومسلم مین انس رضؓ بن مالک سے جو روایتین
ہیں ان مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے واقم الصلوۃ لذکری کی تفسیر یون فرمائی ہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز پڑھنی
بھول جاوے تو جب یاد آوے اسی وقت وہ بھولی ہوئی نماز پڑھ لیوے کہ اس بھول کا یہی کفارہ ہے۔

منزل ۴

منہ

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا

اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ مین اے موسیٰ بولا یہ میری لاٹھی ہے اسپر ٹیکتا ہون اور پتے جھاڑتا ہون اس سے اپنی بکریون اور میرے اس سے

مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا

کتنے کام ہین اور فرمایا ڈالدے اسکو اے موسیٰ تو اسکو ڈالدیا پھر تبھی وہ سانپ دوڑتا فرمایا پکڑلے اسکو اور نہ ڈر ہم پھیر دینگے

سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۤءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۤءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۝ لِنُرِيَكَ

اسکو پہلے حال پر اور لگا اپنا ہاتھ اپنے بازو سے کہ نکلے چٹا ہوکر نہ کچھ بری طرح ایک نشانی اور کہ دکھاتے

مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْۤ

جاوین ہم تجکو اپنی نشانی بڑی جا طرف فرعون کے کہ اسنے سر اوٹھالیا بولا اے رب کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر

اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝ هٰرُوْنَ

میرا کام اور کھول گرہ میری زبان سے کہ بوجھین میری بات اور دے مجکو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا ہارون میرا

اَخِي ۝ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِيْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِيْۤ اَمْرِيْ ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۝ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝

بھائی اس سے بندھا میری کمر اور شریک کر اسکو میرے کام کا کہ تیری پاک ذات کا بیان کرین بہت سا اور یاد کرین ہم تجکو

اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۝ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ۝

اور یاد کرین ہم تجکو بہت سا فرمایا ملا تجکو تیرا سوال اے موسے

موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری جو ملی اوپر اس کا ذکر تھا ان آیتون مین معجزون کے ملنے کا ذکر ہے اگرچہ کوئی چیز اللہ تعالی کے علم سے باہر نہین ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام کو یہ بات جتلانے کے لیے اللہ تعالی نے اُنسے اِس لکڑی کا حال پوچھا کہ موسے علیہ السلام ابھی جس لکڑی کا حال بیان کر رہے تھے اللہ تعالی نے دم بھر مین اسکو اپنی قدرت سے سانپ بنا دیا اس بات کے اچھی طرح جتلانے مین یہ حکمت تھی کہ فرعون کو معجزہ دکھانے اور جادوگرون کے مقابلہ کے وقت اِس لکڑی کا سانپ بن جانے سے علیہ السلام کے دہیان مین رہے حاصل مطلب اِن آیتون کا یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ تعالی نے پوچھا اے موسے تمہارے داہنے ہاتھ مین یہ کیا چیز ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا یہ میرے ہاتھ کی لکڑی ہے بکریان چرانے کے وقت اسپر اپنی ٹھوڑی ٹیک کر مین کھڑا ہو جاتا ہون اور اسی سے بکریون کے لئے درختون کے پتے جھاڑتا ہون اور کبھی یہ لکڑی میرے اور کام بھی آجاتی ہے۔ یہ آخری بات اللہ تعالی نے اپنے علم غیب کے موافق موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نکلوائی کیونکہ اسی لکڑی کے کام مین لانے سے پانی کے وہ بارہ چشمے پیدا ہوئے جنکا ذکر سورہ البقرہ مین گزرا اور اسی لکڑی کے کام مین لانے سے دریائے قلزم نے راستہ دیدیا جسکا ذکر سورہ الشعراء مین آویگا غرض اسی طرح کی غیب کی خبرون سے قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے مین کوئی شبہ باقی نہین رہتا جب موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کی لکڑی کا حال بیان کر چکے تو اللہ تعالی نے حکم دیا موسیٰ تم

ع ۲

منزل ۴

اس لکڑی کو زمین میں ڈالدو موسیٰ علیہ السلام نے اسکو زمین میں ڈالدیا اور ڈالتے ہی اُس لکڑی کا سانپ بنکر دوڑنے لگا یہ حالت دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ ڈرو نہین اس سانپ کو ہاتھ میں پکڑ لو پھر وہ سانپ کی لکڑی ہوجاویگی آگے اب اللہ تعالیٰ نے دوسرے معجزے کی تدبیر بتلائی کہ موسیٰ تم اپنے ہاتھ کی ہتیلی کو بغل مین دباکر نکالو اور پھر دیکھو کہ تمہارے ہاتھ کی ہتیلی سفید اور اُس مین سورج کی سی روشنی ہوجاویگی یہ سفیدی برص کی بیماری کی طرح نہ ہوگی بلکہ جب تم چاہو گے تو وہ ہتیلی کی سفیدی جاتی رہے گی یہ تمہارا دوسرا معجزہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھانے کے لئے یہ دو بڑے معجزے تم کو دیئے ہیں اب تم مصر مین فرعون کے پاس جاکر اوسے یہ معجزے دکھاؤ کہ اُسنے بہت سر اوٹھایا ہے اپنے آپ کو خدا کہتا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر مین پرورش پائی تھی تو وہ فرعون کے رعب کا حال خوب دیکھ چکے تھے اسواسطے فرعون کے پاس جانے کا حکم سنکر موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ یا اللہ تو اپنی رحمت سے میرا دل ایسا کھول دے کہ مین بیدھڑک تیرا پیغام فرعون کو پہونچا دون اور میرے نزدیک یہ کام بہت مشکل ہے تو ہی اپنی قدرت سے اسکو آسان کردے زبان کے جل جانے کے سبب سے اُس مین ایک طرح کا توتلاپن جو ہوگیا ہے وہ بھی جاتا رہے تاکہ فرعون اور اسکی قوم کے لوگ میری بات کو اچھی طرح سمجھین جس طرح اپنی رحمت سے تونے مجھکو پیغمبر بنایا ہے اسی طرح میرے بھائی ہارون کو نبوت دیکر میرا مددگار بنادے تاکہ اسکے شکریہ میں ہم دونون بھائی ہر وقت تیری یاد مین لگے رہیں ہماری حالت کچھ تجھ سے چھپی نہیں ہے کہ ہم تیری یاد مین کوتاہی نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کے جواب مین فرمایا کہ تمہاری دعا قبول ہوگئی تمہاری دعا کے موافق سب باتین تم کو مل جاوینگی جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر مین پرورش پارہے تھے تو فرعون کی بی بی آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک دن فرعون کی گود میں دیدیا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی ڈاڑھی نوچ ڈالی اس سے فرعون کو اپنے خواب کی وہ تعبیر یاد آئی جو نجومیون نے بتلائی تھی کہ بنی اسرائیل مین کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو فرعون کا دشمن ہوگا اور اُسکے ہاتھ سے فرعون کی سلطنت کو زوال آویگا یہ تعبیر یاد کرکے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا قصد کیا آسیہ نے فرعون کو اس قصد سے روکا اور کہا کہ اتنے چھوٹے بچے بالکل ناسمجھ ہوتے ہیں تم کو میری بات کا یقین نہ ہو تو ایک رکابی مین آگ کے انگارے اور دوسری میں کچھ جواہرات منگوا کر اس بچہ کے سامنے رکھوا اور دیکھو تو یہ کونسی رکابی میں ہاتھ ڈالدیتا ہے جب یہ رکابیان آئین تو موسیٰ علیہ السلام جواہرات کی رکابی مین ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے لیکن جبرئیل علیہ السلام نے ادھر سے موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ کھینچ کر انگارون کی رکابی مین ڈالدیا اور ایک انگارہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ مین دیکر وہی ہاتھ اُنکے موتھ میں دیدیا جس سے اُنکی زبان جل گئی اور اُس مین توتلاپن آگیا اُسی کا ذکر ان آیتون مین ہے سورہ مریم کی آیۃ ووہبنا لہ من رحمتنا اخاہ ہارون نبیا سے جس طرح ہارون علیہ السلام کا نبی ہونا ثابت ہے اسی طرح صحیح بخاری مین سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا میری نبوت کے زمانہ مین تمہارا وہی مرتبہ ہے جو موسیٰ

منزل ۴

علیہ السلام کی نبوت میں ہارون علیہ السلام کا تھا فقط اتنا ہی فرق ہے کہ ہارون نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے
سورہ مریم کی وہ آیۃ اور یہ حدیث واشرکہ فی امری کی گویا تفسیر ہے جس سے ہارون علیہ السلام کا نبی ہونا اچھی طرح سمجھ
میں آجاتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں مالک بن صعصعہ سے اور صحیح مسلم میں انس بن مالک سے جو معراج کی روایتیں ہیں
ان میں یہ ہے کہ معراج کی رات میں پہلے پچاس نمازیں فرض ہوئیں تھیں پھر موسیٰؑ کے مشورہ کے موافق خاتم الانبیا
صلعم نے اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی التجا کی تو پچاس نمازوں کی پانچ رہ گئیں موسیٰ کی نبوت سے امت محمدیہ کو جو فائدہ پہنچا
یہ روایتیں گویا اُس کی تفسیر ہیں۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ
اور احسان کیا ہے ہم نے تجھپر ایک بار اور جب بھیجا ہم نے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں کہ ڈال اُسکو صندوق میں پھر اُسکو ڈالدے
فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي
پانی میں پھر پانی اُسکو ڈالدے کنارے پر اُٹھالے اُسکو ایک دشمن میرا اور اُسکا اور ڈالدی میں نے تجھپر محبت اپنی طرف سے اور تاکہ تیار
إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ
جب چلنے لگی تیری بہن اور کہنے لگی بتاؤں تم کو ایک شخص کہ اُسکو پالے پھر پہنچایا ہم نے تجھکو تیری ماں پاس کہ ٹھنڈی رہے اسکی آنکھ اور

ان آیتوں کا مطلب سمجھنے کے قابل اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ فرعون نے خواب میں ایک آگ دیکھی جو شام کے ملک سے
پیدا ہوکر مصر میں بنی اسرائیل کا محلہ جو کہلاتا تھا سوائے اُس محلہ کے مصر کے اور سب گھر جل گئے فرعون نے اس وقت
کے نجومیوں سے اپنے اس خواب کی تعبیر پوچھی اُنھوں نے یہ تعبیر بتلائی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے
جسکے سبب سے فرعونی سلطنت برباد ہو جاوے گی فرعون نے اس تعبیر سے بچنے کے لئے یہ تدبیر نکالی ہے کہ بنی اسرائیل
میں جس قدر لڑکے پیدا ہوں اُنکو مار ڈالا جاوے اور لڑکیوں کو چھوڑ دیا جاوے سورۃ الاعراف میں گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل
یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو کہتے ہیں جن کا اصلی وطن ملک شام ہے یوسف علیہ السلام کی مصر کی سکونت کے سبب سے یہ
لوگ مصر میں آنکر آباد ہوئے حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی اصلی سکونت ملک شام کی تھی اور موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل
میں سے ہیں اسواسطے وہ آگ فرعون کے خواب میں ملک شام سے پیدا ہوئی لڑکوں کے قتل کے حکم سے جب بنی اسرائیل
کے ہزار ہا لڑکے قتل ہوگئے اور اُن میں کے بڈھے اپنی موت سے مرے تو فرعون کے مصاحبوں نے فرعون سے کہا کہ اس طرح
سے تمام بنی اسرائیل ختم ہو جاویں گے اور سلطنت کے محنت مزدوری کے کام جو اُنکے ذمہ ہیں اُن میں ہرج پڑ جاوے گا
اس کے بعد سے فرعون نے یہ حکم دیا کہ ایک سال بنی اسرائیل کے لڑکے قتل کئے جایا کریں اور دوسرے سال چھوڑ دیئے
جایا کریں اتفاق سے موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اوس سال میں ہوئی جس میں بنی اسرائیل کے لڑکوں کے قتل کئے جانے
کی باری تھی اسواسطے موسیٰ علیہ السلام کی جان کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو تدبیر موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بتلائی

اسکا ذکر ان آیتون مین ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ اوپر نبوت اور معجزون کے احسانات کا ذکر فرما کر ان آیتون مین فرمایا کہ اے موسیٰ اللہ کے احسانات کچھ اسی پر منحصر نہیں ہین کہ اسنے تم کو نبی کیا معجزے دئیے بلکہ تم پر اسکے یہ احسانات بھی ہین کہ بنی اسرائیل کے لڑکون کے قتل کئے جانے کے سال مین جب تمہاری پیدائش ہوئی تو تمہاری جان کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہاری مان کے دل مین یہ بات ڈالدی کہ دودھ پلانے کے بعد وہ تم کو ایک صندوق مین لٹا کر نیل دریا مین وہ صندوق ڈالدیا کرین پھر اللہ کی قدرت سے ایک دن وہ صندوق بہکر فرعون کے محل کے نیچے پونہچ گیا جو فرعون اور اسکی بی بی آسیہ نے نکلوایا اور اللہ تعالیٰ نے انکے دل مین تمہاری ایسی محبت ڈالدی کہ وہ دودھ پلوا کر تمہارے پالنے کو تیار ہوگئے اور اللہ کے حکم سے جب تم نے کسی غیر انا کا دودھ نہ پیا تو تمہاری بہن نے تمہاری مان کا در پردہ پتہ دیا غرض اس تدبیر سے اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری مان کے پاس پونہچا دیا تاکہ تمہارے دیکھنے سے تمہاری مان کی آنکھین ٹھنڈی ہون اور تمہاری جدائی کا غم تمہاری مان کے دل سے جاتا رہے صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر الٰہی کے موافق جو بات پیش آنے والی ہے وہ ٹل نہیں سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر جو کچھ لوح محفوظ مین لکھا جانا تھا وہ لکھا جا کر قلم بھی خشک ہوگیا مطلب یہ ہے کہ تحریر کے ختم ہوجانے پر قلم خشک کیا جاتا ہے اس لئے لوح محفوظ کی تحریر اب ختم ہوگئی کوئی نئی بات اب اس تحریر مین نہین لکھی جاسکتی اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ انسانی تدبیر سے تقدیر نہین ٹل سکتی اپنی تدبیر کے موافق فرعون نے بنی اسرائیل کے ہزارون لڑکے قتل کروا ڈالے مگر تقدیر الٰہی کے موافق اس نے جو خواب دیکھا تھا آخر اس کا ظہور ہو کر رہا۔ ولتصنع علی عینی اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت فرعون اور اسکی بیوی آسیہ کے دلمین اسواسطے ڈالدی کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت مین تمہاری پرورش اچھی طرح ہوجائے اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اپنا دشمن تو اس لئے فرمایا کہ وہ ملعون خدا کی ہستی کا منکر اور اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا دشمن وہ یون تھا کہ بنی اسرائیل کے ہزارہا لڑکے اس نے موسیٰ علیہ السلام کی دشمنی مین قتل کرائے۔

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۥ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى

اور تونے مار ڈالی ایک جان پھر نکالا ہمنے تجکو اس غم سے اور جانچا تجکو ایک ذرا جانچنا پھر ٹھیرا تو کئی برس مدین والون مین پھر آیا تو تقدیر سے اے موسے

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ۝ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ

اور بنایا ہمنے تجکو خاص اپنے واسطے جا تو اور تیرا بھائی لیکر میری نشانیان اور سستی نہ کرو میری یاد مین جاؤ طرف فرعون کے

اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝

اسنے سر اوٹھایا سو کہو اس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے

بچہ پنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کئی طرح کی آزمائش مین پڑے اول تو اس سال مین پیدا ہوئے جب بنی اسرائیل

نازل فرمائیں یہ حدیث سمع داری کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خولہ کے اپنے رسول کے پاس آنے کو اللہ تعالیٰ نے فوراً دیکھ لیا اور انکی چپکے چپکے سے باتوں کو اسی وقت سن لیا خولہ کے طلاق کے مسئلہ کی زیادہ تفصیل سورۃ المجادلۃ میں آویگی اوپر گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل کا اصلی وطن ملک شام ہے یوسف علیہ السلام کے زمانہ سے یہ لوگ مصر میں آنکر آباد ہوئے اور یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد فرعون انکو بہت ستاتا تھا طرح طرح کی ذلت اور محنت کے کام اونسے لیتا تھا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے لیجا کر انکے اصلی وطن ملک شام میں بسا دیا جاوے۔ اس حکم کی تعمیل میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے فرعون سے یہ کہا کہ بنی اسرائیل کو کیوں ستاتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق انکو ہمارے ساتھ کر دیا جاوے ان آیتوں میں مختصر طور پر موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور ید بیضا کے معجزے کا ذکر قد جئناک باٰیۃ من ربک کے لفظوں سے ہے لیکن سورہ شعرا میں آویگا کہ اس پہلی ملاقات میں موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو عصا اور ید بیضا کا معجزہ بھی دکھایا جس سے پہلے تو فرعون ڈر گیا اور پھر موسےٰ علیہ السلام کو جادوگر اور انکے معجزے کو جادو بتلایا والسلام علی من اتبع الھدیٰ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق اسکے رسول جو نیک راستہ بتلاتے ہیں جو کوئی اس راستہ پر چلیگا آخرت میں وہی امن و امان سے رہیگا اور جو کوئی اللہ کے رسولوں کو جھٹلاویگا وہ آخرت میں سزا بھگتیگا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے یہ وعدہ جو کیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اس کا ظہور وقت پر ہوتا رہا چنانچہ آگے آتا ہے کہ جب جادوگروں کے مقابلہ کے وقت ان جادوگروں نے اپنی رسیوں اور لکڑیوں کے سانپ بنا کر میدان میں چھوڑے تو موسےٰ علیہ السلام ان سانپوں کو دیکھ کر کچھ ڈرنے لگے تھے اسپر اللہ تعالیٰ نے فوراً انکی تسکین کی اور فرمایا ڈرو نہیں تم ہی غالب رہوگے تم اپنے ہاتھ کی لکڑی جھٹ پٹ زمین میں ڈال دو تمہاری لکڑی کا سانپ جادوگروں کے ان سب سانپوں کو ابھی نگل جاویگا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ دیکھ کر جادوگر ایمان لے آوینگے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون جنت میں داخل ہونے کے قابل اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ ایک ہی معجزے کا اثر فرعون کے دل پر تو یہ ہوا کہ وہ عمر بھر معجزہ کو جادو بتلا کر دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل قرار پایا اور اوسی معجزے کا اثر جادوگروں کے دل پر یہ ہوا کہ وہ ایمان دار بنکر جنتی ٹھہرے۔

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝ قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ۝ قَالَ

ہم کو حکم ہوا ہے کہ عذاب اسپر ہے جو جھٹلاوے اور منہ پھیرے   بولا پھر کون ہے صاحب تم دونوں کا اے موسیٰ کہا

رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۝ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ۝ قَالَ

صاحب ہمارا وہ ہے جسنے دی ہر چیز کو اسکی صورت پھر راہ سوجھائی   بولا پھر کیا حقیقت ہے ان پہلی سنگتوں کی   کہا

منزل ۴

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتٰبٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا

اُنکی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہے نہ بھٹکتا ہے میرا رب نہ بھولتا ہے وہ ہے جسنے بنادی تم کو زمین بچھونا

وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور چلادیں تمکو اس میں راہیں اور اتارا آسمان سے پانی

اوپر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے فرعون کو یہ جتلایا تھا کہ جو کوئی اللہ کے رسولون کو جھٹلا دیگا وہ آخرت میں سزا بھگتےگا ان آیتون میں یہ جتلایا کہ ہم نے وہ بات اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے ہم کو یہی حکم بھیجا ہے کہ جو کوئی اللہ کے رسولون کو جھٹلا دیگا اور اللہ کے حکم سے اُسکے رسول جن باتون کی نصیحت کرتے ہیں اونکے مان لینے کی طرف رخ نکریگا تو وہ آخرت میں سزا بھگتےگا سورۃ الشعراء میں آویگا کہ فرعون خدا کی ہستی کا اس قدر سخت منکر تھا کہ خدا کی ہستی کے اقرار کو قابل قید جرم گنتا تھا اسی واسطے اگرچہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے اوپر کی آیتون میں فرعون سے یہ کہا تھا کہ ہم دونون تیرے رب کے بھیجے ہوئے رسول ہیں لیکن فرعون نے غرور کے مارے اون لفظون کو نہیں دوہرایا بلکہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے یہ کہا کہ تم دونون کا رب کون ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی اس بات کا یہ جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے آدمی کو آدمی کی صورت میں اور جانور کو جانور کی صورت میں پیدا کیا اور پھر ہر ایک کو زندگی کے بسر کرنے کا طریقہ سکھایا مثلاً آدمی اور جانور کے بچہ کو پیدا ہوتے ہی دودھ پینے کا طریقہ سکھایا فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہا کہ جب اللہ نے سب کو پیدا کیا ہے اور اُسی کی تعظیم سب پر واجب ہے تو پچھلی بہت سی قومیں ایسی گزری ہیں جنہون نے اس واجب کو ادا نہیں کیا پھر آخر اون کا کیا انجام ہوگا موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اللہ کے کارخانہ میں بھول چوک نہیں ہے ان سب پچھلی قومون کا حال اللہ تعالیٰ کے پاس ایک کتاب میں لکھا ہوا ہے اُسکے موافق ایک دن نیکی بدی کا فیصلہ ہو جاویگا اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا انتظام کہ اُس نے اتنی بڑی زمین بچھونے کی طرح پانی پر بچھائی جس میں کہیں کھیتی ہے کہیں باغات ہیں کہیں ایک شہر سے دوسرے شہرون کے جانے کے راستے ہیں آسمان ہے تو ایسا ہی ہے کہ ہر سال وقت مقررہ پر اُس میں سے پانی برستا ہے یہ سب انتظام اس بات کا گواہ ہے کہ ایک دن نیک و بد کا ضرور فیصلہ ہوگا تاکہ یہ سب انتظام ٹھکانے لگے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد پھر کچھ نہ ہوگا وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ یہ نادان لوگ دنیا کا کوئی چھوٹا سا انتظام بھی کرتے ہیں تو اُس کا نتیجہ پہلے سے سوچ لیتے ہیں مثلاً فرعون نے دریائے نیل سے اپنے باغون تک نہر جو بنائی تو یہ نتیجہ سوچ کر بنائی کہ نہر سے باغون کے پیڑون کو پانی اچھی طرح پہونچیگا پھر فرعون یا اُسکے ساتھی جو دنیا کے اتنے بڑے انتظام کو بے نتیجہ بتلاتے ہیں اُنسے بڑھکر دنیا میں نادان کون ہو سکتا ہے اصل بات یہ ہے کہ راحت کے وقت انسان اللہ کو بھول جاتا ہے ہاں تکلیف کے وقت انسان کو اللہ یاد آتا ہے جس طرح راحت کے زمانہ تک فرعون خدا کی ہستی کا منکر رہا جب قلزم میں ڈوبنے کی تکلیف سر پر آن پڑی تو اپنی خدائی کو غلط ٹھہرا کر

تعالیٰ کی فرمانبرداری کا قائل ہو گیا جس کا ذکر سورۂ یونس میں گزر چکا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبادہؓ بن الصامت کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی یہ روایتیں بھی اسی سورہ میں گزر چکی ہیں کہ ایسے آخری وقت کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں مقبول نہیں ہے کیونکہ ایسے آخری وقت پر شرع کا کوئی حکم آدمی کے ذمہ باقی نہیں رہتا پھر ایسے وقت احکام شرع کی پابندی کا اقرار کیا کام آسکتا ہے۔

فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ۝ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي

پھر نکالے ہم نے اس سے بھانت بھانت کے سبزی کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو البتہ اس میں پتے ہیں عقل رکھنے

النُّهَىٰ ۝ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۝ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ

والوں کو اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا اور اسی میں تم کو پھر ڈالتے ہیں اور اسی سے نکالینگے تم کو دوسری بار اور ہم نے اسکو دکھا دیں اپنی سب نشانیاں

ع ۲

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی نصیحت میں فقط مینہ کا ذکر کیا تھا اس ذکر کو پورا کرنے کے لئے یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مینہ سے طرح طرح کا اناج انسان کے کھانے کے لئے اور طرح طرح کا چارہ انسان کے چوپایوں کے لئے ہر سال پیدا ہوتا ہے پھر فرمایا اے بنی آدم اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا اناج خود کھاؤ اور چارا اپنے چوپایوں کو چراؤ اور یہ یاد رکھو کہ اس ہر سال کے انتظام میں سمجھ دار لوگوں کے لئے اللہ کی قدرت کی یہ نشانیاں ہیں کہ جس طرح اب ایک مینہ کے اثر سے ہر سال مردہ زمین میں سے طرح طرح کا اناج پیدا ہوتا ہے اسی طرح حشر کے دن ایک مینہ کے اثر سے ہر مردہ شخص کی مٹی سے اسکا جسم تیار ہو جاوے گا اور جس طرح اب خلاف عقل پانی جیسی پتلی چیز سے ماں کے پیٹ میں بچہ کا پتلا تیار ہو کر اس میں روح پھونکی جاتی ہے اسی طرح اس دن ہر مردہ شخص کی مٹی سے جو پتلا تیار ہوگا اس میں روح پھونکی جاوے گی۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں دوسرے صور سے پہلے مینہ کے برسنے اور اس مینہ کی تاثیر سے جسموں کے تیار ہو جانے کا ذکر تفصیل سے ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ جگہ جگہ قرآن شریف میں کھیتی کے ذکر کے ساتھ حشر کا ذکر کس سبب سے آیا ہے سورۂ قٓ میں آویگا کہ مرنے کے بعد جنگل دریا میں جہاں جہاں ہر مردہ شخص کی مٹی جاوے گی اسکا سب پتہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اس سے ہر مردہ شخص کی مٹی کا جمع ہو جانا اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے ترمذی ابوداؤد و صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کی تھوڑی تھوڑی سی مٹی لی ہے اسی واسطے بنی آدم میں کوئی گورا ہے کوئی کالا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ اگرچہ اب بنی آدم کی پیدائش نطفہ سے ہے لیکن اس نطفہ میں آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا اثر بھی پشت در پشت چلا آتا ہے اس لئے جس طرح یہاں منہا خلقنا فرمایا اسی طرح قرآن شریف میں اور جگہ بھی بنی آدم کی پیدائش میں مٹی کا ذکر فرمایا ہے آخر کو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی معرفت فرعون کو اللہ کی قدرت کی یہ سب نشانیاں دکھائی اور سمجھائی گئیں لیکن اس نے اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا

منزل ۴

اور اللہ کی قدرت کی ایک نشانی کو بھی نہ مانا جس کا انجام یہ ہوا کہ دنیا میں بڑی ذلت سے وہ ڈوب کر مرگیا اور آخرت میں سخت عذاب بھگتے گا فرعون کی مثال سے قریش کو یہ بات سمجھائی گئی تھی کہ ان میں سے جو لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے سے باز نہ آویں گے انکا بھی یہی انجام ہوگا جو فرعون کا ہوا اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے قریش میں کے جو لوگ فرعون کے قدم بقدم چلے بدر کی لڑائی کے وقت انکا جو کچھ انجام ہوا صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالکؓ کی روایۃ کے حوالہ سے اسکا ذکر کئی جگہ گزر چکا ہے اگرچہ بعض مفسرین نے ان آیتوں کو بھی موسیٰ علیہ السلام کا کلام ٹھہرایا ہے لیکن ظاہر یہی ہے کہ منکرین حشر کو جس طرح اور آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے حشر کا حال سمجھایا ہے وہی حالت ان آیتوں کی ہے اسواسطے ان آیتوں کو اللہ تعالیٰ کا کلام قرار دینا قرآن شریف کی اکثر آیتوں کے طرز بیان کے موافق ہے۔

قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ۝ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَ

بولا کیا تو آیا ہے ہمکو نکالنے کو ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ سو ہم بھی لاوینگے تجھپر ایک ایسا ہی جادو سو ٹھیر ا ہمارے اپنے

بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَ

بیچ میں ایک وعدہ نہ تفاوت کریں اس سے ہم اور نہ تو ایک میدان صاف میں کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن اور

أَن يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ۝

یہ کہ جمع کریں لوگو نکو دن چڑھے پھر الٹا پھرا فرعون پھر اکٹھے کئے اپنے سارے داؤ پھر آیا

منزل ۴

اوپر ذکر تھا کہ فرعون نے اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا ان آیتوں میں یہ ذکر ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو کیونکر اور کیا باتیں کہہ کر جھٹلایا موسیٰ علیہ السلام کے سبب سے ملک مصر کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا ذکر اگرچہ فرعون نے بہتان کے طور پر اس خیال سے کیا تھا کہ جلا وطنی کا حال سنکر ساری قبطی قوم موسیٰ علیہ السلام کی دشمن ہوجاوے لیکن حقیقت میں یہ ایک غیب کی بات تھی جو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے منہ سے نکلوائی چنانچہ سورۃ الشعراء میں آویگا کہ فرعون کے اور اسکی قوم کے ڈوب کر ہلاک ہوجانے کے بعد تمام ملک مصر موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم بنی اسرائیل کے قبضہ میں آگیا حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ فرعون نے کہا اے موسیٰ تم اپنے جادو کے زور سے ہم کو ملک مصر سے نکال دینے اور خود اس ملک پر قبضہ کر لینے کا ارادہ جو رکھتے ہو تمہارا یہ ارادہ ہرگز پورا نہ ہوگا ہم بھی تمہارے مقابلہ کے لئے جادوگر بلواتے ہیں صاف کھلے میدان میں مقابلہ کا وقت اور دن مقرر کیا جاوے موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تم لوگوں میں جشن کا جو ایک دن مقرر ہے اسی دن پہر ڈیڑھ پہر دن چڑھے مقابلہ ہوجاویگا ان باتوں کے بعد فرعون اس محل سے اٹھ کھڑا ہوا اور جادوگروں کو جمع کرکے مقررہ وقت اور تاریخ پر میدان میں آگیا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون جنت میں داخل ہونے کے قابل اب جو شخص جس ٹھکانے کے قابل ہے دنیا

ہیں ویسے ہی کام اسکو آسان اور اچھے معلوم ہوتے ہیں اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں فرعون دوزخی قرار پا چکا تھا اس لئے معجزہ کو جادو کہنا اور موسی علیہ السلام کا جادوگرون سے مقابلہ کرانا اس کو اچھا معلوم ہوا اور مقابلہ کے وقت جادوگرون کے عاجز ہو جانے کے بعد بھی کسی طرح سے حق بات اس کی سمجھ میں نہین آئی۔

قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ۝

کہا انکو موسی نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو اللہ پر پہر کہپا دے تمکو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہونچا جسنے جھوٹ

تاریخ مقررہ پر جادوگر میدان میں آئے اور فرعون بھی مع اپنے مصاحبون کے وہان آیا اور ایک اونچی جگہ تخت بچھا کر بیٹھا اس وقت موسی علیہ السلام نے جادوگرون سے کہا کہ اے کم بختو تم جادو کی جھوٹی باتون کو جادو کے زور سے سچی کر کے جو لوگون کو دکھاتے ہو اس سے تم اللہ پر جھوٹ باندہتے ہو کیونکہ مثلاً اللہ کی پیدا کی ہوئی رسی اور لکڑی کے سانپ ہونے کا اقرار جو تم لوگون سے کراتے ہو تو اس میں اللہ کو جھٹلاتے ہو کہ یہ رسی اور لکڑی نہیں بلکہ سانپ ہیں اس جھوٹ کے جرم میں اللہ تعالیٰ تمہین کسی آفت سے ہلاک کر دیگا کس لئے کہ جھوٹا شخص کبھی فلاح کو نہیں پہونچتا صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کی عادت کرے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹون میں لکھ لیا جاتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جیسا کوئی شخص ٹھہر جاتا ہے تمام دنیا کے لوگ اسکو ویسا ہی جاننے لگتے ہیں ان حدیثون سے وقد خاب من افتری کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں ایسا شخص جھوٹا مشہور ہو جاتا ہے اور عقبی میں اسکو جھوٹ کی سزا ملیگی غرض دین و دنیا میں کہیں ایسا شخص فلاح کو نہین پہونچ سکتا۔

منزل ۴

فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ۝ قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَن يُخْرِجَاكُم

پہر جھگڑے اپنے کام پر آپس میں اور چھپ کر کے مشورت بولے یہ دونون مقرر جادوگر ہین چاہتے ہیں نکالدین تم کو تمہارے

مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ۝ فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ

ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور اٹھادین تمہاری راہ خاصی سو مقرر کرو اپنی تدبیر پہر آؤ قطار باندہکر اور جیت گیا

الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ۝ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ۝ قَالَ بَلْ أَلْقُوا

آج جو اوپر رہا بولے اے موسے یا تو ڈال اور یا ہم ہوون پہلے ڈالنے والے کہا نہیں تم ڈالو

فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ۝ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ۝

پہر تبھی انکی رسیان اور لاٹھیان اسکے خیال میں آئین انکے جادو سے کہ دوڑتی ہیں پہر پانے لگا اپنے جی میں ڈر موسی

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ○ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا

ہمنے کہا تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہیگا اوپر اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھہ مین ہے کہ نگل جاوے جو انہون نے بنایا۔ اُن کا بنایا تو

كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ○

تو فریب ہے جادوگر کا اور جادوگر نہین کام سے نکلتا جہان آیا

جادوگر لوگ جب حضرت موسیٰ سے مقابلہ کو آئے تو حضرت موسیٰ کا یہ حال دیکھکر کہ نہ اُنکے پاس کچھہ جادو کا سامان ہے نہ انکی اُس لکڑی پر جو اُنکے پاس ہے کچھہ جادو کا اثر ہے اِس سے بعضے جادوگرون نے یہ بات پہچان لی تھی کہ حضرت موسیٰ جادوگر نہیں ہیں اِسلئے اُن جادوگرون کو خدشہ پیدا ہوا تھا کہ اگر درحقیقت حضرت موسیٰ کو تائید غیبی ہوئی تو ہم کیا مقابلہ کر سکین گے اِسی خدشہ کے سبب سے اُنھون نے فرعون سے چھپا کر یہ مصلحت آپس میں کی تھی کہ تائید غیبی کی صورت میں کیا کیا جاویگا جب باقی کے جادوگرون نے اِس خدشہ والے جادوگرون کی ہمت بندھائی اور حضرت موسیٰ اور ہارون کو کہا کہ بلاشک یہ دونو جادوگر ہیں اور ہم سب کو ملکر ان دونون سے مقابلہ کرنا چاہیئے تاکہ اِن دونون کا جادو مصر میں پھیل کر ہماری روزی اور عزت مین فرق نہ آوے اور ہم کو مصر چھوڑنا نہ پڑے اسکے بعد ان جادوگرون کی ہمت بھی حضرت موسیٰ کے مقابلہ پر بندھ گئی ان ہمت بندھانے والے جادوگرون نے یہ بھی کہا کہ ہم سب جادوگرون کو ایک دل ہوکر جادو کا ہنر دکھانا اور ایک ساتھ دنگل میں جانا چاہیئے تاکہ موسیٰ اور ہارون پر رعب پڑے اور یہ سب اِس لئے ہے کہ فرعون جیسا بادشاہ آج کے دن دنگل میں موجود ہے آج کی جیت بڑی فلاح کی بات ہے اِس کے بعد سب جادوگرون نے ایک زبان ہوکر موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ موسیٰ چاہو تو تم اپنی لکڑی سانپ بن جانے کے لئے زمین مین ڈالو نہیں تو ہم پہلے ڈالتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم ہی اپنی رسیان اور لکڑیان پہلے زمین مین ڈالو جادوگرون نے جو ہیں اپنی رسیان اور لکڑیان زمین مین ڈالین تو یہ دکھائی دینے لگا کہ وہ رسیان سانپ بنکر دوڑ رہی ہیں اِس سے موسیٰ علیہ السلام کے دل میں کچھہ دہشت سمائی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے انکی تسکین کی اور فرمایا موسیٰ ڈرو نہیں تم ہی غالب رہو گے تم اپنے داہنے ہاتھہ کی لکڑی زمین مین ڈالدو کہ اُس کا سانپ ہونے کا وہ اِس جادو کے سب کارخانہ کو نگل جاویگا اور کوئی جادوگر کہیں فلاح کو نہ پہونچے گا سورہ بقرہ مین گذر چکا ہے کہ جادو مین ضرر تو ہے نفع نہین ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے مثلاً کوئی جادوگر ٹھیکریون کے روپے بنادیوے تو درحقیقت وہ ایسے روپے نہین ہو جاتے کہ کوئی جادوگر اُنسے کچھہ نفع اوٹھاوے بلکہ دیکھنے مین وہ روپے ہوتے ہیں اور حقیقت میں وہ ٹھیکریان ہوتی ہیں جادوگرون کے فلاح کو نہ پہونچنے کا یہی مطلب ہے کہ کسی جادوگر کو اُس کا جادو کچھہ نفع نہین پہنچا سکتا حاصل کلام یہ ہے کہ جادوگرون نے رسیون اور لکڑیون کے سانپ جو بنائے تھے وہ دیکھنے میں سانپ تھے اور اصل مین لکڑیان اور رسیان تھین اِس لئے وہ جادوگر مقابلہ کے وقت اون سانپون سے کچھہ نفع نہ اوٹھا سکے اور معجزہ کے طور پر موسیٰ علیہ السلام کی لکڑی کا اژدہا جو بنا تھا وہ اصلی تھا اِسی واسطے اوس سے موسیٰ علیہ السلام نے پورا نفع اٹھایا

کروہ جادوگرون کے سب رسیون اور لکڑیون کو نگل گیا معجزہ اور جادو مین یہی فرق ہے کہ معجزہ کی خلاف عادت چیز حقیقی ہوتی ہے اور جادو کی چیز فقط دیکھنے کی دھوکے کی ٹٹی چنانچہ اس کی زیادہ تفصیل سورۃ الاعراف مین گزر چکی ہے جادو کے ضرر کی مثال صحیح بخاری و مسلم کی حضرت عائشہ کی وہ روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کے کیے جانے کا قصہ ہے کہ آپ کو اس جادو سے دنیا کے کامون مین نسیان ہو جانے کا ضرر پہونچا تھا

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ○ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ

پھر گر پڑے جادوگر سجدے مین بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسی کے بولا فرعون تم نے اسکو مان لیا ابھی مین حکم نہ دیا تھا

إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ

وہی تمہارا بڑا ہے جسنے سکھایا تمکو جادو سو اب کٹواونگا تمہارے ہاتھ اور دوسرے پاون اور سولی دونگا تم کو

فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ○ قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ

کھجور کے ٹہنڈ پر اور جان لوگے ہم مین کسکی مار سخت ہے اور دیر تک رہتی وہ بولے ہم تجکو زیادہ نہ سمجھین گے اس چیز سے جو

الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ○ إِنَّا آمَنَّا

پہنچی ہمکو صاف دلیل اور اس سے جسنے ہمکو بنایا سو تو کر چک جو کرتا ہے تو یہی کریگا دنیا کی زندگی مین ہم یقین لائے ہین

بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ○

اپنے رب پر تا بخشے ہمکو ہماری تقصیرین اور جو تو نے کروایا ہے زور آوری یہ جادو ہے اور اللہ بہتر ہے اور دیر رہنے والا

منزل ۴

ایک جادوگر دوسرے جادوگر کے جادو کے عمل اور منتر کو اگر بگاڑ دیوے تو جادو کا اثر مٹ کر اصل چیز نظر آنے لگتی ہے مثلاً رسی کا کوئی جادوگر اگر سانپ بنا دیوے اور دوسرا جادوگر اس پہلے جادوگر کے جادو کے منتر کو بگاڑ دیوے تو اصل رسی نظر آنے لگے گی حضرت موسی کا عصا جب ان اصل رسیون اور لکڑیون کو بھی نگل گیا جسکو جادوگرون نے سانپ کی صورت بنا کر زمین پر چھوڑا تھا تو جادوگرون کو یقین ہوگیا کہ یہ تائید غیبی ہے جادو کا اثر نہیں ہے اس لیے فوراً وہ سجدہ مین گر پڑے اور مسلمان ہو گئے اگرچہ بعضے مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے جادوگرون کے مسلمان ہو جانے پر ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالنے اور سولی دینے کی دھمکی جو اونکو دی تھی اوس دھمکی کا عمل فرعون نہ کر سکا لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایۃ مین یہ ہے کہ وہ جادوگر کچھ دیر پہلے تو جادوگر کہلاتے تھے تھوڑی دیر کے بعد شہید کہلانے لگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون نے اون کو شہید کر ڈالا اہل سنت کے نزدیک جادو کا وجود دنیا مین ثابت ہے صحیح بخاری وغیرہ مین لبید بن عاصم منافق کا آنحضرت پر جادو کرنا اور چھ مہینے کے قریب تک آپ پر اسکا اثر رہنا ثابت ہو چکا ہے اور جادو کا علاج بھی شرع مین جائز ہے جادو کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اگر جادو اوتارنے کی نیت سے سیکھے تو علما نے اوسکو جائز رکھا ہے جس جادو کے منتر مین کفر کے

الفاظ ہون وہ جادو کفر ہے باقی کبیرہ گناہ ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کی لکڑی کو زمین پر ڈالدیا اور اس لکڑی کا اژدہا بن گیا تو وہ اژدہا ان سب رسیون اور لکڑیون کو نگل گیا اور پھر فوراً اس اژدہے کی لکڑی بن گئی اور موسیٰ علیہ السلام نے وہ لکڑی اپنے ہاتھ میں اوٹھالی یہ حالت دیکھکر جادوگرون کو یقین ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں ہیں بلکہ اونکو تائید غیبی ہے اس لئے وہ سجدہ میں گر پڑے اور سمجھ گئے کہ فرعون کا خدائی کا دعویٰ بالکل جھوٹا ہے کیونکہ اگر اس کا دعویٰ سچا ہوتا تو موسیٰ کو غلبہ ہرگز نہ ہوتا اسواسطے ہم صاف کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا جو رب ہے وہی ہمارا بھی رب ہے جادوگرون کی یہ بات سنکر فرعون نے انکو ڈرایا اور کہا کہ تم نے بغیر میرے حکم کے موسیٰ کے کہنے کو مان لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تم سے بڑھکر جادوگر اور تم سب کے اوستاد ہیں پھر فرعون نے کہا کہ اس حکم عدولی کی سزا یہ ہے کہ میں تم سب کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤن کٹوا ڈالونگا اور پھر کھجور کے تنے میں چھید کر تم کو سولی دونگا جس سے تم کو معلوم ہو جاویگا کہ میری سزا سخت اور پائدار ہے یا موسیٰ کے خدا کی جادوگرون نے فرعون کی یہ دھمکی سنکر اوسکو جواب دیا کہ ہمکو ہمارے پیدا کرنے والے کی قسم ہے کہ ہم تیری دھمکی سے ڈر کر موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو نہ جھٹلا دینگے جو سزا تیرا جی چاہے وہ ہمارے حق میں تجویز کر جسطرح دنیا کی زندگی ناپائدار ہے وہی تیری تجویز کی ہوئی سزا کا حال ہے اور اللہ تعالیٰ کی ٹھرائی ہوئی جزا و سزا تیری جزا و سزا سے بڑھکر اور پائدار ہے اس لئے ہم نے اللہ کو اپنا معبود مان لیا اور تو نے زبردستی ہم کو جادو کی تعلیم جو دلوائی تھی اوس سے اور باقی کے سب گناہون سے ہم نے توبہ کی تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے سب گناہون کو معاف کر دے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دوزخی ٹھر چکا ہے وہ ویسے کام کرتا ہے اور جو شخص جنتی قرار پا چکا ہے وہ ویسے ہی کام کرتا ہے اس حدیث سے آیتون کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جادوگر اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں جنتی ٹھر چکے تھے اس لئے وہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو تائید غیبی سمجھ گئے اور فرعون اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں دوزخی قرار پا چکا تھا اسواسطے وہ عمر بھر معجزہ کو جادو سمجھتا رہا۔

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۞ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ
مقرر ہے جو کوئی آیا ہے اپنے رب پاس گنہگار ہو کر سو اسکے واسطے دوزخ ہے نہ مرے اسمین نہ جیوے اور جو آیا اس پاس ایمان سے
الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۞ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
بھلائیان لوگون کے ہیں درجے بلند باغ ہیں بسنے کے بہتی انکے نیچے سے نہرین

منزل ۴

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزٰؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ

رہا کرینگے آن مین اور یہ بدلا ہے اسکا جو پاک ہوا اور ہمنے حکم بھیجا موسی کو کہ لے نکل میرے بندونکو راتسے

فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

پھر ڈالدے انکو سمندر کی راہ مین سوکھی نہ خطرہ تجھکو آپکڑنے کا اور نہ ڈر پھر پیچھے لگا انکے فرعون

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝ يٰبَنِيْ اِسْرَاءِيْلَ

اپنے لشکر لیکر پھر گھیر لیا انکو پانی نے جیسا گھیر لیا اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سمجھایا اے اولاد اسرائیل

قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ

چھڑا لیا ہمنے تمکو تمہارے دشمن سے اور وعدہ رکھا تمسے داہنی طرف پہاڑ کے اور اوتارا تمپر من

وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَ

اور سلوی کھاؤ ستھری چیزین جو روزی دی ہمنے تمکو اور نہ کرو اسمین زیادتی پھر اترے تمپر میرا غصہ اور

مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝

جسپر اترا میرا غصہ وہ بہکا گیا اور میری بڑی بخشش ہے اسپر جو توبہ کرے اور یقین لاوے اور کرے بھلا

منزل ۴

مسند امام احمد بن حنبل صحیح مسلم وغیرہ مین ابو سعید خدری سے جو روایۃ ہے اسکو ان آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے حاصل اس روایۃ کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر لوگ دوزخ مین موت نہیں ہے کلمہ گو گنہگار جو دوزخ مین ڈالے جاوینگے وہ جلکر کوئلے ہو جاوینگے یہانتک کہ مر جاوینگے پھر شفاعت کے سبب جنت مین داخل ہونگے اس سے معلوم ہوا کہ مجرم کے معنے ان آیتون مین مشرک کے ہین اسی واسطے مجرم کا لفظ مومن کے مقابلہ مین فرمایا آخری آیہ مین توبہ کا جو ذکر ہے اور توبہ کی شرائط بیان ہو چکی ہین ان مین بڑی شرط توبہ کی ندامت ہے کہ برا کام کرکے آدمی پچھتاوے کہ یہ کام مین نے کیون کیا جب یہ پچھتانا آدمی کے دل مین سچے طور پر ہوگا تو جو گناہ کر چکا ہے اس سے اور آیندہ گناہ کرنے کے ارادہ سے ضرور آدمی کا دل بیزار ہوگا غرض سچی ندامت ہوگی تو باقی کی دو شرطین یعنی گذشتہ گناہ سے بیزاری اور آیندہ گناہ نہ کرنے کا قصد یہ خود بخود حاصل ہو جاوینگی اسی واسطے معتبر سند سے عبد اللہ بن مسعود کی روایۃ مسند امام احمد بن حنبل مستدرک حاکم ابن ماجہ اور بیہقی مین جو ہے اس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا ہی فرمایا ہے کہ گناہ کرکے گناہ پر پچھتانا اور نادم ہونا بس یہی توبہ ہے لیکن سچی ندامت کو باقی کی دونون باتین بھی لازم ہین اسی لئے علما نے ندامت کا سچاپن آزمانے کے لئے ندامت کے ساتھ وہ دو شرطین اسی حدیث سے نکالکر اور بڑھا دی ہین حاصل کلام یہ ہے کہ علاوہ ان تین شرطون کے علماء نے یا اہل تصوف نے سوا اور شرطین توبہ کی بڑھا دی ہین مثلاً جس شہر مین گناہ کیا ہے اوس شہر کو چھوڑ دینا وغیرہ ان مین سے کوئی بات

توبہ کی شرط میں داخل نہیں ہے ہان ندامت میں اتنی شرط ضرور ہے کہ وہ ندامت محض خدا کے خوف سے ہو اگر وہ ندامت
لوگون کے برا کہنے کے ڈر سے یا حاکم کے خوف سے ہوگی تو یہ توبہ نہیں ہے اسی طرح پچھلے گناہ پر کسی قدر جو شخص نادم
ہے مگر آئندہ گناہ کرنے کا قصد دل مین موجود ہے تو بھی توبہ پوری نہیں ہے اور توبہ کے قبول ہونے کے معنے شریعت
مین یہ ہیں کہ جو سزا قیامت مین اللہ نے اوس گناہ کے لئے رکھی ہے وہ بالکل ساقط ہو جاتی ہے لیکن اگر اس گناہ مین
علاوہ خدا کے گناہ کے کچھ کسی آدمی کا بھی حق ہے مثلاً ایک شخص نے ایک شخص کی لونڈی بھگائی اور اس لونڈی
سے بدکاری بھی کی تو توبہ کرنے سے بدکاری کا گناہ معاف ہو جاویگا مگر جب تک پرایا مال مالک کو نہ پہونچایا جاویگا
پرائے مال کے رہنے کے مواخذہ محض توبہ سے ساقط نہ ہوگا اسی واسطے علماء نے چوتھی شرط توبہ میں یہ ٹھہرائی
ہے کہ اگر گناہ حق العباد کی قسم سے ہے تو اوسکی تلافی بھی جسطرح ممکن ہو کرنی چاہیئے اور اگر تلافی انسان کے اختیار
سے باہر ہو گئی ہو تو اللہ معاف کرنے والا ہے صحیح حدیثون سے یہ بات ثابت ہے کہ قیامت کے دن جس طرح اللہ
تعالی توحید نماز روزہ حج زکوۃ ان اپنے حقوق کا حساب لیوے گا اسی طرح آپس کے آدمیون اور جانورون کے
حقوق کا بھی حساب و فیصلہ ہوگا لیکن یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جبکہ کسی بندہ کی نسبت اللہ تعالی کو رعایت
کرنی منظور ہوگی تو اللہ صاحب حق بندہ کو جنت کا لالچ دے کر وہ حق معاف کرا دیگا اور یہ بھی صحیح حدیث مین ہے
کہ جس شخص کے پاس لونڈی غلام ہون اور شرارت کرین اور آقا اون کی شرارت کے سبب سے اون کو مارے یا برا کہے
تو لونڈی غلام کی شرارت اور آقا کی مارپیٹ جھڑکی دونونکا مقابلہ کیا جاویگا اگر آقا کی مارپیٹ جھڑکی لونڈی غلام
کی شرارت کے برابر ہے تو کچھ نہیں ورنہ مواخذہ ہوگا اصل مقصد یہ ہے کہ جس شخص کے دل مین خدا کا خوف ہوگا
سوا شرک کے وہ کسی طرح کے کبیرہ گناہ کرکے بغیر توبہ کئے بھی اگر مر جاوے گا تو اللہ تعالی سے اوسکی مغفرت کی توقع
ہے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ کی روایت سے وہ ایک گناہ گار کا قصہ مشہور ہے جس نے مرتے وقت
اپنی لاش کو جلانے کی اور اوس جلی ہوئی خاک کو آدھی دریا مین بہانے اور آدھی ہوا مین اڑانے کی وصیت کی تھی جب
اللہ تعالی نے اوس شخص کو پھر زندہ کرکے پوچھا کہ یہ وصیت تو نے کس غرض سے کی تھی اوس نے کہا یا اللہ مین بہت
گناہ گار تھا تیرے روبرو آنے کے خوف سے مین نے اپنی خاک کے رائگان کرنے کی وصیت کی تھی اللہ تعالی
فرماویگا جب تو نے میرے خوف سے یہ کام کیا تھا تو مین نے تیرے سب گناہ معاف کر دئے جس وقت جادوگرون
نے فرعون سے وہ باتین کین جنکا ذکر اوپر کی آیتون مین ہے اوس وقت تک نہ توراۃ نازل ہوئی تھی نہ جادوگرون
اور بنی اسرائیل کو دوزخ اور جنت کا تفصیلی حال معلوم تھا اسواسطے ظاہری بات ہے کہ جادوگرون کے کلام
کے بعد یہان سے اللہ تعالی کا کلام شروع ہوا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جو شخص شرک کی حالت مین مر کر
اللہ تعالی کے روبرو حاضر ہوگا وہ ہمیشہ اسی حالت سے دوزخ مین رہے گا کہ نہ تو سختی عذاب اوسکی موت کا سبب

قرار پاسکے گی نہ زندگی سے ہی اسکو کچھہ فائدہ پہونچے گا اور جو ایماندار شخص نیک عمل لیکر اللہ تعالی کے روبرو حاضر ہوگا وہ عقبی مین بڑا مرتبہ پاویگا کہ ہمیشہ جنت مین رہے گا کیونکہ شرک سے بچنے والون کا اللہ تعالی نے یہی بدلہ مقرر کیا ہے جب فرعون بنی اسرائیل کو موسی علیہ السلام کے ساتھہ کردینے پر کسی طرح راضی نہین ہوا تو اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو ساتھہ لیکر ایک رات مصر سے چل کھڑے ہون اور قلزم دریا پر پہونچ کر دریا کے پانی مین اپنے ہاتھہ کی لکڑی ماریں اللہ کے حکم سے دریا مین سوکھا راستہ پیدا ہوجاویگا اور بغیر خوف فرعون کے حملہ اور دریا کی طغیانی کے اے موسی تم اور بنی اسرائیل تو دریا مین سوکھے راستے دریا پار ہو جاؤگے فرعون اپنے لشکر کو ساتھہ لیکر تمہارا پیچھا کریگا تو وہ مع اپنے لشکر کے دریا مین ڈوب کر ہلاک ہوگا کیونکہ فرعون نے اپنی قوم کو برے راستے سے لگایا اور قوم کے لوگون نے اوسکا کہنا مانا اس لئے ان سب کی یہی سزا ہے جو اونھون نے بھگتی فرعون اور اسکے لشکر کے ڈوب کر ہلاک ہونے کا قصہ سورۃ الاعراف مین گزر چکا ہے آگے فرعون کی ہلاکت کے بعد توراۃ کے نازل کرنے کے اور من سلوا کے اوتارنے کے احسانات کو یاد دلا کر بنی اسرائیل کو ارشاد ہے کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی دی ہوئی نعمتین کھاؤ اور ان نعمتون کی ناشکری نہ کرو ورنہ اللہ کے غضب مین گرفتار ہوجاؤگے اور یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص اللہ کے غضب مین گرفتار رہوا اس کے لئے دنیا اور آخرت دونون جگہہ مین خرابی ہے آخری آیۃ مین قریش کو شرک سے بازآنے کی رغبت دلائی اور فرمایا جو شخص شرک سے توبہ کرکے اللہ کی وحدانیت اور اللہ کے رسول کی صداقت کو ماننے گا اور پھر اسپر قائم رہے گا تو اللہ تعالی اسکے پچھلے سب گناہ معاف کردے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عمرو بن العاص رض کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو شخص شرک سے توبہ کرے تو اسکے پچھلے سب گناہون کی بنیاد اوکھڑ جاتی ہے یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے توراۃ کے نازل ہونے اور من سلوے کے اوترنے کا قصہ سورۃ البقر مین اور سورۃ الاعراف مین گزر چکا ہے

وَمَآ أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَٰمُوسَىٰ ۝ قَالَ هُمْ أُوْلَآءِ عَلَىٰٓ أَثَرِى وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ۝

اور کیون جلدی کی تو نے اپنی قوم مین اے موسی بولا وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور مین جلدی آیا تیری طرف رب میرے کہ تو راضی ہو

مدین سے مصر واپس آتے وقت جو حضرت موسے نے اللہ تعالی سے باتین کین اسوقت بنی اسرائیل مین کا کوئی شخص حضرت موسے کے ساتھہ نہیں تھا اسواسطے اس تصدیق کے لئے کہ حضرت موسے سچے نبی ہیں اور اللہ تعالی سے اونسے باتین ہوتی ہیں جسوقت حضرت موسی توریت لینے کوہ طور پر گئے تو بنی اسرائیل مین سے چند شخصون کو منتخب کرکے اپنے ساتھہ لے گئے تھے اور جب کوہ طور قریب آیا تو حضرت موسی قوم کے لوگون سے آگے بڑھکر جلدی سے پہاڑ پر پہنچ گئے اور ان کے ساتھہ کے لوگ پیچھے رہ گئے اسپر اللہ تعالی نے حضرت موسی سے پوچھا کہ قوم کے لوگون کو چھوڑ کر جلدی کرکے کیون چلے آئے حضرت موسے نے جواب دیا کہ وہ لوگ بھی پیچھے آتے ہین

منزل ۴

رکوع ۴

تاکہ تو مجھ سے

یا الٰہی میں جلدی کر کے اسواسطے چلا آیا کہ کوہ طور پر حاضر ہونے کے تیرے حکم کی تعمیل میں جلدی کروں

خوش ہو صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کی نظر انسان کے دل پر لگی رہتی ہے کہ انسان ہر ایک کام کس نیت سے کرتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب

اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو پیچھے چھوڑ کر پہلے آنے کا اور جس نیت سے موسیٰ علیہ السلام

اکر کے پہاڑ پر آگئے اوس کا حال اللہ تعالیٰ کو پہلے سے ہی معلوم تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ بات

لئے پوچھی کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں کی ہر ایک حالت سے واقف ہونے کا حال لوگوں کو معلوم ہو جاوے ۔

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ

فرمایا ہمنے تو بچلادیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بہکایا اونکو سامری نے پھر الٹا پھرا موسیٰ اپنی قوم پاس

غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ

غصے بھرا پچتایا ہوا کہا اے قوم تم کو وعدہ نہ دیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ کیا لمبی ہو گئی تم پر مدت

أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِي ۝ قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا

یا چاہا تم نے کہ نازل ہو تم پر غضب تمہارے رب کا اس سے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ بولے ہمنے خلاف

مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ

نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے ولیکن اٹھا لئے ہمنے بوجھ گہنے سے اس قوم کے سو ہمنے پھینک دیے

بنی اسرائیل کا یہ بچلنا بچھڑے کی پوجا کے سبب سے تھا یہ بچھڑے کی پوجا کا قصہ سورہ بقرہ اور سورہ اعراف میں گزر چکا ہے

جس کا حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل جس رات مصر سے چلے اس رات ایک شادی کا بہانہ کر کے اُن دشمنوں نے فرعون

کی قوم کے لوگوں سے کچھ زیور مانگ لیا تھا تاکہ فرعون کی قوم کو شادی کا یقین ہو جاوے اور بنی اسرائیل

سفر کی تیاری میں تمام رات جو جاگتے رہے اوسکو فرعون کی قوم کے لوگ شادی میں کا جاگنا سمجھ کر سفر کی تیاری

میں کچھ فتور نہ ڈالیں اس رات کی صبح کو فرعون کی قوم کے لوگ تو سب ڈوب کر مر گئے اس لئے وہ زیور بنی اسرائیل کے

ہی پاس رہ گیا اور دشمنوں کے ہلاک ہو جانے کے بعد اگرچہ وہ زیور غنیمت کا مال ہو گیا تھا لیکن صحیح بخاری و مسلم کے

حوالہ سے جابر بن عبد اللہؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ امت محمدیہ سے پہلے کسی امت کو غنیمت کا مال حلال نہیں تھا

اس لئے ہارون علیہ السلام کو جب اوس زیور کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم ایک گڑھا کھود

کر یہ زیور اس میں دبا دو بنی اسرائیل نے ایسا ہی کیا لیکن بنی اسرائیل میں سامری نام کا جو ایک سنار تھا اوس نے اس

زیور کو گڑھے میں سے نکال کر گلا ڈالا اور اس کا بچھڑا بنا دیا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور مجاہد کے قول کے موافق

جبرئیل کے گھوڑے کے قدم کے نیچے کی مٹی جو سامری نے اوٹھا رکھی تھی وہ اس نے اس بچھڑے کے منہ میں

ڈالدی جس سے وہ بچھڑا گائے کی آواز کی طرح آواز نکالنے لگا اور بنی اسرائیل اوس بچھڑے کی پوجا کرنے لگے کوہ طور پر جب یہ قصہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جتلایا اور اس قصہ کو سنکر موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا موسیٰ علیہ السلام کے اوس غصہ اور رنجیدہ ہونے کا ذکر ان آیتوں میں ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اے موسیٰ تمہارے پیچھے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے بچھڑے کی بلا بھیج کر آزمایا لیکن وہ آزمائش میں پورے نہ اترے اور سامری کے بہکانے میں بہک گئے موسیٰ علیہ السلام اس قصہ کا حال سنکر کوہ طور سے بہت ہی غصہ و رنج میں آلٹے پھرے اور قوم کے لوگوں سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو میری معرفت کیا تمہاری دین و دنیا کی بہبودی کے لئے کتاب آسمانی توراۃ کے نازل فرمانے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا تھا جس کتاب کے لینے کے لئے میں تم سے دین پر قائم رہنے کا عہد لیکر کوہ طور پر گیا تھا پھر اوس کتاب کے نازل ہونے سے پہلے تم نے سامری کا کہنا کیوں مانا اور بلا سند بچھڑے کو اپنا معبود کیوں ٹھہرایا کیا تمکو کوہ طور پر بہت دنوں کا عرصہ گزر گیا تھا جو تم میرا انتظار نہ کر سکے اور جب تم نے میرے عہد کو توڑا تو کیا تم نے اللہ کے غضب میں گرفتار ہونے کا ارادہ بھی دل میں ٹھان لیا تھا کیونکہ اللہ کے رسول کی مخالفت کے سبب سے فرعون اور اسکی قوم کے سب لوگ جسطرح غضب الٰہی میں گرفتار ہوئے وہ ماجرا ابتک تمہاری آنکھوں کے سامنے ہو گا قوم کے لوگوں نے جواب دیا اے رسول اللہ کے ہم نے جان بوجھ کر تمہارے عہد کو نہیں توڑا بلکہ قبطی قوم کا وہ زیور جو ہمارے پاس رہ گیا تھا ہارون علیہ السلام کے کہنے سے پہلے تو ہم نے اور سامری نے سب نے ملکر وہ زیور ایک گڑھے میں دبا دیا تھا لیکن اسکے بعد پھر سامری نے اوس زیور کا بچھڑا بنا کر ہمکو ایسا بہکایا کہ بالکل بے قابو کر دیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس رضؓ بن مالک کی حدیث گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے تمام جسم میں جسطرح سے خون پھرتا ہے اسی طرح بہکانے کے وقت ہر شخص کے تمام جسم میں شیطان چکر لگاتا ہے ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے حارث رضؓ اشعری کی صحیح حدیث بھی گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بغیر یاد الٰہی کے آدمی کو شیطان کے پھندے سے اور کوئی چیز نہیں بچا سکتی ان حدیثوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ شیطان کے بہکانے سے بنی اسرائیل اس لئے بالکل بے قابو ہو کر سامری کے کہنے میں آگئے کہ اونھوں نے ہارون علیہ السلام کی یاد الٰہی کی نصیحت کو نہیں مانا جس سے شیطان کے پھندے میں پھنس گئے

فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ۝

پھر بنا نکالا انکے واسطے ایک بچھڑا ایک دھڑ جسمیں چلانا گائے کا پھر کہنے لگے یہ صاحب ہے تمہارا اور صاحب موسیٰ کا سو وہ

أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۝

بھلا یہ نہیں دیکھتے کہ وہ جواب نہیں دیتا انکو کسی بات کا اور اختیار نہیں رکھتا انکے برے کا نہ بھلے کا

اگرچہ اور مفسروں کا قول ہے کہ اوس گائے کے بچہ کا گوشت پوست سب کچھ ہو گیا تھا اور وہ چلتا پھرتا تھا لیکن امام المفسرین

منزل ۴ ع ۱۲ ۲۳

رت عبداللہ بن عباس قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ وہ گائے کے بچہ کی صورت کا محض ایک پتلا تھا ہوا کے بھرنے سے
س میں سے ایک آواز نکلتی تھی اور کچھ بھی نہیں تھا اور بیہقی اور ابو نعیم کی روایت سے بیان ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
حضرت عبداللہ بن عباس کے باب میں تفسیر قرآن آجانے کے لئے خاص طور پر دعا کی ہے اس واسطے تفسیر قرآن میں
ت عبداللہ بن عباس کا قول زیادہ اعتماد کے قابل ہے اگرچہ بعضے متاخر مفسر بعضی جگہ حضرت عبداللہ بن عباس
لینے میں یہ عذر کیا کرتے ہیں کہ شاید یہ روایۃ حضرت عبداللہ بن عباس نے اہل کتاب سے لی ہے لیکن صحیح بخاری
خود عبداللہ بن عباس سے روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کو اہل کتاب کی روایۃ کے
سے ایسی نفرت تھی کہ وہ اور لوگوں کو بھی اہل کتاب سے روایۃ لینے کو منع کیا کرتے تھے اوپر بنی اسرائیل نے یہ جو کہا تھا
سامری نے زیور کا بچھڑا بنا کر ہم کو ایسا بہکایا کہ بالکل بے قابو کر دیا ان آیتوں میں اسی کا ذکر ہے حاصل مطلب ان آیتوں
کا یہ ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ہارون علیہ السلام کے کہنے سے بنی اسرائیل اور سامری سب نے ملکر وہ زیور جو گڑھے
میں ڈالکر دبا دیا تھا سامری نے اس زیور کو گڑھے میں سے نکالکر بچھڑا بنایا اور جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے
قدم کے نیچے کی مٹی اوس بچھڑے کے منہ میں ڈال دی جس سے وہ بچھڑا گائے کی سی آواز سے بولنے لگا اس بچھڑے کے
بولنے سے سامری اور اس کے ساتھی بنی اسرائیل سے کہنے لگے کہ تمہارا معبود یہی ہے موسی علیہ السلام بھولے سے
کوہ طور پر چلے گئے آگے فرمایا ان لوگوں نے کیا اتنی بات بھی نہیں دیکھی کہ بنی اسرائیل میں سے بارہ ہزار کے قریب
آدمیوں نے جو اس بچھڑے کی پوجا نہیں کی انکو اسنے کچھ نقصان نہیں پونہچایا اور جنھوں نے اسکی پوجا کی نہ ان کے
کسی مقصد کو سنکر اس نے کچھ جواب دیا نہ کسی کا کوئی مقصد پورا کیا خدا کی شان یہ نہیں ہے اسکی شان تو وہ ہے
کہ جب اسنے فرعون اور اسکی قوم کو نقصان پونہچانا چاہا تو ایک دم میں ان سب کو ہلاک کر دیا اور بنی اسرائیل کو
جب اس نے فائدہ پونہچانا چاہا تو انکے اتنے بڑے قوی دشمن کے پھندے سے انہیں چھوڑا دیا صحیح بخاری و مسلم
میں ابوموسی اشعری رض سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے رفیق کی مثال مشک و عنبر
کی اور برے رفیق کی مثال کھال دھونکنے والے کی بیان فرما کر یہ فرمایا ہے کہ جس طرح کھال دھونکنے والے
کے پاس بیٹھنے سے کبھی نہ کبھی آگ کا پتنگا اڑ کر پڑ جانے اور کپڑوں کے جل جانے کا خوف ہے یہی حال برے رفیق
کی رفاقت کا ہے کہ اوس سے کبھی نہ کبھی کچھ نقصان کے پہونچ جانے کا اندیشہ ہے اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ
ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ برے رفیق کی رفاقت سے اسی طرح کا نقصان پہونچ جاتا ہے جس طرح کا نقصان
بنی اسرائیل کو سامری کی رفاقت سے پہونچ گیا۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُو

اور کہا تھا انکو ہارون نے پہلے سے اے قوم اور کچھ نہیں تمکو بہکا دیا ہے اسپر اور تمہارا رب رحمن ہے سو میری راہ چلو

اَمۡرِیۡ ۝ قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَیۡہِ عٰکِفِیۡنَ حَتّٰی یَرۡجِعَ اِلَیۡنَا مُوۡسٰی ۝

بات میری بولے ہم رہیں گے اسی پر لگے بیٹھے جب تک پھر آوے ہم پاس موسے

موسی علیہ السلام کے کوہ طور پر سے واپس آجانے سے پہلے ہارون علیہ السلام نے نبی اسرائیل کو جو نصیحت کی تھی اور نبی اسرائیل نے جو جواب اُس کا دیا تھا یہ اُسکا ذکر ہے ہارون علیہ السلام کی نصیحت کا حاصل یہ ہے کہ اے نبی اسرائیل یہ بچھڑا تمہارے حق مین اللہ تعالی کی طرف سے ایک جانچ ہے اب تک جو کچھ تم نے کیا اگر تم میرا کہنا مانکر اُس سے توبہ کروگے تو اللہ اپنے بندون پر بڑا مہربان ہے وہ تمہاری توبہ ضرور قبول کریگا ہارون علیہ السلام کی اس نصیحت کا نبی اسرائیل نے یہ جواب دیا کہ موسی علیہ السلام کے کوہ طور سے واپس آنے تک ہم اس بچھڑے کی پوجا کبھی نہ چھوڑین گے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی حدیث اوپر گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا اللہ تعالی کو گنہگار بندون کی توبہ قبول کرنے کی صفت اس قدر پیاری ہے کہ اگر موجودہ لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالی اور گنہ گار مخلوقات کو پیدا کر کے اونہین توبہ استغفار کی توفیق دیتا اور اُن کی توبہ قبول کرتا توبہ قبول کرنے کے محل پر رحمان کا لفظ جو فرمایا اُس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین اجاتا ہے۔

قَالَ یٰھٰرُوۡنُ مَا مَنَعَکَ اِذۡ رَاَیۡتَہُمۡ ضَلُّوۡۤا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَیۡتَ اَمۡرِیۡ ۝ قَالَ یَبۡنَؤُمَّ

کہا موسی نے اے ہارون تجکو کیا اٹکا و تھا جب دیکھا تو نے کہ وہ بہکے تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تو نے رد کیا میرا حکم وہ بولا اے میرے

لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡیَتِیۡ وَلَا بِرَاۡسِیۡ ۚ اِنِّیۡ خَشِیۡتُ اَنۡ تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ بَیۡنَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ وَلَمۡ تَرۡقُبۡ قَوۡلِیۡ

ماں کے جنے نہ پکڑ میری ڈاڑھی نہ سر مین ڈرا کہ تو کہے گا پھوٹ ڈالدی تو نے نبی اسرائیل مین اور یاد نہ کی بات

منزل ۴

سورہ اعراف مین گزر چکا ہے کہ جب موسی علیہ السلام نبی اسرائیل سے خفگی کی باتین کر چکے تو اسی غصہ کی حالت مین اونھون نے وہ تختیان اپنے ہاتھ مین سے زمین پر پٹخ دین جن تختیون پر اللہ تعالی نے انکو توراۃ لکھ کر دی تھی اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ کر کھینچنے لگے اسی واسطے مختصر طور پر یہان ہارون علیہ السلام کیطرف سے ڈاڑھی اور سر کے بالون کے چھوڑ دینے کی التجا کا ذکر فرمایا ڈاڑھی اور سر کے بالون کے پکڑنے کا ذکر نہین فرمایا حاصل کلام یہ ہے کہ موسی علیہ السلام نے فقط اس خیال سے ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ لیے تھے کہ ہارون علیہ السلام نے نبی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا سے کیون نہین روکا اور اگر یہ لوگ روکنے سے نہیں رکے تھے تو بارہ ہزار آدمی ان میں کے بچھڑے کی پوجا سے جو بچے ہوئے تھے انکو ساتھ لیکر کوہ طور پر کیون نہین چلے آئے کہ اس سے بچھڑا پوجنے والے تنہا رہکر اپنی غلطی کو شاید سمجھ جاتے یا ان بارہ ہزار آدمیون کو ساتھ لیکر بچھڑا پوجنے والون کا مقابلہ کیون نہین کیا لیکن جب موسے علیہ السلام کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہارون علیہ السلام نے بچھڑا پوجنے والون کو بچھڑے کی پوجا سے یہان تک روکا کہ وہ لوگ ہارون علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوگئے اور ہارون علیہ السلام کے کوہ طور پر چلے آنے یا بچھڑا پوجنے والون کا مقابلہ

کرنے مین دبنی اسرائیل کی آپس کی پھوٹ کا اندیشہ تھا جس سے خود موسے علیہ السلام نے ہی کوہ طور پر جاتے وقت
ہارون علیہ السلام کو منع کیا تھا تو موسیٰ ؑ کا دل اپنے بھائی کی طرف سے صاف ہوگیا اور انھون نے اپنے بھائی کے حق مین
مغفرت کی دعا مانگی چنانچہ اوس کا ذکر سورۂ الاعراف مین گزرچکا ہے۔ حاصل مطلب اِن آیتون کا یہ ہے کہ موسی علیہ السلام
نے خفا ہوکر اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے یہ کہا کہ جب بنی اسرائیل بہک گئے تھے تو تم نے اسکی اطلاع مجھکو کوہ طور
پر آنکر کیون نہیں دی مین نے جو کوہ طور پر جاتے وقت تم سے کہا تھا کہ بنی اسرائیل کی خبر گیری رکھنا کہ اون مین کسی
طرح کی گمراہی نہ پھیلے اوس کا خیال تم نے کیون نہیں رکھا اوپر گزرچکا ہے کہ ان خفگی کی باتون کے وقت موسی علیہ السلام نے
ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ لئے تھے اسواسطے ہارون علیہ السلام نے کہا بھائی میری ڈاڑھی اور میرے سر کے بال
نہ پکڑو مین فقط اس خیال سے کوہ طور پر نہیں آیا کہ میرے یہان سے چلے جانے کے بعد بنی اسرائیل مین کچھ زیادہ پھوٹ نہ پڑجاے
اور اس پھوٹ کو دیکھکر تم کہین یہ کہنے لگو کہ کوہ طور پر جاتے وقت بنی اسرائیل کی پھوٹ کے روکنے کی نصیحت جو کی گئی تھی
وہ نصیحت کیون نہیں یاد رکھی گئی صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عائشہ رضہ کی روایت سے ایک قصہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ
کے وقت چوری کی سزا مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا ہاتھ کاٹنا چاہا تو بعضے صحابہ نے اس سزا کی معافی
کی سفارش آپسے کی تھی اسپر آپ نے خطبہ پڑھا اور اس خطبہ میں فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتین تو اون کا ہاتھ بھی
کاٹا جاتا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ انبیا شریعت کی تائید کے وقت رشتہ دارون کی کچھ پاسداری
نہیں کرسکتے اسواسطے موسی علیہ السلام نے شریعت کی تائید کے جوش میں اپنے بھائی کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ کر کھینچ لئے

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ○ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً
کہا موسی نے اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری بولا مینے دیکھ لیا جو سبنے نہ دیکھا پھر بھر لی مین نے ایک مٹھی
مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ○ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ
پانون کے نیچے سے اس بھیجے ہوئے کے پہر مین نے وہی ڈالدی اور یہی مصلحت دی مجکو میرے جی نے کہا موسے نے چل تجکو
اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ
اتنا ہے کہ کہا کر نہ چھیڑو اور تجکو ایک وعدہ ہے وہ تجہسے خلاف نہ ہوگا اور دیکھ اپنے ٹھاکر کو جسپر سارے دن لگا
عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ○ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا
بیٹھا تھا ہم اسکو جلا دینگے پہر بکھیر دینگے دریا مین اوڑا کر تمہارا صاحب وہی اللہ ہے جسکے سوائے بندگی نہین کسی کی سب چیز

بنی اسرائیل اور ہارون علیہ السلام پر خفا ہونے کے بعد موسی علیہ السلام نے سامری سے جو خفگی کی باتین کی تھین ان آیتون
مین انکا ذکر ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ موسی علیہ السلام نے سامری سے پوچھا تو نے یہ بچھڑا بنانے کا فساد کیون
پھیلایا سامری نے جواب دیا کہ فرعون کے ڈوبنے کے وقت جبرئیل علیہ السلام جب گھوڑی پر سوار ہوکر آئے تو

منزل ۴

بنی اسرائیل میں سے کسی نے اونکو نہیں دیکھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اونہیں مجھے دکھا دیا اور میرے دل میں
یہ بات سمائی کہ میں نے اونکے گھوڑی کے قدم کے نیچے کی مٹی میں سے ایک مٹھی مٹی اوٹھا لی اور جب میں نے زیور کا بچھڑا
بنایا تو میرے دل میں یہ بات سمائی کہ میں اوس مٹی کو بچھڑے کے منہ میں ڈالدوں غرق ہونے والے دن فرعون گھوڑے
پر سوار تھا اور اوسکا گھوڑا دریائے قلزم کے سوکھے رستہ میں جاتے ہوئے ڈرتا تھا اسلئے جبرائیل علیہ السلام گھوڑی پر سوار
ہوکر دریائے قلزم کے سوکھے راستہ میں آگئے اور گھوڑی کی بو سونگھتے ہی فرعون کا گھوڑا دریا کے سوکھے راستہ میں چلا گیا
فرعون کے گھوڑے کے جاتے ہی فرعون کے تمام لشکر نے اپنے گھوڑے اوسکے پیچھے ڈالدئے حاصل کلام یہ ہے کہ اسی سبب سے
سامری نے جبرئیل علیہ السلام کو گھوڑی پر سوار دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے سامری کی اس بات کے جواب میں کہا تیری
اس جرم کی سزا یہ ہے کہ جب تک جیتا رہے گا جنگل میں مارا مارا پھرے گا اور آخرت کا عذاب بھی تیرے ذمہ سے ٹل نہیں
سکتا پھر فرمایا تو اور تیرے ساتھی جس بچھڑے کی پوجا میں لگے ہوئے تھے اوسکو جلایا جا کر اوسکی راکھ دریا میں بکھیر دی
جاویگی اس کے بعد نصیحت کے طور پر بنی اسرائیل سے فرمایا تمہارا معبود یہ بچھڑا کیونکر ہو سکتا تھا جسکو کسی کے بھلے
برے کی کچھ خبر نہیں بلکہ تمہارا معبود وہ ہے جسکو علم غیب ہے اور کوئی چیز اوسکے علم غیب سے باہر نہیں ہے بعضی
تفسیروں میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کے قدموں میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر دی تھی کہ جہاں وہ قدم رکھتی
تھی وہاں کی سوکھی گھانس ہری ہو جاتی تھی اللہ کی قدرت سے یہ بات سامری کو نظر آگئی اس لئے اوس نے اوس گھوڑی
کے قدموں کے نیچے کی خاک میں سے ایک مٹھی اچھی چیز سمجھ کر اوٹھا رکھی تھی اگرچہ اہل کتاب کی روایت خیال کرکے اکثر مفسروں
نے اس قول کو اپنی تفسیروں میں نہیں لکھا ہے لیکن صحیح بخاری میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا خضر علیہ السلام کو خضر اسلئے کہتے ہیں کہ جس سوکھی گھانس پر وہ بیٹھتے ہیں وہ سوکھی گھانس ہری ہو جاتی
ہے خضر ہری چیز کو کہتے ہیں ابوہریرہ رض کی روایت کی بنا پر اگر یہ کہا جاوے کہ جس صاحب قدرت نے خضر علیہ السلام کے
جسم میں ایک خلاف عادت تاثیر پیدا کی ہے اوسی نے وہی تاثیر جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کے قدموں میں پیدا کردی
تو اوس کی قدرت کے آگے یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رض کی حدیث گزر چکی
ہے کہ نوح علیہ السلام کے نبی ہونے سے پہلے کچھ نیک لوگ مرگئے تھے جنکے مرجانے سے قوم کے لوگوں کو بڑا رنج تھا
شیطان نے قوم کے لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اگر اون نیک لوگوں کی شکل کی مورتیں بنا کر رکھ لی جاویں
تو اون مورتوں کے دیکھنے سے یہ رنج کم ہو جاویگا قوم کے لوگوں نے اس وسوسہ کے موافق عمل کیا آخر رفتہ رفتہ اون
مورتوں کی پوجا ہونے لگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ جس طرح کے وسوسہ سے شیطان
نے پہلے پہل دنیا میں بت پرستی پھیلائی اوسی قسم کے وسوسہ سے بنی اسرائیل میں بچھڑے کی پوجا پھیلائی کہ نعوذ باللہ
من ذلک ایسا موسیٰ علیہ السلام کا خدا اس بچھڑے میں سما گیا ہے نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ قوم نوح کو اس طوفان کی سزا ملی اور

منزل ٤

بنی اسرائیل کو قتل کی اس قتل کی سزا کا ذکر سورہ بقرہ مین گزر چکا ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَنْ اَعْرَضَ

یون سناتے ہین ہم تجکو احوال سے اُنکے جو پہلے گزرے اور ہمنے دیا تجکو اپنے پاس سے ایک پڑھنا جو کوئی منہ پہیر لے

عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝

اُس سے سو اوٹھا ویگا دن قیامت کے ایک بوجہ پڑے رہین گے اُس مین اور برا ہے اُنپر قیامت مین وہ بوجہ اُٹھانیکا

اوپر موسی علیہ السلام کی نبوت کا موسی علیہ السلام اور جادوگرون کے مقابلہ کا فرعون اور اُسکی قوم کے ڈوب کر ہلاک ہونے کا بنی اسرائیل مین بچھڑے کی پوجا جو پہیلی اوس کا ذکر فرماکر ان آیتون مین فرمایا کہ جس طرح اس سورت مین پہلے لوگون کے چند قصے بیان کئے گئے ہین اسی طرح قرآن مین جگہ جگہ پچھلے انبیا اور پچھلی امتون کا ذکر آیا ہے تاکہ اہل کتاب ان قصون کو اپنی کتابون کے موافق پاکر اور مشرکین مکہ یہ غیب کی باتین ان پڑھ رسول سے سنکر قرآن کو اللہ کا کلام اور جن پر یہ کلام اترا ہے انکو اللہ کا سچا رسول جان لیوین پہر فرمایا ایسی سیدہی بات سمجھانے کے بعد بھی جو کوئی قرآن کو اللہ کا کلام نہ مانے گا اور اُسکی نصیحت کو قبول کرنے سے منہہ پہیرے گا تو قیامت کے دن ایسے گناہون کے بوجھ کے نیچے یہ لوگ دبے ہوئے ہونگے جس بوجہ کی سزا مین ہمیشہ گرفتار رہین گے پہر فرمایا قیامت کے دن وہ بوجھ انکو بہت برا لگے گا جسکی سزا انکو ہمیشہ بھگتنی پڑے گی عمرو بن قیس ثقہ تابعی بعضے صحابہ سے سُنی ہوئی روایۃ بیان کیا کرتے تھے کہ قیامت کے دن اچھے عمل کرنے والے اپنے عملون پر سوار ہوکر قبرون سے میدان محشر تک جاوین گے اور بُرے عمل بداعمال لوگونپر سوار ہوجاوین گے گناہون کو بوجھ جو فرمایا اُس کا مطلب اس روایۃ سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے سورۃ الاعراف مین گزر چکا ہے کہ عملون کے تولے جانے کے بعد جنکے نیک عملون کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاوینگے اور جنکا بدعملون کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ مین جاوینگے معتبر سند سے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم مین جابر بن عبداللہ کی روایۃ سے ایک حدیث بھی ہے کہ جن لوگون کے بدعملون کا بوجھ قیامت کے دن میزان مین بھاری ہوگا وہ دوزخ مین جاوین گے بدعملون کو برا بوجھ جو فرمایا اُسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعملون کا بوجھ ایسا برا بوجھ ہے کہ جو گویا آدمی کو دوزخ مین ڈالدے گا۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ

جسدن پھونکین گے صور مین اور گھیر لاوین گے ہم گنہگار ونکو اسدن نیلی آنکھین چپکے چپکے کہتے ہین آپسمین دیر نہیں ہوئی

اِلَّا عَشْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝

تمکو مگر دس دن ہمکو خوب معلوم ہے جو کہتے ہین جب بولے گا اُنمین اچھی راہ والا تمکو دیر نہین لگی مگر ایک دن

اگرچہ بعضے سلف کا قول ہے کہ صور کئی دفعہ پھونکا جاویگا لیکن صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمر سے جو روایتہ ہے اوس مین ہے

کہ صور دو دفعہ پھونکا جاویگا پہلے صور کی آواز سے تمام دنیا ویران ہو جاویگی اور دوسرے صور کی آواز سے سب زندہ ہو جاوینگے اکثر صحابہ کا قول ہے کہ دونوں صوروں کے مابین میں چالیس برس کا فاصلہ ہوگا معتبر سند سے طبرانی مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسرافیل علیہ السلام صور پھونکینگے ان آیتوں مین صور کے بعد حشر کا ذکر ہے اسواسطے یہان صور سے مطلب دوسرا صور ہے دوزخ مین جانے کے قابل لوگون کی آنکھون کی پتلیان حشر کے دن نیلی ہونگی کہ اون کی آنکھین بے رونق اور انکی صورتین بری نظر آوینگی معتبر سند سے ترمذی اور صحیح ابن حبان مین ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنکھون کے نیلی ہو جانے کے علاوہ میدان محشر مین ایسے لوگون کا منہ بھی کالا ہو جاویگا اور بد اعمال کے بوجھ کا ذکر فرماکر ان آیتون مین ارشاد ہے کہ ایسے لوگونکو یہ بوجھ اُس دن اوٹھانا پڑے گا جس دن دوسرے صور کی آواز سنکر یہ دوبارہ زندہ ہو جاوینگے اور ایسی حالت سے میدان محشر مین کھڑے ہونگے کہ اُنکی آنکھین نیلی ہونگی اور منہ کالا ہوگا مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال و جواب کے بعد اچھے لوگون کو جنت کا اور برے لوگون کو دوزخ کا ٹھکانا دکھا کر اللہ کے فرشتے جتلا دیتے ہین کہ ان ٹھکانون مین ہمیشہ رہنے کے لئے تم کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ دوبارہ زندہ ہوتے ہی ایسے لوگون کو دوزخ مین ہمیشہ رہنے کا اپنا ٹھکانا یاد آجاویگا اس لئے اس ہمیشہ کے عذاب کی زندگی کے آگے دنیا مین رہنے کی مدت انکو تھوڑی معلوم ہوگی اور عذاب مین گرفتار ہونے کی پریشانی سے آپس مین چپکے چپکے باتین کرنے کے طور پر کوئی اوس مدت کو دس دن کی مدت بتلاویگا کوئی ایک دن کی کوئی پہر دوپہر کی اور کوئی گھڑی بھر کی دس دن اور ایک دن کا ذکر تو ان آیتون مین ہے پہر دوپہر کا ذکر قد افلح المومنون مین اور گھڑی بھر کا ذکر سورہ الاحقاف مین آویگا۔

وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَا تَرٰى فِيهَا عِوَجًا وَّلَا أَمْتًا ۝

اور تجسے پوچھتے ہین پہاڑونکا حال سو تو کہہ کہ انکو بکھیر دیگا میرا رب اوڑا کر پھر کر چھوڑیگا زمین کو پٹپر میدان نہ دیکھے تو اسمین موڑ نہ ٹیلا

تفسیر ابن منذر مین حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ قریش نے جب قرآن شریف مین قیامت کا حال اور دنیا کے ویران ہو جانے کا حال سنا تو پہاڑ ان کے دل مین ایک بڑی سخت اور پائدار چیز گزری اس لئے اونھون نے اعتراض کے طور پر پوچھا کہ کیا صور پھونکنے سے پہاڑ بھی اڑجاوینگے انکے جواب مین اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی سورہ القارعہ مین اللہ تعالیٰ نے پہاڑون کے اڑنے کی تفسیر فرمائی ہے کہ دھنکنے مین جس طرح روئی ٹکڑے ہو کر اڑ جاتی ہے اُسی طرح صور کی آواز سے پہاڑ اُڑتے پھرینگے سورہ الحاقہ اور سورہ مزمل مین پہلے صور کے وقت پہاڑون اور زمین کی اپنی اپنی جگہ سے ٹوٹ کر اوڑ جانے کی زیادہ تفصیل آویگی صحیح بخاری و مسلم مین سہل بن سعدؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین پر حشر قائم ہوگا وہ زمین صاف اور ہموار ہوگی پہاڑ ٹیلہ مکان اسپر کچھ نہ ہوگا شعب الایمان بیہقی تفسیر عبدالرزاق وغیرہ مین عبداللہ بن مسعود

منزل ۴

کا صحیح قول ہے کہ جس زمین پر حشر قائم ہو گا اس پر کسی نے گناہ بھی نہیں کیا حضرت علی اور انس بن مالک کا قول بھی عبداللہ بن مسعود کے قول کے موافق ہے اس طرح کی غیب کی بات صحابہ اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے اس واسطے صحابہ کے یہ قول حدیث نبوی کے برابر ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرؓ کی روایۃ ابھی اوپر گزر چکی ہے کہ پہلے صور کی آواز سے تمام دنیا ویران ہو جاوے گی ان روایتوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ پہلے صور کی آواز سے پہاڑ ٹیلے مکانات سب اس طرح فنا ہوں گے کہ حشر کے قائم ہونے کے لئے دوسرے صور کے وقت نئی زمین جو پیدا کی جاوے گی نہ اس زمین پر ان چیزوں میں سے کوئی چیز پیدا کی جاوے گی نہ اس زمین پر کسی نے کوئی گناہ کیا ہو گا چٹیل میدان کے معنے صاف میدان کے ہیں ابراہیم بن منذر امام احمد کے زمانہ کے علما میں تھے بخاری اور ترمذی میں ان سے روایتیں ہیں ابو حاتم نے انکو معتبر علما میں شمار کیا ہے انکی تفسیر میں صحابہ تابعین اور تبع تابعین تک کے قول ہیں تبع تابعین کے بعد جو تفسیریں مع سند کے لکھی گئی ہیں ابراہیم منذر کی تفسیر بھی اوسی زمانہ کی آخر تفسیروں میں ہے

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۝

اسدن پیچھے دوڑینگے پکارنے والے کے ٹیڑھ ہی نہیں جسکی بات اور دب گئیں آوازیں رحمٰن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے مگر کھس کھس آواز

صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے صور کے وقت بد لوگوں کو ایک آگ گھیر کر انکی قبروں سے میدان محشر تک لے جاوے گی یہ حدیث لا عوج لہ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ آگ میدان محشر کے راستہ سے بچکر اور کوئی ٹیڑھا راستہ انہیں چلنے نہ دیوے گی اس واسطے سورۃ المعارج میں فرمایا کہ دوسرے صور کی آواز سنکر جب یہ لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو جس طرح اب بتوں کے تھان کی طرف پوجا کے لئے سیدھے دوڑتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن میدان محشر کی طرف حساب و کتاب کے لئے دوڑے ہوئے چلے آویں گے صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ میدان محشر میں گرمی اور پسینے سے جب لوگ بہت گھبرا ویں گے تو آدم علیہ السلام سے عیسیٰؑ تک کے انبیا کے پاس اس التجا کے لئے جاویں گے کہ یہ انبیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب و کتاب کے شروع ہو جانے کی سفارش کر دیں یہ سب انبیا جواب دیویں گے کہ آج اللہ تعالیٰ کے غصہ کی وہ حالت ہے کہ آج سے پہلے کبھی ہوئی اور نہ اسکے بعد کبھی ہو گی اس لئے ہم اس سفارش کے باب میں کچھ نہیں کر سکتے آخر خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سفارش کو اپنے ذمہ لیویں گے اور آپکی سفارش سے حساب و کتاب شروع ہو جاوے گا آپ کی یہ سفارش تمام امتوں کے حق میں ہو وے گی اس واسطے اس سفارش کو بڑی سفارش کہتے ہیں آیۃ میں یہ جو ذکر ہے کہ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کے جلال کے سبب سے سب کی آوازیں ایسی دب جاویں گی کہ سوائے قدموں کی کھس کھس کی آواز کے کسی کے بولنے کی آواز نہ آوے گی اس حدیث سے اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جلال کے سبب سے سب

خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انبیا بھی اس میدان میں اللہ تعالی کے روبرو اور کچھ نہیں بول سکیں گے۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

اسدن کام نہ آویگی سفارش مگر جسکو حکم دیا رحمن نے اور پسند کی اسکی بات۔ وہ جانتا ہے جو انکے آگے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ

اور پیچھے اور یہ قابو میں نہیں لاتے اسکو دریافت کرکر اور رگڑتے ہیں منہ آگے اس جیتے ہمیشہ رہتے کے اور خراب ہوا جسنے

ظُلْمًا ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۝

ظلم کا۔ اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیان اور وہ یقین رکھتا ہو سو اسکو ڈر نہیں بے انصافی کا اور نہ دبانیکا

حاصل مطلب یہ ہے کہ ان بت پرستوں کو اپنے بتوں پر یہ جو بھروسہ ہے کہ اگر قیامت قائم ہوئی تو جن نیک لوگوں کی مورتوں کو یہ لوگ پوجتے ہیں وہ نیک لوگ اللہ کی بارگاہ میں سفارش کرکے قیامت کے دن اپنی پوجا کرنے والوں کو دوزخ کے عذاب سے چھوڑالیں گے یہ بھروسہ شیطان کا دھوکہ ہے جس دھوکے میں یہ لوگ پھنس رہے ہیں کس لئے کہ جب ان لوگوں کو یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ جو شخص شرک میں گرفتار رہ کر بغیر توبہ کے مرجاویگا تو ایسے شخص کے حق میں اللہ تعالی کا یہ قطعی وعدہ ہے کہ ایسا شخص ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں گرفتار رہے گا کسی طرح اسکی بخشش نہ ہوگی اس لئے کسی مشرک کے حق میں اللہ تعالی کسی کو سفارش کرنے کی اجازت نہ دیگا اور یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالے کے اس وعدہ کے برخلاف نیک لوگوں کا اپنے پوجا کرنے والوں کی سفارش کا کرنا تو درکنار بلکہ ان مشرکوں کے شرک کے سبب سے قیامت کے دن وہ نیک لوگ ان مشرکوں کی صورت سے بیزار ہو جاوینگے کیونکہ نیک لوگوں کے دل میں اللہ کی وحدانیت اور شرک سے بیزاری کی جو بات تھی وہی اللہ کو پسند آئی اسی سبب سے اللہ تعالی نے اونکو سفارش کا مرتبہ دیا پھر وہ مشرکوں کی شفارش کرکے جس شرک سے بیزار تھے اسکے حامی کیونکر بن سکتے ہیں اس لئے ان مشرکوں کی یہ بڑی نادانی ہے کہ جس بات سے اللہ کے نیک بندے بیزار ہیں یہ مشرک لوگ اسی بات کا ان نیک لوگوں کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں پھر فرمایا ہر ایک شخص کے دنیا کے عملوں کا حال اور اس کا عقبی کا انجام اللہ تعالے کو خوب معلوم ہے انسان اس غیب دان کے علم کی حد کو نہیں پہنچ سکتا اس نے قیامت کے دن کا یہ غیب کا فیصلہ لوگوں کو جتلا دیا ہے کہ اس دن مشرک لوگ نقصان اوٹھاوینگے اور ایماندار نیک عمل لوگوں کو اس دن کچھ نقصان نہ پہنچیگا اور صاحب قدرت وہ ایسا ہے کہ اسکی قدرت کے آگے سب عاجز اور اوسکی بارگاہ میں ناک رگڑتے اور گڑگڑاتے ہیں اسواسطے اسکے حکم اور فیصلہ کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ ان مشرکوں نے اس کے فیصلہ کے برخلاف یہ بات جو تراش رکھی ہے کہ اول تو قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر قائم ہوئی تو جن نیک لوگوں کی مورتوں کی یہ مشرک لوگ پوجا کرتے ہیں وہ اپنے پوجا کرنے والوں کو اس دن دوزخ کے عذاب سے بچالیوینگے

منزل ۴

ان مشرکون کو اپنی اس تراشی ہوئی بات کا انجام وقت پر معلوم ہو جاویگا دنیا کے بادشاہون کے حکم میں یہ بات جو پائی جاتی ہے کہ ایک بادشاہ کوئی حکم جاری کر کے مرجاتا ہے اور پھر اسکے مرجانے کے بعد اس کا جانشین اس حکم کو بدل ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے۔ اور قائم رہنے والا ہے نہ اوسکا کوئی جانشین ہے نہ اوس کے کسی حکم کو کوئی بدل سکتا ہے صحیح مسلم مین جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اعمال نامہ مین شرک نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کے اور گناہون کے بخشدینے مین کچھ دریغ نہ ہوگا اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ سفارش کے قبول ہونے اور گناہون کے معاف ہو جانے کے لئے نامہ اعمال مین شرک نہ ہونا چاہیے مشرکون نے سفارش کے باب مین جو بات تراش رکھی ہے۔ جس کا ذکر اوپر گزرا وہ بالکل غلط ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ
اور اسی طرح اتارا ہمنے قرآن عربی زبان کا اور پھیر پھیر سنایا اس مین ڈر کا شاید وہ بچ چلین یا ڈالے انکے

لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ
دل مین سوچ سو بلند درجہ اللہ کا اس سچے بادشاہ کا اور تو جلدی نکر قرآن لینے مین جب تک نپورا ہو چکے

وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝
اسکا اترنا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری بوجھ اور ہمنے تقید کر دیا آدم کو اس سے پہلے پھر بھولگیا اور نہ پائی ہمنے اسمین کچھ ہمت

منزل ۴ — ع ۲ — ۱۵

اوپر ذکر تھا کہ جس طرح اس سورت مین پہلے لوگون کے چند قصے بیان کئے گئے ہیں اسی طرح قرآن مین جگہ جگہ پچھلے انبیا اور پچھلی امتون کا ذکر آیا ہے تاکہ لوگ ان پڑھ رسول سے یہ غیب کی باتین سنکر قرآن کو اللہ کا کلام اور جن پر یہ قرآن اوترا ہے اون کو اللہ کا رسول جان لیوین ان آیتون مین فرمایا جس طرح قرآن مین جگہ جگہ پچھلے انبیا اور پچھلی امتون کا ذکر ہے اسی طرح عذاب آخرت سے ڈرانے کی آیتین بھی اہل مکہ کی بول چال کی عربی زبان کے موافق قرآن مین جگہ جگہ ہین تاکہ یہ لوگ عذاب آخرت کی آیتون کو سنکر شرک سے باز آوین اور عذاب آخرت سے بچین اور پچھلی امتون کے ہلاکت کے قصے سنکر اور شام کے ملک کے سفر مین قوم ثمود اور لوط کے اجڑے ہوئے مکانات کو دیکھکر دنیا کے عذاب سے بھی ڈرتے رہین اور یہ یاد رکھین کہ جو شرک کی باتین یہ لوگ کر رہے ہیں کہ بتون کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہین فرشتون کو اللہ کی بیٹیان کہتے ہین اللہ کی شان ان باتون سے بہت بلند ہے۔ اور اسکی بادشاہت ایسی سچی ہے کہ اسمین کوئی اس کا شریک نہیں ہے یہ اسکی بردباری ہے کہ وہ اپنی شان اور اپنی بادشاہت کے برخلاف باتین ان لوگون کی سنتا ہے اور اون پر کسی طرح کا عذاب نہین بھیجتا۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسی اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے بڑھکر کون بردبار ہو سکتا ہے

کہ وہ لوگوں سے اپنی شان کے برخلاف باتیں سنتا ہے اور پھر ایسے لوگوں کے آرام کا انتظام قائم رکھتا ہے سورۃ الزمر اور سورۃ المومن میں آویگا کہ پہلا صور پھونکا جاکر جب تمام دنیا ویران ہو جاویگی تو اس ویرانی کے زمانہ میں اللہ تعالے یہ فرماویگا کہ آج وہ بادشاہت کا دعوی کرنے والے کہاں گئے اسوقت کوئی جواب دینے والا موجود نہ ہوگا اس لئے پھر خود فرماویگا کہ ساری بادشاہت اللہ ہی کی ہے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی بردباری اور سچی بادشاہت کا جو ذکر ہے اس کا مطلب ابو موسیٰ اشعری کی روایت اور سورۃ الزمر اور سورہ المومن کی آیتوں سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے قرآن شریف میں لفظ وہی ہیں جو اہل مکہ رات دن بولتے تھے اسی واسطے قرآن کو اہل مکہ کی بول چال کے موافق کہا جاتا ہے لیکن اہل مکہ ان لفظوں کو اپنی نظم اور نثر میں جن ڈھنگوں سے برتاؤ میں لاتے تھے قرآن شریف کا ڈھنگ ان سب سے نرالا ہے اس سبب سے اہل مکہ کے منکرین قرآن جب قرآن کی آیتوں کو سنکر بے قابو ہو جاتے تھے تو اس کو جادو بتلاتے تھے جس سے انکا مطلب یہ تھا کہ اس قرآن میں اگرچہ لفظ وہی ہیں جو رات دن ہم بولتے ہیں لیکن جادو کے خلاف عادت باتوں سے جس طرح آدمی کا دل بے قابو ہو جاتا ہے یہی حال اس قرآن کا ہے کہ لوگ اس کو سنکر یہاں تک بے قابو ہو جاتے ہیں کہ اپنے باپ دادا کے طریقہ کو چھوڑ کر قرآن کی پیروی اختیار کر لیتے ہیں مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایت سے ولید بن مغیرہ کا جو قصہ ہے اس میں ولید بن مغیرہ نے قرآن کی آیتیں سنکر قریش سے یہی بات کہی تھی کہ تم سب میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ عربی زبان کی نظم و نثر سے واقف نہیں ہے اور مجھکو جنات کے بھی بہت سے شعر یاد ہیں لیکن اس قرآن میں تو ایسا ایک جادو کا اثر ہے جو ہم لوگوں کی نظم و نثر سے بالکل نرالا ہے اسی واسطے قرآن کی آیتیں سنکر میرا دل بے قابو ہو گیا جبیر بن مطعم کی روایۃ صحیحین وغیرہ میں ہے جسمیں وہ کہتے ہیں کہ اسلام لانے سے پہلے سورہ والطور کو سنکر میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ اگرچہ قرآن شریف کی آیتوں کے لفظ وہی ہیں جو اہل مکہ رات دن بولتے تھے لیکن ان ہی لفظوں سے مطلب کو اس طرز سے ادا کیا گیا ہے جس سے اہل مکہ لاجواب اور انکے دل بے قابو ہوتے تھے ابتدائے وحی کے زمانہ میں جب جبرئیل علیہ السلام وحی لاتے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کی قرات کے ساتھ ساتھ وحی کی آیتوں کو خود بھی پڑھنا شروع کر دیتے تھے تاکہ کوئی آیۃ بھول نہ جاویں اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کا بھولے سے گیہوں کھانے کا قصہ یاد دلا کر یہ جتلایا کہ بنی آدم میں بھول کی عادت اگرچہ موروثی ہے لیکن اے رسول اللہ کے اگر تم اپنے علم کی ترقی کی دعا اللہ سے مانگتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم سے قرآن کی پچھلی آیتیں بھی تمکو یاد رہیں گی اور قرآن کی نئی نئی آیتوں سے روز بروز تمہارا علم بڑھتا رہے گا آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے برخلاف گیہوں کا دانہ جو کھایا اس قصہ کے ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی یہ تسکین بھی فرمائی ہے کہ قریش سیدھی سیدھی باتیں جو قرآن کی نہیں مانتے اور شیطان کے بہکانے میں آنکر اللہ کے حکم کے برخلاف کام کرتے ہیں یہ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے انسان

منزل ۴

کی ایک قدیمی عادت ہے اس لئے اس کا کچھ رنج نہیں کرنا چاہیے صحیح بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر حوا نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کے برخلاف شیطان کے کہنے میں نہ آتی اس حدیث سے ان علما کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ شیطان کے بہکانے سے پہلے حوا نے گیہوں کے دانے کہائے اور پھر آدم علیہ السلام کو بھی ان دانوں کے کہا لینے کی رغبت دلائی اس قول کے موافق ولم نجد لہ عزما کا مطلب یہ ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کے مزاج میں شیطان کی مخالفت کی پوری ہمت ہوتی تو وہ کبھی حوا کا کہنا ماننے میں جلدی نہ کرتے موضح القرآن میں یہی قول لیا گیا ہے لیکن بعضے سلف نے ولم نجد لہ عزما کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے گیہوں کھانے کا کام کچھ دل کے عزم سے نہیں کیا بلکہ بھول کر کیا ان آیتوں میں بھول کا لفظ ہی جو یہ مطلب اسکے موافق ہے دل کے مضبوط ارادہ کو عزم کہتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتوں میں بھول کا لفظ موجود ہونے سے علما نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ انبیا سے کبیرہ گناہ تو ہوتا ہی نہیں اور صغیرہ گناہ بھی جان بوجھ کر نہیں بلکہ بھول سے ہوتا ہے

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ

اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم یہ دشمن تیرا ہے اور تیرے جوڑے کا

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ

سو نکلوا نہ دے تمکو بہشت سے پھر تو تکلیف میں پڑے گا تجکو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس

منزل ۴

لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ

کہینچے تو اس میں نہ دھوپ پھر جی میں ڈالا اسکے شیطان نے کہا اے آدم میں بتاؤں تجکو درخت سدا

الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا

جینے کا اور بادشاہی جو پرانی نہ ہو پھر دونوں کہا گئے اس میں سے پھر کہل گئیں ان پر انکی بری چیزیں اور لگے گانٹھنے اپنے

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا

اوپر پتے بہشت کے اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر نوازا اسکو اسکے رب نے پھر متوجہ ہوا اور راہ پر لایا فرمایا

مِنْهَا جَمِيْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾

یہاں سے دونوں لگے رہو ایک دوسرے کے دشمن پھر کبھی پہنچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر پھر جو چلا میری بتائی راہ پر نہ وہ

یہ قصہ سورۃ بقرہ اور سورہ اعراف میں گزر چکا ہے حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ فرشتوں پر انسان کی بزرگی ظاہر ہو جانے کے لئے کعبہ کی طرح آدم علیہ السلام کو قبلہ ٹھہرا کر جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سوائے شیطان کے اور سب فرشتوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور فقط شیطان نے اس حکم کی تعمیل میں سرکشی کی راہ سے یہ عذر پیش کیا یا اللہ تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور آگ مٹی سے بہتر ہے اس لئے آدم کو قبلہ ٹھہرا کر میں سجدہ

کیونکر کرسکتا ہون شیطان نے نہ سمجھا کہ نور نار سے بہتر ہے پہر نوری فرشتون نے اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل جب فوراً بلا عذر کرلی تو اس ناری جسم کو کسی عذر کے پیش کرنے کا کیا موقع باقی رہا غرض اس سرکشی کی سزا مین اللہ تعالی نے شیطان کو مردود ٹھہراکر آسمان پر سے زمین پر اوتار دیا اور آدم علیہ السلام کو یہ جتلا دیا کہ تمہارے سبب سے شیطان کو یہ ذلت ہوئی ہے اسی واسطے شیطان تمہارا اور تمہاری بی بی حوا کا دشمن ہو گیا ہے وہ تم کو جنت سے زمین پر اوتار دینے کی تدبیر کریگا تم اُس کا کہنا ہرگز نہ ماننا کیونکہ اگر تم نے شیطان کا کہنا مان کر جس درخت کے پھل سے تم کو روکا گیا ہے وہ پھل کھا لیا تو پھر تمکو زمین پر اتار دیا جاوے گا جہان تمہین طرح طرح کی تکلیفین اوٹھانی پڑین گی محنت سے کھیتی نہ کروگے تو بھوکے اور کپڑون کی تدبیر نہ کروگے تو ننگے رہوگے ہاتھ سے پانی نہ بھروگے تو پیاس اور دھوپ مین کھیتی کروگے تو گرمی کی تکلیف اوٹھاؤگے یہ جنت کی سی راحت جاتی رہے گی کہ میوون کی کثرت کے سبب سے کبھی بھوکے نہین رہتے لباس وہ ہے کہ جو نہ کبھی پھٹ کر اوترے گا نہ ننگے ہوگے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق آدم علیہ السلام اور حوا کا جنت مین لباس ایسا تھا جیسے ہاتھ پیرون کی انگلیون کے ناخن ہین پھر فرمایا جنت مین پانی کی نہرین جاری ہین اور یہان سورج نہیں ہے اسواسطے یہان پیاس اور گرمی کی تکلیف نہین اوٹھانی پڑتی اللہ سچا ہے اور اُس کا علم غیب سچا ہے اُسنے اپنے علم غیب کے موافق یہ بات جو آدم کو جتلائی تھی کہ شیطان آدم علیہ السلام کے اور اون کی بی بی حوا کے جنت سے نکلوا دینے کی تدبیر مین لگا ہوا ہے آخر اُس کا ظہور یہ ہوا کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے دل مین یہ وسوسہ ڈالا کہ اس درخت کے پھل سے آدم علیہ السلام کو اسلیئے منع کیا گیا ہے کہ اگر آدم علیہ السلام اُس پھل کو کھا لینگے تو ہمیشہ جنت مین رہین گے آدم علیہ السلام اور حوا شیطان کے اس فریب مین آگئے اور دونون نے گیہون کے دانے کھالئے گیہون کے دانے کھاتے ہی جنت کا لباس اوتر گیا اور دونون ننگے ہوکر انجیر کے پتون سے اپنے ستر کو ڈھانکنے لگے گیہون کے کھانے سے اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو منع جو کیا تھا اوس امتناعی حکم کا خیال آدم علیہ السلام نے نہین رکھا اسلئے فرمایا کہ شیطان کے بھکانے سے آدم علیہ السلام بھٹک گئے اور اونھون نے اللہ کے حکم کو ٹال دیا لیکن اللہ نے آدم علیہ السلام کے حال پر یہ مہربانی کی کہ اونہین توبہ کی توفیق دیکر زمین پر اوتار دینے کے بعد اُنکی توبہ قبول کی حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق گناہ کے دوسو برس کے بعد آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی آب لگے آدم علیہ السلام اور شیطان کو زمین پر اوتارنے کا حکم دیکر فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے مطلب یہ ہے کہ شیطان اولاد آدم کے بھکانے کی دشمنی سے کبھی باز نہ آویگا لیکن آسمانی کتابین اور رسول بھیجکر قیامت تک اللہ تعالی آدم کی اولاد کو شیطان کے پھندے سے بچنے کی ہدایت فرماتا رہے گا اس لئے جو لوگ اُس ہدایت کے پابند بنکر شیطان کو اپنا دشمن اور رسولون کو اپنا پیشوا قرار دین گے وہ دنیا مین شیطان کے پھندے سے اور عقبی مین اُسکے خمیازہ سے بچے رہین گے ترمذی نسائی وغیرہ کے حوالہ سے حارث اشعری کی صحیح روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا

منزل ۴

اللہ کی یاد سے بڑھکر شیطان کے پھندے سے بچانے والی کوئی چیز دنیا مین نہین ہے۔اسی طرح مسند امام احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے ابوسعید خدری کی صحیح روایت بھی کئی جگہ گزر چکی ہے۔جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب شیطان ملعون ٹھہرایا جاکر آسمان پر سے نکالا جانے لگا تو اُس نے اللہ تعالیٰ کے روبرو اولاد آدم کے بھکانے کی قسم کھائی اسپر اللہ تعالیٰ نے اپنے جاہ و جلال کی قسم کھاکر فرمایا کہ اولاد آدم مین سے جو شخص گناہ کر کے توبہ استغفار کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اُسکے ہر طرح کے گناہ معاف کرتا رہے گا ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ شیطان اولاد آدم کے بھکانے کی دشمنی سے کبھی باز نہ آویگا لیکن جو لوگ عبادت الٰہی اور گناہ کے بعد خالص دلسے توبہ استغفار مین مصروف رہیں گے اون کے حق مین شیطان کی دشمنی بالکل رائیگان جاویگی

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي

اور جسنے منہہ پھیرا میری یاد سے تو اُسکو ملتی ہے گزران تنگی کی اور لاوینگے ہم اُسکو قیامت کے دن اندھا وہ کہیگا اے

أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ۝

اندھا اور مین تو تھا دیکھتا ۔ فرمایا یونہیں پہنچی تھین تجکو ہماری آیتین پھر تونے اُنکو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجکو

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے قرآن کے نازل فرمانے کا اور قرآن مین ہر طرح کی نصیحت کا تذکرہ ہونے کا ذکر فرمایا اس ذکر کی ذیل مین ایک ذکر یہ آگیا تھا کہ جب حضرت جبرئیل قرآن کی کوئی آیۃ لیکر آتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس خوف سے کہ آیۃ کا کوئی لفظ بھول نہ جاوین ساری آیۃ کو حضرت جبرئیل کے پورا کرنے سے پہلے ایک ایک دو دو لفظ جو حضرت جبرئیل کے مونھہ سے نکلتے جاتے اُنکو یاد کرنے لگ جاتے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے بیچ مین اپنے رسول کو یہان اور سورۃ القیامہ مین یہ ہدایت فرمائی کہ حضرت جبرئیل جو اللہ کا حکم لاتے ہین جب وہ اُسکو پورا سنا دیا کرین اُسوقت تم آیۃ کو یاد کرنا شروع کیا کرو پھر شیطان کا حضرت آدم کو بھکانے اور حضرت آدم کے اُس حکم الٰہی کے بھول جانے کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے گیہون کھانے کی ممانعت کا دیا تھا یہ ذکر اس لئے فرمایا کہ آنحضرت جو بھول چوک کے خوف سے آیۃ کے لفظون کو جلدی کر کے یاد کرتے تھے وہ بھی کچھہ بیجا بات نہ تھی کیونکہ حضرت آدم کے زمانہ سے شیطان کے بھکانے سے انسان کا کسی بات کو بھول جانا ہر ایک انسان کی ایک عادتی بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے سنقرئک فلا تنسیٰ نازل فرماکر وحی مین بھول چوک کا دخل نہ ہونے کا وعدہ فرمالیا ہے اس لئے وحی مین اس عادت انسانی کا دخل باقی نہیں رہا سلف سے لیکر خلف تک تمام علما امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیا کو حکم الٰہی کے پہنچانے مین غیب سے اس طرح کی حفاظت ہے کہ کبھی ان سے اس مین غلطی نہیں ہوتی آنحضرت چھہ مہینے تک جادو کے اثر مین جن دنون مبتلا رہے اون دنون مین بھی دنیاوی بعضی باتون مین آپکو ایک طرح کی بھول رہی مگر دینی ابواب مین اس حفاظت غیبی کے سبب سے کبھی آپنے کوئی بات بھول چوک کی نہین کی حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی آیتون کی مناسبت کے سبب سے ان آیتون مین اللہ تعالےٰ

نے اولاد آدم مین سے اون لوگون کا ذکر فرمایا ہے جو شیطان کے بہکانے سے قرآن شریف کی نصیحتون کو بالکل سنتے ہی نہیں
یا وہ لوگ جو قرآن کو یاد کرکے پھر غفلت سے بھلا دیتے ہیں جو لوگ قرآن شریف کی نصیحتون پر بالکل ایمان نہیں لاتے
اونپر جو کچھہ قبر مین اور قیامت قائم ہونے کے بعد دوزخ مین عذاب ہوگا اس کا ذکر تو جگہ جگہ قرآن شریف کی عذاب
کی آیتون مین آچکا ہے قرآن شریف کا پڑھ کر بھول جانا اکثر صحابہ کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے ابوداؤد اور ترمذی مین
حضرت انسؓ کی وہ حدیث جو ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت کے گناہ جب اللہ تعالی کی طرف سے
میرے روبرو لائے گئے تو قرآن شریف کے پڑھ کر بھول جانے سے بڑا کوئی گناہ مین نے نہیں پایا اس حدیث کی سند ضعیف
ہے اسی طرح ابوداؤد کی حضرت سعدؓ بن عبادہ کی وہ حدیث جو ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف پڑھ کر جو بھولجاویگا
وہ قیامت کے دن کوڑہی ہوکر اوٹھے گا اس کی سند بھی ضعیف ہے لیکن مسند امام احمد مین یہ حدیث دوسری سند سے بھی حضرت عبادہ
بن صامتؓ سے آئی ہے اس لیئے ایک سند سے دوسری سند کو تائید ہو کر قرآن شریف کے بھولنے والے کا کوڑہی ہوکر قیامت کے دن اوٹھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے
سے ثابت ہے اللہ تعالی ہر مسلمان کو قیامت کی اس رسوائی سے بچاوے اور سب مسلمانون کو یہ توفیق دیوے
کہ قرآن شریف پڑھ کر کوئی نہ بھولے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جس شخص نے آسمانی کتاب اور اللہ کے رسول
کو نہ مانا وہ مرتے ہی عذاب قبر مین گرفتار ہوگا معیشۃ ضنکا کی تفسیر مین اگرچہ سلف کے کئی قول ہین لیکن حافظ ابوجعفر
ابن جریر نے اپنی تفسیر مین عذاب قبر کی تفسیر کو ترجیح دی ہے معتبر سند سے مسند بزار مین ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے
جس مین خود صاحب وحی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے معیشۃ ضنکا کی تفسیر عذاب قبر کی فرمائی ہے۔ آگے فرمایا کہ ایسا شخص
قیامت کے دن اندھا اوٹھے گا اور جب وہ عرض کریگا کہ یا اللہ مین تو دنیا مین آنکھون والا تھا تو جواب ملے گا کہ تو نے
ظاہری آنکھون سے اللہ کی قدرت کی نشانیون کو نہین دیکھا اور دل کی آنکھون سے آسمانی کتاب کی نصیحت کو نہین سمجھا
اس لئے آج تو بھولے بسرے شخص کی طرح اللہ کی رحمت سے دور پڑ کر ظاہری اور دلی آنکھون سے اندھا اوٹھا دلی
آنکھون سے اندھا اوٹھنے کا یہ مطلب ہے کہ اپنے بچاؤ کی کوئی بات ایسا شخص دل مین نہ سوچ سکے گا بلکہ جو بات سوچے گا وہ
بچاؤ سے کوسون دور ہوگی چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن بعضے
گنہ گار گناہون کے انکار کو اپنے بچاؤ کا سبب خیال کرین گے لیکن اللہ تعالی آنکے ہاتھ پیرون سے گناہون کی گواہی دلوا کر
آنکو دوزخ کے قابل ٹھہراویگا مسند امام احمد اور ابوداؤد مین براءؓ بن عازب کی صحیح روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی ہدایت فرما کر فرمایا نافرمان لوگ جب قبر مین منکر نکیر کے سوالون کا پورا جواب
نہ دیوین گے تو آنکی قبرون مین آگ کا فرش بچھا کر آگ کا لباس آنکو پہنا دیا جاویگا اور دوزخ کی گرم ہوا بھی آنکی قبرون مین
آتی رہے گی اور آنکی قبرون کو یہانتک تنگ کیا جاویگا کہ آنکی پسلیان ٹوٹ جاوین گی اور ایک بہرہ گونگا فرشتہ لوہے کا
اتنا بھاری ہتھوڑا لیکر آوے گا کہ اگر وہ ہتھوڑا پہاڑ پر بھی مارا جاوے تو وہ پہاڑ مٹی ہو جاوے یہ فرشتہ آن ہتھوڑے

سے ہر وقت ان لوگون کو مار مار کر ان کے جسمون کو خاک کر دیگا اور پھر اُس خاک سے جسم بنایا جا کر اُس مین روح پھونکدی جاوے گی ایسے لوگون پر بھی عذاب قیامت تک رہے گا کیونکہ عذاب قبر کی میعاد قیامت تک کی ہے اسی واسطے آگے فرمایا قیامت کے دن کا عذاب قبر کے عذاب سے زیادہ سخت ہوگا براء بن العازب رضؓ کی اس حدیث کو اوپر کی ابوہریرہ رضؓ کی حدیث کی تفسیر کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ابوہریرہ رضؓ کی حدیث مین معیشۃ ضنکا کی تفسیر عذاب قبر کو قرار دیا گیا ہے اور اس براء بن العازب کی حدیث مین عذاب قبر کی تفصیل ہے براء بن العازب رضؓ کی روایت مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی جو ہدایت فرمائی اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ گنہگار کلمہ گو لوگون پر بھی عذاب قبر ہوگا بعضے مفسرین نے معیشۃ ضنکا کی تفسیر قیامت کے دن کے عذاب کو جو ٹھہرایا ہے وہ تفسیر قوی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ آگے آیۃ مین قیامت کے دن کے عذاب کا جدا ذکر ہے اور یہی ہے کہ جس عذاب کا ذکر معیشۃ ضنکا کے لفظون سے کیا گیا ہے قیامت کے دن کا عذاب اُس سے زیادہ سخت اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے علاوہ اس کے مسند بزار کے حوالہ سے ابوہریرہ رضؓ کی معتبر روایۃ جو اوپر گزری معیشۃ ضنکا کی یہ دوسری تفسیر اُس روایۃ کے بھی برخلاف ہے۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝

اور اسی طرح بدلا دین گے ہم اُسکو جن نے ہاتھ چھوڑا اور یقین نہ لایا اپنے رب کی باتون اور پچھلے گھر کا عذاب سخت اور بہت دیر رہتا

منزل ۴

اوپر اون لوگون کا ذکر تھا جو قرآن کے اللہ کا کلام ہونے کے منکر ہیں جیسے اہل کتاب اور مشرکین مکہ اب اس آیۃ مین مشرکین مکہ کا یہ ذکر ہے کہ جس طرح منکرین قرآن پر عذاب قبر ہوگا جنکا ذکر اوپر گزرا اسی طرح ان لوگون پر بھی ہوگا جو شرک مین بھی گرفتار ہین اور قرآن کے بھی منکر ہیں مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضؓ کی معتبر حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال کے بعد اچھے لوگون کو اونکا جنت کا ٹھکانہ اور برے لوگون کو اُنکا دوزخ کا ٹھکانا فرشتے دکھا کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ ان ٹھکانون مین رہنے کے لئے قیامت کے دن تم کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا ابوداؤد اور مسند امام احمد کے حوالہ سے براء بن العازب رضؓ کی صحیح حدیث جو اوپر کی آیتون کی تفسیر مین گزری اوس مین یہ بھی ہے کہ برے لوگ قیامت کے قائم نہ ہونے کی ہمیشہ قبر مین دعا مانگتے رہتے ہیں یہ حدیثین والعذاب الاخرۃ اشد وابقی کی گویا تفسیر ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ برے لوگ اپنے دوزخ کے ٹھکانے مین عذاب قبر سے زیادہ عذاب مرتے ہی دیکھ لیتے ہیں اس لئے اُس کے آگے عذاب قبر کو غنیمت جانکر یہ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہو اور اون کو دوزخ کے ٹھکانے مین نہ رہنا پڑے تو اچھا ہے۔

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

سو کیا اُنکو سوجھ نہ آئی اس سے کہ کتنی کھپا دین ہمنے پہلے اُنسے سنگتین یہ پھرتے ہیں اُنکے گھرون مین اس مین خوب

لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّہٰی ۝ وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ لَکَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّی ۝

نشانے ہین عقل والون کو اور کبھی نہ ہوتی ایک بات نکل گئی تیرے رب سے تو مقرر ہوتا مذبھیڑ جانا اور جو نہ ہوتا وعدہ ٹہرایا

اوپر عذاب قبر اور عذاب آخرت کا ذکر تھا ان آیتون مین فرمایا اس عذاب کی قدر تو مرنے کے بعد کھل جاویگی لیکن دنیا مین سوداگری کی غرض سے یہ لوگ اکثر ملک شام کا سفر کرتے رہتے ہین اور اس سفر مین قوم ثمود اور قوم لوط کی اجڑی ہوئی بستیان اونہین نظر آیا کرتی ہین اون بستیون کو دیکھکر اون مین کے سمجھدار لوگون کو کیا یہ عبرت نہین ہوتی کہ جوکوئی اون اجڑی ہوئی قومون کے قدم بقدم چلے گا اوس کا بھی مرنے سے پہلے وہی انجام اللہ کی قدرت سے کچھ بعید نہین ہے جو انجام اون اجڑی ہوئی قومون کا ہوا پھر فرمایا ان لوگون کی سرکشی تو یہان تک بڑھ گئی ہے کہ ابتک سوائے مکہ کے قحط کے اور کسی عذاب کی ایسی بلا اون کو آنکر چمٹ جاتی جس سے اونہین پیچھا چھوڑانا مشکل ہوجاتا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا کا ایک انتظام قرار پاکر ہر کام کا وقت مقرر ہوچکا ہے اوس وقت مقررہ تک اگر یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو علاوہ عذاب قبر اور عذاب قیامت کے دنیا مین بھی اون پر کوئی ایسی سخت آفت آجاویگی جس سے اون کی ساری سرکشی خاک مین ملجاوے گی اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے اس کی سورت کے نازل ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد بدر کی لڑائی کے وقت اہل مکہ مین کے بڑے بڑے سرکشون پر آفت کے آجانے کا وقت مقررہ ان پہونچا کہ دنیا مین یہ لوگ بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب قبر مین گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جھٹلانے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون کی لاشون پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت سے یہ قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر جو کچھ دنیا مین ہونے والا تھا وہ سب لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہوتا ہے وہ لوح محفوظ کے لکھے کے موافق وقت مقررہ پر ہوتا ہے وقت مقررہ سے پہلے سرکشی کے طور پر اہل مکہ عذاب کی جلدی کیتے رہے مگر عذاب آیا وقت مقررہ کے آتے ہی ایسی سخت آفت آئی کہ اون مین کے بڑے بڑے سرکشون کی ساری سرکشی خاک مین مل گئی مکہ کے قحط کا قصہ صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے کہ قریش نے جب بہت سرکشی اختیار کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مکہ مین سخت قحط پڑا یہ اوپر گزر چکا ہے کہ قرآن شریف مین لفظ وہی ہین جو اہل مکہ رات دن بولتے تھے مگر اون ہی لفظون کا برتاؤ قرآن شریف مین اس طرز سے بیان سے کیا گیا ہے جس طرز بیان کو سنکر اہل مکہ مین کے منکر قرآن کا مقابلہ نہین

منزل ۴

کر سکتے تھے جیسے مثلاً ان آیتوں میں آخری آیۃ کا مطلب یہ تھا ولولا کلمۃ سبقت من ربک واجل مسمی لکان لزاما
قرآن شریف کی طرز ادائے مطلب میں واجل مسمی کو لکان لزاما کے بعد ذکر کیا جا کر دوسری آیتہ کے فاصبر علی ما
یقولون سے اسکو ملا دیا جس سے یہ مطلب نکلا کہ اہل مکہ کے دنیاوی عذاب کا وقت مقررہ گویا اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کی صبر کی مدت سے ملا ہوا ہے کچھ بہت دور نہیں ہے اور پھر لفظوں کے آگے پیچھے کر دینے سے علم غیب
کا جو مطلب آیتہ میں جتلایا گیا تھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ دنوں صبر کرنے کے بعد بدر کی لڑائی کے وقت
اس کا ظہور بھی ویسا ہی ہوا حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن شریف کی ایسی ہی باتوں نے مخالفوں کو قرآن شریف کے مقابلہ
سے عاجز کر دیا تھا اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے آگے نہ انسان کے علم کی کچھ حقیقت ہے نہ جنات کے علم کی
اب اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے موافق جس طرز بیان سے قرآن شریف کے لفظوں کا برتاؤ کیا ہے اور غیب کی خبروں
اوس برتاؤ سے بیان کی گئی ہیں کسی کی کیا طاقت ہے کہ اس کا مقابلہ کر سکے اسی واسطے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا
کہ انسان اور جنات دونوں جمع ہو کر بھی اس قرآن کے مقابلہ کا ارادہ کریں تو عاجز آجاویں موسیٰ علیہ السلام اور خضر
علیہ السلام کے قصہ میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبد اللہؓ ابن عباس کی روایتہ گزر چکی ہے جس میں خضر
علیہ السلام نے اللہ کے علم کو دریا اور مخلوق کے علم کو اس دریا میں کے ایک قطرہ کی مثال سے سمجھایا ہے اس حدیث
سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے موافق نازل فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ
کے علم کے مقابلہ میں مخلوق کا علم ایسا ہے جس طرح دریا کے مقابلہ میں پانی کا ایک قطرہ پھر ایک قطرہ کی کیا ہستی ہے
جو دریا کا مقابلہ کرے اس لئے مخلوقات میں سے کسی کو یہ طاقت نہیں کہ وہ قرآن کا مقابلہ کر سکے۔

منزل ۴

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا
سو تو سہتا رہ جو کہیں اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب سے پہلے
وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝
اور کچھ گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر اور دن کی حدوں پر شاید تو راضی ہو گا

بعضے مفسرین نے آیتہ کے اس ٹکڑے کو درگزر کی آیتوں میں گن کر آیتہ جہاد سے اسکو منسوخ لکھا ہے لیکن اوپر بیان ہو چکا ہے
کہ درگزر کی کوئی آیتہ جہاد کے حکم سے منسوخ نہیں ہے مکہ کے مشرک لوگ کبھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہتے
تھے کبھی شاعر کبھی جادوگر اسپر فرمایا اے رسول اللہ کے یہ تو تمہیں جتلا دیا گیا ہے کہ اللہ کے انتظام میں ہر کام کا وقت مقرر ہے
اسکے آنے تک کچھ دنوں صبر کرنا اور رات دن میں جو نمازیں اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کر دی ہیں دل لگا کر انمیں مصروف رہنا چاہیے
تمہارے صبر اور تمہاری عبادت کا بدلہ دنیا اور آخرت میں وقت مقررہ پر اتنا ملے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے اللہ سچا ہے اللہ کا
وعدہ سچا ہے جن تینوں کی حمایت میں مکہ کے مشرک لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذلت کے درپے تھے اور آپکو دیوانہ کہتے

کتے تھے کچھ دنوں کے صبر کے بعد دنیا میں تو آیت کے وعدہ کا یہ ظہور ہوا کہ فتح مکہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ سے
ان بتوں کو خوب ذلیل کرایا چنانچہ صحیح بخاری کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعودؓ اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایتیں
کئی جگہ گزر چکی ہیں کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر ان بتوں کو زمین میں ڈالدیا اور کسی
مشرک نے دم نہیں مارا اور آخرت میں آیت کے وعدہ کا یہ ظہور ہوگا کہ امت میں کے جن گنہگاروں کے دل میں ذرہ برابر
بھی ایمان ہوگا آپ کی سفارش سے وہ جنت میں داخل ہو جاویں گے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدریؓ کی روایت
سے شفاعت کی ایک بڑی حدیث ہے جس میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے اس سفارش کے قبول ہو جانے سے آپ کا
دل بہت خوش ہوگا چنانچہ صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
قیامت کے دن کا اپنی امت کا انجام یاد کر کے رونے لگے اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اے رسول اللہ کے رونے کی کوئی بات نہیں ہے قیامت کے دن تمہاری امت کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جاویگا کہ تم خوش
ہو جاؤ گے ابو سعید خدری کی حدیث عبد اللہ بن عمر کی حدیث کی گویا تفسیر ہے کیونکہ عبد اللہ بن عمر کی حدیث میں اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کے دن کی خوشی کا ذکر مبہم طور پر تھا ابو سعید خدری کی حدیث سے معلوم ہوگیا کہ وہ خوشی یہی
ہوگی کہ امت محمدیہ میں کے جن گنہگاروں کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا آپ کی سفارش سے وہ لوگ دوزخ میں سے
نکالے جا کر جنت میں داخل کئے جاویں گے۔ سورج کے نکلنے سے پہلے جس نماز کا حکم ہے وہ صبح کی نماز ہے اور سورج کے
غروب سے پہلے عصر کی رات دن کی گھڑیوں میں مغرب اور عشا کی دونوں نمازیں ہیں دن کے چڑھتے حصہ کے ختم اور
ڈھلتے حصہ کے شروع میں ظہر کی نماز ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس طرح مختصر طور پر آیت میں پانچوں نمازوں کا حکم ہے اور
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی تعمیل جس طرح کی ہے اس کی تفصیل صحیح مسلم کی ابو موسیٰ اشعریؓ اور بریدہ اسلمیؓ
کی روایتوں میں ہے جن روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانچوں نمازوں کا وقت
پوچھا تھا آپ نے اس شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ شخص دو دن تک آپ کے ساتھ نماز پڑھے اس حکم کے بعد ہر نماز کا اول اور
آخر وقت سمجھانے کے لئے پہلے دن کی صبح کی نماز آپ نے صبح صادق کے شروع ہوتے ہی پڑھی اور دوسرے دن سورج کے
نکلنے کے قریب ظہر کی نماز پہلے دن سورج کے ڈھلتے ہی پڑھی اور دوسرے دن ایسے وقت پر پڑھی کہ نماز سے فارغ ہوتے
ہی سوائے سایہ اصلی کے ہر چیز کا سایہ ہر ایک چیز کی لمبائی کے برابر ہو کر عصر کا اول وقت آگیا سورج کے ڈھلنے سے پہلے
ہر ایک چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے اور سورج کے ڈھلنے کے بعد بڑھتا جاتا ہے ٹھیک دوپہر کو ہر چیز کے نیچے تھوڑا سا سایہ
ایسا ہوتا ہے کہ جو کچھ دیر کے لئے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے اسی کو سایہ اصلی کہتے ہیں عصر کی نماز پہلے دن ایسے وقت پر پڑھی
کہ سوائے سایہ اصلی کے ہر چیز کا سایہ اس چیز کی لمبائی کے برابر ہوگیا تھا اور دوسرے دن دھوپ پر زردی آجانے کے
قریب پھر مغرب کی نماز پہلے دن سورج کے غروب ہوتے ہی پڑھی اور دوسرے دن شفق کے غروب ہونے کے قریب

منزل ۴

عشا کی نماز پہلے دن شفق کے غروب ہوتے ہی پڑھی اور دوسرے دن رات کا تہائی حصہ گزر جانے کے قریب سورج کے غروب ہو جانے کے بعد کچھ دیر تک آسمان پر ایک سرخی جو رہتی ہے اسکو شفق کہتے ہیں یا اس سرخی کے جاتے رہنے کے بعد بہت دیر تک آسمان پر ایک سفیدی جو رہتی ہے اسکو شفق کہتے ہیں اس میں اور نمازوں کے وقت جو اوپر بیان کئے گئے ہیں ان میں علما کا اختلاف ہے جسکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے دو دن کی نمازیں پوری ہو جانے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نمازوں کا وقت دونوں دن کے وقتوں کے بیچ میں ہے یہ تو سورہ بنی اسرائیل میں گزر چکا ہے کہ پانچوں نمازیں معراج کی رات فرض ہوئی ہیں اور پھر معراج کی رات کے گزر جانے کے بعد صبح کو جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے دو دن تک امامت کر کے دس نمازیں پڑھائیں اور یہی کہا کہ جن وقتوں پر یہ دس نمازیں پڑھائی گئی ہیں انکے بیچ میں پانچوں نمازوں کا وقت ہے جبرئیل علیہ السلام کی یہ حدیث ترمذی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم میں جابر بن عبداللہ کی روایت سے ہے ترمذی نے امام بخاری کے قول کے حوالہ سے اس حدیث کو صحیح کہا ہے جابر بن عبداللہ کی اسی روایت میں مغرب کا وقت دونوں دن سورج کے غروب ہو جانے کا ہے شفق کے غروب ہونے کے قریب کا دوسرا وقت نہیں ہے علما نے اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کی امامت کا قصہ ہجرت سے پہلے کا ہے اور نمازوں کے وقت پوچھنے والے شخص کا قصہ مدینہ کا ہے اور اس کی روایت بھی صحیح مسلم میں ہے اسواسطے ترجیح اسی روایت کو ہے ہجرت سے پہلے فقط نماز ہی فرض تھی اس لئے آیت میں فقط نماز کا ہی ذکر ہے زکوٰۃ حج اور رمضان کے روزوں کا ذکر نہیں ہے ؁

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ

اور نہ پسار اپنی انکھیں اس چیز پر جو برتنے کو دی ہمنے ان بہانت بہانت لوگوں کو رونق دنیا کی جیتے انکے جانچنے کو

فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝

اور تیرے رب کی دی روزی بہتر ہے اور دیر رہنے والی

مسند بزار مسند ابو یعلی مصنف ابن ابی شیبہ تفسیر ابن مردویہ وغیرہ میں جو شان نزول اس آیت کی ابو رافع کی روایت سے بیان کی گئی ہے اس میں ابو رافع کہتے ہیں آنحضرت کے گھر میں ایک روز کوئی مہمان آیا تھا اور آنحضرت کے گھر میں اس روز کچھ کھانے کو نہیں تھا اسواسطے آنحضرت نے مجھکو ایک یہودی سے کچھ آٹا قرض لینے کو بھیجا اس یہودی نے جواب دیا کہ بغیر کوئی چیز گروی رکھنے کے میں قرض نہیں دیتا آنحضرت کو اس یہودی کا جواب سنکر رنج ہوا اور آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان میں مجھکو صاحب اعتبار کیا ہے بغیر کسی چیز کے گروی رکھنے کے وہ آٹا قرض دیتا تو ضرور میں اسکا قرضہ ادا کر دیتا پھر آپ نے اپنی زراع گروی رکھنے کو دی اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ بد دین لوگوں کو دنیا میں چند روز کے لئے خدا تعالیٰ نے کچھ ثروت یا کچھ خوشحالی جو دی ہے نیک

لوگونکو اسپر کچھ نظر نہین ڈالنی چاہی کیونکہ نیک لوگون کے لئے عاقبت مین جو کچھ خدا نے ہمیشہ کے لئے رکھا ہے اسکے مقابلہ
مین اس دنیا کی چند روزہ ثروت اور خوشحالی کی کچھ حقیقت نہین ہے اور دنیا مین ان لوگون کو خدا تعالی نے جو کچھ خوشحالی
دی ہے وہ فقط خفگی کے لئے دی ہے کہ خوشحالی کے سبب سے انکی اور سرکشی بڑہے پھر انسے ایک ہی دفعہ مواخذہ کیا جاویگا
مسند امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ مین حضرت سہل بن سعد رضی سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ دنیا کی خوشحالی کی اللہ تعالی کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اگر قدر منزلت ہوتی تو کسی منکر شریعت کو
میٹھے پانی کا ایک گھونٹ تک بھی پینے کو اللہ تعالی نہ دیتا ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے معتبر سند سے مسند امام احمد
شعب الایمان بیہقی تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن المنذر وغیرہ مین عقبہ بن عامر رضی سے روایتہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ اللہ تعالی کسی شخص کو باوجود بددینی کے دنیا مین فراغت اور خوشحالی
سے رکھتا ہے تو جان لو کہ وہ خوشحالی اللہ تعالی کی طرف سے ایک جانچ ہے پھر آپنے قرآن شریف کی یہ آیتہ پڑھی
فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شیء الایتہ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ وعظ نصیحت پر عمل نہیں کرتے تو
اللہ تعالی انکی دنیا کی سب مرادین پوری کر دیتا ہے پھر ایک دفعہ ہی انکو پکڑ لیتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا کی زیادہ خوشحالی
دیندار کے لئے اللہ تعالی کے نزدیک ایسی ہے جیسے بیمار آدمی کے لئے کوئی بدپرہیزی کی چیز چنانچہ مستدرک حاکم صحیح
ابن حبان اور طبرانی مین معتبر سند سے ابو سعید خدری رافع ابن حدیج اور ابی قتادہ کی روایتین ہین جنمین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہی مثال بیان فرمائی ہے کہ دیندار شخص کو اللہ تعالی دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح کوئی شخص اپنے
بیمار آدمی کو بدپرہیزی کی چیز سے بچاتا ہے پھر یہ ایک عادتی بات ہے کہ جس بیمار کی زیست کی توقع باقی نہیں رہتی
اسکا پرہیز توڑ دیا جاتا ہے اور جو کچھ کھانے پینے کو وہ بیمار مانگتا ہے وہ اسکو دیدیا جاتا ہے اسی طرح جو لوگ اس طرح
کے ناامید بیمار کی حالت تک حرص دنیا مین پونہچ جاتے ہین کہ آخرت کی بہبودی سے بالکل ناامید ہوجاتے ہین تو
اللہ تعالی انکی دنیا کی سب تمنا پوری کر دیتا ہے اور وہ پرہیز انکا توڑ دیتا ہے جو دینداروں کے لئے اللہ تعالی نے
رکھا ہے اور پھر جس طرح بدپرہیز بیمار فوراً ہلاک ہوجاتا ہے اسی طرح ایسے لوگونسے مواخذہ ہوجاتا ہے یہ ابو رافع
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ہین انکا نام ابراہیم ہے ابو رافع کی یہ شان نزول کی روایتہ تفسیر اسحاق
بن راہویہ اور تفسیر محمد بن ابراہیم ابن منذر مین بھی ہے یہ دونون کتابین سلف کے معتبر تفسیرون مین ہین یہ اسحاق
بن راہویہ فن حدیث مین امیر المومنین مشہور اور امام بخاری کے استادون مین ہین امام بخاری نے ان ہی کی ترغیب
سے صحیح بخاری کی تالیف کی ہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین صحیح سند سے امام بخاری
کا قول لکھا ہے جس مین امام بخاری نے یہ بات جتلائی ہے کہ صحیح بخاری آنکے استاد اسحاق بن راہویہ کی ترغیب سے
انھون نے تالیف کی ہے نیشاپور کے علما مین یہ محمد بن ابراہیم بن المنذر مشہور اور انکی تالیف کی کتابین معتبر ہین

منزل ۴

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک لوگوں کے لیے جنت میں جو نعمتیں پیدا کی گئی ہیں وہ نہ دنیا میں کسی نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی دل میں انکا خیال گزر سکتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمر کی روایۃ بھی گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہمیشہ کے دوزخ میں رہنے والے دوزخی دوزخ میں رہ جاویں گے تو موت کو ذبح کیا جاکر جنتیوں اور دوزخیوں کو یہ حکم سنا دیا جاوے گا کہ یہ نعمتیں ہمیشہ رہیں گی اور جو شخص جہاں ہے ہمیشہ وہیں دوزخ اور جنت میں رہے گا یہ حدیثیں ورزق ربک خیر وابقی کی گویا تفسیر ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ عقبیٰ کی خوشحالی کے آگے دنیا کی خوشحالی کی کچھ حقیقت نہیں کیونکہ دنیا کی خوشحالی میں جو راحت کی چیزیں ہیں ان میں کوئی چیز ایسی نہیں کہ جو کسی نے آنکھوں سے دیکھی ہو نہ کانوں سے سنی ہو نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا ہو اسی طرح دنیا کی راحت کی چیزوں اور انکے برتنے والوں کے پیچھے ہر وقت فنا اور موت لگی ہوئی ہے عقبیٰ کی راحت کی چیزوں کو ایسی ہمیشگی ہے کہ انکے برتنے والوں کو نہ کبھی موت کا اندیشہ ہے نہ وہ راحت کی چیزیں نبٹرنے والی ہیں۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ

اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور آپ قائم رہ اسپر ہم نہیں مانگتے تجھسے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجکو اور آخر بھلا

اوپر نماز کا حکم فرما کر اس آیت میں فرمایا اے رسول اللہ کے اس حکم کے موافق تم بھی نماز میں مصروف رہو اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز میں مصروف رہنے کی تاکید کرو کیونکہ دنیا کے بادشاہ لوگ اپنی رعایا کی کمائی میں سے حصہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ایسی نہیں کہ اسکو کسی کی کمائی کی محتاجی ہو وہ آپ سب کو رزق دیتا ہے اس نے تو جنات اور انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ یہ سب اسکو اپنا معبود جانکر اوس کی عبادت خالص دل سے کریں اور وہ اون کی محنت سے بڑھکر انکو بدلہ دیوے اور دنیا میں اگرچہ وہ نیک و بد سب کو رزق دیتا ہے لیکن عقبیٰ میں محنت سے بڑھکر بدلہ ان ہی لوگوں کو ملے گا جو عقبیٰ کے بدلہ کی نیت سے نیک کام کرتے اور برے کاموں سے بچتے ہیں۔ جو لوگ عقبیٰ کے منکر ہیں اگر وہ رسم کے طور پر کوئی نیک کام کریں گے تو اونکا بدلہ انکو دنیا میں ہی ملجاویگا نہ عقبیٰ کے بدلہ کا اونہیں یقین ہے نہ انکو عقبیٰ میں کچھ بدلہ ملنے والا ہے صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کے پیٹ میں جب بچہ کا پتلا تیار ہو جاتا ہے تو اس میں روح کے پھونکے جانے سے پہلے اسکی تمام عمر کا رزق اللہ کے حکم سے فرشتہ لکھ لیتا ہے یہ حدیث نحن نرزقک کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ انسان کے پیٹ میں جان پڑنے سے پہلے اسکے رزق کا انتظام اللہ تعالیٰ کے کارخانہ قدرت میں ہو جاتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ عقبیٰ کے منکر ہیں وہ رسم کے طور پر دنیا میں کوئی نیک کام کرتے ہیں تو انکو اس کا بدلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے عقبیٰ کے اجر کی نیت سے نہ انکا کوئی نیک

کام ہوتا ہے تو انکو کوئی اجر عقبیٰ میں ملنے والا ہے صحیح بخاری و مسلم میں اور فقط مسلم ابوہریرہؓ سے روایتیں ہیں جنمین
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح کسی شخص کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ ہر روز پانچ دفعہ اُس نہر میں نہاوے
تو اُس کے بدن پر میل کچیل کچھ نہ رہے گا اسی طرح پانچون وقت کی نماز کے پڑھنے سے ایک رات دن کے آدمی کے صغیرہ
گناہ معاف ہو جاتے ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی یہ حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا اللہ تعالیٰ کو گنہگار بندون کے گناہ معاف کر دینے کی صفت ایسی پیاری ہے کہ زمین پر
حال میں جو لوگ بستے ہیں اگر وہ گناہ نہ کریں تو ان کی جگہ اللہ تعالیٰ اور گنہگار مخلوق پیدا کرے اور گناہون کے بعد توبہ
کی توفیق دیکر اُس گنہگار مخلوق کے گناہ معاف فرما دے ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو لوگ
پانچون وقت کی نماز کے اور کبیرہ گناہ کے بعد توبہ استغفار کے پابند ہیں اونکے صغیرہ گناہ نماز کی برکت اور کبیرہ
گناہ خالص دل کی توبہ سے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے جس سے قیامت کے دن عملون کے تولے جانے کیوقت
انکے بدی کے پلڑے ہلکے ہو جاوینگے جس سے ایسے لوگونکی نجات کی اللہ کی ذات سے پوری توقع ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ وَلَوْ أَنَّا
اور لوگ کہتے ہیں یہ کیون نہیں لے آتا ہم پاس کوئی نشانی اپنے رب سے کیا پہنچ نہیں چکی انکو نشانی اگلی کتابونکی اور اگر ہم
أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ
کھپا دیتے انکو کسی آفت میں اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیون نہ بھیجا ہم تک کسی کو پیغام لے کر کہ ہم چلتے تیرے کلام

منزل ۴

مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہتے تھے کہ اگر یہ سچے رسول ہیں تو مثلاً جس طرح صالح علیہ السلام نے
اونٹنی کے پتھر میں سے پیدا ہو جانے کا ظاہر ظاہر معجزہ اپنی قوم کے لوگون کو دکھا دیا اسی طرح یہ رسول ہم کو کوئی ظاہر ظاہر معجزہ
کیون نہیں دکھلاتے مشرکین کی اس بات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان پڑھ رسول کی معرفت پچھلی کتابون کے
سچے قصے جو ان لوگون نے سنے ہیں کیا اس سے اتنی بات ان لوگون کی سمجھ میں نہیں آتی کہ ان پڑھ شخص تو درکنار کوئی
اہل کتاب بھی وہ غیب کے سچے قصے بغیر آسمانی کتاب کی مدد کے نہیں بیان کر سکتا تو اب اس میں کیا شک باقی رہا کہ قرآن
کتاب آسمانی ہے اور جن پر یہ قرآن نازل ہوتا ہے وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اور اسی آسمانی کتاب کی مدد سے اللہ کے
رسول وہ غیب کی باتین بیان کرتے ہیں اگر معجزہ دیکھکر ان لوگون کا سیدھا راہ راست پر آنے کا ہے تو ایک یہی معجزہ
انکو کافی ہے علاوہ اس کے ان پچھلے قصون میں یہ عادت الٰہی ان لوگون کو معلوم ہو چکی ہے کہ جس قوم کی خواہش کے
موافق کسی معجزہ کا ظہور ہوا اور اُس معجزہ کو دیکھکر پھر وہ قوم راہ راست پر نہیں آئی تو ایسی قوم پر بہت جلدی کوئی نہ
کوئی عذاب آجاتا ہے یہ انجام اگر ان لوگونکو منظور ہے تو کوئی معجزہ اللہ کی قدرت سے باہر نہیں ہے پھر فرمایا اللہ نے
اپنے رسول کو اس لئے نہیں بھیجا کہ یہ لوگ جو معجزہ چاہیں اوسکا دکھا دینا اللہ کے رسول کے ذمہ ہو بلکہ اللہ نے رسول

کو بھیجکر انپر آسمانی کتاب اسواسطے نازل فرمائی ہے کہ اللہ کی مرضی اور نامرضی کامون کے جان لینے مین لوگون کا انجانی
کا عذر نرہے کیونکہ رسول کے بھیجنے اور آسمانی کتاب کے نازل کرنے سے پہلے ان کو کسی عذاب سے ذلیل اور رسوا کیا
جاتا تو ان لوگون کو اس عذر کی گنجائش باقی رہتی کہ عذاب کی ذلت اور رسوائی سے پہلے کوئی پیغمبر اللہ کی مرضی اور
نامرضی کے کامون کا پیغام لیکر آتا تو یہ لوگ ضرور اسپر عمل کرتے صحیح بخاری و مسلم مین مغیرہؓ بن شعبہ سے اور صحیح مسلم
مین عبداللہؓ بن مسعود سے جو روایتین ہین ان مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انجانی کے عذر کا رفع
کر دینا اللہ کو بہت پسند ہے اسی واسطے اسنے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے تاکہ اللہ کی مرضی اور نامرضی کے کام
اور مرضی کے کامون کے ثواب اور نامرضی کے کامون کے عذاب کا حال آسمانی کتابون کے ذریعہ سے اللہ کے رسول
امت کے لوگون کو اچھی طرح سمجھا دین جس مطلب کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے ہین اسکی
تفسیر ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے۔

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۚ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝

تو کہہ ہر کوئی راہ دیکھتا ہے سو تم راہ دیکھو آگے جان لوگے کون ہین سیدھی راہ والے اور کسنے راہ پائی

ع ۸ ۱۴ — منزل ۴

اسلام سے پہلے عرب مین شاعر بہت ہوتے تھے اور عرب کا یہ بھی ایک دستور تھا کہ ہجو کے ڈر سے شاعرون
کے موہنہ پر انکو کچھ برا نہیں کہتے تھے بلکہ جن شاعرون کو اپنا مخالف سمجھتے تھے انپر گردش زمانے سے کسی آفت
کے آجانے کا انتظار کیا کرتے تھے قریش بھی اللہ کے رسول کو شاعر اور بتون کی مذمت کی آیتون کو شاعرانہ
ہجو خیال کرکے اللہ کے رسول اور مسلمانون کے حق مین کسی آفت کے آجانے کا انتظار کیا کرتے تھے اس لئے فرمایا
اے رسول اللہ کے ان مشرکون سے کہدیا جاوے کہ ہم تمہارے انجام کا انتظار کرتے ہین اور تم ہمارے انجام کے
انتظار مین لگے رہو کچھ عرصہ کے بعد تمہین خود معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا مین راہ راست پر کون تھا اور ٹیڑھے
رستہ پر کون اور دونون جہان مین راہ راست پر قائم رہنے والون کا انجام کیا ہوا اور جو راہ راست سے بچلے ہوئے
تھے انکا انجام کیا ہوا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے پہلا ظہور تو بدر کی لڑائی کے وقت ہوا جس کا قصہ انسؓ بن
مالک کی صحیح بخاری و مسلم کی روایت سے کئی جگہ گذر چکا ہے کہ اہل مکہ مین کے بڑے بڑے بتون کے حامی اور اسلام کے
بدخواہ دنیا مین بڑی ذلت سے اس لڑائی مین مارے گئے اور مرتے ہی عذاب قبر مین گرفتار ہو گئے جس عذاب کے
جتلانے کے لئے اللہ کے رسول نے انکی لاشون پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم نے اللہ کے وعدہ کو سچا پا لیا دوسرا
ظہور اس وعدہ کا فتح مکہ کے وقت ہوا جس کا قصہ صحیح بخاری کی عبداللہؓ بن مسعود اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی
روایتون سے کئی جگہ گذر چکا ہے کہ مشرکین مکہ جن بتون کی مذمت سے چڑکر اللہ کے رسول کو شاعر اور بتون کی مذمت
کی آیتون کو شاعرانہ ہجو کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ سے ان بتون کو یہ ذلت دلوائی کہ اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر اُن بتون کو زمین پر ڈالدیا اور بتون کی مذمت سے چڑھنے والے مشرکون مین سے کوئی بھی آمادہ نہ ہوا کہ اُن بتون کو اِس ذلت سے بچاتا۔ سورہ طٰہٰ ختم ہوئی۔

سُورَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَسَبْعُ رُكُوْعَات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ

نزدیک آلگا لوگونکو اُنکے حساب کا وقت اور وہ بیخبر ٹلاتے ہین کوئی نصیحت نہین پہنچتی اُنکو اُنکے رب سے نئی

مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۤ

مگر اُسکو سنتے ہین کہیل مین لگے ہوے   کہیل مین پڑے ہین دل اُنکے اور چپکے مصلحت کی بے انصافون نے

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ قُلْ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ

یہ شخص کون ہے ایک آدمی ہے تم ہی سا پہر کیون پڑتے ہو جادو مین آنکہون دیکہتے   اُسنے کہا میرے رب کو خبر ہے بات کی

فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ

آسمان ہو یا زمین مین   اور وہ ہے سنتا جانتا   یہ چہوڑکر کہتے ہین اُڑتے خواب ہین نہین جہوٹ باندہ لیا ہے

فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝

پہر چاہیئے لے آوے ہم پاس کوئی نشانی جیسے پیغام لائے ہین پہلے   نہین مانا اُنسے پہلے کسی بستی نے جو کہپائی ہمنے اب کوئی یہ نہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

اور پیغام نہین بہیجا ہمنے تجہسے پہلے مگر یہی مرد تھے کہ ہاتھ حکم بھیجتے تھے ہم اُنکو سو پوچھو یاد رکھنے والونسے اگر تم نہین جانتے اور

جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ

ایسے بدن کہ وہ کہانا نہ کہاوین اور نہ تھے وہ رہجانے والے   پہر سچ کیا ہمنے اُنسے وعدہ پہر بچا دیا ہمنے اُنکو اور جسکو ہمنے

وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

چاہا اور کہپا دئے ہاتھ چھوڑنے والے ہمنے اُتاری ہے تمکو کتاب کہ اُس مین تمہارا نام ہے   کیا تم کو بوجہ نہین

ع ۱

مشرکین مکہ نے دین ابراہیمی کو بگاڑ کر بت پرستی اور طرح طرح کی خرابیان اُس مین پیدا کر لی تھین جب قرآن شریف مین بت پرستی اور اُسکی خرابیون کی مذمت روز بروز نازل ہونے لگی تو وہ لوگ آنحضرت کی نسبت طرح طرح کی باتین اور مشورتین کرتے تھے کوئی آنحضرت کو جادوگر کہتا تھا کوئی شاعر کہتا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح شاعر لوگ عقل کے برخلاف خیالی باتین اپنے شعرون مین باندہتے ہین ویسی خیالی باتین قرآن مین ہین کوئی

کہتا تھا رات کو انہیں بدخوابی ہوتی ہے وہی رات کی بدخوابی یہ دن کو لوگون سے بیان کرتے ہیں کوئی کہتا تھا اللہ
کا رسول آدمی تو نہیں ہو سکتا فرشتہ ہونا چاہیے کوئی کہتا تھا اگر یہ رسول ہیں تو پہلے رسولون کی طرح کوئی ایسا
معجزہ کیون نہین لاتے جس سے ہم سب قائل ہو جائین قریش کی ان باتون کا جواب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے اتنا ہی دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے آسمان و زمین کی کوئی بات پوشیدہ نہین ہے وہ تمہاری بے ادبی کی باتون
اور خفیہ مشورتون کو خوب سنتا اور جانتا ہے ایکدن اس کا خمیازہ تم کو بھگتنا پڑے گا لیکن قریش کے شبہات
جو آنحضرت کی نبوت کی نسبت تھے انکا جواب ادا ہو جانے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا
کہ نبی آخر الزمان یہی ہیں دنیا کی مدت ان نبی آخر الزمان کے بعد بہت تھوڑی رہ گئی ہے حساب و کتاب قریب آن
لگا ہے قریش کو غفلت چھوڑ دینی چاہیے اور انکے آس پاس جو اہل کتاب رہتے ہیں انسے انکو پوچھ لینا چاہیے
کہ ہمیشہ سے رسول انسان ہی آتے رہے ہیں فرشتے نہیں آئے اور جو قریش کہتے ہیں کہ کوئی معجزہ ایسا پچھلے انبیا
کا سا ظاہر ہو جانا چاہیے جس سے ہم سب قائل ہو جاوین اسکا جواب یہ ہے کہ تجارت کی غرض سے شام کے
ملک کو جب یہ لوگ جاتے ہین تو قوم ثمود کی اور قوم لوط کی بہت سی بستیان انکو اجڑی ہوئی نظر آتی ہیں پھر انکو
یہ کیونکر معلوم ہوا کہ پہلے رسولون کے معجزے سے پہلی امتین قائل ہوگئین اور ایمان لے آئین یہ نہین جانتے کہ
اگر ایسا ہوتا تو یہ انجام ان پچھلی قومون کا کیون ہوتا جو انکی آنکھون کے سامنے ہے کہ طرح طرح کے عذابون سے
وہ قومین اجڑ گئین پھر فرمایا کہ جسطرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے رسولون سے وعدہ سچا کیا وہی اب ہونے والا ہے
کہ باوجود فہمائش کے یہ لوگ راہ پر نہ آوین گے تو اجڑ جاوین گے چنانچہ بدر کی لڑائی مین اس وعدہ کا ظہور ہوا جسکا
خلاصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس رضی بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ بیان کر دیا گیا ہے کہ اللہ کے رسول اور قرآن
شریف کی شان مین بے ادبی کے لفظ مونھ سے نکالنے والے بڑے بڑے سرکش مشرکین مکہ مین کے بڑی ذلت
سے اس لڑائی مین مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کو اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم نے اللہ کے وعدہ کو سچا پا لیا حاصل مطلب ان
آیتون کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور انسان کی سب ضرورت کی چیزونکو اس طرح پیدا کیا کہ اس مین کوئی اس کا شریک
نہیں پھر بلا سبب جو لوگ اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین دوسرون کو شریک کرتے ہیں اور قرآن شریف کی نئی نئی آیتون کی نصیحت
سے جب انکو شرک کی برائی جتلائی جاتی ہے تو قرآن کی اس طرح کی نصیحت کو سنکر ادسے مسخراپن مین اڑا دیتے ہین
اور اس مین مشورتین کر کے اللہ کے رسول اور اللہ کے کلام کی شان مین طرح طرح کی بے ادبی کے لفظ منھ سے
نکالتے ہین ایسے لوگونکو ہوشیار ہو جانا چاہیئے کہ انکی باتون اور انکے کامون کے حساب و کتاب کا وقت بہت جلدی
انکے سر پر آ رہا ہے یہ لوگ جو کہتے ہین کہ اللہ کا رسول آدمی نہیں ہو سکتا فرشتہ ہونا چاہیے اسکا

منزل ۴

اس کا یہ جواب بھی کئی جگہ قرآن مین انکو سمجھا دیا گیا کہ فرشتہ کو اصلی صورت مین دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اس لئے کوئی
فرشتہ بھی اگر اللہ کا رسول ہو کر آتا تو وہ بھی ضرور آدمی کی صورت مین ہوتا اسواسطے پچھلے سب رسول آدمی تھے عام بنی آدم
کی طرح کھانا پینا مرنا سب کچھ ان کے پیچھے لگا ہوا تھا آخر آیت مین قریش کو یہ جتلایا کہ اس قرآن کے تمہاری زبان مین
نازل ہونے کے سبب سے اگر تم سمجھو تو تمہاری بڑی ناموری ہے - معتبر سند سے طبرانی مین روایت ہے جس مین حضرت
عبداللہ بن عباس نے ذکر کی تفسیر ناموری کو قرار دیا ہے مطلب یہ ہے کہ اب تو یہ قریش نادانی سے اللہ کے رسول
اور قرآن کی شان مین طرح طرح کی بے ادبی کے لفظ منہ سے نکالتے ہین لیکن ان مین سے جو لوگ اللہ کے رسول کو سچا
اور قرآن کو اللہ کا کلام جانین گے ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ انکو اور انکی اولاد کو بڑی عزت اور ناموری حاصل ہوگی
قرآن کی یہ ایک پیشین گوئی ہے جس کے ظہور کے انتظام کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزہ کے طور پر
صحیح بخاری و مسلم کے عبداللہ بن عمرو وغیرہ کی روایتون مین جو فرمایا اسکا حاصل یہ ہے کہ جب بہت سی غیر قومین
اسلام مین داخل ہون گی تو اسوقت سردار سوائے قوم قریش کے اور قوم کا کوئی شخص نہ ہوگا حضرت ابوبکر
صدیق کی خلافت سے لیکر عباسیہ کے خلافت کے عروج تک قرآن کی اس پیشین گوئی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس معجزہ کا جو ظہور ہوا تاریخ الخلفاء کے دیکھنے سے اسکا حال اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے اس مضمون کی آیت سورۃ الزخرف
مین آوے گی اس کو بھی اس آیت کی تفسیر مین دخل ہے حاصل کلام یہ ہے کہ قریش کی اس عزت کا سبب اللہ کے رسول
کا اس قوم مین ہونا اور قرآن کا قریش کی زبان مین اترنا ہے -

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ○ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا
اور کتنی توڑ مارین ہمنے بستیان جو تھین گنہگار اور اٹھا کھڑے کئے پیچھے اور لوگ پھر جب آہٹ پائی ہماری
إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ○ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ
آفت کی تبھی لگے وہان سے ایڑ کرنے ایڑ مت کرو اور پھر جاؤ جہان تمکو عیش ملا تھا اور اپنے گھرون مین شاید کوئی
تُسْأَلُونَ ○ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ○ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ ○
تمکو پوچھے کہنے لگے اے خرابی ہماری ہم تھے بیشک گنہگار پھر یہی رہی انکی پکار جب تک ڈھیر کر دئے کاٹ کر بجھے پڑے

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے قریش کی مشورتون کا ذکر فرمایا تھا اور انکو جو شبہے آنحضرت کی نبوت مین تھے اسکے جواب دئے
تھے اور قیامت اور حساب و کتاب کا وقت قریب آن لگنے سے انکو ڈرایا تھا ان آیتون مین حضرت نوح سے لیکر حضرت
موسیٰ کے زمانہ تک جو لوگ اور بستیان رسولون کی مخالفت کے سبب سے غارت ہو گئین تھین انکا ذکر فرمایا ہے تاکہ قریش
کو عبرت ہو کہ رسولون کی مخالفت کا نتیجہ ان کے حق مین بھی یہی پیش آویگا جو پچھلی امتون کو پیش آیا پچھلی قومین جو ہلاک
ہوئین اون قومون مین سے سب سے آخر جس قوم کا ذکر ان آیتون مین ہے کہ وہ اللہ کا عذاب دیکھکر بھاگنے لگے وہ بھاگتے

منزل ٤

اُنسے کہا گیا کہ اب کیون بھاگتے ہو جن مکانون مین عیش و آرام کرتے تھے وہین کیون نہین ٹھہرتے تفسیر عبد الرزاق تفسیر ابن ابی
حاتم اور تفسیر ابن مردویہ مین اس قصہ کی پوری تفصیل مجاہد کے قول کے موافق ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت سلیمان
اور حضرت عیسے کے درمیانی زمانہ مین یمن کے ملک مین ایک شعیب نام کے نبی تھے جب اون کی قوم نے اونکو جھٹلایا
اور شہید کرڈالا تو بخت نصر نے اس قوم کے اوپر چڑھائی کی اوسوقت دو دفعہ تو یہ یمن کے لوگ بخت نصر کی فوج پر غالب
ہوئے جب تیسری دفعہ بخت نصر بابلی اپنی ذات سے بڑی بھاری فوج لیکر آیا اسوقت یہ یمنی لوگ بھاگے اور فرشتون نے
طعن کے طور پر ان یمنی لوگون سے یہ کہا کہ اب کیون بھاگتے ہو اپنی آرام گاہون مین اب کیون نہین ٹھہرتے اور اس طعن کے بعد
فرشتون نے بابلی لوگون کے سامنے ان یمنی لوگون کو گھیر کر دیا اور سب یمنی قتل ہو گئے قیامت کی نشانیان ظاہر ہونے
کے بعد یا موت کا یقین ہو جانے کے بعد یا عذاب الٰہی آنکھون کے سامنے آجانے کے بعد کوئی ایمان لائے یا توبہ کرے
تو ایسے آخری وقت کا ایمان اور آخری وقت کی توبہ قبول نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے وقت پر آدمی کے ذمہ شریعت کی
پابندی باقی نہین رہتی اس لئے ان یمنی لوگون نے فرعون کی طرح آخری وقت پر ایمان لانے کا جو اقرار کیا وہ اقرار
کام نہ آیا رہا حضرت یونس کی قوم کا آخری وقت کا ایمان اس کا جواب خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدیا
ہے کہ انکا ایمان عذاب کے خوف سے مجبوری کے طور پر نہین تھا بلکہ خود انکی خالص نیت ایمان لانے کی سچے طور پر
ہو گئی تھی اُس نیت کی اللہ تعالیٰ نے قدر فرمائی اور انکا آخری وقت کا ایمان قبول فرما لیا معتبر سند سے مسند امام احمد مین حضرت
عبد اللہ بن عباس سے اور تفسیر ابن مردویہ مین حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایت سے یہ حدیث ہے جس مین آنحضرت نے حضرت
یونس کی قوم کے آخری وقت کے ایمان کے قبول ہونے کا سبب صراحت سے فرمایا ہے یہ شعیب مدین والے شعیب
نہیں ہیں بلکہ یہ انبیائے بنی اسرائیل مین سے حضرت موسی کے بعد کے ایک اور شعیب ہیں۔ صحیح مسلم مین ابوہریرہ رض سے
روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب جب سورج مغرب سے نکلے گا تو پھر کسی کی توبہ
قبول نہ ہوگی معتبر سند سے ترمذی اور ابن ماجہ مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا موت کے قریب جب سانس اوکھڑ کر خراٹا لگ جاتا ہے تو اُس وقت کی توبہ قبول نہین ہوتی اوپر یہ جو گزرا کہ
قیامت کی نشانیان ظاہر ہو جانے کے بعد یا موت اور عذاب کا یقین ہو جانے کے بعد انسان کے ذمہ شریعت
کے حکم کی پابندی باقی نہین رہتی اسواسطے ایسے وقت کی توبہ قبول نہین اسی واسطے ان یمنی لوگون کی آخری وقت
کی توبہ قبول نہین ہوئی ان حدیثون سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے قصم کے معنی کسی چیز کے توڑ ڈالنے کے
ہین مطلب یہ ہے کہ بابلی لوگون نے ان یمنی لوگون کو ایسا مارا کہ انکی کمر ٹوٹ گئی آگے کو لڑنے کی ہمت نہ رہی اور شکست
کھا کر بالکل ہلاک ہو گئے چوپائے جانورون کے قدمون کی آواز کو رکض کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اپنی
سواریون پر سوار ہو کر بھاگے تھے لعلکم تسئلون اس کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ بڑے صاحب ثروت کہلاتے

منزل ۴

ستھے اب بھاگتے کیون ہو اپنے اپنے گھرونکو جاؤ شاید تمہارے دوست آشنا نوکر چاکر روپیہ پیسہ خرچ کرنے اور اس عذاب کے ٹلنے کی تم سے کوئی تدبیر پوچھین یہ بات بھی فرشتون نے ان لوگون کے شرمندہ کرنے کے لئے کہی تھی حصیدا خامدین اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بالکل کٹ گئے اور بجھی ہوئی آگ کی طرح بالکل ٹھنڈے اور بے دم ہو گئے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ۝ لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَاتَّخَذْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا

اور ہم نے نہین بنایا آسمان اور زمین اور جو انکے بیچ ہے کھیلتے اگر ہم چاہتے کہ بنالین کچھ کھلونا تو بنا لیتے ہم اپنے

إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝

پاس سے اگر ہمکو کرنا ہوتا یون نہین پر ہم پھینک مارتے ہیں سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اسکا سر پھوڑتا ہے پھر تب وہ سٹک جاتا ہے

مشرکین مکہ نے جس طرح ملت ابراہیمی کی اور باتون کو دل سے بھلا دیا تھا اسی طرح حشر اور قیامت کے مسئلہ کو بھی بھلا دیا تھا اس لئے قرآن شریف مین حشر اور قیامت کی باتین سنکر وہ طرح طرح کی عقلی بحث کرتے تھے چنانچہ ایک شخص ابی بن خلف ایک روز ایک پرانی گلی ہوئی ہڈی آنحضرتؐ کے روبرو لایا اور اس ہڈی کو مل مل کر ہڈی کی راکھ ہوا مین اڑاتا جاتا تھا اور کہتا تھا کیا یہ راکھ محمد کا خدا پھر زندہ کریگا اس قصہ کا ذکر مفصل سورہ یٰسین مین آوے گا اور اسی طرح کی بہت عقلی بحثین ان لوگون کی قرآن شریف مین کئی جگہ ہین اللہ تعالیٰ نے ان آیتون مین اور بہت سی قرآن کی آیتون مین انکو عقلی طور پر سمجھایا ہے کہ آسمان زمین جو کچھ دنیا کی چیزین ہین اللہ تعالیٰ نے انسان کی راحت و آسائش اور رفع ضرورت کیلئے وہ سب پیدا کی ہین آسمان سے مینہ کی ضرورت کے وقت مینہ برستا ہے جس سے ہر طرح کی چیزین زمین مین پیدا ہوتی ہین دھوپ کے وقت دھوپ پڑتی ہے جس سے ہر طرح کی پیداوار پک کر تیار ہو جاتی ہے زمین مین ہر طرح کی پیداوار کی قوت اور تاثیر اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے جس سے انسان کے کھانے پینے اوڑھنے بچھانے پہننے مکان بنانے کی سب طرح کی ضرورتین رفع ہوتی ہین زمین کے جمنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین مین پہاڑ بھی ٹھونکے ہین تو اس حکمت سے کہ دو پہاڑون کے بیچ مین گھاٹیان رکھی ہین تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو کسی طرح کی ضرورت سے انسان کو جانا مشکل نہ ہو غرض جس انسان کی ضرورت کے لئے یہ سب کچھ پیدا کیا گیا ہے باوجود عقل و تمیز کے کیا وہ انسان حیوانون کی طرح عبث اور بے فائدہ پیدا ہوا ہے کہ جب تک جیئے کھائے پیئے اور ایک دن مر کر خاک ہو جاوے بس پھر کچھ بھی نہین ادنے سی عقل کا آدمی دنیا مین کوئی کام کرتا ہے تو کوئی مطلب اس کام کے کرنے سے اپنے دل مین ضرور ٹھان لیتا ہے مثلاً کھیتی کرتا ہے تو اناج کے حاصل ہونے کے مقصد سے باغ لگاتا ہے تو میوہ کھانے کے مطلب سے مکان بناتا ہے تو رہنے کی نیت سے وہ خالق جسنے عقل اور عقل والون کو سب کو پیدا کیا اس کے دنیا کی پیدائش جیسے بڑے کام کو یہ لوگ کس سمجھ اور عقل سے بے فائدہ اور بے مقصد ٹھہراتے ہین ذرا بھی یہ لوگ اپنی عقل کو کام مین لاوین گے تو انکی سمجھ مین آجاویگا کہ انکا انکی ضرورت کی چیزون کا پیدا کرنے

منزل ۴

والا کوئی ہو اور اسکا احسان ان پر ایسا بڑا ہو کہ اُسنے انکو نیست سے ہست کر دیا انکی طرح طرح کی ضرورت کی چیزین مہیا کین اس قدر سمجھ
جانے کے بعد خود انکا دل گواہی دیگا کہ جسنے انپر اتنا بڑا احسان کیا ہے اُسکی فرمانبرداری اُسکی نہایت درجہ کی تعظیم اُسکے اوپر واجب
اور ضرور ہے اس پہلی سمجھ کا نام خدا کی شناخت ہے اور فرمانبرداری کا نام اسلام ہو اور نہایت درجہ کی تعظیم کا نام عبادت ہو
پہلی چیز عقل سے بھی دریافت ہو سکتی ہے دوسری اور تیسری چیز محض عقل سے نہیں معلوم ہو سکتی کیونکہ عقل مین اتنی
قدرت اور طاقت نہین ہو کہ وہ اپنی طرف سے فرمانبرداری اور تعظیم کے طریقے ایجاد کرے جسکی فرمانبرداری اور جس کی تعظیم
ہے جبتک وہ نہ بتلادے کہ کونسی فرمانبرداری اور کس قسم کی تعظیم اُسکی مرضی کے موافق ہے پرائی مرضی کا حال عقل کیا جان
سکتی ہے غرض دوسری اور تیسری بات کے جان لینے کیلئے کسی راہبر کی ضرورت ہو ان ہی راہبرون کا نام پیغمبر ہے اور
طریقہ راہبری کا نام شریعت ہے اب رہی یہ بات کہ جس خدا نے اپنی فرمانبرداری اور تعظیم سے پہلے انسان پر اُسکی ضرورت
کی چیزون کے پیدا کرنیکا احسان کیا ہے جو شخص اُسکی فرمانبرداری اور تعظیم کریگا کیا اُس سے وہ خوش ہو کر کچھ انعام اُسکو دیگا
اور جو اُسکی مرضی کے موافق کام نکریگا اُسکو وہ کچھ سزا نہ دیگا یہ عقلی تجربہ کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ یہ بات ہر شخص کی
آنکھون کے روبرو ہے کہ کسی بادشاہ کے دربار مین فرمانبردار اور نافرمان رعیت کا ایک حال نہیں ہے فرمانبردار رعیت کو انعام
اور خلعت ملتے ہین نافرمان رعیت سے جیل خانے بہرے جاتے ہین گردنین ماری جاتی ہین پہر خدا کی طرف کی جزا و سزا یہین دنیا
مین ہو جاتی تو دنیا کی زیست کو قیام نہیں ہوتا اسواسطے جزا و سزا کے لئے اللہ تعالی نے اپنی حکمت سے دوبارہ انسان کا پہر
زندہ کرنا قرار دیا ہے اسی کا نام حشر ہے اور جس روز یہ جزا اللہ تعالی تجویز فرما دیگا اُس دن کا نام قیامت ہے اور جب اللہ تعالی
اپنی قدرت سے ایک دفعہ انسان کو پیدا کر چکا ہے تو دوسری دفعہ انسان کا پہر پیدا کرنا تجربہ عقلی سے اُسکو سہل اور آسان ہے
کوئی دلیل عقلی اس دوسری دفعہ پیدا کرنے کے ناممکن ہونے کی اب تک نہ قائم ہوئی ہے نہ آیندہ کوئی عقلمند قائم کر سکتا ہے
یہ بہت سی ان آیتونکا حاصل مطلب ہے جن آیتونکو اللہ تعالی نے قرآن شریف مین جگہ جگہ مشرکین کی عقلی بحثون کے جواب
مین نازل فرمایا ہے اور اس حاصل مطلب سے توحید ضرورت نبوت ضرورت شریعت ضرورت حشر ضرورت قیامت سب
کچھ اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ عقل کو بنظر انصاف کسی چیز کے انکار کی گنجائش کسی طرح باقی نہیں رہتی ان ہی آیتون مین اللہ
تعالی نے ان لوگون کی غلطی کو بھی بیان فرمایا ہے جو حضرت عیسی اور حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا اور فرشتون کو خدا کی بیٹیان
کہتے تھے وہ بیان بھی ایسا ہے کہ کوئی عقلمند اسکے ماننے مین شبہ نہین کر سکتا مگر سورۃ المائدہ مین گزرا کہ عیسی علیہ السلام
کھایا کرتے تھے اب جسکی ذات مین اتنا تغیر ہو کہ ہر روز کی غذا سے اُسکا خون گوشت سب کچھ بڑہتا رہے اُسکو اللہ تعالی کی ذات
سے کچھ مناسبت نہیں حالانکہ باپ بیٹے مین مناسبت ضرور ہے یہی حال عزیر علیہ السلام کا ہے اسی طرح اللہ کی عظمت کے
آگے فرشتے عاجزی سے جس طرح ہر وقت اللہ کی عبادت مین لگے رہتے ہین اُس کا ذکر آگے آتا ہے پہر ان مین سے
کسی کو اللہ کی اولاد کیونکر ٹھہرایا جا سکتا ہے علم کلام کی کتابون مین جسکو علم عقائد کہتے ہین یہ جو لکھا ہے کہ ہر ایک شخص

منزل ۴

پر دلیل عقلی سے خدا کا پہچاننا فرض ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص اُن قاعدوں کے موافق خدا کو نہ پہچانے جو قاعدے
علم کلام والوں نے تراشے ہیں کہ صفات الٰہی عین ذات ہیں یا غیر ہیں اور پھر وہ سب صفات ایک ہیں یا علیحدہ علیحدہ
ہیں اور اسی طرح اور پیچیدہ چند قاعدے جو ہیں اُن قاعدوں کے سیکھنے اور جاننے تک آدمی کا ایمان صحیح نہیں ہوتا
یہ علم کلام کی ایسی سب باتیں ابوہاشم معتزلی کی ایجاد کی ہوئی ہیں عقل سے خدا کے پہچاننے کی چند آیتوں کا مطلب
جو اوپر بیان ہوا ہے یا اس قسم کی حدیثیں جو کچھ ہیں وہ فقط اون مشرکین کی عقلی حجتوں کے جواب ہیں جو شرک پر
اڑے ہوئے تھے اور توحید کے ماننے میں طرح طرح کی عقلی حجتیں پیش کرتے تھے اب بھی ایسا حجتی ہو تو اسکو اس قسم کی
آیتوں یا حدیثوں سے قائل کرنے کا مضائقہ نہیں مگر جس شخص نے بغیر حجت کے کلمہ شہادت ادا کر لیا اسکو بغیر ابوہاشم
کی نکالی ہوئی باتوں کے سیکھنے کے ناقص الایمان کہنا بڑا ظلم ہے یوم المیثاق میں نہ خدا تعالیٰ نے ان علم کلام کی باتوں
سے اپنی شناخت کرائی نہ حضرت جبرائیل جب ایک سائل بنکر آنحضرت کے پاس لوگوں کو ایمان سکھانے آئے تو انھوں
نے ان باتوں کا ذکر کیا نہ آنحضرت اور صحابہ کرام کے زمانہ میں یہ باتیں ایمان کی شرط قرار پائیں سینکڑوں ہزاروں دیہاتی
عرب آنحضرت اور صحابہ کے زمانہ میں فقط کلمہ شہادت ادا کر کے اور کچھ معمولی نماز روزہ کے مسائل سیکھ کر اپنے اپنے
گاؤں کو چلے جاتے تھے اور آنحضرت اور صحابہ انکو مسلمان گنتے تھے بعضے اہل علم کلام والوں نے اس کا یہ جواب جو دیا ہے کہ
زمانہ ابتدائے اسلام میں اس طرح کا معمولی ایمان جائز تھا اب جائز نہیں ہے یہ بالکل ایک غلط جواب ہے دین وہی ہے جو
آنحضرت اور صحابہ کے زمانہ میں قرار پا چکا ہے اب کسی جدید بات کا نکالنا اور یہ کہنا کہ آنحضرت اور صحابہ کے زمانہ میں اس کی
ضرورت نہ تھی اب ضرورت ہے اسی کا نام بدعت ہے اور آنحضرت کے زمانہ میں جو لوگ ایمان لائے اور برکت صحبت رسولؐ
سے صحابیت کے درجہ کو پہنچے انکے ایمان کو ایک معمولی ایمان بتلانا اور اپنے ایمان کو درجہ معمولی سے بڑھکر ایک اعلیٰ
درجہ کا ایمان شمار کرنا ایک بڑی جرأت کی بات ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جس طرح فقہ میں چار مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی مشہور
ہیں اسی طرح عقائد میں تین مذہب حنابلہ۔ اشاعرہ۔ ماتریدیہ مشہور ہیں حنابلہ لوگوں کی نسبت امام احمد بن حنبل سے ہے
اور اشاعرہ لوگوں کی نسبت ابوالحسن اشعری سے ہے جو ابو موسیٰ اشعری ایک مشہور صحابی کی اولاد میں ہیں اور ماتریدیہ لوگوں
کی نسبت ابوالمنصور ماتریدی سے ہے سلف کے قول سے زیادہ مطابقت حنابلہ لوگوں کے قاعدوں میں پائی جاتی ہے
سلف نے اس طرح کے عقلی علم عقائد کے پڑھنے لکھنے کو منع لکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس طرح کے عقلی علم عقائد سے بجائے
عقیدہ کے مضبوط ہونے کے آدمی کا اور شک بڑھ جاتا ہے اور سچ بھی ہے سب آدمیوں کی عقل ایک سان نہیں ہوتی
کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ اس لیے ہر عقلی بات شک سے خالی نہیں ہوتی صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے اور صحیح
مسلم میں حضرت عمرؓ سے جو روایتیں ہیں اُن کا حاصل یہ ہے کہ ایک دن ایک شخص آیا اور اُس نے دین کی چند باتیں اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں جب اُس شخص نے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے تو اللہ کے رسول نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ

کی پیدا کی ہوئی چیزون کو دیکھ کر آدمی اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین کرے اور جب ان چیزون کے پیدا کرنے مین کوئی اسکا شریک نہیں ہے تو خالص اُسی کی عبادت انسان پر واجب ہے دین کی چند باتین پوچھکر جب وہ شخص چلا گیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے اللہ کے حکم سے تم لوگون کو دین سکھانے آئے تھے اس صحیح حدیث کے ٹکڑے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ اللہ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی پہچان کا جو طریقہ صحابہ کو سکھایا ہے اور صحابہ کی روایتون سے وہی طریقہ امت مین پھیلا ہے اس طریقہ مین علم کلام کے قاعدونکا کچھ دخل نہیں ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گذر چکی ہے جس مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ اپنی پہلے پیدائش آنکھونسے دیکھ کر دوسری دفعہ کی پیدائش کے منکر ہین وہ نادانی سے اللہ کو جھٹلاتے ہین اور جو لوگ اللہ کو صاحب اولاد ٹھہراتے ہین اُنکی جرات گویا گالی دینے کے برابر ہے کیونکہ باپ اور اولاد مین جو مناسبت اور مشابہت ہوتی ہے خالق اور مخلوق مین وہ نہین پائی جاتی پھر زبردستی اللہ کی ذات مین اوس مناسبت کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات کو بٹہ لگانا ہے جو گالی کے برابر ہے اس حدیث سے منکرین حشر کی اور اللہ تعالیٰ کو صاحب اولاد ٹھہرانے والون کی جرات کی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے پھر فرمایا اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق مین سے کسی کو اولاد ٹھہراتا تو فرشتون مین سے ٹھہراتا جو کھانے پینے سے پاک اور پہلے صور تک زندہ رہنے والے ہین اس کے بعد قرآن کی ان سچی باتون کو ایک پہاڑ اور مشرکون کی جھوٹی باتون کو ایک شخص قرار دیکر فرمایا کہ ان سچی باتون کے پہاڑ کو پھینک مارنے سے آخر ایک دن ان جھوٹی باتون کا سر کچل جاویگا اور یہ جھوٹی باتین مکہ مین باقی نہ رہین گی اور جو لوگ مرتے دم تک ان جھوٹی باتون سے باز نہ آوین گے مرنے کے بعد بڑی خرابی اور آفت مین پڑ جاوین گے صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایتین فتح مکہ کے قصہ مین کئی جگہ گذر چکی ہین کہ اُسوقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مشرکون کے بتون کو اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر گرایا اور فرمایا سچ آیا اور جھوٹ بھاگا آخری آیۃ مین جھوٹ کا سر پھوٹ جانے اور اُسکے سٹک جانے کا جو وعدہ ہے اُسکا ظہور ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کیونکہ اگر وہ بت انسان ہوتے تو لکڑیون کی مار سے اور زمین پر پٹخ جانے سے ضرور اُنکے سر کو صدمہ پہنچتا صحیح بخاری و مسلم مین نعمانؓ بن بشیر سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کم سے کم دوزخ کا عذاب یہ ہوگا کہ دوزخی شخص کے پاؤن مین آگ کی جوتیان پہنا دی جاوین گی جس سے اوس کا بھیجا کھول کر نکل پڑے گا آیتون مین جس عذاب کو خرابی فرمایا ہے اُسکا اندازہ اس حدیث سے کیا جا سکتا ہے۔

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ

اور اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان و زمین مین اور جو اُسکے نزدیک رہتے ہین بڑائی نہین کرتے اُسکی عبادت اور نہین کرتے کاہلی

منزل ۴

يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝

یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں تھکتے کیا ٹھہرائے ہیں انھون نے اور صاحب زمین مین کے اور وہ اٹھا کھڑا کرینگے

حاصل مطلب یہ ہے کہ آسمان پر کے فرشتے زمین پر کے جنات اور انسان سب اللہ کے غلام ہیں اور اللہ تعالی انکا مالک ہے پھر کوئی باپ اپنی اولاد کو غلام بنا کر رکھتا ہے جو اللہ کی اولاد تھی اور اس نے اسکو غلام بنا کر رکھا جن فرشتون کو یہ مشرک اللہ کی بیٹیان کہتے ہیں ان فرشتون کا یہ حال ہے کہ اللہ کی عظمت کے آگے وہ بالکل ناچیز اور ہر وقت اسکی عبادت میں لگے رہتے ہیں کیا باپ کے آگے اولاد کی یہ شان ہوتی ہے جو اللہ کی عظمت کے آگے فرشتون کی ہے پھر فرمایا اللہ کی تو وہ قدرت ہے کہ انسان ناپید تھا اللہ نے اپنی قدرت سے اسکو پیدا کر دیا مٹی کی بیجان چیزون پتھر لکڑی وغیرہ کے بت جو ان مشرکون نے بنائے ہیں کیا اون مین یہ طاقت ہے کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کر سکتے ہیں وہ تو خود بیجان ہیں کیا خاک کسی مردہ کو زندہ کرینگے مکہ کے قحط کے وقت انسے تو اتنا بھی نہ ہوا کہ مینھ برسا کر اپنے پجاریون کو قحط کی تکلیف سے بچا لیتے آخر اللہ تعالی نے اپنے رسول کی برکت سے مینھ برسایا جب وہ قحط رفع ہوا حاصل کلام یہ ہے کہ ایسی بیجان بے اختیار پتھر اور لکڑی کی مورتون کو معبود ٹھہرانا کسی عقلمند آدمی کا کام نہین ہے رہی یہ بات کہ جن اچھے لوگون کی یہ مورتین ہیں وقت پر وہ اچھے لوگ اپنی مورتون کے پوجنے والونکی مدد کرینگے اول تو مکہ کے قحط کے وقت اس مدد کی قلعی کھل گئی دوسرے ان مشرکون کو یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ مدد تو درکنار وہ اچھے لوگ ان مشرکون کی صورت سے بالکل بیزار ہیں مکہ کے قحط کا قصہ صحیح بخاری وغیرہ کی عبداللہ بن مسعودؓ کی روایتہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نے بہت سرکشی شروع کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون پر قحط کی بلا آنے کی بد دعا کی اور اس بد دعا کے اثر سے مکہ مین ایسا قحط پڑا کہ ان مشرکون کی ساری سرکشی نکل گئی اور فاقون کے مارے نہ کھانے کی چیزین تک کھا گئے اس قحط کے زمانہ مین ان مشرکون نے اپنے بتون سے مینھ برسنے کی بہت کچھ التجا کی مگر ایک بوند نہیں پڑی آخر ابو سفیان وغیرہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مینھ برسنے کی دعا کرنے کی التجا کی اور اللہ کے رسول کی دعا سے مینھ برسا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص جنت مین جانے کے قابل اب جس قابل لوگ پیدا ہوئے انکو ویسے ہی کام آسان اور اچھے معلوم ہوتے ہیں اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ مشرکین مکہ مین سے اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق جو لوگ دوزخی ٹھہر چکے تھے وہ مکہ کے قحط مین بتون کی اتنی بڑی عاجزی اور اللہ تعالی کی اتنی بڑی قدرت دیکھنے کے بعد بھی اون ہی بیجان عاجز پتھر کی مورتون کو پوجتے رہے اور آخر اسی حال مین دنیا سے اٹھ گئے۔

منزل ۴

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ لَا يُسْئَلُ

اگر ہوتے ان دونوں میں اور حاکم سوا اللہ کے تو دونوں خراب ہوتے سو پاک ہے اللہ تخت کا صاحب ان باتوں سے جو بتاتے ہیں

عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ

اس سے پوچھا نہ جاوے جو وہ کرے اور انسے پوچھا جاوے کیا پکڑے ہیں انھوں نے اس ورے اور صاحب تو کہہ لاؤ اپنی سند

هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

یہی بات ہے میری ساتھ والوں کی اور مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے سچی بات پھر ٹلاتے ہیں

جن لوگوں نے عقلی بحث کے علم مثلاً علم منطق اور علم مناظرہ بنائے ہیں اونھوں نے یہ بات طے کر دی ہے کہ کسی چیز میں بحث اسوقت تک ہوتی ہے جب تک وہ چیز معلوم نہ ہو جاوے جب کوئی چیز معلوم ہوئی اور آنکھوں کے سامنے آگئی تو پھر اس میں بحث کی گنجائش کچھ باقی نہیں رہتی مثلاً دو آدمیوں نے دور سے کہیں گرد اڑتی ہوئی دیکھی اور ایک نے کہا اس گرد میں ایک گھوڑے سوار آتا ہے دوسرے نے کہا گھوڑے کا سوار نہیں بلکہ سانڈنی سوار ہے جب تھوڑی دیر میں گھوڑے کا سوار آنکھوں کے سامنے آگیا تو بحث ختم ہو گئی اب آنکھوں کے سامنے کی چیز کو جھٹلا کر اگر کوئی شخص گھوڑے کے سوار کو سانڈنی سوار کہوے تو لوگ اسکو بیوقوف بتاویں گے اسی طرح اللہ تعالی نے شرک کے مٹ جانے اور توحید کے ثابت ہو جانے کی بحث کو اس آیت میں اس درجہ تک پہونچا دیا ہے کہ جو مشرک شرک کے رواج دینے میں عقلی بحث کرتے تھے انکو کچھ بحث کی گنجائش نہیں رہی کیونکہ یہ آنکھوں کے سامنے کی بات ہے کہ دو بادشاہ ملک اور حکومت کے لئے آپس میں لڑتے رہے پچھلے زمانہ کے لوگوں نے آنکھوں سے دیکھکر سینکڑوں ہزاروں تاریخ کی کتابیں ان ہی لڑائیوں کے ذکر میں لکھی ہیں اور حال کے لوگوں کے سامنے بھی وہ لڑائیاں بند نہیں ہیں اور ان لڑائیوں میں ایک غالب ایک مغلوب ہوتا رہتا ہے اور لڑائی کے زمانہ تک خون ریزی اور طرح طرح کی بدنظمی اور فساد برپا ہوتے رہتے ہیں حکومت آسمانی کا ابتدائے دنیا سے اب تک ایک انتظام جو ہے وہی ہے حکومت دنیاوی کا سا حال اس کا نہیں ہے کہ خلجیوں کا انتظام کچھ اور تھا اور تیموریوں کا کچھ اور اور اب کچھ اور ہی ہے اس سبب سے آنکھوں دیکھی باتوں سے یہ بات نکلی کہ آسمانی حکومت ایک ذات پاک کی قدرت اور اختیار میں ہے کہ جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ مقابل اسی کا نام توحید ہے ترمذی مستدرک حاکم صحیح ابن خزیمہ بیہقی وغیرہ میں ابی ابن کعب وغیرہ سے جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہی ہے کہ یہود اور مشرکین نے آنحضرت سے پوچھا کہ جس خدا کی تم عبادت کرتے ہو اسکے کچھ اوصاف بیان کرو اسپر اللہ تعالی نے قل ہو اللہ نازل فرمائی حافظ ابن خزیمہ اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قل ہو اللہ کے مضمون کے موافق اللہ کو ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک جاننا یہی توحید ہے سوا اس کے اہل بدعت اور اہل تصوف نے توحید کے اور پیچیدہ معنی جو بیان کئے ہیں وہ شریعت سے ثابت نہیں آگے فرمایا کہ جب ان لوگوں کے تجربہ عقلی کے موافق اللہ کی وحدانیت اور اس کے

صا ؔ ل ہم

ہاتھ میں تمام عالم کے انتظام کا ہونا ثابت ہوگیا تو یہ مشرک لوگ اللہ کی شان میں جو باتیں بناتے ہیں اُنسے وہ پاک ذات بالکل پاک ہے
اور اُس کے کسی طرح کے انتظام میں جب کوئی شریک نہیں ہے تو اُسکی تعظیم میں دوسرن کو شریک ٹھہرانا بڑے وبال کی بات ہے صحیح
بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے انسان کو پیدا کیا اسواسطے خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور عبادت انسان پر واجب ہے اس واجب کو چھوڑ کر اللہ کی تعظیم
مین شریک ٹھہرانا ایسے بڑے وبال کی بات ہے کہ اس سے بڑھکر دنیا مین کوئی جرم نہین شرک کے وبال کا حال اس حدیث سے
اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے پھر فرمایا ابتدائے دنیا سے اب تک تمام دنیا کا انتظام ایک وتیرہ پر اس لئے قائم ہے کہ نہ کوئی دوسرا
اللہ کے انتظام مین شریک ہے نہ اُس سے کوئی پوچھنے والا کہ مثلاً اتنی پچھلی قومون کو اُس نے طرح طرح کے عذابون سے کیون
ہلاک کر دیا ہان اُسکا حکم تمام مخلوقات پر جاری ہے اسواسطے تمام مخلوقات مین سے جو کوئی اُس کے حکم کے برخلاف عمل کریگا
وہ ضرور اُس کو پکڑیگا اور اُسکی پکڑ کو کوئی ٹال نہیں سکتا فرعون جیسے صاحب لشکر بادشاہ کو اُس نے ایک دم مین ڈبو کر ہلاک
کر دیا اور کوئی اُس سے پوچھ نہ سکا پھر فرمایا اس عقلی تجربہ کے طور پر سمجھانے کے بعد بھی کیا یہ لوگ شرک کو نہیں چھوڑتے
تو اچھا یہ لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر بتلاتے ہیں اسواسطے اے رسول اللہ کے اِنکو قائل کرنے کے لئے تم ان سے کہو کہ
ملت ابراہیمی مین شرک کی کوئی سند ہو تو لاؤ اُس کو پیش کرو ورنہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو قرآن نازل فرمایا ہے اُس مین حال کے اور پچھلے لوگونکا
سب حال ہے مطلب یہ ہے کہ شرک کے وبال مین جس طرح پچھلی قومین طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہو چکی ہین قرآن مین
اُنکے قصے جگہ جگہ اس بات کے جتلانے کے لئے بیان کر دئیے گئے ہیں کہ حال کے لوگون مین سے جو کوئی ان پچھلی قومون کے
قدم بقدم چلے گا اُس کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان پچھلی قومون کا ہوا بدر کی لڑائی کے وقت اس وعدہ کا جو کچھ ظہور ہوا صحیح
بخاری و مسلم کی انس بن مالکؓ کی روایت کے حوالہ سے اُسکا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے آخر کو فرمایا یہ بات تو نہین کہ ان کے پاس شرک
کی کوئی سند ہو بلکہ بات فقط اتنی ہی ہے کہ ان مین کے جو لوگ اللہ کے علم غیب مین گمراہ ٹھہر چکے ہین وہ حق بات کے سمجھنے کی کوشش نہین
کرتے بلکہ حق بات کو مسخراپن مین ڈالدیتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا
کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص
دنیا مین دوزخیون سے کام کر کے مرتے دم تک اونہین کامون کو اچھا اور آسان سمجھتا رہے گا عقلی تجربہ اور ملت ابراہیمی کے حوالہ
سے سمجھانے کے بعد بھی مشرکین مکہ مین کے جو لوگ مرتے دم تک شرک سے باز نہین آئے اون کی گمراہی کا سبب اس حدیث
سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے +

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○

اور نہین بھیجا ہمنے تجھسے پہلے کوئی رسول مگر اسکو یہی حکم بھیجا کہ بات یون ہے کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری بندگی کرو

اوپر مشرکین مکہ کو یون قائل کیا گیا تھا کہ ملت ابراہیمی مین شرک کی کوئی سند ہو تو پیش کی جاوے اس آیۃ مین فرمایا ملت ابراہیمی

منزل ۴

تو در کنار پچھلے کسی رسول کی شریعت مین سے بھی یہ لوگ شرک کی کوئی سند پیش نہیں کر سکتے کیونکہ مصلحت وقت کے موافق ہر ایک شریعت کے نماز روزے حلال وحرام کے احکام جدا ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور شرک کی برائی سے پچھلی کوئی شریعت خالی نہیں ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گذر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا مسئلہ پچھلی ہر ایک شریعت مین موجود ہے اس حساب سے ایک باپ کی اولاد کی طرح سب انبیا گویا آپس مین بھائی بھائی ہیں اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ جس طرح بھائی سے بھائی جدا نہیں ہوتا اسی طرح پچھلی کوئی شریعت اللہ کی وحدانیت اور شرک کی برائی سے خالی نہیں ہے پھر کسی مشرک کی کیا طاقت ہے کہ کسی شریعت مین سے وہ شرک کی سند ڈھونڈ کر پیش کر سکتا ہے سلف کا یہ ایک قول مشہور ہے کہ جس نے ایک رسول کو جھٹلایا اس نے گویا سب رسولون کو جھٹلایا اس کا مطلب اس آیۃ اور حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سب رسولون کی شریعتون میں ہے اسواسطے ایک رسول کی شریعت کے جھٹلانے سے سب شریعتون کا جھٹلانا لازم آجاتا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ

اور کہتے ہین رحمٰن نے کر لیا کوئی بیٹا وہ اس لائق نہین لیکن وہ بندے ہین جنکو عزت دی ہے اس سے بڑھکر نہیں بول سکتے اور وہ

یَعْمَلُوْنَ ۝ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ

کام کرتے ہین اسکو معلوم ہے جو انکے آگے اور پیچھے ہے اور سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے وہ راضی ہو اور وہ

خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ

اسکی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی ان مین کہے کہ میری بندگی ہے اس سے ورے سو اسکو ہم بدلا دین دوزخ یونہی

منزل ۴

سورہ والصافات مین شعب الایمان بیہقی تفسیر سدی تفسیر مقاتل وغیرہ کے حوالہ سے قتادہ وغیرہ کا قول آویگا مشرکین مکہ میں سے قبیلہ خزاعہ کے لوگ فرشتون کو اللہ کی اولاد کہتے تھے اور انکی مورتون کی پوجا کرکے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جن کی مورتون کی ہم پوجا کرتے ہیں اگر قیامت قائم ہوئی تو وہ فرشتے اللہ کے روبرو ہماری سفارش کرکے ہم کو دوزخ کے عذاب چھوڑا دیوین گے اسی کے جواب مین فرمایا کہ جس طرح ان مشرکون کے پاس بت پرستی کی کچھ سند نہین ہے اسی طرح فرشتون کو اولاد ٹھہرانے کی بھی انکے پاس کوئی سند نہیں ہے شیطان کے بہکانے سے اپنی اٹکل سے یہ لوگ جو جی مین آتا ہے بکتے ہیں جس خمیازہ وقت مقررہ پر بھگتین گے پھر فرمایا فرشتے تو اللہ کے ایسے فرمانبردار بندے ہیں کہ اللہ کے حکم پر چلتے ہین اپنی حد سے بڑھ اللہ تعالیٰ کی خلاف مرضی کوئی بات بھی وہ مونہہ سے نہین نکالتے اور انکو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بھی معلوم ہے کہ جو مشرک بغیر توبہ کے مر جاویگا تو جس طرح سوئی کے ناکے مین اونٹ کا گھس جانا ناممکن ہے اسی طرح ایسے مشرک کی نجات ناممکن ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے برخلاف اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان مشرکون کی سفارش کیونکر کر سکتے ہیں پھر فرمایا فرشتے اللہ کی جو کچھ آیندہ فرمانبر

کرینگے وہ اوران آیتون کے نازل ہونے تک جو فرمانبرداری اونھون نے کی ہے وہ اللہ کے علم سے باہر نہین ہے یہ مشرک جو کہتے ہین کہ اگر قیامت قائم ہوئی تو فرشتے اللہ کے روبرو ان مشرکون کی سفارش کر کے ان مشرکون کو دوزخ کے عذاب سے چھوڑا لینگے یہ ایک ایسی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین اس کا کہین پتہ نہین ہے بلکہ اللہ کے علم غیب مین تو یہ ہے کہ فرشتے اللہ کی ہیبت سے بہت ڈرتے ہین پھر ایسے بے ڈر پنے کا کام کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے برخلاف ان مشرکون کی سفارش کرنے کی جرأت کرینگے پھر فرمایا فرشتون کی مورتون کو یہ لوگ شیطان کے بہکانے سے پوجتے ہین فرشتے انکے اس شرک سے بالکل بیزار ہین کیونکہ پچھلی قومون پر جتنے عذاب آئے ہین وہ فرشتون کے ہی ہاتھون آئے ہین اس لئے فرشتون کو یہ معلوم ہے کہ جو فرشتہ اپنی پوجا کرانے کا حرف بھی زبان پر لادے تو بنی آدم مین کی نافرمان قومون کی سزا کی طرح ایسے فرشتے کی سزا جہنم ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعیدؓ خدری کی اُس حدیث کا ذکر ہے کئی جگہ گزر چکا ہے جس مین قیامت کے دن کی شفاعت کا ذکر تفصیل سے ہے اس حدیث کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ ملائکہ انبیا اور صلحا کی شفاعت کا سلسلہ اون کلمہ گو گنہگارون پر ختم ہو جاویگا جن کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا یہ حدیث الا لمن ارتضی کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ الا لمن ارتضی کی حد اون کلمہ گو گنہگارون تک ہے جن کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہے جو مشرک بغیر توبہ کے مر جاوینگے نہ انکا شمار کلمہ گو گنہگارون مین ہو سکتا ہے نہ اُنکی شفاعت کی قیامت کے دن کچھ امید ہے اوپر کے ذکر کے موافق مشرکین مکہ شفاعت کی جس بے بنیاد امید پر جیتے تھے اس بے بنیاد امید کا حال اُنکو وقت پر معلوم ہو جاویگا صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ سے طبرانی مین نواسؓ بن سمعان سے اور تفسیر ابن مردویہ مین عبد اللہؓ بن مسعود سے جو روایتین ہین اُنکا حاصل یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ وحی کے طور پر کوئی حکم فرماتا ہے تو سب فرشتے ڈر کے مارے کانپ جاتے ہین پہلے پہل جبرئیل علیہ السلام کا ڈر کم ہوتا ہے اور وہ وحی کے حکم کو سمجھ کر باقی کے فرشتون کی تسکین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ معمولی حکم صادر ہوا ہے کچھ خوف نہ کرو اس تسکین کے بعد فرشتونکا خوف کم ہو جاتا ہے۔ آیتون مین یہ جو ذکر ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرتے رہتے ہین اُسکا مطلب ان روایتون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ

اور کیا نہین دیکھا اُن منکرون نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھی پھر ہمنے اُنکو کھولا اور بنائی ہمنے پانی سے

كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ○ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا

جس چیز مین جی ہے پھر کیا یقین نہین کرتے اور رکھے ہمنے زمین مین بوجھ کبھی اُنکو لیکر جھک پڑے اور رکھی اُسمین

فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ○ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا

کشادہ راہین شاید وہ راہ پاوین اور بنایا ہمنے آسمان کو چھت بچاؤ کی اور وہ اُسکے نمونے دھیان مین

مُعْرِضُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ○

نہین لاتے اور وہی ہے جسنے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند سب ایک ایک گھر مین پھرتے ہین

منزل ۴

اگرچہ پہلی آیۃ کی تفسیر میں سلف کے کئی قول ہیں مگر بیہقی کی کتاب اسماء صفات تفسیر عبد بن حمید اور مستدرک حاکم میں معتبر سند سے
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے جس میں انھوں نے کانتا رتقا ففتقناہما کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے کہ آسمان بند تھا
اس میں مینہ برسنے کی تاثیر نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اس میں مینہ برسنے کی تاثیر پیدا کی اسی طرح زمین بند تھی اس میں کسی طرح کی
پیداوار نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اس میں پیداوار کی قوت پیدا کی حافظ ابوجعفر ابن جریر نے سلف کے سب قولوں میں سے اسی قول
کو معتبر ٹھہرایا ہے آخر آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے بھی مینہ کا ذکر فرمایا ہے اسواسطے یہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے حاصل مطلب پہلی آیۃ
کا یہ ہے کہ مکہ کے قحط کے وقت ان مشرکوں نے کیا یہ نہیں دیکھا کہ اسوقت بھی یہی آسمان زمین تھے اور یہ مشرک لوگ اپنے بتوں
سے مینہ کے برسنے کی التجائیں بھی کر رہے تھے لیکن آسمان و زمین میں جو تاثیر اور قوت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے اسکا ظہور سوائے
اسکے اور کسی کے اختیار میں نہیں اسلئے جبتک اسکا حکم نہ ہوا یہ دونوں ایسے ہی بند ہو گئے جس طرح اس تاثیر کے پیدا کیے جانے
سے پہلے بند تھے پھر ایسی آنکھوں کی دیکھی ہوئی بات کا یقین ان لوگوں کے دل میں کیوں نہیں پیدا ہوتا مکہ کے قحط کا قصہ صحیح بخاری
وغیرہ کی عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے اسی سورہ میں گزر چکا ہے قحط کی حالت کے علاوہ کسی جگہ بارش اور قوت پیداوار کم
ہے اور کسی جگہ زیادہ مثلاً مکہ کی سرزمین کا کچھ اور حال ہے اور طائف کی زمین کا کچھ اور حال ہے اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت
کی وہی نشانی ہر وقت ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہے جو نشانی انھوں نے مکہ کے قحط میں آنکھوں سے دیکھی صحیح مسلم کے حوالہ
سے حضرت عائشہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں اور جنات آگ کے شعلے سے اس حدیث کو
آیۃ کے ٹکڑے وجعلنا من الماء کل شیء حی کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آیۃ کے اس ٹکڑے میں انسان اور اس کی
ضرورت کی سب چیزوں کو پانی سے پیدا کرنے کا ذکر ہے فرشتوں اور جنات کا ذکر یہاں نہیں ہے کھیتی اور باغات کی سر
سبزی کو انکی زندگی فرمایا آگے فرمایا پانی پر زمین جب بچھائی گئی تو وہ ہلتی تھی اسکے جمانے کے لئے اس میں پہاڑ ٹھونکے گئے
اور ان پہاڑوں میں گھاٹیاں رکھی گئیں تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو جانے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو آسمان کو بچاؤ
کی چھت جو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان پر فرشتوں کا پہرہ رہتا ہے جس سے شیاطین آسمان پر کی باتیں چوری سے نہیں
سن سکتے پھر فرمایا آسمان پر سورج چاند اور تارے اللہ کی قدرت کے نمونے ہیں جنکو یہ لوگ دھیان کرکے اسکی قدرت کو نہیں
پہچانتے پھر فرمایا سمجھدار شخص کے لئے رات دن بھی اسکی قدرت کی نشانیاں ہیں کہ رات کی نیند سے آدمی کے دن بھر کی تکان
رفع ہو جاتی ہے اور دن کو پھر چلکر ہر شخص اپنی گزران کی صورت نکال سکتا ہے اسی طرح سورج کی گردش سے جاڑے گرمی
اور برسات کا موسم پیدا ہوتا ہے اور چاند کی گردش سے مہینہ اور سال کا حساب معلوم ہو جاتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ
سمجھدار کے حق میں سب مخلوقات اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور جو لوگ ناسمجھی سے شیطان کے پھندے میں پھنسے ہوئے
ہیں وہ ان قدرت کی نشانیوں سے ایسے غافل ہیں کہ سمجھانے سے بھی نہیں سمجھتے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ
کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے

منزل۴

کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص جنت مین جانے کے قابل ایسطرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے ان حدیثون کو آیتون کیساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو لوگ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے تھے انکو ان آیتون اور اسی قسم کی اور آیتون کی قدرت کی نشانیون سے ایسا ہی فائدہ پہنچا اور قیامت تک پہنچتا رہیگا جسطرح اچھی زمین کو مینہہ کے پانی سے فائدہ پہنچتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین بد قرار پا چکے تھے انکے حق مین قرآن کی نصیحت اور قدرت کی سب نشانیان اسی طرح رائیگان ہین جسطرح بری زمین مین مینہہ کا پانی رائگان جاتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

اور نہین دیا ہم نے تجھسے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ جینا پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہجاوینگے ہر جی کو چکھنی ہے موت

الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝

موت اور ہم تمکو جانچتے ہین برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو اور ہماری طرف پھر آؤگے

سورہ یونس مین گزر چکا ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کو قرآن شریف کی وہ آیتین سناتے تھے جنین انکے بتون کی مذمت ہوتی تھی تو انین کے بڑے بڑے سرکش اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ اگر تم کو ہمین قرآن سنانا منظور ہے تو اس مین سے ہمارے بتون کی مذمت کا ذکر بدل ڈالو مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی کہا کرتے تھے کہ برس دن تک تم ہمارے بتون کو پوجا کرو اور ہم برس دن تک تمہارے خدا کی عبادت کرینگے پھر اس صورت مین ہمارا تمہارا کوئی جھگڑا باقی نہ رہے گا یہ ذکر تفصیل سے سورہ الزمر مین آتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ کی یہ باتین کچھ کارگر نہ ہوئین تو یہ لوگ اللہ کے رسول کو کوسنے اور آپکی وفات کی تمنا کرتے تھے انکے جواب مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول اللہ کے اللہ تعالیٰ کا یہ انتظام تو تم سے پہلے کا ہے کہ کوئی بشر دنیا مین رہنے والا نہیں اس انتظام کے موافق اگر تم دنیا مین نہ رہے تو ایک دن یہ لوگ بھی نہ رہینگے کیونکہ موت کا مزا ہر شخص کو چکھنا ضرور ہے پھر اپنی دنیا کی خوشحالی کے نشہ مین یہ لوگ اپنی موت سے جو غافل ہین انکی نادانی ہے دنیا کی خوشحالی اور تنگدستی تو اللہ تعالیٰ نے اس آزمائش کے لئے پیدا کی ہے کہ خوشحالی کی حالت مین کون شخص اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کرتا ہے اور کون ناشکری اسی طرح تنگدستی کی حالت مین کون صبر کرتا ہے اور کون بے صبری پھر ایک دن سب اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونے والے ہین اسوقت ہر شخص کے عملون کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشحالی کے وقت شکر اور تنگدستی کے وقت صبر ان لوگون کا کام ہے جو پکے ایماندار ہین اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ خوشحالی اور تنگدستی دنیا مین آزمائش کی چیز ہیں اور اس آزمائش مین وہی لوگ پورے اترتے ہین جو پکے ایماندار ہین اللہ کے رسول کی وفات کا انتظار کرنے والون کیا ہے

منزل ۴

بڑے بڑے سرکش بدر کی لڑائی مین ختم ہو گئے جس کا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے اور جن بتون کی حمایت مین یہ لوگ اللہ کے رسول کی وفات کا انتظار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ سے اون بتونکو جس قدر ذلیل کرایا صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعودؓ اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایتون کے حوالہ سے یہ قصہ بھی کئی جگہ گزر چکا ہے کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر اون بتون کو زمین مین پٹک دیا اور کسی مشرک سے اون بتون کی کچھ حمایت نہ ہو سکی۔

وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَ
اور جہان تجکو دیکھا منکرون نے اور کام نہین تجسے مگر ٹھٹھے مین پکڑنا کیا یہی شخص ہے کہ نام لیتا ہے تمہارے ٹھاکرونکا اور
هُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ
وہ رحمن کے نام سے منکر ہین بنا ہے آدمی شتابی کا اب دکھاتا ہون تمکو نمونے سو مجھسے جلدی مت کرو
وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ
اور کہتے ہین کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو کبھی جانین یہ منکر اس وقت کو کہ نہ روک سکین گے
عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ
اپنے منہہ سے آگ اور نہ اپنی پیٹھ سے اور نہ اونکو مدد پہونچے گی کوئی نہیں وہ آویگی اُنپر بےخبر پھر اُنکے ہوش
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ
کھو دیگی پھر نہ سکین گے کہ اُسکو پھیر دین اور نہ اُنکو فرصت ملے گی اور ٹھٹھے ہو چکے ہین کتے رسولون سے تجسے پہلے
فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝
پھر اُلٹ پڑے ٹھٹھا کرنے والون پر ان مین سے جس چیز کا ٹھٹھا کرتے تھے

تفسیر سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم مین چند روایتون سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف مین مشرکون کے بتون کی مذمت کی آیتین جو نازل ہوتی تھین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ آیتین مشرکون کو پڑھکر سناتے تھے تو مشرک لوگ اپنے بتون کی مذمت سنکر دل مین تو بہت چڑتے اور برا مانتے تھے اور ظاہر مین آنحضرت کو مسخرا پن مین اڑاتے تھے چلتے پھرتے جہان کہین آنحضرت کو دیکھتے تو ابوجہل وغیرہ آپس مین آنحضرت کو چھیڑنے کو کہتے تھے کیا قریش کی ہدایت کو یہی نبی آئے ہین کیا یہی نبی ہین جو ہمارے معبودون کو برا کہتے ہین اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمادیا کہ جو عذاب ان مشرکون کے لئے آخرت مین مہیا کیا گیا ہے اگر اسکو یہ لوگ جان لیوین تو یہ مسخرا پن کی سب باتین بھول جاوین اور یہ بھی فرمادیا کہ دنیا چند روزہ ہے انکھون کے سامنے ان کے بڑے مر گئے انکو بھی اسی طرح آخر مرنا ہے مرتے ہی اس طرح کے ناگہانی عذاب مین یہ لوگ پھنس جاوینگے کہ پھر انکا کچھ بس نہ چلے گا قرآن کی آیتون اور صحیح حدیثون سے یہ ثابت ہے کہ شریعت کے منکر لوگونکے

سارے جسم پر طرح طرح کا عذاب ہوگا لیکن ان آیتوں میں ان لوگوں کے فقط مونھہ اور پشت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اسواسطے فرمایا ہے
کہ ایسے لوگوں کے مونھہ اور پشت پر قبض روح کے وقت فرشتے دنیا میں ہی کوڑے مارتے ہیں جس کا ذکر سورہ محمد میں آویگا اس لئے
سب سے پہلے جو عذاب شروع ہوگا اوس کا ذکر ان آیتوں میں فرمایا گیا ہے حاصل مطلب ان پوری آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے اے رسول اللہ کے اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ یہ مشرک لوگ جب تم کو دیکھتے ہیں تو
مسخرا پن کے طور پر آپس میں چرچا کرتے ہیں کہ ہمارے ٹھاکروں کی مذمت کرنے والے یہ جا رہے ہیں عربی زبان میں ذکر کا لفظ مذمت
اور تعریف دونوں موقعوں پر بولا جاتا ہے اگر یہ لفظ دوست کے مونھہ سے نکلے تو تعریف کا موقعہ ہوتا ہے نہیں تو مذمت کا
پھر فرمایا یہ لوگ پتھر کے بتوں کا نام تو تعریف سے لینے کی خواہش دل میں رکھتے ہیں اور اللہ کی رحمت کی صفت کے سبب سے اس کا
نام رحمان جو قرار پایا ہے اس نام کے منکر ہیں اس لئے اے رسول اللہ کے ان لوگوں کی باتیں ہنسی کے قابل ہیں تمہاری باتوں پر
جو یہ لوگ ہنستے ہیں اونکی سراپا نادانی ہے کیونکہ یہ بت جن نیک لوگوں کی شکلوں کی مورتیں ہیں وہ لوگ تو ان مشرکوں کی صورت سے
بیزار ہیں اور بت تو پھر آخر پتھر کی مورتیں ہیں جنہیں نہ کسی کو نفع پہنچانے کی قدرت ہے نہ ضرر پہنچانے کی پھر ان کو اللہ تعالیٰ کا
شریک ٹھہرانا قابل مذمت کام نہیں تو اس کے قابل تعریف ہونے کی کیا سند ان لوگوں کے پاس ہے صحیح بخاری کے حوالہ
سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتیں کئی جگہ گزر چکی ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے وقت
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھہ کی لکڑی مار مار کر مکہ کے سب بتوں کو زمین میں گرا دیا ان روایتوں کو آیتوں کی
تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ اپنے جن بتوں کی عزت بڑھانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے وہ مسخرا پن کرتے تھے جس کا ذکر آیتوں میں ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں اپنے رسول کے ہاتھہ سے اون بتوں کو
خوب ذلت دلوائی مشرکین مکہ مسیلمہ کذاب کو رحمان کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اس نام کے منکر تھے صحیح بخاری وغیرہ میں صلح
حدیبیہ کے قصہ کی چند روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ کے شروع میں
حضرت علی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کو کہا تو مشرکین مکہ نے صلح نامہ کے لکھے جانے سے انکار کیا اور کہنے لگے کہ
رحمان کو ہم نہیں جانتے صلح نامہ کے شروع میں قدیم دستور کے موافق باسمک اللھم لکھا جاوے آخر مشرکین کی ضد کے
سبب سے باسمک اللھم صلح نامہ کے شروع میں لکھا گیا اس حدیث سے وہم بذکر الرحمن ہم کافرون کی تفسیر اچھی طرح سمجھہ میں آجاتی ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کا نام رحمان ہونے کے سخت منکر تھے معتبر سند سے مسند سعید بن منصور تفسیر ابن المنذر
تفسیر سدی وغیرہ میں سعید بن جبیر اور عکرمہ کا قول ہے کہ جب آدم علیہ السلام کے پتلے میں روح پھونکی گئی تو پیروں میں جان
پڑ جانے سے پہلے آدم علیہ السلام نے کھڑے ہونے کا قصد کیا اور گر پڑے اس قول سے خلق الانسان من عجل کی تفسیر
اچھی طرح سمجھہ میں آجاتی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہر کام میں جلدی اور شتابی کا کرنا انسان کے خمیر میں پڑا ہوا ہے۔ آگے
فرمایا انسان کے خمیر میں ہر ایک کام میں جلدی کرنا جو پڑا ہوا ہے اسکے موافق یہ لوگ عذاب کی جلدی جو کرتے ہیں

منزل ۴

کہ وہ گھڑی کب آویگا اے رسول اللہ کے ان جلدی بازوں سے کہدیا
اور گھڑی گھڑی کہتے ہیں کہ جس عذاب سے ڈرایا جاتا ہے آخر وہ عذاب کب آویگا اے رسول اللہ کے ان جلدی بازوں سے کہدیا
جاوے کہ عذاب کی جلدی کیوں کرتے ہو بہت جلد اللہ تعالیٰ عذاب کی گھڑی بھی تم کو دکھا دیگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے
انس بن مالکؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ مشرکین مکہ میں سے بڑے بڑے عذاب کی جلدی کرنے والے بدر کی لڑائی کے
وقت دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پا لیا عذاب کے
جلدی کرنے والوں کو عذاب کی گھڑی کے دکھانے کا وعدہ جو آیتوں میں تھا اس وعدہ کا ظہور اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ
میں آجاتا ہے۔ آگے فرمایا اگر ان لوگوں کو اس دن کا حال کھل جاوے جس دن یہ لوگ اپنے مونھ اور اپنی پیٹھ کو آگ کے صدمہ
سے نہ خود بچا سکیں گے نہ کوئی دوسرا آکر مدد کر کے انکو اس آگ سے بچا سکے گا اور نہ کہیں بھاگ کر یہ لوگ اس عذاب کو ٹال
سکیں گے کیونکہ وہ عذاب ایسی بے خبری میں آویگا کہ انکو بھاگنے کی مہلت بھی نہ مل سکے گی سورہ محمد میں آویگا کہ اللہ کے
فرشتے نافرمان لوگوں کی روح قبض کرنے کے وقت ایسے لوگوں کے مونھ اور انکی پیٹھ پر لوہے کی گرم موگریاں مارتے ہیں۔ مسند
امام احمد اور ابو داؤد میں براء بن العازبؓ کی صحیح روایت ہے اس میں بھی نافرمان لوگوں کی روح قبض کرنے کے وقت سختی کرنے
کا ذکر ہے اس سختی کا مطلب بھی وہی ہے جو سورہ محمد کی آیتوں کا اوپر بیان کیا گیا کہ نافرمان لوگوں کی روح قبض کرنے کے وقت
فرشتے ایسے لوگوں کے مونھ اور انکی پیٹھ پر طرح طرح کی مار دھاڑ کرتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتوں میں فقط مونھ اور پیٹھ پر عذاب کے
ہونے کا جو ذکر ہے سورہ محمد کی آیتوں اور براء بن العازب کی حدیث سے اس کا مطلب سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ عذاب نافرمان
لوگوں کی قبض روح کے وقت کا ہے موت اور قیامت کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اسی واسطے موت اور قیامت کے عذاب
کو بے خبری کے وقت کا عذاب فرمایا آخر آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی یہ تسکین فرمائی ہے کہ منکر شریعت لوگ اسی طرح
قدیم سے اللہ کے رسولوں سے مسخراپن کرتے رہے ہیں تمہارے ساتھ کچھ یہ بات ہی نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ انجام ان کے
مسخراپن کا یہ ہوا کہ دنیا میں طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوئے اور آخرت کے عذاب میں جدا پکڑے جاویں گے مطلب یہ
کہ مشرکین مکہ میں سے جو لوگ اون پچھلے لوگوں کے قدم بقدم چلیں گے یہی انجام انکا بھی ہوگا اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے
اس انجام کا ذکر انس بن مالکؓ کی صحیح بخاری و مسلم کی روایت سے ابھی اوپر گزر چکا ہے۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ
تو کہہ کون چوکی دیتا ہے تمہاری رات میں اور دن میں رحمن سے کوئی نہیں وہ اپنے رب کے ذکر سے ٹال کرتے ہیں یا انکے
اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝
کوئی ٹھاکر ہیں کہ انکو بچاتے ہیں ہم سے سوا وہ اپنی مدد نہیں کرسکتے اور نہ انکو ہماری طرف سے رفاقت

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ

کوئی نہیں پر ہم نے برتوایا انکو اور انکے باپ دادونکو یہانتک کہ طرہگئی اُنپر زندگی پہر کیا نہیں دیکہتے ہم چلے آتے ہیں زمین کو

نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۗ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ

گہٹاتے اُسکے کنارونسے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں تو کہہ میں تمکو سناتا ہوں سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں

الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ

بہرے پکارکو جب کوئی انکو ڈرسناوے اور کبہی پہونچے اُن تک ایک بہاپ تیرے رب کی آفت کی تو مقر کرنے لگیں ہم خرابی ہماری ہم تہے گنہگار

اوپر ذکر تہا کہ منکرین قیامت عذاب کی جلدی کرتے تہے ان آیتوں میں فرمایا کہ جب تک وقت نہیں آتا ہر بلا سے اللہ ہی اونکی نگہبانی کر رہا ہے ورنہ آدمی کے پیچہے تو رات دن الہی بلائیں لگی ہوئی ہیں کہ دم بہر بہی اوسکا جینا مشکل ہے کیونکہ قحط کے وقت یہ تو ان لوگوں کو تجربہ ہو گیا کہ ان کے بت ایسے عاجز ہیں کہ اللہ کی مدد کے بغیر کسی مصیبت کو ٹال نہیں سکتے لیکن یہ لوگ قرآن کی نصیحت کو ٹال دیتے ہیں ورنہ اس تجربہ کے بعد یہ لوگ قرآن کی نصیحت کے پابند ہو جاتے اور عذاب کی جلدی نہ کرتے پہر فرمایا کہ اونکو اور اون کے بڑوں کو وقت مقررہ تک اللہ نے چہوڑ رکہا ہے نہیں تو اون کے کرتوت تو ایسے تہے کہ اون کا نشان بہی زمین پر باقی نہ رہتا پہر فرمایا کہ کیا اس سے بہی اون کو دین اسلام کا حق ہونا ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام کو دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہے اور کفر زمین سے اوٹہتا جاتا ہے پہر آنحضرت کو فرمایا کہ ان مشرکوں سے کہدو کہ میں تو تمکو اللہ کا حکم ہر طرح کی نصیحت کا سناتا ہوں اگر بہرے بن کر اللہ کا حکم نہیں سنتے تو عذاب الہی میں گرفتار ہو جاؤ گے پہر عذاب کی سختی کا ذکر فرمایا کہ اگر اوس عذاب کی ذرا بو بہی ان کے ناک میں آجاوے تو سب عیش و آرام ابہی بہول جاویں اور اپنی زیادتی اور گنہگاری کا اقرار کرنے لگ جاویں صحیح بخاری و مسلم میں انسؓ بن مالک سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کم سے کم عذاب آخرت میں جس گنہگار پر ہوگا اوس سے اللہ تعالیٰ پوچہے گا کہ دنیا بہر کا عیش و آرام اور دنیا بہر کی دولت آج تیرے قبضے میں ہو تو اس عذاب کے چہٹکارہ کے بدلہ میں تجہکو وہ عیش و دولت دینی منظور ہے وہ شخص کہویگا ہاں اوسوقت اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ جب تو پیدا بہی نہیں ہوا تہا اوسی وقت اللہ تعالیٰ نے تجہ سے یہ ایک ادنیٰ سی بات چاہی تہی کہ اللہ کے عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیجیو جب تجہ سے وہ بات نہ ہو سکی تو آج کیونکر تیرا چہٹکارہ اس عذاب سے ہو سکتا ہے صحیح مسلم میں انہی انسؓ بن مالک سے دوسری روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے سے بڑے عیش طلب گنہگار سے دوزخ میں ڈالتے ہی پوچہا جاویگا تو نے دنیا میں اپنی عمر بہر میں کبہی کچہہ آرام پایا تہا تو اوس عذاب کے آگے وہ دنیا کے آرام کو بالکل بہلا دیگا اور کہویگا ہرگز کبہی کوئی آرام نہیں پایا اسیطرح دنیا کے بڑے سے بڑے مصیبت زدہ شخص سے جنت میں داخل ہوتے ہی یہ پوچہا جاویگا کہ دنیا میں اپنی عمر بہر میں تو نے کوئی مصیبت بہگتی تہی تو اوس آخرت کے عیش کے آگے وہ دنیا کی سب مصیبتیں بہول جاویگا اور کہویگا میں نے ہرگز کبہی کوئی مصیبت نہیں بہگتی سورۃ العنکبوت میں آویگا جب یہ مشرک لوگ کشتی میں سوار ہوتے اور کشتی کے ڈوب جانیکا خوف ہوتا تو اوس خوف کے وقت اپنے بتوں کو بالکل بہول

جاتے تھے اور خالص اللہ تعالیٰ سے کشتی کے ڈوبنے کی مصیبت کے ٹل جانے کی التجا کرتے تھے صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے
عبد اللہ بن مسعود کی روایت کئی جگہ گذر چکی ہے کہ جب ان مشرکوں نے سرکشی پر کمر باندھی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے
مکہ میں ایسا سخت قحط پڑا کہ مکہ کے لوگ نہ کھانے تک کی چیزیں بھی کھا گئے اور اس قحط کے زمانہ میں اگرچہ ان لوگوں نے اپنے
بتوں سے مینہ برسنے کی دعا کرنے کی التجا کی آخر لاچار ہو کر انھوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مینہ برسنے کی دعا
کرنے کی التجا کی اور آپ کی دعا سے مینہ برسا سورہ العنکبوت کی آیتوں اور اوپر کی انس رضی بن مالک کی روایتوں اور عبد اللہ رضی بن مسعود
کی روایت کو ان آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اے رسول اللہ کے اگر تم ان عذاب کی جلدی کرنے والوں سے پوچھو گے
کہ اللہ کے حکم سے کوئی آفت تم پر آگئی تو جو اللہ کشتی کے ڈوب جانے کے خوف کے وقت ڈوبنے کی آفت سے اور رات دن میں
اسی طرح کی ہزاروں آفتوں سے تم کو بچاتا ہے اس نئی آفت سے بھی وہی تم کو بچاویگا قرآن کی نصیحت ٹال دینے کے جرم کی
سزا میں کوئی عذاب نازل ہو گیا تو تمہارے بتوں کی یہ طاقت ہے کہ سوائے اللہ کے حکم اور اس کی مدد کے وہ بت اللہ تعالیٰ
کے بھیجے ہوئے عذاب کو ٹال دیویں گے اسے رسول اللہ کے کشتی کے ڈوبنے کے اور مکہ کے قحط کے حال یاد کر کے یہ تو ان
لوگوں کا منہ نہیں کہ سوائے اللہ کی مدد کے اسکے بھیجے ہوئے عذاب سے بچ جانے کا ذکر یہ لوگ زبان پر لاویں بلکہ بات
فقط اتنی ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر ان کو اور ان کے بڑوں کو دنیا کی خوشحالی جو دی اسکے نشہ میں یہ لوگ اسلام
کی دن بدن کی ترقی کو دیکھ کر چونکتے ہیں نہ بہروں کی طرح قرآن کی نصیحت کو سنتے ہیں اور نہ عذاب کی جلدی کرنے کے انجام کو سمجھے
ہیں لیکن اللہ کے کچھ عذاب کا حصہ اگر ان کو دنیا میں مل گیا تو اپنی گنہ گاری کا اقرار کرنے لگیں گے مگر وہ بے وقت کا اقرار ان کے
کچھ کام نہ آوے گا اور دنیا کے عذاب کے علاوہ جب آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوں تو دوزخ کے پہلے ہی جھونکے
میں دنیا کی یہ خوشحالی بھول جاویں گے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ

اور رکھیں گے ہم ترازویں انصاف کی قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا برابر رائی کے دانے

مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ○

کے وہ ہم لے آویں گے اور ہم بس ہیں حساب کرنے کو

معتبر مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قیامت کے دن اعمال کے تولنے کے لئے ایک ہی ترازو قائم کی جاویگی لیکن اس ایک
ترازو میں ہر ایک جنس کے عمل مثلاً نفلی نماز روزہ حج فرضی نماز روزہ حج علیحدہ یہ سب کچھ تولا جاویگا اسواسطے وہ ایک ترازو
گویا کئی ترازوں کا کام دیویگی اس لئے اس آیت میں ترازو نہیں فرمایا ترازویں لفظ جمع کا فرمایا ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ ہر ایک شخص
کی کئی کئی تولیں قائم ہونگی اس ترازو میں کیا چیز تلے گی نیک و بد عمل والے لوگ تلیں گے یا عمل کے کاغذ تولیں گے یا خود عملوں کو
ایک جسم خدا بخشے گا وہ جسم تولا جاویگا اگرچہ مفسرین کے اس باب میں چند قول ہیں مگر امور آخرت میں جہاں عقل کا کچھ دخل نہیں

بدون صحیح حدیث صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مفسر کا قول قابل بھروسہ نہیں قرار پا سکتا خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات صحیح قرار پائی ہے وہ یہی ہے کہ خود اعمال تولے جاویں گے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی جو روایت ہے اس میں آپ نے سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم کو فرمایا ہے کہ یہ دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن میزان میں بھاری ہیں اور یہ دو کلمے اللہ کو بہت پیارے ہیں جس کاغذ کے پرچے پر یہ دونوں کلمے لکھے جاویں گے اسکا ہلکا پن تو خود معلوم ہے اس لئے ظاہر ہے کہ خود ان کلموں کا بوجھ آنحضرت کا مطلب ہے مسند امام احمد بن حنبل ترمذی ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ ایک کم سو دفتر ایک شخص کے گناہوں کے قیامت کے دن اتنی دور تک پھیلنے کے قابل بننے نکلیں گے جتنی دور آدمی کی نگاہ کام کر سکتی ہے جب وہ شخص دوزخ میں بھیجا جانے لگے گا تو اللہ تعالیٰ فرما دے گا اس کا ایک عمل تولنے سے رہ گیا ہے اسپر ایک چھوٹا سا پرچہ کاغذ کا لایا جاویگا جس میں کلمہ توحید کا ثواب لکھا ہوگا تولنے میں وہ کاغذ کا پرچہ ایک کم سو دفتروں سے بھاری نکلے گا اب یہ بات تو ظاہر ہے کہ کاغذ کے پرچہ میں اس قدر بوجھ کہاں سے آسکتا ہے عمل کا بوجھ ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور حاکم شرط مسلم پر صحیح کہا ہے غرض صحیح روایتوں سے خود عملوں کا تولا جانا ثابت ہو چکا ہے سوائے ان روایتوں کے فقط مسند امام احمد میں جو لوگوں کے تلنے کی روایت ہے اسکی سند ایسی قوی نہیں ہے اور بلا کسی روایت کی سند کے بعضے مفسرین نے کچھ قول جو اس باب میں نقل کئے ہیں وہ صحیح حدیث کے روبرو کسی گنتی میں نہیں ہیں تین موقع قیامت کے دن بڑے سخت ہیں ایک یہی اعمال تلنے کا کہ کسی کا نیکی کا پلڑا بھاری نکلتا ہے اور کسی کا بدی کا دوسرے نامہ اعمال کے بٹنے کا موقع کہ کس کے سیدھے ہاتھ میں وہ کاغذ آتا ہے اور کس کے الٹے ہاتھ میں تیسرا پل صراط کے گزرنے کا موقع کہ کون صحیح سالم گزرتا ہے اور کون کٹ کر دوزخ میں گر پڑتا ہے ابوداؤد میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایکبار روز دوزخ کے عذاب کی شدت یاد کر کے میں رونے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیوں روتی ہو میں نے کہا دوزخ کا عذاب یاد کر کے روتی ہوں پھر میں نے آنحضرت سے پوچھا کہ قیامت کے دن آپ اپنے اہل و عیال کو یاد بھی رکھیں گے آپ نے فرمایا تین موقعے تو ایسے ہیں کہ کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا پھر آپ نے اعمال کے تولے جانے اور نامہ اعمال کے بٹنے اور پل صراط کے گزرنے کے تین موقع کا نام لیا یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ اس کی صحت کا حال سورہ اعراف میں گزر چکا ہے اور معنے اس حدیث کے یہ ہیں کہ ان تینوں سخت موقعوں پر آپ کو امت کی شفاعت اور تینوں موقعوں سے نجات کا خیال زیادہ ہوگا اور آپ کے دل پر اسوقت ایک پریشانی سی ہوگی کیونکہ بعضے لوگ تو پلصراط پر ہوں گے اور بعضے جو پلصراط پر سے گزر چکے ہوں گے ادھر اونکے اعمال تلنے شروع ہو جاویں گے اس لئے پلصراط والے لوگوں کی سلامتی سے گزر جانے کی شفاعت فرمانے کے لئے گھڑی آپ پلصراط پر تشریف لاویں گے - - - - - - - - - اور گھڑی میزان والے لوگوں کی شفاعت کے لئے میزان کے پاس تشریف لیجاویں گے غرض یہ معنے اس حدیث کے نہیں ہیں کہ ان تینوں موقعوں پر آپ امت کے حال سے بے خبر ہو جاویں گے چنانچہ ترمذی میں حضرت انسؓ کی جو حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے

منزل ۴

آنحضرت سے قیامت کے دن خاص طور پر اپنی شفاعت کی التجا کی تو آپ نے میری التجا کو قبول فرمایا پھر حضرت انسؓ نے آپ سے پوچھا کہ میں آپ کو شفاعت کیلئے کہاں ڈھونڈوں آپ نے فرمایا کہ پہلے مجھکو پل صراط پر ڈھونڈنا پھر میزان کے پاس پھر حوض کوثر پر ان تینوں مقاموں میں سے کسی مقام پر ضرور ملونگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پل صراط اور میزان کے پاس بھی آنحضرت شفاعت فرماوینگے کیونکہ حضرت انسؓ سے تو شفاعت کا ہی وعدہ تھا پھر اس عذر کے پیش کرنے کیلئے جو مقامات آپ نے بتلائے بلا شک وہ مقامات شفاعت کے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان مقاموں پر عام امت کی نجات کے خیال میں مصروف ہونے کے سبب حضرت انسؓ کو خود یاد رکھنے کا وعدہ آنحضرت نے انسؓ حضرت انسؓ سے نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ خود حضرت انسؓ آنحضرت کو ڈھونڈلیویں اسی طرح حضرت عائشہؓ سے ان مقاموں پر اہل و عیال کے یاد رکھنے کا وعدہ آپ نے نہیں فرمایا انس بن مالک کی اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے حاصل مطلب آیت کا یہ ہے کہ قیامت کیدن نہایت انصاف سے لوگوں کے عمل تولے جاویں گے اور عملوں کے تولے جانے کے بعد جن کے نیک عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاویں گے اور جنکا بدعملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ میں جاویں گے اور دوزخ میں جانے کے بعد جس شخص کے دل میں ذرے برابر بھی ایمان ہوگا اسکی شفاعت ہوگی اور آخر ایسا ہر ایک شخص دوزخ سے نکل کر جنت میں جاویگا چنانچہ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوسعیدؓ خدری کی روایتہ کئی جگہ گذر چکی ہے جسمیں شفاعت کا ذکر تفصیل سے ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی کئی جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اس حدیث سے فلا تظلم نفس شیئاً کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ظلم ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اسواسطے قیامت کے دن کی جزا و سزا میں کسی پر یہ ظلم نہ ہوگا کہ نیکی کی جزا گھٹا یا بدی کی سزا بڑھا دی جاوے عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایتہ جو ابھی گزر چکی ہے اوس سے وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فقط کلمہ توحید کا ثواب بھی بغیر وزن کے نہیں چھوڑا گیا معتبر سند کی انسؓ بن مالک کی روایتہ مسند بزار کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکی ہے کہ بعضے لوگوں کے اعمال ناموں میں سے کچھ نیک عملوں کے نکال ڈالنے کا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حکم دیویگا تو اعمال نامہ لکھنے والے فرشتے عرض کریں گے یا اللہ ظاہری طور پر تو ان عملوں میں کوئی خرابی نہیں معلوم ہوتی اللہ تعالیٰ فرماویگا تمکو انسان کی نیت کا حال معلوم نہیں مجھکو معلوم ہے کہ یہ عمل نیک نیتی سے نہیں کئے گئے اس حدیث سے وکفی بنا حاسبین کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انسان کے دل کے ارادہ اور نیت تک کا حال معلوم ہے اس لئے اوس سے بڑھکر کوئی حساب کا لینے والا نہیں ہے "

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

اور ہمنے دی تھی موسیٰ اور ہارون کو چکوتی اور روشنی اور نصیحت ڈروالوں کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے

وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝

اور وہ قیامت کا کھٹکا رکھتے ہیں اور یہ ایک نصیحت ہے برکت کی جو ہمنے اتاری سو کیا تم اسکو نہیں مانتے

منزل ۴

سورہ قصص میں آویگا ولقد آتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی بصائر للناس جسکا حاصل یہ ہے کہ قوم نوح سے لیکر فرعون تک پچھلے لوگوں کے عام عذابوں سے ہلاک ہو جانے کے بعد موسی علیہ السلام پر توراۃ نازل ہوئی ہے مطلب یہ ہے کہ تفصیلی احکام اور پچھلے نافرمان لوگوں کے قصے ملاکر توراۃ کی ترتیب ایسی ہے جس سے لوگوں کے دلوں پر پورا اثر پڑیگا، اب قرآن شریف میں توراۃ کی باتیں بھی ہیں اور انجیل کی بھی اور موسی علیہ السلام عیسے علیہ السلام کے بعد توراۃ اور انجیل میں جو خرابیاں پڑ گئی تھیں اونکا بھی ذکر ہے اسی واسطے قرآن شریف میں اکثر جگہ توراۃ اور قرآن کا ذکر ساتھ آیا ہے جس سے یہ جتلایا گیا ہے کہ توراۃ میں لوگوں کے دلپر اثر پڑنے کی جو باتیں تھیں قرآن میں اوسسے بڑھکر ہیں اسپر بھی قرآن کی نصیحت کو جو لوگ نہیں مانتے وہ اللہ کے علم غیب میں بد نصیب ٹھہر چکے ہیں صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی نبوت کو ایک خوشنما محل کی مثال سے سمجھاکر پھر یہ فرمایا ہے کہ اس خوشنما محل کے پورے ہو جانے میں ایک ردہ کی کسر تھی میرے رسول ہو جانے کے بعد وہ ردہ پورا ہوکر اوس خوشنما محل کی تعمیر پوری ہو گئی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ اگرچہ توراۃ کی ترتیب ایسی تھی جس سے لوگوں کے دل پر بڑا اثر پڑتا تھا لیکن پھر بھی نبوت کے محل کے پورا ہونے میں ایک ردہ کی کسر تھی خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہو جانے اور قرآن کے نازل ہونے کے بعد وہ ردہ پورا ہوکر نبوت کے محل کی تعمیر پوری ہو گئی اسیواسطے مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان میں جابرؓ بن عبداللہ سے اور مسند امام احمد اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے جو صحیح روایتیں ہیں اونمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے زمانہ میں اگر موسی علیہ السلام زندہ ہوتے تو سوائے میری پیروی کے اور کچھ نہ بن آتا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے نازل ہو جانے کے بعد اونہیں توراۃ کی پیروی کافی نہ ہوتی سورہ الکہف میں گزر چکا ہے کہ قریش نے یہود کو اہل کتاب اور توراۃ کو کتاب آسمانی جانکر یہود کے پاس خاص طور پر اس غرض سے چند آدمی بھیجے تھے کہ یہود توراۃ میں کی کچھ مشکل باتیں قریش کو بتلا دیں تاکہ قریش اون باتوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھکر آپکی نبوت کی صداقت کو آزماویں اسپر یہود نے روح کا خضر علیہ السلام اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال پوچھنے کا مشورہ قریش کو دیا اور یہ باتیں قریش نے یہود کے مشورہ کے موافق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں اور سورہ بنی اسرائیل وسورۃ الکہف میں ان باتوں کے جواب کی آیتیں نازل ہوئیں اسی واسطے ان آیتوں میں توراۃ اور قرآن کا ذکر ساتھ فرماکر قریش کو یوں قائل کیا ہے کہ اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام پر توراۃ نازل فرمائی جس سے قیامت کے دن اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرنیوالوں کے ہاتھ میں گویا روشن مشعل آگئی کہ اوس سے وہ سب عقبی کی بہبودی کی باتوں کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں دنیا میں عقبی کی باتیں بن دیکھی ہیں اس لئے قرآن شریف میں جگہ جگہ اون باتوں کو غیب کی باتیں فرمایا جکوتی سے مطلب فیصلہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مثلاً جادوگروں نے اپنی لکڑیوں اور رسیوں کے چھوٹے سانپ زمین پر چھوڑے تھے لیکن موسی علیہ السلام کے معجزے کا ایک لکڑی کا سانپ اون سب چھوٹے سانپوں کو نگل گیا جس سے اسوقت کے سب لوگوں کے سامنے پورا پورا فیصلہ ہو گیا اگرچہ فرقان کی تفسیر میں سلف کے اور بھی قول ہیں لیکن حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں عبدالرحمن بن زید کے

منزل

اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ کہ فرقان سے مقصود موسیٰ علیہ السلام کے معجزے ہیں اور ضیا سے مقصود توراۃ ہے اسواسطے اردو کے
دونوں ترجموں میں یہی قول لیا ہے یہ عبدالرحمن بن زید بن اسلم سفیان بن عیینہ کے مرتبہ کے تبع تابعیوں میں ہیں اگرچہ حدیث کی
روایت میں ان عبدالرحمن کو علماء نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن تفسیر کے باب مین ان کے قول کا اعتبار ہے اسی واسطے حافظ ابوجعفر
ابن جریر نے ان کا قول لیا ہے۔ آگے فرمایا جس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل فرمائی اسطرح خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ
وسلم پر قرآن نازل فرمایا یہ ان لوگوں کی نادانی ہے کہ توراۃ کو کتاب آسمانی اور موسیٰ علیہ السلام کو انسان رسول مانکر قرآن کے کتاب
آسمانی ہونے مین یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ اللہ کا رسول انسان نہین ہو سکتا کوئی فرشتہ ہونا چاہیئے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے
ابوہریرہؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن قرآن کی پیروی کرنے والوں
کی تعداد اور آسمانی کتابوں کی پیروی کرنے والوں کی تعداد سے زیادہ ہوگی قرآن کی نصیحت کو برکت کی نصیحت جو فرمایا اس کا مطلب
اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کی نصیحت کی برکت سے اس کے پیرو قیامت کے دن زیادہ
ہون گے اور دوسری آسمانی کتابوں کے پیرو کم۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ

اور آگے دی تھی ہمنے ابراہیم کو اسکی نیک راہ اور ہم رکھتے ہیں اسکی خبر جب کہا اسنے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا

التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ

مورتین ہین جنپر تم لگے بیٹھے ہو بولے ہمنے پایا اپنے باپ دادوں کو انکی پوجتے بولا

لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ

مقرر رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی مین بولے تو ہم پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیان

اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

کرتا ہے بولا نہین پر رب تمہارا وہی ہے رب آسمان اور زمین کا جسنے انکو بنایا اور مین اسی بات کا قائل ہوں

سورہ الانعام مین گزر چکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش نمرود بن کنعان عراق کے بادشاہ کے زمانہ مین ہوئی ہے مکہ کے مشرک
لوگ اپنے آپکو ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر بتلاتے تھے اسواسطے ان لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ سے قائل کرنے کے بعد
ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرما کر انہیں یوں قائل کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تو بچپنے ہی مین بت پرستی سے بیزار تھے پھر
مکہ کے بت پرست اپنے آپ کو ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر کیونکر کہہ سکتے ہیں نمرود اور اسکے ساتھی ستارہ پرست لوگ تھے
ستاروں کی پرستش کی نیت سے ان لوگوں نے ستاروں کی مورتین بنا رکھی تھیں جنکو ابراہیم علیہ السلام نے تماثیل کہا ہے صحیح
بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدریؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جس شخص کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ آخر کو
دوزخ سے نکل کر جنت مین جاویگا معتبر سند سے ابن ماجہ اور صحیح ابن خزیمہ مین ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی ہے کہ مشرک

منزل ۴

الربع

کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین مقبول نہیں اللہ کی وحدانیت کے اعتقاد کو نیک راہ اور شرک کے اعتقاد کو صریح غلطی جو فرمایا
اس کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ موسیٰ اور ہارون کو نیک راہ کی توفیق سے پہلے اللہ
تعالیٰ نے چھوٹی سی عمر مین ابراہیم علیہ السلام کو نیک راہ کی توفیق دی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں یہ بات ٹھہر چکی تھی کہ آزر بت
پرست کے گھرانہ مین ابراہیم علیہ السلام ایسے نیک راہ اور اللہ کے رسول ہون گے آنکے بعد آنکے گھرانہ میں قیامت تک نبوت چلیگی
آگے ابراہیم علیہ السلام کے نیک راہ پر ہونے کی یہ تفصیل بیان فرمائی کہ وہ اپنے باپ اور اپنی قوم کو بت پرستی کی حالت پر نہ دیکھ
سکے اس لئے اونھون نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگون سے پوچھا کہ تم ان مورتون کی پوجا مین ہر وقت کیون لگے رہتے ہو ابراہیم
علیہ السلام کے باپ اور قوم کے لوگون نے جواب دیا کہ ہم اپنے باپ دادا کے طریقہ پر ہیں وہ بھی یہی کیا کرتے تھے جو ہم کرتے ہین
ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی مورتون کی اس قدر تعظیم کرتے ہین تم بھی بڑی غلطی میں پڑے ہوئے ہو تمہارے
باپ دادا بھی غلطی پر تھے ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات سنکر اون کے باپ اور اون کی قوم کے لوگون نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ
جب تم ہمکو اور ہمارے بڑون کو غلطی پر بتاتے ہو تو تم ہمارے طریقہ سے بڑھکر کوئی ٹھیک طریقہ بتلا سکتے ہو یا بچون کی طرح جو مونہہ
مین آتا ہے وہ کہہ رہے ہو ابراہیم علیہ السلام نے کہا جو مونہہ مین آوے وہ مین نہیں کہتا بلکہ مین تو تم کو ٹھیک طریقہ بتلاتا ہون
کہ جس اللہ نے آسمان زمین سب کچھ پیدا کیا انسان پر اس کی تعظیم واجب ہے ان مورتون نے تعظیم کے قابل کونسا کام کیا ہے جو
تم ان کی تعظیم مین ہر وقت لگے رہتے ہو آسکے پیدا کئے ہوئے آسمان و زمین اور زمین سب اس بات کی گواہی دیتے ہین کہ تعظیم کے
قابل وہی ایک ذات ہے جس نے سب کچھ پیدا کیا ۔

منزل ۴

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ
اور قسم اللہ کی مین علاج کرونگا تمہارے بتونکا جب تم جاچکوگے پیٹ پھیر کر پھر کر ڈالا انکو ٹکڑے مگر ایک بڑا آن کا
لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ○ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ قَالُوْا سَمِعْنَا
کہ شاید اس پاس پھر آوین کہنے لگے کسنے کیا یہ کام ہمارے ٹھاکرون سے وہ کوئی بے انصاف ہے وہ بولے ہمنے سنا ہے
فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ○ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ○
ایک جوان انکو کچھ کہتا ہے آسکو پکارتے ہیں ابراہیم وہ بولے آسکو لے آؤ لوگون کے سامنے شاید وہ دیکھین
قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ○ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ○
بولے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے ٹھاکرون پر اے ابراہیم بولا نہین پر یہ کیا آنکے اس بڑے نے سو آنسے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہین

تفسیر سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم مین زید بن اسلم وغیرہ کی روایتون سے ان آیتون کی تفسیر کے طور پر جو قصہ ہے سورہ والصافات
کے قصے کے ملانے سے اس سب قصے کا حاصل یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت سے اونکے باپ آزر اور قوم کے لوگون
نے بت پرستی نہیں چھوڑی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل مین یہ بات سمائی کہ کبھی موقع پاکر ان بتون کا پورا علاج کرنا چاہئے

ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے لوگوں میں ہر سال ایک میلہ بستی کے باہر ہوا کرتا تھا جسمیں بستی کے سب لوگ جایا کرتے تھے بتوں کے توڑنے
سے کے سال میں جب وہ میلہ کا وقت آیا تو ابراہیم علیہ السلام بیماری کا عذر ظاہر کرکے اُس میلہ میں نہیں گئے اور دبی ہوئی آواز سے
بتوں کو صدمہ پہنچانے کی یہ قسم کہائی جسکا ذکر ان آیتوں میں ہے قوم کے لوگوں کے بستی کے باہر چلے جانے کے بعد بتخانہ کو اکیلا
پاکر ابراہیم علیہ السلام بت خانہ میں گئے قوم کے لوگ میلہ میں جاتے وقت کچھ کہانا پکا کر بتوں کے آگے رکھ جاتے تھے اور میلہ میں
سے جب پلٹ کر آتے تو وہ کہانا تبرک کے طور پر سب قوم کے لوگ ملکر کھالیا کرتے تھے اس لئے بت خانہ میں جانے کے بعد بتوں کے
سامنے وہ کہانا دھرا ہوا دیکھکر پہلے تو ابراہیم علیہ السلام نے دل لگی کے طور پر ان بتوں سے یہ کہا کہ تم یہ کھانا کیوں نہیں کہاتے جب
بتوں نے اس بات کا جواب نہیں دیا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا تم بولتے کیوں نہیں اس کے بعد سب میں بڑے بت کو تو ابراہیم علیہ السلام
نے ثابت چہوڑ دیا اور باقی کے سب چہوٹے بتوں کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ابراہیم علیہ السلام نے بڑے بت کو جس غرض سے ثابت
چہوڑ دیا اُس کا ذکر خود ان آیتوں میں ہے کہ قوم کے لوگوں نے جب ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ ابراہیم کیا تم نے ہمارے
بتوں کو توڑا ہے تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا یہ بڑا بت ثابت نظر آتا ہے اسی نے چھوٹے بتوں کو اس غصہ سے توڑ ڈالا
ہوگا کہ اس بڑے بت کے ساتھ چھوٹے بتوں کی پوجا کیوں کی جاتی ہے ،، یہی مطلب لعلہم الیہ یرجعون کا ہے جسکا حاصل
یہ ہے کہ قوم کے لوگ میلہ سے پلٹ کر شاید بڑے بت کے پاس آویں اور اُسکو ثابت اور چھوٹے بتوں کو ٹوٹا ہوا پاکر یہ خیال
کریں کہ بڑے بت نے ہی چھوٹے بتوں کی پوجا سے چڑکر انکو توڑ ڈالا ابراہیم علیہ السلام نے جب دبی ہوئی آواز سے بتوں

منزل ۴

کے صدمہ پہنچانے کی قسم کہائی تھی تو قوم میں سے کچھ لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کی آواز سن لی تھی اسواسطے ان لوگوں نے
ابراہیم علیہ السلام کا نام لیا اور قوم کے لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام پر بتوں کے توڑنے کا الزام لگا کر نمرود کے روبرو
اپنی فریاد پیش کی اور سب کی صلاح سے جب ابراہیم علیہ السلام نمرود کے سامنے بلائے گئے تو اونہوں نے یہ کہا کہ تم لوگ بڑے
بت کے ساتھ چہوٹے بتوں کی پوجا کرتے تھے اسواسطے اُسکو غصہ آیا اور اُس نے چہوٹے بتوں کو توڑ ڈالا اگر تمہارے ان بتوں
میں بولنے کی طاقت ہے تو اون ہی سے اس حال کو دریافت کرلیا جاوے قوم کے لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام پر بتوں کے
توڑنے کا الزام لگا کر اپنے بادشاہ نمرود کے روبرو اپنی فریاد اس لئے پیش کی کہ وہ بت پرست بادشاہ اس فریاد کو سنکر ابراہیم
علیہ السلام کے حق میں کوئی سخت سزا تجویز کرے اور تمام اہل دربار اور قوم کے لوگ بادشاہی سزا کی شہرت کے سبب سے سزا کے
موقع پر انکو اوس سزا کو آنکھوں سے دیکھ لیں ان لوگوں کے اسی مطلب کو فاتوا بہ علی اعین الناس لعلہم یشہدون کے لفظوں
سے ادا فرمایا گیا ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم
علیہ السلام نے دین الہی کی حفاظت میں ایسی تین باتیں مونہہ سے نکالی ہیں جنکی ظاہری صورت جہوٹ کی سی ہے اون میں سے
یہ بات نکلتی ہے کہ بتوں کو خود توڑا اور بڑے بت کا نام لیا اور کہدیا اگر تمہارے ان بتوں میں بولنے کی طاقت ہو تو ان سے
یہ حال دریافت کرلیا جاوے حاصل یہ ہے کہ بڑے بت کا نام لینے میں ظاہری صورت تو جہوٹ کی تھی اور حقیقت میں

بل فعلہ کبیرھم سے ابراہیم علیہ السلام کا یہ مطلب تھا کہ یہ کام ایسے بڑے نے کیا ہے جو ان بتون کو صدمہ پہنچانے کی ایسی طاقت رکھتا ہے جسکے آگے یہ بت بالکل عاجز ہیں دوسری بات وہی ہے کہ بیماری کا عذر کرکے ابراہیم علیہ السلام میلہ میں نہیں گئے جس سے اونکا مطلب یہ تھا کہ جس طرح بیمار شخص کہیں نہیں جا سکتا اسی طرح میں بھی اس میلہ میں نہیں جا سکتا تیسری بات یہ ہے کہ ملک عراق سے ملک شام کے سفر کے وقت جب مصر کے ایک ظالم بادشاہ نے خوبصورتی کے سبب سے حضرت سارہ کو بدکاری کے ارادہ سے پکڑ بلایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے کہہ دیا تھا کہ وہ بادشاہ میرا حال پوچھے تو کہہ دینا وہ میرے بھائی ہیں جس سے اون کا مطلب یہ تھا کہ حضرت سارہ اون کی دینی بہن ہیں وہ بدکار ظالم بادشاہ ہر ایک خوبصورت عورت کو بدکاری کے لئے زبردستی پکڑوا لیتا تھا اور اگر یہ سن لیتا تھا کہ عورت کے ساتھ اس کا خاوند بھی ہے تو اوس مرد کو قتل کرا دیتا تھا اسی آفت سے بچنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ظالم بادشاہ میرا حال پوچھے تو کہہ دینا وہ میرے بھائی ہیں ابوہریرہؓ کی اسی روایۃ میں حضرت سارہ کا باقی کا قصہ یوں ہے کہ اوس ظالم بادشاہ نے کئی دفعہ بدکاری کا ارادہ کیا لیکن اس بُرے ارادہ کے ساتھ ہی وہ بدہوش ہو جاتا آخر عاجز آکر اوس نے حضرت سارہ کو رخصت کیا اور حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہ کی خدمت کے لئے دیا اچھے لوگوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ ہوتا ہے اسلئے ظاہری صورت کے جھوٹ سے بھی حشر کے دن ابراہیم علیہ السلام ڈرنے لگے چنانچہ صحیح بخاری کی ابوہریرہؓ کی شفاعت کی روایۃ میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے۔

منزل ۴

فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ

پھر سوچے اپنے جی میں پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو پھر اوندھے ہو رہے سر ڈالکر

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ۝ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا

تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں بولا کیا تم پوجتے ہو اللہ سے ورے ایسے کو کہ تمہارا کچھ بھلا کرے

وَلَا يَضُرُّكُمْ ۝ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

نہ برا بیزار ہوں میں تم سے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو بوجھ نہیں

جب ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے لوگوں کو یہ کہہ کر چپ کر دیا کہ ان چھوٹے بتوں سے تو یہ پوچھا جاوے کہ ان کو کس نے توڑا ہے اور بڑے بت سے یہ پوچھ لیا جاوے کہ اوس نے چھوٹے بتوں کو کیوں توڑا ہے تو قوم کے لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کو اپنے دل میں سوچا اور آپس میں ایک نے دوسرے کی طرف دیکھکر یہ کہا کہ بغیر دیکھے ابراہیم علیہ السلام کو بتوں کے توڑنے کا الزام لگانا حقیقت میں ایک زیادتی اور بے انصافی کی بات ہے پھر گردن جھکا کر شرمندگی سے کہنے لگے ابراہیم تم کو کیا معلوم نہیں کہ یہ پتھر کے بت مونہہ سے نہیں بولتے قوم کے لوگوں سے یہ بات سنکر ابراہیم علیہ السلام نے اون سے کہا کہ تمہارے بت جب ایسے عاجز اور بے بس ہیں کہ جس نے انکو صدمہ پہنچایا اس کا مقابلہ نہ کر سکے اور تمہارے پوچھنے پر یہ بھی نہیں بتلا سکتے کہ کس شخص نے انکو صدمہ پہنچایا تو پھر تم کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ تم اور تمہارے بت دونوں بیزاری کے قابل ہیں کیونکہ یہ بت اپنی پوجا

لرنے والون کے ساتھہ نہ کچھہ بھلائی کرسکتے ہیں نہ پوجا کے چھوڑدینے والوں کے ساتھہ کچھہ برائی۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوا
علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے دوزخی قرار پا چکے ہیں
دنیا مین پیدا ہونے کے بعد ویسے ہی کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہیں اس حدیث کو آیتون کے ساتھہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ا
علیہ السلام کی نصیحت سے قوم کے لوگ اگرچہ بت پرستی کی برائی کو سمجھہ گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین وہ لوگ دوزخی
تھے اس لئے بجائے اس کے کہ وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت کی کچھہ قدر کرتے اونھون نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ
بدسلوکی کی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا

بولے اسکو جلاؤ اور مدد کرو اپنے ٹھاکرون کی اگر کچھہ کرتے ہو ہمنے کہا اے آگ ٹھنڈک ہوجا اور آرام

عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۝

ابراہیم پر اور چاہنے لگے اسکا برا پھر انہین کو ہمنے ڈالا نقصان مین

جب عقلی حجت مین حضرت ابراہیم کے باپ نمرود اور نمرود کے ساتھہ کے لوگ حضرت ابراہیم پر غالب نہ آسکے تو اوس
ان سب لوگون نے صلاح کرکے یہ بات نکالی کہ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالدین اس قصہ کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر سولہ
برس کی تھی تفسیر سدی مین ہے کہ وہ لوگ حضرت ابراہیم کے جلانے کے لئے لکڑیان جمع کرنے کو ایسا اچھا سمجھتے تھے کہ اگر
عورت بھی اون لوگون مین بیمار ہوتی تھی تو یہ نذر مانتی تھی کہ اگر وہ اچھی ہوجاویگی تو ایک گٹھا لکڑیونکا اس انبار مین ڈلوادیگی
حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ لوگ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالنے کا قصد کررہے تھے تو جو فرشتہ مینہ
پر تعینات ہے اسکو گمان تھا کہ اللہ کا حکم اوسی فرشتہ کو اس آگ کے بجھانے کا ہوگا لیکن اللہ کا حکم کسی ذریعہ کا محتاج نہین
تعالیٰ کے حکم سے خود آگ نے پانی کا کام دیا کیونکہ جس طرح پانی سے باغ سرسبز ہوتا ہے اوسی طرح آگ سے گلزار قائم
اور تمام روئے زمین کی آگ اوس روز بجھہ گئی اور اگر اللہ تعالیٰ اس طرح آگ کے ٹھنڈے ہونے کا حکم دیتا جس مین حضرت
ابراہیم کی صحت وسلامتی کے باقی رہنے کا ذکر نہ ہوتا تو بلاشک اس روز حضرت ابراہیم کو آگ کی ٹھنڈک سے ایذا
پڑتی تفسیر ابن ابی حاتم مین روایت ہے کہ چالیس روز تک حضرت ابراہیم اس آگ مین تھے اور حضرت ابراہیم فرمایا کرتے تھے
کہ اون دنون سے زیادہ آرام کے دن مین نے اپنی عمر مین نہین دیکھے نمرود نے ایک اونچا محل اس آگ کا تماشہ دیکھنے کو بنایا
تھا جب نمرود نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم صحیح وسالم اس آگ مین بیٹھے ہیں تو اسنے چلاکر حضرت ابراہیم سے کہا کہ ابراہیم بلاشک تمہارا
خدا بڑا قدرت والا ہے جس نے تم کو آگ مین نہین جلنے دیا مین بھی تمہارے خدا کی کے نام قربانی کرون گا حضرت ابراہیم نے
کہ جب تو بت پرستی چھوڑے گا اسوقت تیری قربانی قبول ہوگی نمرود نے کہا یہ تو مجھسے نہ ہوسکے گا اسی طرح آزر اور اور لوگ
حال دیکھکر خدا کی قدرت کے قائل ہوئے مگر ایمان نہ لائے اوپر بیان ہوچکا ہے کہ اس قصہ کے بعد حضرت ابراہیم ملک شام کو چلے

گئے بخاری و مسلم مین ام شریک سے روایت ہی کہ روئے زمین پر جسقدر جانور ہین سب نے اپنی مقدور کے موافق حضرت ابراہیم کی آگ بجھانیکی کوشش کی مگر گرگٹ اس ارادہ سے پھونکین مارتا تھا کہ وہ آگ اور بھڑک جاوے اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے مارنیکا حکم دیا حضرت عائشہ نے ایک برچھی اپنے گھر مین اس غرض سے رکھی تھی کہ اس برچھی سے وہ گرگٹ کو مارا کرتی تھین حضرت عبداللہ بن عباس سے بخاری مین یہ بھی روایت ہی کہ جسوقت حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالا تو حضرت ابراہیم حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھ رہے تھے اور جنگ احد سے واپس ہونے اور پھر دوبارہ لڑائی کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے نکلنے کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگون نے جب مشرکین کی بڑی بھاری فوج کے اکٹھی ہونیکی خبر دی تو آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھتے تھے حاصل مطلب ان آیتونکا یہ ہی کہ نمرود اور اسکے ساتھیون نے مشورہ کرکے یہ بات قرار دی کہ اگر اپنے ٹھاکرونکا بدلہ لینا منظور ہی تو ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین جلا دیا جاوے یہان اس قصہ کو مختصر طور پر فرمایا ہے سورہ والصافات مین ذکر ہی کہ ان لوگون نے ایک چار دیواری کے اندر آگ جلائی اور ابراہیم علیہ السلام کو اسمین ڈالا آگے فرمایا اللہ کے حکم سے وہ آگ ٹھنڈی ہوگئی اور اللہ کے رسول ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ سے کچھ نقصان نہین پہنچا بلکہ ان لوگونکا ایندھن کا خرچ آگ جلانیکی محنت سب کچھ رائیگان گیا جس سے یہ لوگ نقصان مین رہے علیحدہ اس نقصان کے پہلے پانچ ہزار گز کی اونچی عمارت کے گر پڑنے سے اور پھر مچھرون کے عذاب سے نمرود اور اسکا لشکر جو ہلاک ہوا یہ نقصان بھی انلوگونکو پہنچا تفسیر مقاتل تفسیر عبدالرزاق اور تفسیر ابن ابی حاتم کی حضرت عبداللہ بن عباس اور زید بن اسلم کی روایتونکے حوالہ سے یہ قصہ سورہ النحل مین گزر چکا ہی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسٰی اشعری کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہی جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی جبتک چاہتا ہی نافرمان لوگونکو مہلت دیتا ہی اور جب مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو ان کو کسی سخت عذاب مین پکڑ لیتا ہی اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ چار سو برس تک اللہ تعالی نے نمرود کو مہلت دی لیکن جب وہ اتنی مہلت مین اپنی سرکشی سے باز نہ آیا تو مع اپنے لشکر کے بڑی ذلت سے ہلاک ہوگیا اس قصہ سے اللہ تعالی نے اپنے رسول کی مخالفت کا انجام قریش کو سمجھایا تھا لیکن بارہ تیرہ برس کی مہلت مین جب اون مین کے سرکش لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے باز نہ آئے تو یہی انجام انکا ہوا کہ بدر کی لڑائی مین یہ لوگ بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوئے جس کا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ

اور بچا نکالا ہمنے اوسکو اور لوط کو اس زمین کی طرف جسمین برکت دے رکھی ہمنے جہان کے واسطے اور بخشا اسکو اسحق اور یعقوب دیا انعام مین

وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ

اور سبکو نیک بخت کیا اور انکو کیا ہمنے پیشوا راہ بتاتے ہمارے حکم سے اور کہہ بھیجا انکو کرنا نیکیون کا اور کھڑی

الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ

رکھنی نماز اور دینی زکوۃ اور وہ تھے ہماری بندگی مین لگے اور لوط کو دیا ہمنے حکم اور سمجھ اور بچا نکالا اسکو اس شہر سے

الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَـبٰۗىِٕثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

جو کرتے تھے گندے کام وہ تھے لوگ برے بیحکم اور اسکو لے لیا ہمنے اپنی مہر مین وہ ہے نیک بختون مین

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالی نے ابراہیم کو آگ کی صدمہ سے بچایا ان آیتون مین فرمایا کہ علاوہ آگ کے صدمہ سے بچانیکے ایسی دشمن قوم کی بستی مین رہنے کی آفت سے بھی نجات اسطرح دی کہ ابراہیم اور انکے بھتیجے لوط علیہ السلام کو ملک شام کی سرسبز اور برکت والی زمین مین پہنچا دیا اور ابراہیم علیہ السلام نے فقط بیٹے کی دعا کی اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے انکو بیٹا بھی دیا اور پوتا بھی دیا اور

ان مین سے ہر ایک کو اللہ کی فرمانبرداری کی توفیق دی اور ایسا پیشوا مقرر کیا کہ جنکے سبب سے بہت لوگون کو نیک راہ کی سمجھ آگئی حضرت ابراہیم کے بعد عیسی علیہ السلام تک کے سب نبی حضرت ابراہیم کے بیٹے اسحاق علیہ السلام کی اولاد مین او رحضرت عیسی علیہ السلام کے بعد خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسماعیل علیہ السلام کی اولاد مین پیدا ہوئے اسی واسطے ابراہیم علیہ السلام اور انکی اولاد کو پیشوا فرمایا اسی طرح ان مین سے ہر ایک کو نماز زکوۃ ہر ایک طرح کے نیک کامون کے بجالانے کا حکم دیا اور اپنی ذات سے بھی اس حکم کی انھون نے پوری تعمیل کی ملک عراق سے ملک شام کی طرف جب ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی تو ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ ابراہیم علیہ السلام جب ملک شام مین پہنچکر رہنے لگے تو ملک شام کی ایک بستی سدوم کے لوگون کی ہدایت کے لئے لوط علیہ السلام نبی ہوئے قوم لوط کے لوگون کو لڑکون سے بدفعلی کرنے کی عادت تھی ایسکو گندے کام فرمایا مدت تک لوط علیہ السلام نے ان لوگون کو اس گندے کام سے باز آنے کی نصیحت کی مگر اون مین سے ایک شخص بھی راہ راست پر نہ آیا اس لئے اللہ تعالی نے جبرئیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کو انسان کی صورت مین قوم لوط کے عذاب کے لئے بھیجا پہلے یہ انسان کی شکل کے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور انکو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی اور پھر پتھرون کے مینھہ اور بستی کے الٹ دینے کے عذاب سے تمام قوم لوط کو غارت کر دیا لوط علیہ السلام اور انکی بیٹیون کو اللہ تعالی نے اس عذاب سے بچالیا اوسی کا ذکر آخری آیۃ مین ہے یہ سورہ ہود مین تفصیل سے گزر چکا ہے۔ سورہ ہود کی آیتون کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ جن فرشتون نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تھی وہی فرشتے قوم لوط کے عذاب کا حکم بھی لیکر آئے تھے اسی واسطے ایک ہی جگہ دونون باتون کا ذکر ان آیتون مین فرمایا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری رض کی روایۃ اور انس رض بن مالک کی روایۃ جو اوپر کی آیتون کی تفسیر مین گزر چکی ہین وہی روایتین ان آیتون کی تفسیر ہین جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر کی آیتون کی تفسیر مین بیان کیا گیا ملک شام بڑا سرسبز ملک ہے اور ابراہیم علیہ السلام سے لیکر عیسے علیہ السلام تک سب انبیا وہین گزرے ہین اسواسطے وہان کی زمین کو برکت والی زمین فرمایا جب تک لوط علیہ السلام قوم لوط مین تھے تو اپنے علم نبوت کے موافق قوم کے لوگون کے ہر طرح کے جھگڑون کا فیصلہ کرتے تھے اسی واسطے فرمایا کہ اللہ تعالی نے لوط علیہ السلام کو صاحب حلم اور صاحب فہم ہونے کی نعمت دی تھی۔

منزل ۴

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ

اور نوح کو جب اسنے پکارا اس سے پہلے پھر سن لی ہمنے اسکی پکار سو بچادیا اسکو اور اسکے گھر کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اسکی

الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

ان لوگون پر جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین وہ تھے برے لوگ پھر ڈوبا یا ہمنے ان سب کو

سب انبیا مین نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت نبی ہین چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی ابوہریرہ کی شفاعت کی بہت بڑی حدیث

ین ان کا ذکر تفصیل سے ہے سورہ قمر اور سورہ نوح میں آویگا کہ ساڑھے نو سو برس نصیحت کر کے جب نوح علیہ السلام قوم کے لوگون کی سرکشی سے تنگ آ گئے تو اونھون نے قوم کے لوگون پر عذاب نازل ہونے کی بد دعا کی اسکو فرمایا اے رسول اللہ کے ابراہیم اور لوط علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے جب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے حق مین بد دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اونکی بد دعا سن لی اور نوح علیہ السلام کو مع اون کے ساتھیون کے طوفان کے عذاب سے بچا کر باقی قوم کو طوفان کے عذاب سے ہلاک کر دیا جس کا قصہ تفصیل سے سورہ ہود مین گزر چکا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری رضی کی اور انس بن مالک رضی کی روایتین جو اوپر گزر چکی ہیں وہی روایتین ان آیتون کی بھی تفسیر ہیں حاصل جسکا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔

وَدَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ

اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے فیصل کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئی تھین اسکو رات میں بکریان ایک لوگون کی اور روبرو تھا

شٰهِدِيْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ

ہمارے انکا فیصلہ پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونون کو دیا تھا ہمنے حکم اور سمجھ اور تابع کئے ہمنے داؤد کے ساتھ پہاڑ

يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ

پڑھتے اور اوڑتے جانور اور ہمنے یہ کیا تھا اور اسکو سکھایا ہمنے بنانا ایک تمہارا پہناوا کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی سے سو کچھ تم

شٰكِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا

شکر کرتے ہو اور سلیمان کے تابع کی باو جھپٹے کی چلتی اسکے حکم سے زمین کی طرف جہان برکت دی ہے اور ہمکو

بِكُلِّ شَىْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝

سب چیز کی خبر ہے اور تابع کئے کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اسکے واسطے اور کچھ بنانے اسکے سوائے اور ہم تھے انکو تھام رہے

نوح علیہ السلام کے قصے کے بعد داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے ایک قصہ کا ذکر ان آیتون مین فرمایا سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ جب بنی اسرائیل مین طرح طرح کی نافرمانی پھیل گئی تو اوس کی سزا مین ملک شام کے کئی شہر قوم عمالقہ کے بادشاہ جالوت نے بنی اسرائیل سے چھین لئے اسکے بعد بنی اسرائیل کے پیغمبر شمویل علیہ السلام نے طالوت کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا اور جالوت و طالوت کی لڑائی مین داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا اور شمویل عم کی وفات کے بعد نبوت بادشاہت یہ سب کچھ داؤد علیہ السلام کے خاندان مین آگیا داؤد علیہ السلام کی بادشاہت کے زمانہ مین ایک شخص کی کھیتی دوسرے شخص کی بکریان رات کو چر گئین جب یہ جھگڑا داؤد علیہ السلام کے روبرو پیش ہوا تو حضرت عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود کے قول کے موافق داؤد علیہ السلام نے اس جھگڑے کا یہ فیصلہ کیا کہ وہ بکریان کھیتی والے شخص کو ہمیشہ کے لئے بکری والے شخص سے دلا دین اسی قول کے موافق سلیمان علیہ السلام نے اس فیصلہ کا حال سنکر اپنی جگہ یہ کہا کہ اگر وہ کھیتی کی زمین بکری والے شخص کے حوالہ کی جاتی کہ وہ اس زمین مین زراعت کر کے کھیتی کو اس حالت پر پہنچا دیوے جس حالت پر وہ کھیتی بکریون کے چرنے کے وقت پر تھی

اور کھیتی کی زراعت کے اس حالت پر پہنچنے تک بکریاں کھیتی والے شخص کے قبضے میں رکھی جاتیں تو یہ فیصلہ اچھا تھا داؤد علیہ السلام
کو کہاں تک جب سلیمان علیہ السلام کے اس فیصلہ کی خبر پہونچی تو اونھوں نے اپنے فیصلہ کو موقوف رکھکر یہی سلیمان علیہ السلام
کا فیصلہ قائم رکھا ان ہی دونوں فیصلوں کا ذکر ان آیتوں میں فرماکر فرمایا کہ اگرچہ ان دونوں فیصلوں کا حال اللہ تعالیٰ کے علم سے
باہر نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام دونوں کو نبوت اور علم کی نعمت اپنے علم غیب کے موافق عطا
کی ہے جس کا ظہور داؤد علیہ السلام کے حق میں تو ہو گیا اور سلیمان علیہ السلام کے حق میں ہونے والا ہے لیکن اسوقت بھی اس جھگڑے
کا صحیح فیصلہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو سمجھایا اس فیصلہ کے وقت سلیمان علیہ السلام کی عمر گیارہ برس کی تھی سورہ
النمل میں آویگا کہ نبوت اور بادشاہت سلیمان علیہ السلام کو وراثت کے طور پر داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ملی ہے اس سے
معلوم ہوا کہ اس فیصلہ کے زمانہ تک سلیمان علیہ السلام نبی نہیں تھے ہاں اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق آیندہ نبی ہونے والے
تھے اسی واسطے فرمایا وکلا اتینا ہ حکما وعلما جس کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ داؤد علیہ السلام کے حق میں تو اس کا
ظہور ہو گیا اور سلیمان علیہ السلام کے حق میں ہونے والا ہے اکثر سلف کا قول ہے کہ کوئی چوپایا رات کو کسی کے کھیت میں گھس جاوے
تو اوسکو نفش کہتے ہیں اور دن کو گھس جاوے تو اوسکو ہمل کہتے ہیں اسی واسطے اکثر سلف نے نفشت فیہ غنم القوم کی تفسیر یہی
کی ہے کہ وہ بکریاں رات کو کھیت میں گھس گئی تھیں مسند امام احمد ابو داؤد اور ابن ماجہ نسائی وغیرہ میں براء بن العازب سے روایت
ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ رات کو چوپایوں کا باندھ کر رکھنا چوپایوں کے مالکوں کے ذمہ ہے اسواسطے رات کو جو چوپایہ کسی کا کچھ
نقصان کریگا تو اوس کا بدلہ مالک سے دلایا جاویگا اگرچہ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ لیکن بعضے علما کہتے ہیں کہ حرام
بن محیصہ راوی کو براء بن العازب سے کسی حدیث کے سننے کا موقع نہیں ملا اس لئے اس حدیث کی سند پوری نہیں ہے نسائی
کی سند میں بجائے حرام بن محیصہ کے سعید بن المسیب کا نام ہے جس سے یہ سند پوری ہو جاتی ہے لیکن رات دن کے فرق میں
علماء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ کی تعریف
جو فرمائی ہے صحیح بخاری و مسلم کی عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر یوں
فرمائی ہے کہ جو حاکم صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کرے اور بشریت کے تقاضہ سے اوس فیصلہ میں کوئی غلطی رہ جاوے تو ایسے حاکم
کو کوشش کے بدلہ میں اکہرا ثواب ملے گا اور جو حاکم صحیح فیصلہ کی کوشش بھی کریگا اور اس کے فیصلہ میں غلطی بھی نہ رہے گی تو ایسے
حاکم کو دوہرا ثواب ملیگا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ میں دونوں باتیں تھیں
اس لئے اوس فیصلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا سمجھایا ہوا فیصلہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں
اور پرندوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ داؤد علیہ السلام کے ذکر الٰہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کریں وکنا فاعلین اس کا مطلب یہ ہے
کہ داؤد علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی کہ پہاڑ اور پرند داؤد
علیہ السلام کے تابعدار رہیں گے حسن بصری اور قتادہ کا قول ہے کہ داؤد علیہ السلام کو لوہے کے آگ میں تپانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی

بلکہ تاگے کی طرح لوہے کو ہاتھ سے بٹکر کڑیوں کی زرہ بناتے تھے جو لڑائی کے وقت دشمن کے وار سے بچنے کے لئے کام آتی تھی پھر فرمایا لوگوں کو اس کا شکر اللہ تعالی کی بارگاہ میں ادا کرنا چاہیے کہ اوس نے داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے زرہ کے بنانے کی حکمت دنیا میں پھیلادی داؤد علیہ السلام کے ذکر کے بعد اون کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہوا کو اونکے تابع کردیا تھا کہ وہ اونکے تخت کو مہینہ بھر کے راستہ کے شہر کو دوپہر تک پہنچا دیتی تھی اور پھر شام کو برکت کی زمین ملک شام میں وہ اپنے تخت پر بیٹھ کر آجاتے تھے وکنا بکل شی عالمین اس کا مطلب وہی ہے جو وکنا فاعلین کی تفسیر میں بیان کیا گیا سلیمان علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جاچکی تھی کہ ہوا اور جنات سلیمان علیہ السلام کے فرمانبردار رہیں گے اسی واسطے فرمایا ہوا کی طرح جنات کو بھی اون کا فرمان بردار کردیا تھا کہ وہ غوطہ لگاکر سمندر میں سے جواہرات نکالتے تھے اور طرح طرح کے اور کام بھی کرتے تھے اور اللہ تعالی نے جنات کو اس طرح تھام رکھا تھا کہ وہ بنی آدم کو ستا نہیں سکتے تھے صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ نے فرمایا ایک سرکش جن رات کو میری نماز میں خلل ڈالنا چاہتا تھا اللہ تعالی نے مجھکو اوسپر غالب کردیا یہاں تک کہ میں نے اوسکو پکڑ لیا مگر مجھکو سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی اس لئے میں نے اوسکو چھوڑ دیا سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا سورہ ص میں آویگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے خاص معجزہ کے طور پر جنات اون کے تابع تھے اس خیال سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جن کو چھوڑ دیا سورہ سبا کی تفسیر میں جنات کا ذکر بالتفصیل سے آویگا جو ہوا سلیمان علیہ السلام کا تخت لیجاتی تھی وہ ظاہر میں تو دھیمی تھی آندھی نہیں تھی اور تاثیر میں ایسی تیز تھی کہ دوپہر میں مہینہ بھر کا راستہ طے کرتی تھی اسی واسطے اوسکو یہاں تو تیز فرمایا اور سورہ سبا میں نرم فرمایا۔

منزل۴

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا

اور ایوب کو جس وقت پکارا اپنے رب کو کہ مجھکو پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا پھر ہمنے سن لی اسکی پکار سو اٹھادی

مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝

جو اسپر تھی تکلیف اور دی ہمکو اسکی گھر والی اور اونکے برابر ساتھ اونکے اپنے پاس کی مہر سے اور نصیحت بندگی والوں کو

سلیمان علیہ السلام کے قصہ کے بعد اس سورہ میں اور سورہ ص میں ایوب علیہ السلام کا قصہ قرآن شریف میں آیا ہے اسواسطے بعضے علما کا قول ہے کہ ایوب علیہ السلام انبیائے بنی اسرائیل میں سلیمان علیہ السلام کے بعد نبی ہوئے ہیں لیکن تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ ایوب علیہ السلام لوط علیہ السلام کے نورے اور موسے علیہ السلام سے پہلے کے انبیا ہیں اس تفسیر میں ایک جگہ یہ ذکر کردیا گیا ہے کہ ابوالقاسم علی بن عساکر سنہ ۵ھ میں شام کے ثقہ اور مشہور علما میں ہیں اور انکی تاریخ دمشق اور باقی کی تصنیفات معتبر ہیں ترمذی اور ابن ماجہ میں سعد بن ابی وقاص کی صحیح روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں سب سے زیادہ آزمائش انبیا کی ہوا کرتی ہے۔ اس عادت الٰہی کے موافق ایوب علیہ السلام کی یہ آزمائش ہوئی کہ اونکے بیٹے سب مرگئے مال سارا برباد ہوگیا خود ایسے بیمار ہوئے کہ تمام بدن میں کیڑے پڑگئے بستی کے لوگوں نے بستی کے باہر ایک کونے میں انکو

والد یا سولے اون کی بی بی کے اور کسی نے ساتھ نہ دیا بعضی روایتون کے موافق تیرہ برس اور بعضی کے موافق اٹھارہ برس یہی حال رہا صحیح سند سے مسند بزار مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان مین انس بن مالک سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہو کہ ایوب علیہ السلام کے کسی دوست نے ایک دن یہ بات کہی کہ ایوب علیہ السلام سے کوئی ایسا بڑا گناہ ہوگیا ہے جو اٹھارہ برس کی تکلیف اوٹھاکر بھی معاف نہیں ہوا اس سخت کلمہ کی برداشت ایوب علیہ السلام نہ کرسکے اور اس کلمہ کے سننے کے بعد اونھون نے اپنی تندرستی کے لئے دعا کی جسکا ذکر ان آیتون مین ہے اور اللہ تعالے نے اون کی دعا قبول فرماکر انکو تندرست کردیا جسکا تفصیلی قصہ سورہ ص میں آویگا تفسیر ضحاک مین حضرت عبد اللہ بن عباس کا قول ہے کہ تندرست ہوجانے کے بعد ایوب علیہ السلام کے ۲۶ لڑکے پیدا ہوئے صحیح بخاری اور صحیح ابن حبان مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایوب علیہ السلام کے اچھے ہوجانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انپر سونے کی ٹڈیون کا مینھہ برسایا جس سے ایوب علیہ السلام بہت مالدار ہوگئے و ذکری للعابدین اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندون کے حق میں یہ قصہ اس بات کی نصیحت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندون کو اس طرح آزماتا ہے اور پھر اوس کا انجام یون اچھا ہوتا ہے ۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں سہارنیوالے اور لے لیا ہمنے انکو اپنی مہر مین وہ ہیں نیک بختون مین

منزل ۴

صحیح بخاری مین حضرت عبد اللہ بن عباس کی ایک بہت بڑی حدیث ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام مکہ کے میدان مین جب ہاجرہ علیہا السلام اور دودہ پیتے بچے اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑ گئے تو انکو ایک مشک پانی کی بھری ہوئی دے گئے تھے جب اس مشک کا پانی ہوچکا اور ہاجرہ علیہا السلام پیاس سے بہت پریشان ہوئین تو اللہ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے زمزم کے مقام پر اپنا پر مارا جس سے یہ زمزم کا چشمہ نکلا اور اس پانی کے سبب سے جرہم بن قحطان کے قبیلہ کے لوگ اس مکہ کے میدان مین آباد ہوئے اور جوان ہوجانے کے بعد اس قبیلہ کی ایک عورت سے اسمٰعیل علیہ السلام کا نکاح ہوا اس قبیلہ جرہم کے اسمٰعیل علیہ السلام نبی تھے اور جرہم قبیلہ کے زمانہ تک مکہ میں ملت ابراہیمی کی پوری پابندی جاری تھی قوم جرہم کے زمانہ کے بعد جب قوم خزاعہ کے حوالہ مین بیت اللہ آیا تو قوم خزاعہ کے سردار ایک شخص عمرو بن لحی نے پہلے پہل ملت ابراہیمی کو مٹایا اور جدہ سے بت لاکر مکہ مین رکھے اور بت پرستی پھیلائی چنانچہ صحیح بخاری کی ابوہریرہ کی روایت سے اور مسند امام وغیرہ کی اور روایتون سے یہ قصہ سورہ المائدہ مین گزرچکا ہے ۔ قریش یہ جو کہتے تھے کہ بت پرستی ہمارے بڑون کا طریقہ ہے قریش کی اس بات کو جھٹلانے کے لئے اسمٰعیل علیہ السلام کے قصہ سے قریش کو یون قائل کیا گیا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو بنی اسمٰعیل کہتے ہیں مگر انکو یہ خبر نہین کہ عمرو بن لحی کے پہلے ان کے بڑون کے بڑے اسمٰعیل گزرے ہیں اون کا یہ طریقہ ہرگز نہین تھا ان لوگون کی یہ بڑی نادانی ہے کہ اپنے اصل بڑون کے طریقہ کو چھوڑ کر عمرو بن لحی کے طریقہ پر جمے ہوئے ہیں صحیح بخاری امام بخاری نے بغیر سند کے عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس کا یہ قول جو بیان کیا ہے کہ الیاس اور ادریس ایک ہی پیغمبر

نام ہے اس میں حضرت عبداللہ ابن عباس کے قول کی سند تو ضعیف ہے اور عبداللہ بن
معتبر ہے لیکن یہ قول ابوذر کی اس صحیح حدیث کے مخالف ہے جس میں اللہ کے رسول صلی ا
پہل قلم سے لکھنا دنیا میں جاری کیا کیونکہ الیاس انبیائے بنی اسرائیل میں سے ہیں ا
تھا چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو خط جو لکھا ہے اسکا ذکر اکثر مفسر
صحیح معلوم ہوتا ہی کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام سے پہلے ہیں ادریس علیہ السلام ک
حدیث کو ابن حبان نے صحیح کہا ہی صحیح بخاری و مسلم کی مالک بن صعصعہ کی روایۃ کے اور صحیح
یہی ہے کہ معراج کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ادریس علیہ السلام کی ملاقات
اور نہ ہونے میں صحابہ کے زمانہ سے اختلاف چلا آتا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس ا
ابو موسیٰ اشعری منبر پر وعظ کی طرح بیان کیا کرتے تھے کہ بنی اسرائیل میں ذوالکفل
عبداللہ بن عمر سے ایک روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی ا
اس شخص نے ایک عورت کو ساٹھ اشرفیاں بدکاری کے وعدہ پر دیں اور جب اس نے
الکفل نے اس عورت سے رونے کا سبب پوچھا تو اس عورت نے کہا میں نے ایسا
کے وعدہ پر مجبور کر دیا ہے۔ الکفل نے عورت کی یہ بات سنکر اسکو رخصت کیا اور سا
کہ آئندہ وہ عمر بھر کوئی گناہ نہ کریگا اس عہد کی ہی رات کو الکفل کا انتقال ہو گیا اور صبح
الکفل کی مغفرت فرما دی حافظ ابن کثیر نے مسند امام احمد کے حوالہ سے اس حدیث کو ا
ستہ کے کسی مصنف نے اپنی کتاب میں اس حدیث کو نہیں لیا ترمذی کے ابواب زہد
جو مسند امام احمد میں ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن بھی کہا ہے لیکن مسند امام
شاید حافظ ابن کثیر کا مطلب یہ ہے کہ مسند امام احمد کے لفظوں سے یہ حدیث صحاح
ترمذی میں تو یہ قصہ الکفل کے نام سے لیکن یہ روایۃ صحیح ابن حبان طبرانی اور شعب الا
میں کچھ قصہ الکفل کے نام سے بیان کیا گیا ہے اس سورہ کا نام سورہ الانبیا ہے اور اللہ تو
لیا ہے اسواسطے حافظ ابن کثیر نے صحابہ کے اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ قرآن شر
عبداللہ بن عمر کی روایۃ میں جسکا ذکر ہے وہ بنی اسرائیل میں کا کوئی دوسرا شخص ہے
آزمائش کے وقت صبر کرنے والے اللہ کی مرضی کے پابند نیک بندے تھے اسی واسطے اللہ

اذکر دیے اسی امید پر انھوں نے یہ دعا کی جسکا
دیا اور ان کے گھر میں یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے
اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اسکے عذاب کے
دنی بندہ سمجھتے تھے صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے روایۃ
ہاتھ کی مزدوری کی آمدنی پر انہی گزر کرتے تھے

وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○
روح اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نمونہ جہان والوں کو

ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ عیسے علیہ السلام کے حمل
ب وہ سب سے الگ نہانے کو گئیں اور پردہ ڈالکر
یم علیہا السلام نے مرد کی شکل دیکھکر یہ کہا کہ اسے
ہوں جبرائیل علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کی اس بات
کے پیدا ہونے کی خوشخبری دینے آیا ہوں مریم علیہا السلام
تو آج تک کسی مرد نے ہاتھ تک بھی نہیں لگایا
پایا لیکن اللہ کا حکم یونہی ہے کہ بغیر باپ کا ایک لڑکا
ہلکہ اللہ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے عیسے
م کو حمل رہ گیا اور وقت مقررہ پر عیسے علیہ السلام
گویا اس آیۃ کی تفسیر ہیں جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر
صلی اللہ علیہ وسلم نے مریم علیہا السلام کو اس زمانہ کی
ہے کہ مریم علیہا السلام کے زمانہ میں کوئی عورت

[illegible]وْنِ ○ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ
بندگی کرو اور ٹکڑے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام

[illegible] مِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ
سوا کارت نہ کرینگے اسکی دوڑ اور ہم اسکو لکھ لیتے ہیں

ے ہوں اس مطلب کے ادا کرنے کے لئے حضرت

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ
اور مچھلی والے کو جب چلا گیا غصے سے لڑکر پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے پھر پکارا

منزل ۴

ربع ۷

عبد اللہ بن عباس نے یہاں امت کے معنے دین کے کئے ہیں حاصل ان معنون کا یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت اور اسکے احکام کی پابندی اصل
دین ہے اس مقصد کے پھیلانے میں سارے انبیا ایک ہیں ضرورت وقت کے لحاظ سے فقط حلال و حرام کے احکام بدلتے رہے ہیں
جسکو ہر ایک نبی کی شریعت کہتے ہیں لیکن اصل دین کی ہر ایک شریعت میں تاکید ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضہ کی روایۃ ہے جس میں
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصل دین کے حساب سے سب انبیا اس طرح سے ایک ہیں جس طرح ایک باپ کی اولاد میں بھائی
ایک ہوتے ہیں ہاں حلال و حرام کے احکام ہر شریعت کے اس طرح الگ الگ ہیں جس طرح ایک باپ کی اولاد کے دو بھائیوں کی مان
جدا ہوا کرتی ہے - اس حدیث سے حضرت عبد اللہ بن عباس کے اوس کے قول کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے آگے فرمایا اصل دین
مین اگرچہ سب انبیا ایک ہیں لیکن جن لوگون کی ہدایت کے لئے انبیا بھیجے گئے اونھون نے انبیا کی نصیحت کو نہین مانا اور ایک دین کے بہت
سے دین ٹھہرائے مثلاً کوئی بت پرست ہے کوئی ستارہ و آتش پرست پھر فرمایا ایک دن یہ سب اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہون گے
اور ایماندار نیک عمل کی جزا رائگان نہ جاویگی کیونکہ دس گونے سے لیکر سات سو گونا اور اس سے بھی زیادہ اجر جن نیکیون کا ہے وہ سب
نیکیان دفتر الٰہی مین صبح و شام لکھی جاتی ہین اسی طرح بد لوگ اپنی بدی کی سزا سے کسی طرح بچ نہ سکین گے کہ ان لوگون کے سب برے
عملون کا اعمال نامہ بھی دفتر الٰہی مین موجود ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضہ کی روایۃ سے حدیث قدسی کی
جگہ گذر چکی ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیکی کا بدلہ دس سے لیکر سات سو تک اور بعضی نیکیون کا اس سے بھی زیادہ ہے اور بدی کی
سزا مین کچھ زیادتی نہ ہوگی آیتون مین اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونے کا اور نیکی کے اکارت نہ جانے کا جو ذکر ہے اوس کا مطلب اس
حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے -

وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

اور مقرر ہو رہا ہے ہر بستی پر جسکو ہمنے کھپا دیا کہ وہ نہین پھرتے

حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق آیۃ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ نافرمانی کے سبب سے جس بستی والون کو اللہ تعالیٰ نے
ہلاک کر دیا ایسے لوگون پر قیامت سے پہلے دنیا مین پھر آنا انتظام الٰہی مین حرام ٹھہر چکا ہے - حضرت عبد اللہ بن عباس کے اس قول
کے موافق ما منعک ان لا تسجد مین جس طرح حرف ما کے بعد تاکید کے لئے صرف لا بڑھایا گیا ہے اسی طرح لا یرجعون مین لا کا حرف فقط حرام
کی تاکید کے لئے بڑھایا گیا ہے آگے قد افلح المومنون مین آویگا کہ ایسے نافرمان لوگ جب مر جاتے ہیں اور منکر نکیر کے جواب کے لئے اون
کے جسم مین روح پھر اللہ کے حکم سے آجاتی ہے تو ایسے لوگونکا دوزخ کا ٹھکانا اون کو دکھا کر اللہ کے فرشتے اون سے یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے
دن اسی ٹھکانے مین رہنے کے لئے تم کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا اوس وقت ایسے لوگ دنیا مین دوبارہ آنے اور نیک کام کرنے کی تمنا
ظاہر کرتے ہیں اور اونکو یہی جواب ملتا ہے کہ انتظام الٰہی کے موافق قیامت تک اب دنیا مین دوبارہ جانا ممکن نہیں ہے ہاں ذوالقرنین
یاجوج ماجوج کے روکنے کے لئے جو دیوار بنائی ہے قیامت کے قریب جب وہ دیوار ڈھے جاویگی اور یاجوج ماجوج زمین پر پھیل
جاوینگے اور پھر مر جاوین گے اور اوس کے بعد وقت مقررہ پر پہلا صور پھونکا جاکر تمام دنیا ویران ہو جاویگی تو اس کے جالیس

برس کے بعد ان دنیا میں دوبارہ جانے کی تمنا کرنیوالوں کو قیامت کے دن حساب کتاب کیلئے دوبارہ زندہ کیا جاکر دنیا کے میدان محشر میں سب کے ساتھ جمع کیا جاویگا یہ حضرت عبداللہ بن عباس کا قول جو بیان کیا گیا اسکا مضمون قد افلح المؤمنون کی آیۃ کے مضمون کے موافق ہے اسواسطے آیۃ کی وہی تفسیر صحیح ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے حوالہ سے اوپر بیان کی گئی صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا میں ہونیوالا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق وہ سب لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے کہ جو کچھ لکھا جانا تھا وہ لکھا جا کر قلم خشک ہوگیا جسکا مطلب یہ ہے کہ قلم کو دوبارہ سیاہی میں ڈبویا جاکر نہ تر کیا جاویگا نہ کچھ لکھا جاویگا شاہ صاحب نے حرام کا ترجمہ مقرر ہو رہا ہے جو کیا ہے یہ حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق ہے اوپر کی حدیثوں کے موافق اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حرام شریعت کے حکم سے نہیں مقرر ہوا بلکہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے انتظام الٰہی میں یہ امر مقرر ہوا ہے اور لکھا جاکر قلم بھی خشک ہوگیا ہے کہ ایسے لوگوں پر قیامت سے پہلے دنیا میں پھر آنا انتظام الٰہی کے موافق منع اور حرام ہے تفسیر کے حساب سے قرآن شریف کی مشکل آیتوں میں سے یہ آیۃ بھی مشہور ہے انتظامی حرام کی شریعت میں اور بھی مثالیں ہیں مثلاً جیسے سورہ القصص میں آویگا کہ سوائے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دودھ کے غیر عورتوں کا دودھ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر حرام ٹھہرا دیا تھا یا مثلاً صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرا لیا ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ۝

یہانتک کہ جب کھولدیوین یاجوج و ماجوج اور وہ ہر اوچان سے پھیلتے آوین

امام نووی اور بعضے علما نے ایک حکایت جو نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو احتلام ہوگیا تھا اور وہ نطفہ زمین پر گر پڑا اس خاک سے جو نسل چلی اوسی کا نام یاجوج ماجوج ہے اس حکایت کی سند صحیح نہیں ہے صحیح یہی ہے کہ یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد میں ہیں اسکی تصریح مستدرک حاکم اور تفسیر ابن مردویہ کی معتبر روایت میں آئی ہے دجال کا پیدا ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اوترنا اور دجال کو قتل کرنا یہ سب دس نشانیاں قیامت کی جو صحیح مسلم وغیرہ کی روایۃ میں ہیں جن نشانیوں کا ذکر مناسب طور پر ہر ایک آیۃ کے ساتھ آویگا اون دس نشانیوں میں سے ایک نشانی یاجوج ماجوج کا سد سکندری کو توڑ کر زمین میں پھیل جانا بھی ہے ترمذی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم مسند عبد بن حمید وغیرہ میں جو معتبر روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ اب یاجوج ماجوج کا کام یہی ہے کہ وہ سب ملکر سارا دن اس دیوار کو کھودا کرتے ہیں جو سکندر ذوالقرنین نے انکے روکنے کو بنا دی ہے جب وہ دیوار قریب قریب پتلی اس کے کھودی جاتی ہے کہ ذرا اور کھودنے سے راستہ ہو جاوے تو انکا سردار کہتا ہے کہ کل راستہ کرلیوینگے اور زمین پر چلے جاوینگے رات کو اللہ کی قدرت سے پھر وہ دیوار ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسی کہ تھی جب قیامت قریب ہوگی اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آجاویگا تو اونکا سردار کہویگا کہ انشاء اللہ کل سے روز راستہ کر کے زمین پر پھیل جاوینگے اس رات کو وہ دیوار اور راتوں کی طرح مضبوط نہ ہو گی اور صبح کو یاجوج ماجوج کل روئے زمین پر پھیل جاوینگے مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان وغیرہ میں سند صحیح سے جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ روئے زمین پر جس قدر انسان ہیں یاجوج

یاجوج ماجوج ان سب سے نو حصے زیادہ ہین ایک ایک شخص کی اُن مین سے ہزار کبھی ہزار سے بھی زیادہ اولاد ہو جاتی ہے جب وہ شخص
مرتا ہے اور اپنے مرے ہوئے مردون کو وہ آپ ہی کھا جاتے ہین صحیح مسلم مسند امام احمد وغیرہ مین جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے
کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام دجال کو قتل کر چکین گے تو اللہ تعالی کا حکم ہوگا کہ اب تم اپنے ساتھ کے مسلمانون کو لیکر کوہ طور پر
چلے جاؤ زمین پر اللہ کی ایک اور مخلوق آنے والی ہے جسکے مقابلہ کی تم کو طاقت نہیں ہے جب حضرت عیسی علیہ السلام اپنے ساتھ
کے مسلمانون کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاوین گے اسوقت یاجوج ماجوج زمین مین پھیلین گے سارے دریاؤن اور ندیون کا پانی پی جاوینگے
اور جو کچھ نظر پڑیگا وہ کھا جاوینگے زمین کو خالی پاکر وہ کہوین گے زمین والون کو تو سب کو ہمنے ہلاک کر دیا پھر آسمان کی طرف تیر چلاوینگے
اللہ کے حکم سے وہ تیر خون مین بھر کر گرین گے یہ دیکھکر وہ کہوین گے ہمنے آسمان کے رہنے والون کو بھی قتل کر ڈالا پھر حضرت عیسی علیہ السلام
کی بد دعا سے انکی گردنون مین پھوڑے نکل کر اور کیڑے پڑ کر سب مرجاوین گے اون کی لاشون کی یہ کثرت ہوگی کہ تمام زمین مین کہین
جگہ باقی نہ رہوے گی اللہ کے حکم سے ایک پردار بڑے بڑے جانور پیدا ہون گے وہ جانور انکی لاشون کو جہان اللہ کا حکم ہوگا وہان
پھینک دیوین گے اور زمین کو خالی کر دیوین گے پھر اللہ کے حکم سے مینہ برسے گا اور ساری زمین دھل کر صاف پاک ہو جاوے گی
اور زمین مین ایسی برکت آجاویگی کہ ایک انار کے دانون سے چند آدمیون کا پیٹ بھر جاویگا اس برکت کے زمانہ مین حضرت عیسے
علیہ السلام اور اون کے ساتھ کے لوگ کوہ طور سے اُتر کر زمین پر رہوین گے اسی زمانہ مین حضرت عیسی علیہ السلام حج کرین گے غرض
سات برس زمین پر رہنے کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام وفات پاوین گے اور مدینہ منورہ مین آنحضرت کے مزار شریف کے پاس
حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے مزار کے بیچ مین جو جگہ ہے وہان دفن ہون گے پھر شام کے ملک کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا چلیگی
اور اُس ہوا کی تاثیر سے اس طرح کے سب لوگ جنکے دل مین رائی برابر بھی ایمان ہے ایکدفعہ ہی مرجاوین گے اور دنیا مین اسطرح
کے بد لوگ رہجاوین گے کہ جانورون کی طرح سر بازار بدکاریان کرین گے اور بت پرستی بھی پھیل جاویگی دنیا کی عمر اوسوقت بہت تھوڑی
رہ جاویگی جسطرح پورے دنون سے پیٹ والی عورت ہوتی ہے کہ ہر وقت اُسکے جننے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اسطرح آسمان پر ملائکہ کو ہر وقت
قیامت کا کھٹکا لگا رہیگا انجام یہ ہوگا کہ دنیا کے یہی کارخانے چل رہے ہون گے مکانون کی مرمت ہو رہی ہوگی بازار لگے ہون گے
دودھ والے جانورون کا دودھ دوہا جا رہا ہوگا کہ ایک دفعہ ہی پہلا صور پھونکنے کا حکم ہو جاویگا اور تمام دنیا فنا ہو جاوے گی
یہان ایک اعتراض ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ابو داؤد اور مستدرک حاکم وغیرہ مین جو روایتین ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ ایک جماعت مسلمانون
کی ایسی ہوگی کہ آخر وقت تک دین پر قائم رہویگی اور اوپر جو ذکر ہوا اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی کی وفات کے بعد شام
کے ملک کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا چلکر جسکے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ فوت ہو جاویگا اور کوئی مسلمان روئے زمین پر
باقی نہ رہے گا اس اختلاف کا رفع کیونکر ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین اس اعتراض کا جو جواب دیا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ حدیث
مین یہ جو آیا ہے کہ آخر وقت تک ایک جماعت مسلمانون کی دین پر قائم رہویگی اوس آخر وقت سے مراد یہ ہے کہ جب تک بڑی بڑی
نشانیان قیامت کی ظاہر ہونگی مثلاً آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا یا اُس جانور کا ظاہر ہونا جسکو دابۃ الارض کہتے ہین اوسوقت

منزل ۴

تک ایک جماعت مسلمانون کی دین پر قائم رہیگی اس کے بعد وہ شام کی طرف کی ٹھنڈی ہوا چلکر مسلمان سب مرجاوینگے
غرض آخری وقت سے صور پھونکنے کا وقت مراد نہین ہے کس لئے کہ صور پھونکنے کے وقت جس طرح کے لوگ زمین پر علی العموم
ہونگے ان کی صراحت صحیح حدیثون مین آچکی ہے چنانچہ صحیح مسلم مسند امام احمد ۔ ابن ماجہ ۔ طبرانی وغیرہ مین جو روایتین ہین اونکا حاصل
یہ ہے کہ صور پھونکنے کے وقت زمین پر ایسے لوگ ہون گے کہ لا الہ الا اللہ اور اللہ کا کہنا زمین پر باقی نہ رہوے گا اور سر بازار بدکاری کرتے
دیکھ کر ان مین سے اگر کوئی یہ کہوے گا کہ یہ کام دیوار کی آڑ مین کرنا چاہیے تھا تو اس کا درجہ اون لوگون مین ایسا گنا جاویگا جیسا صحابا مین
حضرت ابو بکر اور عمر کا درجہ گنا جاتا ہے یہان ایک بحث صحابا کے زمانہ سے اب تک جو چلی آتی ہے وہ یہ ہے کہ بعضے صحابا اس بات
کے قائل ہین کہ ابن صیاد ایک شخص جو آنحضرت کے زمانہ مین پیدا ہوا تھا وہی دجال ہے اس ابن صیاد کا قصہ حضرت عبد اللہ بن عمر
کی روایۃ سے صحیحین مین اور اور روایتون سے مسلم وغیرہ مین ہے کہ آنحضرت چند صحابا کے ساتھ ابن صیاد کو دیکھنے تشریف لے گئے
تھے اور آپ نے اوس سے باتین کین اور اوس نے آپ سے کہا کہ مجھکو ایک تخت پانی پر نظر آیا کرتا ہے ۔ آپ نے فرمایا وہ شیطان
کا تخت ہے حضرت عمر نے آپ سے ابن صیاد کے قتل کرنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اگر یہ دجال ہے تو اسکو حضرت عیسے
قتل کرینگے تم اس کو نہیں قتل کر سکتے پھر یہ ابن صیاد مسلمان ہوگیا اور حضرت ابو سعید خدری کے ساتھ ایک دفعہ یہ ابن صیاد
حج کو جا رہا تھا تو اوس نے حضرت ابو سعید خدری سے کہا کہ لوگ میرے اوپر دجال ہونے کا شبہ کرتے ہیں اسواسطے میرا جی چاہتا
ہے کہ مین اپنا گلا گھونٹ کر مرجاؤن پھر آخر کو اوس نے یہ بھی کہا کہ دجال کو دجال کی پیدائش کی جگہ کو اور اس بات کو کہ اسوقت دجال
کہان ہے مین خوب جانتا ہون حضرت ابوذر عبد اللہ بن مسعود حضرت عمر حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت جابر قسمین کھایا کرتے تھے کہ ابن
صیاد ہی دجال ہے اگرچہ بعضے علما نے یہ روایۃ کی ہے کہ ابن صیاد مدینہ مین ہی مرگیا لیکن صحیح روایۃ یہ ہے کہ یزید کی خلافت کے زمانہ
مین یہ ابن صیاد لوگون کی نظرون سے غائب ہوگیا بیہقی نے ابن صیاد کے دجال ہونے کا انکار کیا ہے اور یہ کہا کہ جن صحابا کو تمیم داری
کا قصہ معلوم نہ تھا اونھون نے ابن صیاد کو دجال کہا ہے تمیم داری کے قصہ کو مسلم وغیرہ نے روایۃ کیا ہے حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ
آنحضرت ایک روز بے وقت اپنے حجرہ سے مسجد نبوی مین تشریف لائے اور مہاجرین اور انصار صحابا کو بلا کر جمع کیا اور فرمایا کہ مین نے
تم سب کو اس وقت خاص اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری جو ایک شخص نصرانی اسلام لایا ہے کہتا ہے کہ اوس کی کشتی طوفان مین
آکر ایک ٹاپو مین چلی گئی تھی وہان یہود کا ایک عبادت خانہ تھا جسمین ایک شخص زنجیرون سے جکڑا ہوا تھا اس نے تمیم داری
سے باتین کین اور پوچھا کہ ملک شام مین بیسان جو ایک قصبہ ہے وہان کی کھجورون مین ابھی پھل آتا ہے تمیم داری نے کہا ہان ابتک
پھل آتا ہے اوس شخص نے کہا کہ ایک زمانہ قریب مین ایسا آویگا کہ اون کھجورون مین پھل آنا بند ہو جاویگا اور پھر ملک شام مین طبریہ
جو ایک چشمہ ہے اوس مین پانی ہونے کا حال تمیم داری سے سنکر کہنے لگا کہ کچھ مدت مین اوس کا پانی بھی سوکھ جاویگا پھر نبی آخر الزمان
کا حال پوچھا اور کہا کہ اون نبی کی پیروی لوگون کو ضرور ہے ۔ پھر اوس زنجیرون سے جکڑے ہوئے شخص نے کہا کہ مین دجال ہون جسوقت
مجھکو نکلنے کا حکم ہوگا تو سوائے مکہ اور طیبہ کے مین ساری زمین کو روند ڈالونگا اور طیبہ کے ناکون پر ننگی تلوارین لیئے فرشتے کھڑے

منزل ۴

ہون گے اسواسطے وہان مین نہ جا سکون گا یہ قصہ تمیم داری کا آنحضرت نے ذکر فرما کر فرمایا کہ یاد رکھو کہ طیبہ مدینہ کا نام ہے بیہقی
نے یہ قصہ نقل کرتے وقت یہ بھی روایۃ کی ہے کہ تمیم داری نے جس شخص کو زنجیرون مین جکڑا ہوا دیکھا وہ شخص بڈھا تھا اور ابن صیاد
کو آنحضرت نے تمیم داری کے قصہ سے تھوڑے عرصہ پہلے جو دیکھا تو اسوقت ابن صیاد کی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی پھر ابن صیاد
اور دجال ایک کیونکر ہو سکتے ہین حافظ ابن حجر نے اس بحث کا یہ فیصلہ کیا ہے کہ دجال تو اصل مین وہی شخص ہے جسکو تمیم داری
نے دیکھا ہے مگر ابن صیاد وہ شیاطین ہے جو دجال کے ساتھ اسکے ہمراز کے طور پر پیدا ہوا ہے صحیح مسلم کی بعضی روایتون کو جو
دیکھا جاتا ہے تو ابن صیاد کی عادتین انسانون کی نہین پائی جاتین مثلاً یہ روایۃ کہ ابن صیاد کو شیطان کا تخت پانی پر نظر آتا ہے
اور یہ روایۃ کہ مدینہ کے ایک گلی مین حضرت عبداللہ بن عمر اور ابن صیاد کا کچھ جھگڑا ہو گیا تھا جس جھگڑے کے سبب سے ابن صیاد کو
غصہ آگیا اور وہ غصہ کے سبب سے ایسا پھول گیا کہ مدینہ کی تمام گلی اوس کے جسم سے بھر گئی یا یہ روایۃ کہ اوس نے کہا کہ مجھکو دجال
کا حال اور اوس کی پیدائش کی جگہ معلوم ہے اور اگر مین دجال بنا دیا جاؤن تو مین اس بات کو کچھ برا نہین جانتا جب ان روایتون
سے ابن صیاد کی عادتین انسانون کی سی نہین پائی جاتین تو حافظ ابن حجر نے جو فیصلہ ابن صیاد کے باب مین کیا ہے اوس فیصلہ کی
تائید ان روایتون سے پورے طور پر ہوتی ہے۔ امام بخاری کا منشا بھی قریب قریب اس کے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد دجال ہی کیونکہ
امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری مین فقط ابن صیاد کا قصہ ذکر کیا ہے تمیم داری کا قصہ نہین ذکر کیا دوسرے صور کے وقت لوگ
جو قبرون سے نکل کر زمین پر ٹڈیون کی طرح پھیلین گے بعضے مفسرون نے من کل حدب ینسلون کی تفسیر اوسی حالت کو قرار دیا ہے لیکن صحیح مسلم مین
نواس بن سمعان کی جو روایۃ ہے اوس مین خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے من کل حدب ینسلون کی تفسیر مین یاجوج ماجوج
کے پھیلنے کا ذکر فرمایا ہے اسواسطے آیۃ کی وہی تفسیر صحیح ہے جو اوپر بیان کی گئی۔

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا

اور نزدیک پہنچے سچا وعدہ پھر تبھی اوپر لگ رہین منکرون کی آنکھین اے خرابی ہماری ہم

فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ○

بے خبر رہے اس سے نہین پر ہم تھے گنہگار

اوپر یاجوج ماجوج کے نکلنے کا ذکر فرما کر اس آیۃ مین فرمایا کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کی نشانیون مین سے ایسی نشانی ہے کہ جسکے
بعد قیامت کے قائم ہونے کے سچے وعدہ کا وقت نزدیک آن پہنچیگا اور جس دن اس سچے وعدہ کا ظہور ہو جاویگا تو اوس دن کی
آفتون کو دیکھکر دہشت کے مارے ان منکرین حشر کی آنکھین کھلی کی کھلی رہ جاوین گی اور اس دن کی آفتون سے غافل رہنے پر
پچھتاوینگے اور کہوین گے کہ اللہ کے رسولون نے ہمین ان آفتون کا حال جو جتلایا اور ہم نے انکو جھٹلایا حقیقت مین ہمنے یہ اپنے
حق مین بڑا ظلم کیا صحیح مسلم مین حذیفہ بن اسید سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کے مغرب سے
نکلنے کے بعد یاجوج ماجوج کے نکلنے کا ذکر فرمایا ہے صحیح مسلم مین ابو ہریرہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا گنہگار لوگون کی توبہ قبول ہونے کا وقت آفتاب کے مغرب سے نکلنے تک ہے ان حدیثون سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کی نشانیون مین سے ایسی قرب قیامت کی نشانی ہے کہ جس کے ظہور سے پہلے ہی گنہگارون کی توبہ کا وقت ہاتھہ سے نکل جاویگا اور اس نشانی کے ظہور کے وقت جو شخص جس حالت پر ہوگا قیامت کے دن وہ اسی حالت پر قبر سے اٹھے گا

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ○ لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ

تم اور جو کچھہ پوجتے ہو اللہ کے سوائے جھونکنا ہے دوزخ مین تمکو اسپر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ لوگ

آلِهَةً مَا وَرَدُوهَا ط وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ○

ٹھاکر نہ پہنچتے اسپر اور سارے اسپر پڑے رہین گے

مستدرک حاکم اور تفسیر ابن مردویہ وغیرہ مین جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالی نے مشرکین مکہ کے قائل کرنے کیلیے اوپر کی آیتین نازل فرمائی تھین جن کا حاصل یہ ہے کہ یہ مشرک لوگ اور جن بتون کو یہ پوجتے ہین قیامت کو یہہ سب دوزخ کا ایندھن بنائے جاوینگے اور ہمیشہ دوزخ انکا ٹھکانہ ہوگا انسے پوچھا جاوے کہ اگر ان کے بت معبود ہونے کی صلاحیت رکھتے تو خدا کے نزدیک ان کی بھی قدر منزلت ہوتی کہ خدا انکو دوزخ کا ایندھن ٹھہراتا جب آنحضرت نے یہ آیتین مشرکون کو پڑھہ کر سنائین تو ایک شخص ابن الزبعری شاعر نے آنحضرت سے بڑا جھگڑا کیا اور کہا کہ سوا اللہ کے حضرت عیسی اور عزیر اور ملائکہ کو بھی لوگ پوجتے ہین اگر ہمارے معبود دوزخ کا ایندھن ٹھہرینگے تو عیسے اور عزیر اور ملائکہ کا کیا حال ہوگا اسپر اللہ تعالی نے آگے کی آیتین نازل فرمائین اور فرمادیا کہ جنسے اللہ تعالی نے نجات کا وعدہ فرماچکا ہے اور یہ مشرک انکے بغیر مرضی اونہین اللہ کا شریک ٹھہراتے ہین اونکو دوزخ کی بھاپ بھی نہ لگے گی یہ ابن الزبعری پھر مسلمان ہوگیے اور آنحضرت اور مسلمانون کی مدح مین بہت شعر اونھون نے کہے ہین صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدری رض کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جس شخص کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت مین داخل ہوگا اسی طرح صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدری رض کی دوسری روایۃ بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جب جنت کے قابل لوگ جنت مین جاچکینگے اور ہمیشہ دوزخ مین رہنے کے قابل لوگ دوزخ مین رہجاوینگے تو موت کو ذبح کیا جاکر یہ حکم سنادیا جاویگا کہ اب جو جہان ہے ہمیشہ وہین رہیگا ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ کلمہ گو گنہگار جب دوزخ سے نکل کر جنت مین جاچکینگے اور کلمہ کے منکر مشرک لوگ اور اون کے بت دوزخ مین رہجاوینگے تو اونکو یہ حکم سنادیا جاویگا کہ اب تم اور تمہارے جھوٹے معبود ہمیشہ دوزخ مین پڑے رہو۔

لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولٰئِكَ

انکو وہان چلانا ہے اور وہ اس مین بات نہین سنتے جنکو آگے ٹہر چکی نیکی وہ اس سے

عَنْهَا مُبْعَدُونَ ○ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ج وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ ○ لَا يَحْزُنُهُمُ

دور رہینگے نہین سنتے اس کی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزون مین سدا رہین نہ غم ہوگا انکو

منزل ۴

الفزع الاکبر و تتلقّٰہم الملٰئکۃ ھٰذا یومکم الذی کنتم توعدون ○

اس بڑی گھبراہٹ مین اور لینے آوین گے انکو فرشتے آج دن تمہارا ہے جسکا تم سے وعدہ تھا

اوپر ذکر تھا کہ مشرکون اور انکے جھوٹے معبودون کو ہمیشہ دوزخ مین رہنے کا حکم سنا دیا جاویگا اور قائل کرنے کے لیے ان مشرکون سے یہ کہا جاویگا کہ دنیا مین جن بتون کو تم اپنا معبود جانتے تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر ان بتون مین معبود ہونے کی صلاحیت ہوتی تو آج ان کو دوزخ کا ایندھن نہ بنایا جاتا ان آیتون مین فرمایا دوزخ مین ہمیشہ رہنے کا حکم سنکر یہ لوگ روئیں گے چلاوین گے اور ان مین کا ہر ایک شخص اپنے اپنے عذاب کی تکلیف مین ایسا بدحواس ہوگا کہ ایک شخص دوسرے کے رونے اور چلانے کی آواز بھی نہ سنے گا ترمذی مین ابو درداء سے اور مستدرک حاکم بیہقی کی بعث ونشور وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباس سے جو روایتیں ہین انکا حاصل یہ ہے کہ جب یہ دوزخی لوگ دوزخ کے عذاب کی تکلیف سے بہت گھبرا جاوین گے تو مالک دوزخ کے داروغہ سے یہ التجا کرین گے کہ مالک ان لوگون کی موت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے ہزار برس تک ان لوگونکی التجا کا کچھ جواب نہ ملے گا پھر ہزار برس کے بعد یہ جواب ملیگا کہ دنیا مین تم لوگون نے اس عذاب کو جھٹلایا اس لیے اب تمہاری یہی سزا ہے کہ تم ہمیشہ اس عذاب مین گرفتار رہو گے اس حکم کو سنکر یہ لوگ اور بھی زیادہ چیخنا اور چلانا شروع کردین گے حضرت عبداللہ ابن عباس کی اس روایت کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور ترمذی کی ابو درداء کی حدیث کی سند مین قطبۃ بن عبدالعزیز راوی کو اگرچہ بعضے علما نے لائق اعتراض قرار دیا ہے لیکن اکثر اہل حدیث نے قطبۃ بن عبدالعزیز کو ثقہ کہا ہے ابن ماجہ مین انس بن مالک سے روایت ہے کہ دوزخ مین دوزخی یہانتک روئین گے کہ انکے آنسوؤن مین کشتی چلاؤ تو چل نکلے اس حدیث کی سند مین ایک راوی یزید الرقاشی کو اگرچہ بعضے علما نے قابل اعتراض ٹھرایا ہے لیکن ابن معین اور ابن عدی نے یزید الرقاشی کو ثقہ قرار دیا ہے جن لوگونکا ذکر پہلی آیۃ مین ہے ان روایتون سے انکے رونے اور چلانے کی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ اگر ہمارے بت دوزخ کا ایندھن ٹھرین گے تو فرشتون کو عزیر علیہ السلام اور عیسےٰ علیہ السلام کو بھی لوگ اللہ کا شریک ٹھراتے ہیں پھر ان کا کیا حال ہوگا اسکے جواب مین فرمایا دوزخ کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین جو لوگ اللہ کی رحمت اور ہمیشہ کے جنت کے عیش کے قابل ٹھر چکے ہیں انکے کانون مین دوزخ کے غل وشور کی آواز تک بھی نہ جاویگی بلکہ دوسرے صور کے بعد جب سب لوگ قبرون سے اوٹھین گے اور اس دن کی آفتون کو دیکھکر گنہ گار لوگون کے دل پر گھبراہٹ چھا جاویگی ان نیک لوگونکو اسی وقت اللہ کے فرشتے جنت مین داخل ہونے کی خوشخبری سنا دیوین گے اسواسطے ان لوگون کے دل پر دوزخ کی طرف سے کچھ گھبراہٹ تک بھی باقی نہ رہے گی مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال جواب کے بعد اللہ کے فرشتے اللہ کے حکم سے نیک لوگونکو انکا جنت کا ٹھکانا دکھا کر یہ وعدہ خوشخبری کے طور پر سنا دیتے ہیں کہ اسی ٹھکانے مین ہمیشہ رہنے کے لیے تم کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قبر مین رکھتے ہی اللہ کے حکم سے فرشتون نے جو خوشخبری نیک لوگونکو وعدہ الٰہی کے موافق سنائی تھی قبر سے اوٹھتے ہی وہ خوشخبری کا وعدہ ان لوگون کو اللہ کے فرشتے پھر یاد دلادین گے یہ حدیث صحیح بخاری مین بھی انس بن مالک رض کی روایت سے آئی ہے۔

منزل ۴

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا
جسدن ہم لپیٹ لین آسمان کو جیسے لپیٹتے ہین طومار مین کاغذ جیسا سرے سے بنایا پہلے بار پھر اوسکو دوہراوینگے وعدہ
عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ۝
ضرور ہوچکا ہمپر ہمکو کرنا

تفسیر ابن جریر وغیرہ مین علی بن طلحہ کی سند سے سجل کے لفظ کے معنے خطا و دفتر کے جو بیان کئے گئے ہین وہی معنے صحیح ہین اس صورت مین معنے آیتہ کے یہ ہین کہ قیامت کے دن اللہ تعالی آسمان کو لپیٹ لیوےگا جسطرح کوئی کاغذ کو لپیٹ لیتا ہے ابوداؤد اور نسائی مین یہ روایت ہے کہ سجل آنحضرت کے ایک کاتب کا نام ہے۔ اس روایتہ کی سند مین اکثر علماء محدثین کو کلام ہے بعضے مفسرین نے یہ جو لکھا ہے کہ دوسرے آسمان پر ایک فرشتہ ہے جسکے پاس کراماً کاتبین پیر اور جمعرات کے روز بنی آدم کے اعمال پیش کرتے ہین اوس فرشتہ کا نام سجل ہے اس روایتہ کا پتا صحیح تفسیرون سے اس قدر لگتا ہے کہ پہلے انسان کے موکھ سے جو کچھ نکلتا ہے اوسکو کراماً کاتبین لکھ لیتے ہین پھر جمعرات کے روز اس مین سے آسمان پر صرف وہ باتین چھانٹ لی جاتی ہین جو ثواب یا عذاب کے قابل ہین غرض اس کلام کا دفتر جو آسمان پر ہے اوس دفتر کے اہل دفتر مین سے سجل نام کا کوئی فرشتہ ہو تو تعجب نہین لیکن جب تک کوئی صحیح روایتہ اس باب مین نہ ملے عقل سے ایسے ابواب مین کچھ نہین کہا جاسکتا جس وقت پہلا صور پھونکا جاکر تمام دنیا فنا ہو جاویگی اور چالیس برس تک ساری دنیا ویران پڑی رہیگی بڑے بڑے ملک اور حکومت کے دعوے کرنے والے جو ہین یہ سب مٹ جاوین گے اور خاک کے ڈھیر ہو کر پڑے ہوئے ہونگے اوس وقت اللہ تعالی آسمان اور زمین کو اور تمام عالم کو لپیٹ کر اپنے ہاتھوں مین لیلے وےگا اور فرماویگا آج کہان گئے وہ ملک اور بادشاہت کا دعوی کرنے والے جب کوئی جواب دینے والا پیدا نہ ہوگا تو آخر کو فرماویگا سب ملک اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی بادشاہ ہے زیادہ تفسیر اسکی سورہ زمر اور سورۃ المومن مین آویگی صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کی روایتین جو اس باب مین ہین وہ بھی ان ہی سورتون کی تفسیر مین آوینگی صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب لوگ ننگے پاؤن ننگے بدن بغیر ختنہ کئے ہوئے قبرون سے اٹھین گے یہ حدیث کما بدانا اول خلق نعیدہ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح اب بچہ ننگے پاؤن ننگے بدن بغیر ختنہ کیا ہوا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے قیامت کے دن سب لوگ قبرون سے اسی حالت مین اوٹھین گے آگے فرمایا دوبارہ پیدا کرنے کا اللہ تعالی کا ایک یقینی وعدہ ہے جسکا ظہور ضرور ہوگا

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝
اور ہمنے لکھ دیا ہے زبور مین نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہونگے میرے نیک بندے

مجاہد اور سعید بن جبیر کے قول کے موافق حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ پہلے لوح محفوظ مین اور لوح محفوظ کے بعد انبیاء پر جو کتابین نازل کی گئی ہین اون مین اللہ تعالی نے یہی لکھا ہے کہ جنت کی زمین کے وہی لوگ وارث ہون گے جو اللہ تعالی کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ لوگون کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالی نے ہر ایک شخص کا ایک ٹھکانا دوزخ اور ایک جنت مین پیدا کیا ہے۔ اب پیدا ہونے کے بعد آدمی جس ٹھکانے کے قابل عمل کریگا مرنے کے بعد اوسی ٹھکانے مین جاویگا

تمہاری ہین عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ بعضے لوگ تمام عمر جنتیون کے سے کام کرتے ہین لیکن آخر عمر مین لوح محفوظ کے لکھے کے
دوزخیون کے سے کام کرکے مرتے ہین اسی طرح بعضے لوگ تمام عمر دوزخیون کے سے کام کرتے ہین لیکن آخر عمر مین لوح محفوظ کے لکھے کے موافق
جنتیون کے سے کام کرکے مرتے ہین ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے کوئی
چیز باہر نہین ہے اسی واسطے اُس نے ہر شخص کے کام کا انجام لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے لیکن انصاف کی نظر سے اللہ تعالیٰ نے جزا و
سزا کا دارمدار اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ ہر شخص کا ایک ٹھکا دوزخ مین اور ایک جنت مین پیدا کرکے سزا کے طور پر دوزخ مین جھونکے
جانے اور جزا کے طور پر جنت مین داخل ہونے کا مدار دنیا کے ظاہری عملون پر رکھا ہے۔ ہان اتنی بات ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے
علم غیب سے کوئی چیز باہر نہین ہے اسی طرح اُس کے علم غیب کے برخلاف کچھ نہین ہو سکتا اس لئے اگرچہ ہر شخص کا ایک ٹھکانا دوزخ مین
اور ایک جنت مین پیدا کیا گیا ہے لیکن آخر کو جنت مین وہی لوگ داخل ہونگے جو اللہ کے علم غیب کے موافق پہلے لوح محفوظ مین اور پھر آسمانی کتابون
مین نیک ٹھہر چکے ہین اسی واسطے قرآن شریف مین جگہ جگہ فرمایا ہے۔ کہ راہ راست پر آنے کی توفیق اون ہی لوگون کو ہوئی جو اللہ تعالیٰ
کے علم غیب مین راہ راست پر آنے کے قابل قرار پا چکے تھے حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا مین پیدا ہو کر اپنے اختیار سے جو کوئی جس طرح کے کام کر
والا تھا لوح محفوظ مین وہ لکھا گیا ہے کسی کو کسی کام پر مجبور نہین کیا گیا ہے!

اِنَّ فِیْ ھٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ○ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○

اس مین مطلب کو پہنچتے ہین ایک لوگ بندگی والے اور تجکو جو ہمنے بھیجا سو مہر کر کر جہان کے لوگون پر

منزل ۴

اوپر ذکر تھا کہ پہلے لوح محفوظ مین اور اس کے بعد انبیا پر جو کتابین نازل کی گئی ہین اُن مین اللہ تعالیٰ نے یہی لکھا ہے کہ جنت کی زمین کے
وہی لوگ مالک اور وارث ہونگے جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہین ان آیتون مین فرمایا ایسے لوگ آسمان و زمین سے اور
اور آسمان و زمین مین اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ہزارون نشانیون سے اللہ تعالیٰ کو تو پہچان سکتے ہین لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی اور نامرضی
کے کامون کی تفصیل انکو بغیر آسمانی کتاب کے نہین معلوم ہو سکتی تھی اس واسطے خالص دل سے اللہ کی عبادت کرنے والون کیلئے
اللہ تعالیٰ نے اس قرآن شریف مین اپنی مرضی اور نامرضی کی سب باتین کافی طور پر بتلادی ہین اور اے رسول اللہ کے تم کو جو اللہ تعالیٰ
نے رسول بنا کر بھیجا ہے تو یہ جہان بھر کے لوگون کے حق مین اللہ کی رحمت ہے کیونکہ جو لوگ تمہاری فرمانبرداری قرآن کی نصیحت کے
پابند رہین۔ گے اونکو دنیا مین بھی اللہ تعالیٰ حکومت ثروت سب کچھ دیویگا اور عقبیٰ مین انکے نیک کامون کے بدلے مین ہمیشہ کے لئے اتنا
بڑا عیش و عشرت کا سامان انکو عطا فرما دیگا جو انکے وہم و گمان سے باہر ہوگا حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے لیکر خلفائے عباسیہ کے
عروج کے زمانہ تک دنیا کی جو کچھ حکومت و ثروت قرآن کی نصیحت کے پابند لوگون مین رہی اُسکا حال تاریخ الخلفا کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا
ہے اس کے بعد کے لوگ قرآن کی نصیحت کے پابند نہ رہے اس واسطے وہ حکومت اور ثروت بھی نہ رہی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ
کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نیک بندون کے لئے جنت مین جو عیش و عشرت کا سامان پیدا کیا ہے وہ نہ کسی نے
آنکھون سے دیکھا۔ اور نہ کانون سے سنا نہ کسی کے دل مین اُس کا خیال گزر سکتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے!

کہ عقبیٰ مین جو عیش و عشرت کا سامان نیک بندون کو ملیگا وہ انسان کے وہم و گمان سے باہر ہوگا سورہ الانفال مین گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ نے سرکشی سے جب عذاب کے نازل ہونے کی خواہش کی تو اللہ تعالیٰ نے اوس سورہ کی آیتین نازل فرماکر یہ فرمادیا کہ اے رسول اللہ کے یہ اللہ کی ایک رحمت ہے کہ جب تک تم ان لوگون مین موجود ہو اوسوقت تک جسطرح پچھلی امتون پر عام عذاب آئے اوس طرح کا کوئی عام عذاب ان سرکش لوگو نپر نہ آویگا جو لوگ اللہ کے رسول کے مخالف تھے اُنکے حق مین بھی آپ کی موجودگی کا رحمت الٰہی ہونا سورہ الانفال کی آیتون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے سورہ الانفال کی آیتون کی جو شان نزول اوپر بیان کی گئی وہ صحیح بخاری مین انس بن مالک کی روایت سے آئی ہے اس لئے یہ شان نزول بہت صحیح ہے۔

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰىٓ اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ

تو کہہ مجکو تو حکم یہی آیا ہے کہ صاحب تمہارا ایک صاحب ہے پھر ہو تم حکم برداری کرتے پھر اگر منہ موڑین تو تو کہہ

اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ

مین نے خبر کردی تم کو دونون طرف برابر اور مین نہین جانتا نزدیک ہی یا دور ہے جو تمکو وعدہ ملتا ہی وہ رب جانتا ہی پکار کی بات

وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝

اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور مین نہین جانتا شاید تم کو اسمین جانچنا ہے اور برتوانا ایک وقت تک

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس قرآن شریف مین اپنی مرضی اور نامرضی کی سب باتین پورے طور پر جتلادی ہیں ان آیتون مین فرمایا کہ قرآن کی نصیحت سے اگرچہ اون ہی لوگون کو نیک ہدایت ہوتی ہے جو اللہ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو ہر شخص کے انجانی کا عذر رفع کردینا بہت پسند ہے اسواسطے اے رسول اللہ کے تم ان مکہ کے مشرکون سے کہدو مجھکو قرآن مین یہی حکم ہے کہ جس اللہ نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ اوس مین کوئی اوسکا شریک نہیں ہے تو انسان پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین انسان کسی کو شریک نہ کرے اس حق کے ادا ہونے کے بعد انسان کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُس حق ادا کرانے والے لوگونکو قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے بچاوے اس نصیحت کے بعد ان مشرکون سے پوچھا جاوے کہ یہ لوگ اس نصیحت کو مانتے ہین یا اپنے آپ کو عذاب کے قابل ٹھہراتے ہین پھر فرمایا اس نصیحت کو سنکر اگر یہ لوگ مکڑائی کرین اور اِس نصیحت کو نہ مانین تو اِنسے کہدیا جاوے کہ مین نے اللہ تعالیٰ کے حق کے ادا کرنے اور نہ ادا کرنے دونون باتونکا انجام تم لوگون کو جتلا دیا ہے اور یہ مجھکو معلوم نہین کہ قرآن کی نصیحت کو ٹالنے والو نپر دیر سویر کب عذاب آجاتے پھر فرمایا یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ ان لوگون کے دل مین جو شرک کا عقیدہ ہے وہ اور ان کے ہاتھ پیرون کے شرک کے کام اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہیں اسپر بھی عذاب کے آنے مین جو دیر لگ رہی ہے تو مجھکو یہ معلوم نہین کہ اس مہلت مین راہ راست پر آنے کی جانچ ہے یا وقت مقررہ کا انتظار ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہؓ بن شعبہ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لوگون کی انجانی کے عذر کا رفع کردینا بہت پسند ہے اسی واسطے اوس نے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے صحیح بخاری و مسلم کے

منزل ۴

حوالہ سے معاذ بن جبل کی یہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندون پر یہ ہے کہ وہ اُسکی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرین اس حق کو جو لوگ پورا ادا کرین گے انکا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہوگا کہ وہ اونکو دوزخ کے عذاب سے بچاوے آیتون کی تفسیر مین جو مطلب اوپر بیان کیا گیا وہ ان صحیح حدیثون کا خلاصہ ہے۔

قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ○

رسول نے کہا اب فیصلہ کر انصاف کا اور رب ہمارا رحمن ہے اسی سے مدد مانگتے ہین ان باتون پر جو تم بتلاتے ہو

یہ اللہ کے رسول کی دعا کا ذکر ہے جو انھون نے مشرکین مکہ کی سرکشی سے تنگ آکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین کی تھی حاصل اس بد دعا کا یہ ہی کہ یا اللہ جو لوگ تیری عبادت مین غیرون کو شریک کرتے ہین اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہین اور جو غریب لوگ راہ راست پر آئے ہین اون کو طرح طرح سے ستاتے ہین ان سرکش لوگون کی سرکشی کے مٹ جانے مین تجھ سے ہی مدد چاہی جاتی ہے ان سرکشون اور اپنے رسول کا اپنے انصاف کے موافق یا اللہ کوئی فیصلہ جلدی سے فرما دے اللہ تعالیٰ کے انتظام مین دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے ہر کام کا وقت مقرر ہو چکا ہے چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے اسواسطے اللہ کے رسول کی اس بد دعا کے ظہور کا ایک وقت تو بدر کی لڑائی کے موقع پر آیا کہ اس لڑائی کے موقع پر مشرکین مکہ مین کے بڑے بڑے سرکش دنیا مین نہایت ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب مین گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون کی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پا لیا یہ قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے دوسرا موقع فتح مکہ کے وقت آیا کہ مشرکین مکہ جن بتون کی حمایت مین اللہ کے رسول کو جھٹلاتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ سے فتح مکہ کے وقت اون بتون کو یہ ذلت دلوائی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون بتون کو اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر زمین مین ڈال دیا اور کسی مشرک کو اپنے جھوٹے معبودون کی حمایت کی جرأت نہ ہوئی یہ قصہ بھی صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود کی اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

نزول ۴

سورة الحج مكية وهي ثمان وسبعون اية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ○ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ○

اے لوگو ڈرو اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے جس دن اسکو دیکھوگے بھول جاویگی ہر دودھ پلانے والی اپنی دودھ پلائی کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگون پر نشہ اور انپر نشہ نہین پر آفت اللہ کی سخت ہے

اگلے مفسرین نے اس بات مین بڑا اختلاف کیا ہے کہ پہلے صور کے وقت جو زمین ہلے گی اور آخر کو پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویگی

اور پہاڑ آسمان سب ریزہ ریزہ ہوجاوین گے اس آیۃ مین سورہ الحاقہ کی آیتون کے موافق زمین کے اوس بھونچال کا ذکر ہے یا حشر کے
دن جب اللہ تعالیٰ ہر ہزار اولاد آدم کی صف مین سے نو سو ننانوے آدمیون کو دوزخ مین بھیجنے کا حکم حضرت آدم علیہ السلام کو دیویگا
اور اس حکم کی دہشت سے تمام مخلوقات کے دل جو بے قابو ہوجاوین گے اوس کا نام زلزلہ ہے اور وہی زلزلہ اس آیۃ مین ذکر کیا گیا ہے
لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے تو اس اختلاف کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ جب آیۃ کے لفظ عام ہین اور قابل خوف جو زلزلہ قیامت کا ہے
اوس سے اللہ تعالیٰ نے لوگون کو ڈرایا ہے اور قرآن و حدیث مین ان دونون زلزلون کا ذکر آیۃ کی تفسیر کے طور پر آچکا ہے تو اب اختلاف
کیا باقی رہ گیا یہ کیون نہین کہا جاتا کہ آیۃ دونون زلزلون سے ڈرانے کی غرض سے نازل ہوئی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب سورۃ الحاقہ مین پہلے
صور کی آواز سے سخت بھونچال آنا اور زمین کا اور زمین کے پہاڑون کا ٹوٹ پھوٹ جانا موجود ہے اور طبرانی تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم
وغیرہ مین صحیح سند سے پہلے زلزلہ کو آیۃ کی تفسیر کے طور پر ابو ہریرہ کی روایۃ مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے جس روایۃ کا
حاصل یہ ہے کہ پہلا صور جب پھونکا جاویگا تو زمین اس طرح ڈگمگاویگی جس طرح دریا مین کشتی ڈاوان ڈول پھرتی ہے پھر آخر زمین اور پہاڑون کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوینگے پھر آسمان بھی اسی طرح سب پھٹ جاوینگے سورج چاند تارے سب ٹوٹ کر گر پڑینگے پھر آپ نے یہ آیۃ پڑہی یا ایہا الناس اتقوا ربکم ابو ہریرہ کہتے ہین کہ
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت سورہ زمر مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پہلے صور کے شروع ہوتے ہی زمین و آسمان مین جتنے جاندار ہین سب بیہوش ہوکر گر پڑین گے
اور مر جاوینگے پھر اللہ نے اسی آیۃ مین یہ بھی فرمایا ہے کہ جنکو اللہ چاہیگا وہ اس صدمہ سے بچے رہوینگے جو اس صدمہ سے بچے رہوینگے وہ کون لوگ ہونگے آپ نے فرمایا وہ شہید لوگ ہین
مر نے کے بعد تو کسی کو اس صدمہ کی خبر نہوگی شہید باوجودیکہ زندہ ہین لیکن اس صدمہ سے بچے رہوینگے اور دوسرے زلزلہ کا ذکر صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری کی
روایۃ سے جو آیۃ کی تفسیر کے طور پر آیا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب یہ آیۃ اوتری تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیۃ کو پڑھا اور
فرمایا کہ یہ زلزلہ وہ ہے کہ حشر کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم سے فرماویگا کہ اپنی اولاد مین سے دوزخ کا حصہ نکالو حضرت آدم عرض کرینگے
یا الٰہی اولاد آدم مین دوزخ کا حصہ کس قدر ہے اللہ تعالیٰ فرماویگا ہزار مین نو سو ننانوے اللہ کا یہ حکم سنکر تمام محشر مین ایک زلزلہ پڑ جاویگا
اور لوگون کے دل ہل جاوینگے اس حدیث کو سنکر صحابہ کو بڑا رنج ہوا پھر آپ نے تسلی دی اور فرمایا کہ نو سو ننانوے یاجوج ماجوج مین سے ہون گے اور
ایک تم مین کا ہوگا اور امتون کے مقابلہ مین میری امت کی گنتی تو اتنی ہے کہ جس طرح سفید بیل کی کھال مین چند کالے بال ہوتے ہین
پھر فرمایا مجھکو توقع ہے میری امت آدھی جنت مین جاویگی بعضی روایتون مین دو تہائی بھی آیا ہے جس زلزلہ کا ذکر پہلی حدیث مین ہے
اوس زلزلہ کے وقت حقیقت مین دودہ والی عورت اپنے بچہ کو خوف کے مارے چھوڑ دیویگی اور بھول جاویگی اور حاملہ عورت کے حمل
گر پڑین گے اور جس زلزلہ کا ذکر دوسری حدیث مین ہے اوس زلزلہ مین یہ بات مثال کے طور پر فرمائی کہ اوسوقت بھی اس قدر خوف
لوگون کے دلون پر ہوگا کہ اگر وہان بھی دودہ والی عورت ہوتی تو دودہ پلانا بھول جاتی اور حمل والی عورت ہوتی تو اوسکا حمل گر جاتا
نیک کام مین لگے رہنے اور برے کام سے بچنے کو تقوی کہتے ہین جس کے معنے پرہیزگاری کے ہین صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے روایۃ ہے
جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے مزاج مین پرہیزگاری زیادہ ہے اللہ کے نزدیک اوسی کی عزت زیادہ ہے
اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا اے لوگو قیامت کے دن کا عذاب ایسا سخت ہے کہ اوسکی سختی کو دیکھکر دودہ

لوگ نشہ باز دن کی طرح بدحواس ہو جاوینگے پرہیزگاری ادس دن ایک ایسی چیز ہوگی جو اس عذاب کی ذلت اور تکلیف سے بچاکر آدمی کو عزت سے قائم رہنے کا سبب ہو سکتی ہے اسواسطے ہر شخص کو چاہیئے کہ جہان تک ہوسکے پرہیزگاری کا اختیار کرے۔ | پلانے والی عورت اپنے بچہ کو دودہ پلانا بھول جاویگی حمل والی عورت کا حمل گرجاویگا اور بغیر نشہ کی چیز کے کھانے پینے کے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ

اور بعضا شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بن خبر اور ساتھ پکڑتا ہے ہر شیطان بے حکم کا جسکی قسمت مین لکھا ہے

اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝

کہ جو کوئی اس کا رفیق ہو سو وہ اوسکو بہکاوے اور لیجاوے عذاب مین دوزخ کے

تفسیر سدی تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن جریج وغیرہ مین معتبر سند سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے ادس کا حاصل یہ ہی کہ نضر بن حارث ایک شخص بڑا جھگڑالو مشرکین مکہ مین تھا جو فرشتون کو اللہ کی بیٹیان اور قرآن کو پچھلی لوگون کی کہانی کہا کرتا تھا اور حشر کا بڑا سخت منکر تھا بدر کی لڑائی والے دن حالت کفر مین وہ مارا گیا اور اسکے ساتھی دو ایک شریر اور تھے جو بجلی گرکر ہلاک ہوئے ایسے لوگون کی شان مین یہ آیۃ نازل ہوئی ہے حاصل معنے آیۃ کے یہ ہین کہ نضر بن حارث اور اسکے ساتھیون کی طرح آدمی کو دین کی بات مین عقل سے جھگڑنا نہین چاہیئے کیونکہ جن باتون کا شریعت مین حکم دیا گیا ہے ان مین سے اکثر باتون کی مصلحت کو عقل نہین پہنچ سکتی مثلاً ریشمی کپڑے کو بہ نسبت سوتی کپڑے کے عقل اچھا اور نرم جانتی ہے مگر شریعت نے ریشمی کپڑا دنیا مین مرد کو جائز نہین رکھا ان کی مصلحت عقل کی رسائی سے باہر ہے یہ شیطان کا کام ہے کہ آدمی کے دل مین عقلی وسوسے دین کی باتون مین ڈالتا ہے تاکہ جسطرح خود گمراہ ہوچکا ہے اورون کو بھی گمراہ کرکے اپنے ساتھ دوزخ مین لیجاوے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ سے جو دین کی باتین بتلادی ہین جو شخص اون باتونکو چھوڑکر عقلی شیطانی وسوسون مین پڑیگا نضر بن حارث کی طرح اسکو دین و دنیا کا ٹوٹا بھگتنا پڑیگا کیونکہ شیطان کی قسمت مین یہ لکھا جاچکا ہے کہ جو کوئی اوس کا رفیق ہوگا وہ اوسکو نیک راہ سے بہکاکر اپنے ساتھ اوسے دوزخ مین لیجاویگا جسطرح ایک بادشاہ کے دو وزیر ایک نیک مزاج ایک ظالم فرض کئے جاوین اسی طرح ایک اللہ کا فرشتہ نیک کام کی صلاح دینے والا اور ایک شیطان بری راہ لگانے والا یہ دونون ہر وقت ہر انسان کے ساتھ لگے رہتے ہین صحیح مسلم مین عبداللہ بن مسعود کی روایۃ مین ان دونون ساتھیون کا ذکر صراحت سے آچکا ہے جس نے صلاح رحمانی کے موافق کام کیا نجات پائی اور جو وسوسہ شیطانی مین پھنسا خراب ہوا بعضے دوست آشنا بھی آدمی کے انسان کی صورت مین شیطان کی خصلت کے ہوتے ہیں جو ہمیشہ آدمی کو بری راہ لگنے کا مشورہ دیتے رہتے ہیں جنکا ذکر سورہ انعام مین گزرچکا ہے ایسے لوگون کی صحبت بھی آدمی کو برباد کردیتی ہی ایسے دوست آشناؤن سے بھی آدمی کو بچنا چاہیئے اسی واسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بخاری و مسلم کی ابو سعید خدری کی روایۃ مین ایسے دوست آشناؤن کی رفاقت کی مثال لوہار کی کھال دھونکنے والے کی رفاقت کی فرمائی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جسطرح کھال دھونکنے والے کے پاس بیٹھنے مین آگ کی چنگاری اڑکر ان پڑنے اور کپڑون کے جلنے کا خوف ہے اسی طرح بری دوست

منزل

اُشناؤن کی رفاقت سے دوزخ مین جلنے کا اندیشہ ہے دوزخ کے عذاب کا ذکر فرما کر ان آیتون مین اوس عذاب کے منکرا اور اوس سے غافلون کا ذکر فرمایا گیا ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ

اے لوگو اگر تمکو دہوکا ہے جی اُٹھنے کا مین تو ہمنے تمکو بنایا مٹی سے پہر بوند سے پہر پھٹکے سے

ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

پہر بوٹی سے نقشہ بنے اور بن نقشہ بنے اسواسطے کہ تمکو کھول سنادین اور ٹہیرا رکھتے ہین پیٹ مین جو کچھ چاہین ایک ٹہیرے ہوئے

ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

پہر تمکو نکالتے ہین لڑکا پہر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی سے زور کو اور کوئی تم مین پورا ہو لیا اور کوئی تم مین پہر چلا نکمی عمر تک

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ

تا سمجھ کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے اور تو دیکھتا ہے زمین دبی پڑی پہر جہان اُتارا اُسپر پانی تازی ہولی

وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۞ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى

اور اُبہری اور اُگائین ہر بہانت بہانت رونق کی چیزین یہ اسواسطے کہ اللہ وہی ہے تحقیق اور وہ جلاتا ہے مردے اور وہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۞

ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے اُس مین دہوکا نہین اور یہ کہ اللہ اوٹھا دیگا قبر مین پڑے ہوؤن کو

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۞ ثَانِيَ عِطْفِهٖ

اور بعضا شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات مین بن خبر اور بن سوجھ اور بن کتاب چمکتی اپنی کروٹ موڑ کر

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۞ ذٰلِكَ

کہ بہکا دے اللہ کی راہ سے اُسکو دنیا مین رسوائی ہے اور چکہا دینگے ہم اُسکو قیامت کے دن جلن کی مار یہ اُسپر

بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۞

ہے جو آگے بہیج چکے تیرے دو ہاتھ اور یہ کہ اللہ ظلم نہین کرتا بندون پر

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے منکرین حشر نضر بن حارث اور اُس کے ساتھیون کا ذکر فرما کر یہان اخیر رکوع تک دو دلیلین حشر کی بیان فرمائی ہین پہلی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ جس اللہ مین یہ قدرت ہے کہ اوس نے پانی سے مٹی کا کام لے لیا اوسکو مٹی سے مٹی کا کام لینا کون سی عقل سے یہ لوگ مشکل بتاتے ہین کیونکہ ماں کے پیٹ مین اوس نے پانی جیسی پتلی چیز نطفہ سے آدمی کا پتلا بنا کر اوس پتلے مین روح پھونک دی ہی حشر مین تو مٹی سے مٹی کا پتلا بنایا جا کر اوس پتلے مین روح پھونک دی جاویگی دوسری دلیل کا حاصل یہ ہے کہ جو زمین اللہ کے حکم سے اس طرح کے جاندار صاحب عقل لوگون سے بڑھکر کام کرتی ہے کہ ساری دنیا کے جاندار صاحب عقل کاریگر اگر جمع ہو جاوین تو جس طرح کے

منزل ۴

ہزارون پھل ہزارون پھول زمین مین سے ہر موسم پر سوکھے ہوئے بیجون سے پیدا ہوتے ہین طرح کا ایک پھل ایک پھول یہ دنیا بھر کے لوگ پیدا نہیں کرسکتے پھر اس زمین کو اللہ کے حکم سے انسان کا پتلا بنا دینا اور اللہ تعالیٰ کو اس پتلے مین روح کا پھونکدینا کیا مشکل ہے غرض ان آیتون مین جو باتین اللہ تعالیٰ نے حشر کے ذہن نشین ہونے کے ثبوت مین بیان فرمائی ہین ان باتون مین سے ہر ایک بات کو آدمی غور سے دیکھے تو ہر انسان کو اپنی پیدائش کے حال پر غور تامل کرنے سے زمین مین کھیتی اور باغات کے ذریعہ سے جو اناج پھل پھول پیدا ہوتے ہین ان کے حال کو دیکھنے سے یہ اچھی طرح سے ذہن نشین ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ جو کچھ سب کی آنکھون کے سامنے ہو رہا ہے وہ حشر سے سینکڑون درجہ بڑھکر مشکل ہے مثلاً جسکی قدرت مین یہ ہو کہ منی جیسی تپلی بہتی ہوئی چیز کا اُسنے رحم جیسے تنگ جگہ مین پتلا بنایا اور اس پتلے مین جان ڈالی پھر پتلا بھی ایسا کہ اس مین بڑھنے کی قوت بھی رکھی ہے پیدا ہوتے وقت بچہ کیا ہوتا ہے اور برس دو برس مین کیا کا کیا ہو جاتا ہے حشر مین نہ کسی تپلی چیز کا پتلا بنانا ہے نہ رحم جیسی تنگ جگہ ہے نہ پتلے مین بڑھنے کی قوت رکھنے کی مشکل ہے نہ اس طرح کا چھوٹا پتلا ہے جسکی ہڈیون کے جوڑ مشکل ہون تاریخ کی کتابون سے سینکڑون برس کے بعد جس طرح اب لوگون کو معلوم ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کی خاک ملک طوس مین ہے اور اکبر کی خاک سکندرہ مین اور عالمگیر کی خاک اورنگ آباد مین اسی طرح ہر شخص کی خاک کے مقام اور ٹھکانے کا دفتر خدا کے نزدیک موجود ہے جس سے یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ روان دوان ہو جانے کے بعد اس خاک کا پتا اور نشان کیونکر ملے گا یہ تو آدمی کی پیدائش کا حال مختصر طور پر ہوا سوا اس کے بعد یہ غور کرنے کی جائے ہے کہ حشر مین ایک ہی آدمی کی مٹی سے ایک ہی آدمی پیدا کیا جاوینگا اب ایک بیج کے دانہ سے ہزارون دانے اور ایک آم یا جامن کی گٹھلی سے ہزارون آم اور جامنون کا ہر سال کی فصل پر حشر ہو جاتا ہے یہ سب باتین اور ہزارون لاکھون کرورون ایسی ہی آنکھون کے سامنے کی باتین ایک حشر کیا ہزار حشر سے بھی زیادہ مشکل ہین اسواسطے سورہ الروم مین فرمایا وہو الذی یبدا الخلق ثم یعیدہ وہو اہون علیہ جسکا مطلب یہ ہے کہ پہلے پیدائش کی نسبت دوسری پیدائش بہت آسان ہے حاصل کلام یہ ہے جسکے سر پر شقاوت ازلی سوار ہے اُسکا تو کچھ ذکر ہی نہیں وہ چاہے حشر کا انکار کرے چاہے خدا کی وحدانیت کا انکار کرے لیکن جس کو خدا نے ہدایت دی ہے اُسکے سمجھنے کے لیئے بلا شک خدا تعالیٰ نے ان آیتون مین جو باتین ذکر فرمائی ہیں ان باتون کو جہان تک غور و تامل کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو وہ قدرت اللہ تعالیٰ کی دکھائی دیتی ہے جس کے آگے ایک حشر کیا بے گنتی حشر سہل اور آسان معلوم ہوتے ہیں لیکن انسان کی آنکھون پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے جب تک وہ پردہ نہ اوٹھے اُسکو خدا کی قدرت کیا نظر آسکتی ہے اس غفلت کے سبب سے نہ اوسکو اپنی پیدائش کی خبر ہے نہ کسی دوسری چیز کی اسی واسطے ان آیتون کے بعد آخر سورہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لوگ اللہ کی قدرت کی قدر نہین کرتے ترمذی ابو داؤد صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری رض کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کا پتلا بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کی مٹی لی ہے اسی واسطے بنی آدم مین کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی بدمزاج کوئی نیک مزاج یہ حدیث فانا خلقناکم من تراب کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اب بنی آدم کی پیدائش اگرچہ نطفہ سے ہے لیکن اس پیدائش مین آدم علیہ السلام کے پتلے کے لئے جو مٹی لی گئی ہے اُسکا اثر پشت در پشت چلا آتا ہے اور قیامت تک چلے گا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث بھی گزر چکی ہے کہ عورت کے رحم مین

مرد کا نطفہ چالیس دن کے بعد جما ہوا خون ہو جاتا ہے اور پھر چالیس دن کے بعد اُس جمے ہوئے خون کا ایک گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ تین چلے میں نطفہ کا ایک گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے مجاہد کے قول کے موافق مخلقہ وغیر مخلقہ کا یہ مطلب ہے کہ تین چلے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے تو بچہ کا نقشہ آنکھیں کان اور سب اعضا اوس گوشت کے ٹکڑے سے بن جاتے ہیں نہیں تو گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں حمل ساقط ہو جاتا ہے مخلقہ وغیر مخلقہ کی تفسیر میں اگرچہ سلف کے کئی قول ہیں لیکن حافظ ابو جعفر ابن جریر نے مجاہد کے قول کو صحیح قرار دیا ہے اسی واسطے ترجمہ میں یہی قول لیا ہے نہیں لکھ اس کا مطلب یہ ہے کہ گوشت کے ٹکڑے سے پورے بچہ کا بن جانا یا گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں حمل کا ساقط ہو جانا اللہ تعالیٰ نے اس لئے رکھا ہے کہ لوگ اُسکی قدرت کو پہچانیں پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو بچہ پورا پیدا ہونے والا ہوتا ہے وہ حمل کی پوری مدت تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اور پھر بچہ پیدا ہو کر جوانی کو پہونچتا ہے کوئی جوانی سے پہلے اور کوئی بہت بوڑھا ہو کر مرتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسے گا جسکی تاثیر سے اسی طرح سب مرے ہوئے لوگوں کے جسم تیار ہو جاوینگے جسطرح اس مینہ کی تاثیر سے ہر طرح کی پیداوار زمین میں تیار ہو جاتی ہے اور اسکے بعد اون جسموں میں روحیں پھونک دی جاوینگی آگے ان آیتوں میں اور اکثر جگہ قرآن شریف کی اور آیتوں میں کھیتی اور حشر کا ذکر ایک ہی جگہ جو آیا ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو انسان کا دوبارہ پیدا کرنا ایسا ہی ہے جیسے ہر سال کھیتی کی پیداوار سب کی آنکھوں کے سامنے ہے اسپر بھی یہ مکہ کے مشرک اللہ کی قدرتیں آنکھوں سے دیکھکر پھر پتھر کی مورتوں کو اللہ کا شریک جو ٹھہراتے ہیں اور مشکل طریقہ کی اپنی پہلی پیدائش کو بھول کر آسان طریقہ کی دوبارہ پیدائش کو جھٹلاتے اور حشر کا ذکر سنکر طرح طرح کی ایسی بے سند گھڑائی کی باتیں جو بناتے ہیں کہ جن باتوں کے سبب سے انکو بھی گمراہی میں پھنستے ہیں اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں انکی یہ باتیں دنیا میں انکو رسوا اور عقبیٰ میں سخت عذاب کا سزاوار ٹھہراوینگی کیونکہ ظلم کے طور پر تو اللہ تعالیٰ کسی کو سزا کا دینا نہیں چاہتا لیکن سزا کے قابل جرم پر سزا کے دینے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ذرؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرا لیا ہے یہ حدیث وان اللہ لیس بظلام للعبید کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہے وہ ہو سکتا ہے لیکن ظلم کے طور پر وہ کسی کو اسلئے سزا کا دینا نہیں چاہتا کہ اوس نے اپنی ذات پاک پر ظلم کو حرام ٹھہرا لیا ہے جس شخص نضر بن حارث کا ذکر اوپر گزرا یہ شخص اون ہی لوگوں میں سے ہے جو بدر کی لڑائی کے وقت دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہوئے چنانچہ یہ قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایۃ سے کئی جگہ گزر چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتوں میں قرآن شریف کا یہ ایک بڑا معجزہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ان آیتوں میں یہ جو فرمایا تھا کہ ایسے لوگ دنیا میں رسوا اور عقبیٰ میں سخت عذاب بھگتیں گے تھوڑے عرصہ کے بعد ان لوگوں کا وہی انجام ہوا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ

اور بعضا شخص ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کے کنارے پر پھر اگر ملگئی اُسکو بھلائی چین پکڑا اسپر اور اگر مل گئی اُسکو جانچ

انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ

پہر گیا آلٹا اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت یہی ہے ٹوٹا صریح پکارتا ہے

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ

اللہ کے سوائے ایسی چیز کہ اسکا برا نہین کرتی اور ایسی چیز کہ اسکا بہلا نہین کرتی یہی ہے دور پڑنا بہولکر پکارے جاتا ہے البتہ جسکا ضرر

اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝

پہلے پہنچے نفع سے بیشک برا دوست ہے اور برا رفیق

صحیح بخاری مصنف ابن ابی شیبہ تفسیر ابن المنذر تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ مین حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے آس پاس کے کچھ دیہاتی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آنکر اسلام لے آتے تھے اور پہر اپنے اپنے گاؤن کو چلے جاتے تھے گاؤن مین چلے جانے کے بعد اگر اونکے مال یا اولاد مین کچھ اونکو بہبودی نظر آتی تھی تو اسلام پر قائم رہتے تھے اور کہتے تھے بلا شک یہ دین اچھا ہے اور اگر اسلام کے بعد اتفاق سے کوئی سختی پیش آجاتی تو اسلام کی مذمت کرنے لگتے تھے اور اسلام سے پہر جاتے تھے ایسے لوگون کی شان مین اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین تفسیر ابن مردویہ مین ایک یہودی کا قصہ اس آیۃ کی شان نزول مین بیان کیا گیا ہے کہ ایک یہودی اسلام لایا اسلام لانے کے بعد اتفاق سے وہ اندھا ہوگیا اس لئے اسلام سے پہر گیا اس روایۃ کی سند ضعیف ہے حاصل معنے ان آیتون کے یہ ہین کہ اللہ کے نزدیک خالص دل کا اسلام اور عمل مقبول ہے اسطرح دو دلا بنکر کوئی اسلام لاوے یا نیک عمل کرے کہ خوشحالی کے وقت جو کچھ بن آیا وہ کر لیا اور کسی طرح کی مصیبت پیش آگئی تو ناشکری کا کلمہ بھی زبان پر آنے لگا نماز روزہ بھی چھوٹ گیا یا چھوٹا نہین تو اس مین کچھ فرق آگیا اس طرح کا اسلام اور نیک عمل اللہ کی درگاہ مین مقبول نہین صحیح مسلم مین سفیان بن عبد اللہ سے روایۃ ہے جسمین سفیان بن عبد اللہ کہتے ہین مین نے آنحضرت سے عرض کیا کہ حضرت دین مین مجھکو کوئی ایسی بات تبلا دیجے کہ پہر مجھکو کسی بات کے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ کے احکام پر ایمان لانا اور ہر حال مین اوسپر قائم رہنا یہی بڑی بات دین کی ہے یہان بعضے مفسرین نے اعتراض کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بت پرستون کو اونکے بت نفع نقصان کچھ نہین پہونچا سکتے اور پہر یہ فرمایا کہ بت پرستونکو اون کے بتون سے بہ نسبت نفع کے نقصان زیادہ پہنچنے والا ہے اس اختلاف کا رفع کیونکر ہے اس اختلاف کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ دونون آیتون مین اختلاف کچھ بھی نہیں ہے ایک ٹکڑے مین دنیا کا حال ہے کہ بت بالکل پتھر ہین اونکو کوئی پوجے تو وہ پتھر کچھ نفع نہین پہنچا سکتے اور جو نہ پوجے تو کچھ نقصان اون پتھرون سے نہین پہونچ سکتا دوسرے ٹکڑے مین آیۃ کے آخرت کا حال ہے اس دوسرے ٹکڑے کے معنے کا حاصل یہ ہے کہ دنیا مین جسطرح بت پرستون کو بتون سے نفع و نقصان پہنچانے کا غلط خیال ہے آخرت مین ان لوگون کو بت پرستی کا نقصان جو عذاب آخرت سے پہنچنے والا ہے وہ خیالی نہین ہے بلکہ یقینی ہے اس لئے بت پرستی مین نفع سے نقصان زیادہ اور زیادہ نزدیک ہے ان پہلی آیتونکا حاصل مطلب یہ ہے کہ بعضے دیہاتی لوگون کے دائرہ اسلام مین داخل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ غنیمت کے مال مین

منزل ۴

سے صدقہ خیرات مین سے کچھ مل جانے کا لالچ کرکے دائرہ اسلام مین داخل ہوتے ہین اور جبتک ان کا مطلب پورا ہوتا رہتا ہے تو اوپرے
دل سے مسلمانون کے ساتھ نماز روزہ مین شریک ہوجاتے ہیں اور جسوقت اُنکا وہ مطلب پورا نہین ہوتا تو اسلام سے پھر جاتے ہین
جس سے ان کا دنیا مین تو یہ نقصان ہے کہ اسلام کے چھوڑنے پر ان کے نصیب سے زیادہ انہین کچھ ملنے والا نہین اور عقبیٰ کا نقصان وقت
مقررہ پر انکی انکھون کے سامنے اجاویگا پھر فرمایا اسلام سے پھر جانے کے بعد یہ اور ان کے ساتھی مشرک پتھر کی مورتون کی پوجا کرتے ہین
اتنا نہین سمجھتے کہ وہ بت بالکل پتھر ہین اونکی کوئی پوجا کرے تو وہ کچھ نفع نہین پہنچا سکتے اور نہ پوجا کرے تو اون پتھرون سے کچھ نقصان
نہین پہنچ سکتا یہ تو ان بت پرستون کا دنیاوی حال ہوا عقبیٰ مین ایسے لوگونکا جو کچھ انجام ہوگا وہ سب کی آنکھون کے سامنے آجاوے گا
صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کیساتھ ایک شیاطین
اور ایک فرشتہ رہتا ہے شیاطین ہر وقت اوسکو برے کامون کی اور فرشتہ نیک کامون کی رغبت دلاتا رہتا ہے یہ حدیث بئس المولیٰ و
بئس العشیر کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ان لوگونکا دوست اور رفیق انکے ساتھ رہنے والا شیاطین ہے جو انکو برے کامون مین لگائے
رکھتا ہے اور اگرچہ ان لوگون کے حق مین وہ بہت برا دوست اور رفیق ہے جسکی برائی ان لوگونکو مرنیکے بعد معلوم ہوگی لیکن دنیا مین انکو اسکی برائی نظر نہین آتی

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۝

اللہ داخل کریگا انکو جو یقین لائے اور کین بھلائیان باغون مین بہتی نیچے انکے نہرین اللہ کرتا ہے جو چاہے

اوپر ان لوگونکی عقبیٰ کی خرابی کا ذکر تھا جو دنیا کے لالچ سے ظاہری طور پر دائرہ اسلام مین داخل ہوتے ہیں اور حقیقت مین گویا اس دائرہ کے
کنارے پر کھڑے رہ جاتے ہیں اندر نہین گھستے کیونکہ جس طرح کسی چھت کے کنارہ پر کھڑا ہونے والا شخص ذراسی ٹھیس مین گر پڑتا ہے اسی طرح
جن لوگونکا اوپر ذکر ہے وہ بھی ذراسی آزمائش مین دائرہ اسلام کے باہر ہوجاتے ہیں ان آیتون مین فرمایا جو لوگ پکے ایماندار ہیں اور تکلیف
اور راحت ہر حال مین نیک کام کرتے رہتے ہیں اسکے بدلہ مین اللہ تعالےٰ نے قیامت کے دن انکو ایسے باغون مین ہمیشہ کیلئے رہنے کا حکم ہوویگا
جن باغونکے درختونکے نیچے دودھ شہد شراب اور پانی کی نہرین جاری ہونگی دنیا کی نہرون مین بہت دنون تک پانی رہے تو اسمین ایکطرح کی
بدبو پیدا ہوجاتی ہے دنیا کا دودھ زیادہ رہنے سے کھٹا ہوجاتا ہے۔ دنیا کی شراب مین تلخی ہوتی ہے دنیا کا شہد بغیر چھاننے کے صاف نہین ہوتا
جنت کے دودھ شہد شراب اور پانی مین یہ باتین نہ ہونگی چنانچہ اسکی زیادہ تفصیل سورہ محمد مین آویگی صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ
کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہی جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنت مین وہ وہ نعمتین پیدا کی گئی ہیں جو نہ کسی نے انکھون سے دیکھین نہ
کانون سے سنین نہ کسی کے دلمین انکا خیال گزر سکتا ہی اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ اس آیۃ مین یا اور آیتون مین جہان کہین
جنت کی نعمتون کا ذکر ہے وہ مختصر طور پر ہے تمام لوگونکے نیک و بد عمل اور اون عملونکے سبب سے ہر ایک کا جنت اور دوزخ کا ٹھکانا اللہ تعالےٰ کو
سب معلوم ہے اسی واسطے اخیر آیۃ مین فرمایا قیامت کے دن اپنے علم اور ارادہ کے موافق اللہ تعالیٰ جزا و سزا کا جو فیصلہ کریگا وہ ٹل نہین سکتا
اس تفسیر مین ایک جگہ یہ گزر چکا ہی کہ پہلے ہر کام کا نتیجہ سوچ لیا جاتا ہے پھر اسکے کرنے یا نہ کرنے کا ارادہ کیا جاتا ہی علما کا یہ قول جو مشہور ہی کہ ارادہ
علم کا تابع ہی۔ اسکا یہی مطلب ہی کہ پہلے ہر کام کا نتیجہ سوچا جاتا ہی پھر اوسکے کرنے یا نہ کرنے کا قصد کیا جاتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ہر ارادہ کے

منزل ۴

ساتھ علم لگا ہوا ہے اس لئے آیۃ کے آخری ٹکڑے کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب اور ارادہ
کے موافق جزا و سزا کا جو فیصلہ کریگا وہ ٹل نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم غیب رد و بدل سے پاک ہے۔

مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ
جسکو یہ خیال ہو کہ ہرگز نہ مدد کریگا اسکو اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو تانے ایک رسی آسمان کو پھر
لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُرِيدُ ۝
کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ گیا اسکی تدبیر سے اسکے جی کا غصہ اور یوں اتارا ہمنے قرآن کھلی باتیں اور یہ ہے کہ اللہ سوجھ دیتا ہے جسکو چاہے

اوپر ذکر تھا کہ بعضے لوگ دنیا کی خوشحالی کی امید پر اسلام میں داخل ہوتے ہیں اور جب انکی امید پوری نہیں ہوتی تو ان میں غصہ سے وہ لوگ
اسلام کے دائرہ سے نکل جاتے ہیں کہ اسلام لانے والوں سے دین و دنیا کی بہبودی کا وعدہ جو اللہ کے رسول کرتے اور انکو اللہ کا وعدہ بتلاتے
ہیں ہمارے اسلام لانے کے بعد اوس وعدہ کا ظہور جلدی کیوں نہیں ہوا اور جب اوس وعدہ کا ظہور جلدی نہیں ہوا تو ہمارے دلمیں
یہ خیال جم گیا ہے کہ جو وعدہ یہ رسول لوگوں سے کرتے ہیں سرے سے وہ اللہ کا وعدہ ہی نہیں ہے ان رسول کا جو جی چاہتا ہے یہ اپنی طرف
سے کہہ دیتے ہیں ان لوگوں کی خیالی باتوں کا جو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اوس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انتظام میں ہر کام کا وقت مقرر ہے پہلے
جسطرح یہ لوگ اگر رسی گلے میں ڈالیں اور اپنا گلا گھونٹ کر مر جاویں تو نہ بے وقت انکو کچھ خوشحالی حاصل ہو سکتی ہے نہ انکا وہ بیجا غصہ رفع
ہو سکتا ہے اسی طرح وقت مقررہ سے پہلے کچھ نہیں ہو سکتا ہاں وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی دین و دنیا میں ضرور مدد کرے گا
جسکا نتیجہ ان کی آنکھوں کے سامنے آجاویگا اس وعدہ کے ظہور کا ذکر سورہ التوبہ میں گزر چکا ہے کہ جب وقت مقررہ پر مدد الٰہی کا نتیجہ ان
دیہاتی لوگوں نے دیکھ لیا تو ان میں کے بہت لوگ پکے مسلمان بن گئے آگے فرمایا کہ جسطرح ایسے لوگوں کے خیال کو جھٹلانے کے لئے اللہ تعالیٰ
نے یہ آیۃ نازل فرمائی ہے اسی طرح قرآن کی کھلی کھلی اور آیتوں میں اس طرح کے لوگوں کے بہت سے خیال جھٹلائے گئے ہیں لیکن دنیا کے پیدا ہونے
سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو گمراہ اور دوزخی ٹھہر چکے ہیں وہ خود تو راہ راست پر نہیں آسکتے اور اللہ تعالیٰ مجبور کر کے انکو راہ راست پر لانا
نہیں چاہتا کیونکہ دنیا انتظام الٰہی کے موافق نیک و بد کی آزمائش کیلئے پیدا کی گئی ہے کسی کے مجبور کرنیکے لئے پیدا نہیں کی گئی۔ اس مطلب کو
مختصر طور پر یوں ادا فرمایا گیا ہے وان اللہ یہدی من یرید لیکن سورہ یونس میں یہ مطلب تفصیل سے گزر چکا ہے۔ اور صحیح مسلم کے حوالہ سے
عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض کی یہ حدیث بھی گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اپنے علم غیب کے
نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے وہ سب لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے سورہ یونس کی آیتوں اور عبد اللہ ابن عمرو بن العاص کی حدیث کو ان آیتوں کے
ساتھ ملانے سے وہی مطلب ہوا جو اوپر بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جہان اور سب کچھ لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے وہاں
یہ بھی ہے کہ ان مشرکوں میں سے کچھ لوگ خود تو راہ راست پر نہیں آسکتے اور انکو مجبور کر کے راہ راست پر لانا انتظام الٰہی کے برخلاف ہے
ثم لیقطع کی تفسیر حضرت عبد اللہ ابن عباس نے ثم لیختنق کی فرمائی ہے۔ اختناق کے معنے گلے میں پھانسی لگا لینے کے ہیں حاصل مطلب یہ ہے
کہ ایسا شخص اپنے گلے میں پھانسی ڈالکر مر جاوے جب بھی انتظام الٰہی پلٹ نہیں سکتا پھانسی کو قطع اس لئے کہتے ہیں کہ جس طرح

گردن کے قطع کر دینے اور کاٹ ڈالنے سے آدمی مرجاتا ہے اوسی طرح پھانسی گلہ مین لگا دینے سے سانس رک کر آدمی مر جاتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا

جو لوگ مسلمان ہیں اور جو یہود ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو شرک کرتے

اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ

ہین اللہ فیصل کر دیگا اُن مین قیامت کے دن اللہ کے سامنے ہے ہر چیز

سورہ آل عمران مین گزر چکا ہے کہ یوم المیثاق مین اللہ تعالیٰ نے سب انبیا سے اور انبیا نے اپنی امتون سے یہ مضبوط عہد لیا ہی کہ ہر زمانہ مین اوسی شریعت کے موافق عمل ہوگا جو شریعت اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی کے موافق ہر ایک زمانہ کے لئے ٹھرائی ہی اور اس آخری زمانہ کی مصلحت کے موافق مرضی الٰہی یہی ہے کہ اس زمانہ مین جو شخص آخری شریعت شرع محمدی کے موافق عمل کریگا عقبیٰ مین اوسی کو اجر ملیگا نہین تو نہین کیونکہ اجر اوسی عمل پر ملسکتا ہے جو مرضی الٰہی کے موافق ہے مرضی الٰہی کے برخلاف کام پر تو مواخذہ ہوگا پھر ایسے کامون پر اجر کہان۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس عہد کی بنا پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آخری زمانہ مین موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو اون کو شرع محمدی کی پیروی لازم ہوتی یہ حدیث جابرؓ بن عبداللہ کی روایۃ سے مسند امام احمد شعب الایمان بیہقی صحیح ابن حبان مین اور حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے ابن ماجہ مسند امام احمد مین ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ سورہ آل عمران مین عہد کی آیتون کی جو تفسیر ہے اُسکو اس آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اس آخری زمانہ مین جو لوگ مرضی الٰہی کی شریعت کے پابند ہین اون کا اور جو مرضی الٰہی کی شریعت کے منکر ہین اونکا حال اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے قیامت کے دن ان سب کا فیصلہ ہو جاویگا جو شخص ایک حالت کو چھوڑ کر دوسری حالت کا پابند ہو جاوے تو عربی زبان مین اوسکو صابی کہتے ہین چنانچہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ کی روایۃ سے جو قصہ ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ ثمامۃ بن اثال کے اسلام لانے کے بعد مشرکین مکہ ثمامہ کو صابی کہتے تھے تمام اہل کتاب ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہین اور فرقہ صابئین ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کا منکر ہے اس لئے اہل کتاب تو اس فرقہ کو یون صابی کہتے ہیں کہ یہ فرقہ ملت ابراہیمی کو چھوڑ کر ایک نئی حالت کا پابند ہے اس فرقہ کے لوگ ادریس علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہیں اسواسطے اس فرقہ کا شمار پارسی اور بت پرست لوگون مین بھی نہیں ہے یہ فرقہ ستارہ پرست اور نجوم کا رواج اس فرقہ کے لوگون مین بہت ہے۔ یونانی لوگون کی طرح یہ فرقہ بھی جسمانی حشر کا قائل نہین ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَ

تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہی جو کوئی آسمان میں ہی اور جو کوئی زمین میں ہی اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور

الدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ السجدۃ

جانور اور بہت آدمی اور بہت ہیں کہ اُنپر ٹھیر چکا عذاب اور جسکو اللہ ذلیل کرتا ہی اسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے

سورہ الرعد اور سورہ النحل کی آیتون کو اس آیۃ کے ساتھ ملانے سے حاصل مطلب یہ ہوا کہ آسمان کے سارے فرشتے زمین پر کے ایماندار جنات اور انسان خوشی سے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور ایماندار جنات اور انسان کی پرچھائیان بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہین اور یہ مشرک لوگ اپنے پیدا کرنے والے کی تعظیم کو چھوڑ کر خود تو پتھرون کی مورتون کو سجدہ کرتے ہین لیکن سایہ کے ڈھلنے کے وقت انکی اور پہاڑ درخت اور جانورون کی پرچھائیان اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہین۔ معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی ابن ماجہ اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی روایۃ سورہ النحل مین گزر چکی ہے۔ جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان پر کہین چار انگل جگہ ایسی نہین ہے جہان ایک فرشتہ سجدہ مین نہ پڑا ہو فرشتون کے سجدہ کرنے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے صحیح بخاری ومسلم وغیرہ مین چند صحابہ سے روایتیں ہیں جنمین غروب کے وقت سورج کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے رفیع ابن مہران ابوالعالیہ ثقہ تابعی کا قول ہے کہ سورج کی طرح چاند اور تارے بھی سجدہ کرتے ہیں یہ ابوالعالیہ قدیم مفسرین مین سے ہیں تمام معتبر روایتی تفسیرون مین مفسرین نے تابعیون کے صحیح قول کو تفسیر ٹھرایا ہے اور یہ کہا ہے کہ ثقہ تابعی تفسیر کے باب مین جو کچھ کہتے ہین وہ صحابہ سے سنکر کہتے ہین کیونکہ اونکو معلوم ہے کہ عقلی تفسیر بڑے وبال کی بات ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمام دنیا کے جنات اور انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت مین مصروف ہو جاوین تو اس سے اللہ کی بادشاہت مین کچھ بڑھ نہ جاویگا اسی طرح یہ سب لوگ اللہ کی عبادت چھوڑ دیوین تو اوس کی بادشاہت مین سے کچھ گھٹ نہ جاویگا اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ مشرک لوگ خوشی سے اللہ کو سجدہ نہیں کرتے تو اللہ کو اسکی کچھہ پروا نہین لیکن اللہ کی عظمت وہ ہی کہ جن چیزونکا آیۃ مین ذکر ہے اون کے ساتھہ مشرکون کی پرچھائیان بے اختیار اللہ کو سجدہ کرتی ہیں صحیح سند سے ترمذی اور مسند امام احمد مین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون ہاتھون مین دو کتابین تھین جنکی طرف اشارہ کر کے آپ نے صحابا سے فرمایا اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق ان دونون کتابون مین سے ایک مین تمام اہل جنت کے نام مع ولدیت اور دوسری مین تمام اہل دوزخ کے نام مع ولدیت لکھے ہوئے ہین اب ان کتابون مین نہ کچھہ بڑھ سکتا ہے نہ گھٹ سکتا ہے اس کے بعد اپنے دونون ہاتھ جھٹکے جس کے وہ دونون کتابین غائب ہو گئین اس حدیث سے آخری آیۃ کے ٹکڑے کا مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جن لوگون کی قسمت مین عقبیٰ کے عذاب کی ذلت لکھی جا چکی ہے انکا کوئی عزت دینے والا نہین اسی طرح اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اسکے کسی کام کو کوئی روک نہین سکتا اس آیۃ کے آخر پر سجدہ تلاوت سنت ہے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ

یہ دو مدعی ہین جھگڑتے ہین اپنے رب پر سو جو منکر ہوئے انکے واسطے بیونتے ہین کپڑے آگ کے

یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ۟ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۟

ڈالتے ہین انکے سر پر جلتا پانی نچڑ جاتا ہے اس سے جو انکے پیٹ مین ہے اور کھال بھی

منزل ۴

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَذُوْقُوْا

اور اُنکے واسطے موگریان ہین لوہے کی جب چاہین کہ نکل پڑین اس سے گھٹنے کے مارے پہر ڈالدیے اندر اور چکھتے رہو

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

جلن کی مار اللہ داخل کریگا اُنکو جو یقین لائے اور کین بھلا ئیان باغون مین بہتی اُنکے نیچے

الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝

نہرین گہنا پہنا دینگے اُنکو وہان کنگن سونے کے اور موتی اور اُنکی پوشاک ہے وہان ریشم کی

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ښ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝

اور راہ پائی اونھون نے ستھری بات کی اور پائی اس خوبی سراہی کی راہ

صحیحین ابوداؤد مستدرک حاکم وغیرہ مین حضرت علیؓ اور ابوذرؓ کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ بدر کی لڑائی مین مشرکین مکہ مین سے جسوقت یہ تین شخص شیبہ بن ربیعہ اور شیبہ کا بھائی عتبہ اور عتبہ کا بیٹا ولید مسلمانون کے مقابلہ کے لئے صف جنگ سے باہر نکلے تو ایک انصاری جوان نے اُنکا مقابلہ کرنا چاہا اُنھون نے کہا کہ ہم تم لوگون سے لڑنا پسند نہین کرتے بلکہ ہم کو تو اپنے ہم قوم قریش لوگون سے مقابلہ کرنے کا شوق ہے یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ اور حضرت علی اور عبیدہ بن حارث کو اُن تینون مشرکون کے مقابلہ کے لئے بھیجا اون ہی دو دو شخصون کے مقابلہ کی شان مین اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی ہے۔ تفسیر ابن جریر وغیرہ مین اس آیۃ کی شان نزول یہ جو بیان کی گئی ہے کہ یہود اور مسلمانون مین ایک دن جھگڑا ہوا تھا یہود نے اپنے دین کو اچھا بتلایا اور مسلمانون نے اپنے دین کو اسپر یہ آیۃ نازل ہوئی ہے اس قول سے مقصد یہ ہے کہ اس قصہ پر بھی آیۃ کا مطلب جدا دق آتا ہے کیونکہ جس طرح اُس مقابلہ مین ایک گروہ حق پر تھا اور دوسرا ناحق پر اسی طرح اس جھگڑے کا حال ہے غرض اصل شان نزول وہی ہے جو صحیحین کی روایۃ مین ہے کیونکہ ابوذر اس شان نزول کو قسم کھا کر روایۃ کیا کرتے تھے اب آگے ان آیتون مین اللہ تعالیٰ نے اس مقابلہ کا نتیجہ ذکر فرمایا ہے کہ اس مقابلہ مین ناحق پر جو لوگ مارے گئے دنیا مین تو اُنکی جان گئی اور عقبےٰ مین گلے ہوئے تانبے کے کپڑے اونکو پہنائے جاوینگے اُنکے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جاویگا جس سے بدن کی کھالین اور پیٹ کی انتڑیان جلکر گر پڑین گی بھاری بھاری ہتھوڑون سے سر کچلا جاویگا اسی طرح کے طرح طرح کے عذاب ہونگے ان عذابون سے گھبرا کر جب یہ لوگ دوزخ سے باہر بھاگنا چاہین گے تو فرشتے پھر گھیر کر اُنکو اندر کر دیوین گے اور کہوین گے جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے اب اُس عذاب کا مزا چکھو اکثر متقدمین مفسرین سے روایۃ ہے کہ جسطرح پانی مین کوئی ڈوب کر اوپر کو آتا ہے اسی طرح آگ کی لپٹ مین دوزخی جب اوپر کو آوین گے یہ اُسوقت کا حال ہے ورنہ خود اُن کو بھاگنے کا موقع نہ ملیگا کیونکہ اُنکے ہاتھ پیر زنجیر دنسے جکڑے ہوئے ہونگے ان اہل دوزخ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر فرمایا ہے کہ طرح طرح کے ریشمی سبز کے خلعت اُنکو ملین گے سونے اور موتیون کے جڑاؤ کڑے پہنائے جاوینگے فرشتے اُنکو شادمانی کی مبارکباد دیوینگے سوا اسکے جنت کی تفصیلی نعمتین جو ایسی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی اس باب مین کئی جگہ گذر چکی ہے کہ وہ نعمتین نہ کسی نے آنکھ سے دیکھی ہین نہ کسی

منزل ۴

سنی ہین نہ انکا خیال کسی کے دل مین گذر سکتا ہی آخر کو فرمایا جنت کی یہ نعمتین ان نیک لوگونکو اسواسطے دی جاوینگی کہ دنیا مین یہ لوگ اللہ کی وحدانیت پر قائم رہکر اللہ کی مرضی کے موافق کامون مین لگے رہے الطیب من القول کا مطلب اللہ تعالی کی وحدانیت پر قائم رہنے کا ہی کیونکہ اللہ تعالی نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزونکو اس طرح سے پیدا کیا کہ اُس مین کوئی اُس کا شریک نہین اسواسطے دنیا مین اس سے بڑھکر کوئی ستھری بات نہین کہ انسان خالص اللہ ہی کی ذات کو اپنا معبود قرار دیوے صراط الحمید اسکا مطلب ہی کہ ان لوگون نے اُس اللہ تعالی کا بتلایا ہوا راستہ اختیار کیا جسکے سب کام تعریف کے قابل ہین مسند امام احمد اور ابوداود مین براء ابن العازب سے صحیح روایۃ ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قابل عذاب لوگون کے مارنے کے لئے جو ہتھوڑے فرشتون کو دئے گئے ہین اگر ان مین کا ایک ہتھوڑا پہاڑ پر مارا جاوے تو پہاڑ خاک درخاک ہو جاوے جن موگریون اور ہتوڑون کا ذکر آیتون مین اُنکے بھاری پن کی تفسیر اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝

جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ادب والی مسجد سے جو ہمنے بنائی سب لوگون کے واسطے برابر اس مین لگا رہنے والا اور باہر کا اور جو اس مین چاہے ٹیڑہی راہ شرارت سے اسے ہم چکھاوینگے ایک دکھہ کی مار

ع ۳ ۱۰

منزل ۴

ان آیتون مین اللہ تعالی نے مشرکین مکہ کو یہ الزام دیا ہے کہ یہ مشرک لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر کہتے ہین حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ کے حکم سے کعبہ بنایا ہی تو اس لئے بنایا ہی کہ دور دور سے لوگ آوین اور اُسمین خالص اللہ کی عبادت کرین حضرت عبداللہ بن عباس رض کے صحیح قول کے موافق کعبہ کے بن جانیکے بعد مقام ابراہیم جس پتھر کا نام ہی اُسپر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم نے لوگونکے دل کعبہ کی طرف مائل ہو جانے کی غرض سے ایک اذان دی جس اذان کا مضمون یہ تہا کہ اے لوگو حج کرنے کو آؤ اللہ کا گھر بنکر تیار ہو چکا ہی اُس اذان کی تاثیر اللہ تعالی نے ہر مسلمان کے دلمین ڈالدی ہے کہ قیامت تک جن ارواحون نے اُس اذان کے جواب مین لبیک کہا ہے وہ حج اور عمرہ کی نیت سے کعبہ کو آوینگے صلح حدیبیہ کے وقت ان مشرکون نے ملت ابراہیمی کے خلاف اور اس غرض کے خلاف جس غرض سے کعبہ بنایا ہے مسلمانونکو تو عمرہ سے روکا اور خود اللہ کے گھر مین بت پرستی پھیلاتے ہین اور دوسرونکو بھی نیک راہ سے روک کر بت پرستی کے راستہ سے لگاتے ہین پھر یہ لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر کیونکر بتلاتے ہین اس بات مین سب علما کا اتفاق ہی کہ مسجد حرام مین مسافر اور مکہ کے رہنے والے برابر ہین کوئی کسی کو طواف نماز یا اور عبادت سے روک نہین سکتا ہان تمام شہر مکہ کے حکم مین حضرت عمر رض اور حضرت عبداللہ بن عباس یہ فرماتے ہین کہ مسجد الحرام اور تمام مکہ کا ایک ہی حکم ہے باقی صحابہ کو اس مین اختلاف ہے وہ کہتے ہین کہ مسجد الحرام کے سوا مکہ مین جن لوگونکے گھر ہین اُنکو اپنے گھرون کا اختیار ہے ان آیتون سے معلوم ہوتا ہی کہ حرم کی حد کے اندر جو کوئی گناہ کا ارادہ بھی کرے تو اُسپر اس سبب سے عذاب ہوگا کہ اُس نے حرم کی بزرگی مین خلل ڈالنے کا ارادہ کیا اسیواسطے بخاری وغیرہ مین ابوہریرہ رض کی حدیث مین یہ جو حکم ہے کہ نیکی فقط قصد کر لینے سے لکھہ لیجاتی ہی اور بدی جبتک بدعمل نکر لیا جاوے فقط قصد سے نہین لکھی جاتی اس حدیث کا حکم حرم کی سرزمین کے سوا اور سرزمین کے لئے ہے چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل تفسیر سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم مین حضرت عبداللہ ابن مسعود کی صحیح روایۃ سے صراحۃ بھی آچکی ہی کہ سوا حد حرم کے اندر گناہ کے ارادہ کی بھی پکڑ اور اسپر عذاب ہی مجاہد اور علمائے سلف کا مذہب ہے کہ حرم کی حد کے

اندر جو شخص گناہ کریگا اسپر دوگنا عذاب ہوگا گناہ کا عذاب جدا اور حد حرم کی بزرگی میں خلل ڈالنے کا عذاب جدا صلح حدیبیہ کے وقت مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول اور آپکے ساتھ کے مسلمانوں کو عمرہ کے ارادہ سے روک کر مکہ کے اندر جو نہیں جانے دیا اسکا پورا قصہ تو سورہ انا فتحنا کی تفسیر میں آویگا لیکن حاصل اس قصہ کا یہی ہے کہ ہجرت کے بعد ۶ھ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کی نیت سے مکہ کا ارادہ کیا اور مشرکین نے راستہ کے ایک مقام پر جسکا نام حدیبیہ ہے آپکو مع صحابہ کے روک کر مکہ کے اندر جانے سے منع کیا اسکے بعد چند شرطوں پر دس برس تک کیلئے صلح ہوئی ان شرطوں میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ صلح کی مدت تک قبیلہ خزاعہ مسلمانوں کے امن میں ہے اور قبیلہ بنی بکر مشرکین مکہ کے امن میں صلح کے دو برس کے بعد قبیلہ خزاعہ اور بنی بکر میں لڑائی ہوئی اور مشرکین مکہ نے صلح کے برخلاف درپردہ قبیلہ بنی بکر کو مدد دی مغازی ابن اسحاق میں جو روایتیں ہیں انسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی اور مدد حرم کی حد کے اندر بھی جاری رہی اور حرم کی عزت حرمت کا بالکل کچھ پاس لحاظ نہیں رکھا گیا مسند بزار میں اس قصہ کی روایت جو ابوہریرہؓ سے ہے اسکی سند بھی معتبر ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا تو آپنے مکہ پر چڑھائی کی اور اللہ کی مدد سے مکہ فتح ہوگیا صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتیں کئی جگہ گزر چکی ہیں کہ فتح مکہ کیوقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر مشرکین مکہ کی بتوں کو زمین میں گرادیا اور کسی مشرک کو ان بتوں کی حمایت کی کچھ جرات نہ ہوئی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالکؓ کی یہ روایت بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ بدر کی لڑائی میں مشرکین میں کے بڑے بڑے سرکش جو مارے گئے وہ سب اسی عذاب میں گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتلانے کیلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے عذاب الٰہی کے وعدہ کو سچا پالیا آیت میں یہ جو ذکر ہے کہ جو شخص حرم کی حد کے اندر شرارت سے ٹیڑھی راہ چلیگا اسکو دردناک سزا کا مزہ چکھنا پڑیگا ان روایتوں سے اسکا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول کو عمرہ سے روکنے کی حرم کی حد میں لڑائی اور شرک کا فساد پھیلانے کی صلح کی شرط پر قائم نہ رہنے کی جو شرارت کی اسکی سزا میں دنیا اور عقبیٰ کے عذاب کی وہ ذلت انھوں نے بھگتی جسکا ذکر اوپر کی روایتوں میں ہے

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ

اور جب ٹھیک کر دیا ہمنے ابراہیم کو ٹھکانا اس گھر کا کہ شریک نکر میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنیوالوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع و سجدہ والوں کے

اس تفسیر میں یہ بات کئی جگہ جتلا دی گئی ہے کہ قرآن شریف میں پچھلے قصے فقط قصہ کے طور پر نہیں ذکر کیے جاتے بلکہ انکے ذکر سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ انکو تاریخی ثبوت کے طور پر بیان کیا جا کر قرآن شریف کے نازل ہونیکے زمانے کا کوئی مطلب اس تاریخی شہادت سے ثابت کیا جاوے چنانچہ مشرکین مکہ نے اللہ کے گھر میں بت پرستی کا شرک جو پھیلا رکھا تھا اوپر اوس کا ذکر فرما کر ابراہیم علیہ السلام کے اس قصہ سے اون مشرکین کو یوں قائل کیا گیا ہے کہ اگرچہ کعبہ کے بنانے کیوقت سے ہی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ کعبے میں شرک نہ پھیلنے پاوے بلکہ خالص نیت سے طواف کرنیوالوں اور نماز پڑھنے والوں کے لئے یہ جگہ خاص کر دی جاوے لیکن عمرو بن لحی کے زمانہ سے ان مشرکوں کے بڑوں نے اللہ کے اس حکم کی تعمیل چھوڑ دی اور یہ حال کے مشرک اپنے بڑوں کی رسم کے پابند ہیں اب اس شرک کے دفع کرنے کے ارادہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کو پیدا کیا ہے اور وقت مقررہ پر اللہ کا یہ ارادہ ضرور پورا ہوگا صحیح مسلم کے حوالہ سے جابرؓ بن عبداللہ کی روایت سورہ بقرہ میں گزر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان جزیرہ عرب کی بت پرستی سے تو اب مایوس ہوگیا ہاں جزیرہ عرب میں مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا اوس کا کام باقی رہ گیا ہے نبی آخر الزمان

منزل ۴

صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا اور رسول ہونے سے جسقدر شرک مٹا اسکا مطلب جابر بن عبد اللہ رضی کی اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے طواف
تین ہیں ایک تو مکہ میں داخل ہوتے ہی کیا جاتا ہی یہ طواف اگر جاتا رہی تو اسکی کچھ تاکید ہے نہ اسکا کچھ بدلہ دینا پڑتا ہے دوسرا طواف عرفات سے
پلٹنے احرام کے کھولنے اور شیاطینوں کے کنکریاں مارنے کے بعد دسویں ذالحجہ کو کیا جاتا ہے اس طواف کے بغیر مکہ سے سفر کرنا جائز نہیں ہے
تیسرا طواف مکہ کے چھوڑنے کے وقت ہے یہ طواف اگر جاتا رہے تو اس قصور کے بدلے میں قربانی لازم آتی ہے مگر حیض والی عورت اس حکم
سے مستثنی ہے چنانچہ صحیح بخاری مسلم اور مسند امام احمد کی حضرت عبد اللہ بن عباس کی حدیث میں اس کا ذکر تفصیل سے آیا ہے جسکا حاصل
یہ ہی کہ اگر حیض والی عورت نے حیض کے آنے سے پہلے دسویں ذالحجہ کا طواف عرفات سے آنکر کر لیا ہی تو پھر آخری طواف کے لئے اسکو مکہ میں
ٹھہرنا ضروری نہیں ہے نہ اوسپر کچھ فدیہ ہے حج اور عمرہ کی باقی باتوں کی تفصیل سورہ بقرہ میں گزر چکی ہے۔

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ
اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آدیں تیری طرف پاؤں چلتے اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آتے راہوں دور سے کہ پہنچیں اپنے بھلے کی
لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا
پر اور پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپایوں مواشی کے جو انکو دئیے ہیں سو کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ
الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝
برے حال کے محتاج کو پھر چاہئیے نبیڑیں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا

منزل ۴

اوپر حضرت عبد اللہ بن عباس کا یہ قول گزر چکا ہی کہ کعبہ کے تیار ہو جانیکے بعد مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے یہ اذان دی کہ اے لوگو حج
کر نیکو آؤ اللہ کا گھر بنکر تیار ہو گیا ہی اور اس اذان کی یہ تاثیر اللہ تعالی نے اہل قبلہ کے دلوں میں ڈالدی کہ وہ حج اور عمرہ کی نیت سے قیامت تک کعبہ کو جاوینگے
حضرت عبد اللہ بن عباس کی یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ سنن بیہقی تفسیر ابن المنذر تفسیر ابن ابی حاتم مستدرک حاکم وغیرہ میں ہی اور حاکم نے اس روایت
کو صحیح قرار دیا ہی۔ اذان کے معنے جتلانیکے ہیں نماز سے پہلے جو اذان دی جاتی ہی اس سے نماز کا وقت جتلایا جاتا ہی اسلئے اسکو بھی اذان کہتے ہیں جس طرح
اللہ کے حکم سے ابراہیم علیہ السلام نے حج کی فرضیت لوگوں کو جتلائی اسیطرح حجۃ الوداع کے خطبہ میں خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حج کی فرضیت لوگوں کو جتلائی
ہی جسکا ذکر صحیح مسلم کی ابوہریرہ رض کی روایت میں ہے۔ دبلے اونٹوں کے ذکر کا مطلب یہ ہے کہ دور دور مقامات سے حج کو آنیکا ہی جس سفر کی تکلیف سے ان
حج کو آنیوالوں کی سواری کے اونٹ دبلے ہو گئے ترمذی میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج آدمی
پر جب ہی فرض ہوتا ہی کہ اسکے پاس مکہ تک کے سفر کا کھانے اور سواری کے انتظام کا خرچ ہو۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا اس حدیث
کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن یزید جوزی کو ابن معین نسائی وغیرہ نے اگرچہ ضعیف قرار دیا ہی لیکن ابن عدی نے ابراہیم کو معتبر ٹھیرایا ہی سنہ تین
سو
کے جرجان کے علما میں یہ عبد اللہ بن عدی مشہور اور ثقہ عالم ہیں راویوں کے ثقہ اور ضعیف ہونیکے باب میں انکے قول کا بڑا اعتبار ہی اس مضمون کی
ایک روایت دارقطنی اور مستدرک حاکم میں انس بن مالک سے بھی ہی جسکو حاکم نے صحیح قرار دیا ہی ان روایتوں کے موافق اکثر علما کا مذہب یہی ہی جو
شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں بیان کیا ہی کہ حج کے فرض ہونیکے لئے سواری کا خرچ ضروری ہی فقط امام مالک رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ جس شخص کو پیدل

شخص کو پیدل چلنے کی عادت ہو اور بغیر سواری کے خرچ کے حج فرض ہو جاتا ہے ترمذی مین ابوہریرہ کی صحیح روایۃ ہے جس مین
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پرہیزگاری سے حج کا فرض ادا کرے تو اوس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین
صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ سورہ بقر مین گزر چکی ہے کہ حج کے سفر مین تجارت جائز ہے۔ یہ حدیثین منافع
لہم کی گویا تفسیر ہین جن سے دین و دنیا کے جو فائدے حج مین ہین اونکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے قربانی کے دنون مین جانورون
کے ذبح کے وقت اللہ کا نام جو لیا جاتا ہے آگے اوسکا ذکر فرمایا مشرکین مکہ قربانی کے گوشت مین سے خود نہین کھاتے تھے اس لئے فرمایا
کہ قربانی کے گوشت مین سے خود کھانا اور محتاجون فقیرون کو دینا سب کچھ جائز ہے ہان حج کے دنون کے کسی قصور کی سزا مین جو قربانی
کی جاتی ہے وہ سب گوشت محتاجون کو دیدیا جاوے کیونکہ وہ گوشت قربانی کرنے والا شخص نہین کھا سکتا عرفات سے پلٹنے کے بعد
حجامت جو بنوائی جاتی ہے کپڑے پہنے جاتے ہین دسوین ذالحجہ کا طواف منی سے مکہ مین آنکر کیا جاتا ہے حج کے دنون کی کوئی منت ہو تو
وہ پوری کی جاتی ہے آخری آیۃ مین ان سب باتونکا ذکر فرمایا سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ کعبہ پہلے آدم علیہ السلام نے بنایا پھر شیث
علیہ السلام نے پھر ابراہیم علیہ السلام نے حاصل یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے کعبہ بنانے کے ذکر مین کعبہ کو قدیم گھر اس لئے فرمایا کہ کعبہ
کی عمارت کا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے کا ہونا اور اوس پہلی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کا کعبہ کو بنانا اچھی طرح سمجھ مین آجاوے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى
یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے اللہ کی ادب کی سو وہ بہتر ہے اسکو اپنے رب کے پاس اور حلال ہین تم کو چوپائے مگر جو تم کو
عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ
سناتے ہین سو بچتے رہو بتون کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے ایک اللہ کی طرف ہو کر نہ اسکے ساتھ ساجھی بناکر
وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝
اور جسنے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے پھر اچکتے ہین اسکو اوڑتے جانور یا لے ڈالا اسکو باؤ نے کسی دور مکان مین

منزل ۴

کعبہ کی تعظیم اور حج کی باتون مین سے چند باتون کا ذکر فرماکر فرمایا یہ باتین جو لوگ سن چکے یہ اللہ کی بتلائی ہوئی ادب کی باتین ہین
ان مین سے مناہی کی باتون سے جو شخص باز رہے گا اور جن باتون کے کرنے کا حکم ہے اونکو بجا لاویگا تو اوسی شخص کے حق مین یہہ
فرمان برداری بہتر ہے کہ اوسکو اس فرمانبرداری کا بدلہ ملے گا ورنہ اللہ کی بادشاہت تو ایسی بے پروا بادشاہت ہے کہ اوسکو
کسی نیکی بدی کی کچھہ پروا نہین ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالی نے
فرمایا تمام دنیا کے جنات اور انسان نیک ہو جاوین تو اس سے اللہ کی بادشاہت مین کچھہ بڑھ نہ جاویگا اور اگر یہ سب بد ہو جاوین
تو اللہ کی بادشاہت مین سے کچھہ گھٹ نہ جاویگا اس حدیث سے فہو خیر لہ عند ربہ کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا
حاصل یہ ہے کہ نیک کام کرنے کا حکم لوگون کی بھلائی کے لئے دیا جاتا ہے ورنہ اللہ کی بادشاہت مین کسی کی نیکی کی کچھہ پروا نہین
صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ سے یہ حدیث قدسی بھی گزر چکی ہے کہ ہر ایک نیکی کا بدلہ دس گنے
اجر

سے لیکر سات سو تک اور بعضی نیکیوں کا بدلہ اس سے بھی زیادہ دیا جاویگا نیک کام کرنے میں جو نیک لوگوں کی بھلائی اور بہتری ہے اوسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے سورۃ المائدہ میں گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ بہت سے جانوروں کو بتوں کے نام کا ٹھیرا کر اون جانوروں کے گوشت کا کھانا حرام سمجھتے تھے اسیواسطے آگے فرمایا سوائے اون جانوروں کے جنکی تفصیل ان لوگوں کو سورہ المائدہ کی آیۃ حرمت علیکم المیتۃ میں سمجھا دی گئی ہے اور چوپائے اللہ تعالیٰ نے انسان پر حلال کردیے ہیں ان کے بڑوں میں سے قوم خزاعہ کے سردار ایک شخص عمرو بن لحی نے بت پرستی کی اور بتوں کے نام جانوروں کے حرام ٹھیرانے کی رسم ان لوگوں میں جو پھیلائی ہے اوسکو اللہ کا حکم ٹھیرانا بالکل جھوٹ ہے ان لوگوں کو بت پرستی کی گندگی اور اس جھوٹ سے باز آنا اور خالص اللہ کی عبادت میں لگے رہنا چاہیئے کیونکہ عمرو بن لحی کے بہکانے سے جن نیک لوگوں کے نام کی مورتوں کی یہ مشرک پوجا کرتے ہیں قیامت کے دن وہ نیک لوگ تو ان لوگوں کی صورت سے بیزار ہوجاوینگے اور ان مشرکوں کو ذلیل کرنے کے لیئے اون کے بتوں کو دوزخ کا ایندھن بنادیا جاویگا اس لئے ان مشرکوں کی مثال ایسی ہے جس طرح کوئی شخص آسمان پر سے گر پڑے اور زمین پر اوس کے پہنچنے تک یا تو پرند جانور اوسکی بوٹیاں نوچکر کھا جاویں یا ہوا کے جھوکوں سے وہ کہیں ایسی دور جگہ جا پڑے جہاں اوسکی ہڈیوں تک کا بھی کچھ ٹھکانا نہ لگے حاصل کلام یہ ہے کہ جسطرح آسمان پر سے گرنے والے شخص کی کوئی صورت راحت کی نہیں ہے قیامت کے دن یہی حال مشرکوں کا ہوگا صحیح بخاری مسند امام احمد وغیرہ کے حوالہ سے سورہ المائدہ میں روایتیں گزر چکی ہیں کہ بت پرستی اور بتوں کے نام کے جانوروں کو حرام ٹھیرانے کی رسم قریش میں قبیلہ کے سردار عمرو بن لحی نے پھیلائی اور اس رسم کے پھیلانے سے پہلے پہل اسی شخص نے ملت ابراہیمی کو بگاڑا۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝

یہ سن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا سو وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے تمکو چوپایوں میں فائدے ہیں ایک ٹھیرے وعدے تک پھر انکو پہنچنا اس قدیم گھر تک

منزل ۴ ع ۴

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے مہینے میں عمرہ حج کے ثواب کے برابر ہے۔ ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عباس کی صحیح روایۃ میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ ادا کیا بیہقی میں حضرت علیؓ کی صحیح روایۃ میں ہے کہ عمرہ کا احرام ہر ایک مہینے میں جائز ہے بخاری میں بغیر سند کے معلق طور پر اور صحیح ابن خزیمہ مستدرک حاکم وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے مع سند کے روایۃ ہے جسمیں حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں اللہ کے رسول کی سنت یہی ہے کہ حج کا احرام حج کے مہینوں میں باندھا جاوے، بخاری میں معلق طور پر اور دار قطنی وغیرہ میں مع سند کے عبد اللہ بن عمر سے جو روایت ہے

اوسمیں سے کہ حج کے مہینے شوال سے لیکر ذوالحجہ کی دسویں تک ہیں صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے جس میں جابر فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حج اور عمرہ کی قربانی کے اونٹ اور گائے میں ہم سات آدمی شریک ہو جاتے تھے شعائر شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنے نشانی کے ہیں احرام کے مہینوں میں حج کے احرام کے وقت یا کسی اور مہینے میں عمرہ کے احرام کے وقت قربانی کی مقررہ مقدار سے زیادہ کعبہ کے چڑہانے کی نیت سے منی میں ذبح کرنے کے لئے جو جانور ساتھ لے جاتے ہیں سورہ المائدہ میں اور اس آیۃ میں اونکو شعائر اللہ فرمایا جسکا مطلب یہ ہے کہ احرام کے بعد ان جانوروں کو ساتھ رکھنا نشانی کے لئے ان کے گلے میں پٹہ کا ڈال دینا سفر حج یا عمرہ میں بلا ضرورت اونٹ پر سواری کا نہ کرنا اسی طرح ان جانوروں میں اگر اونٹنی ہو تو بلا ضرورت اوسکا دودہ نہ پینا یہ سب اللہ کی تعظیم کی نشانیاں ہیں اور یہ تعظیم آدمی کی دلی پرہیزگاری کی علامت ہے کعبہ کی نیاز کی نیت سے جب تک ان جانوروں کو اللہ کے نام کے جانور نہ ٹھرایا جاوے اوسوقت تک اونٹ پر سواری کا کرنا اونٹنی کا دودہ پینا جائز ہے، اسیکو فرمایا کہ ان چاپایوں میں ٹھرے وعدہ تک فائدے ہیں پھر ٹھرا ہوا وعدہ آنے کے بعد اللہ کے نام پر ان جانوروں کی قربانی ہوگی حج کے وقت ٹھرا ہوا وعدہ عرفات سے پلٹ کر [illegible] کر منی میں آجانا ہے اور عمرہ کے وقت عرفات کا جانا نہیں ہے اس لئے عمرہ کے وقت ان جانوروں کا منی میں پہنچ جانا ہی ٹھرا ہوا وعدہ ہے صلح حدیبیہ کے قصہ کی صحیح بخاری وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ جب مشرکین کہ نے اللہ کے رسول کو مکہ کے اندر جانے سے روکا تو آپ نے نیاز کے جانوروں کی قربانی حدیبیہ مقام پر ہی کری شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں یہ جو لکھا ہے کہ نیاز کے جانوروں کو مکہ تک پہنچانے میں دشواری ہو تو اللہ کا نام لیکر جہاں ان جانوروں کو ذبح کیا جاویگا وہیں نیاز پوری ہو جاویگی اس سے شاہ صاحب نے اسی حدیبیہ کے قصہ کے مطلب کو ادا کیا ہے حج یا عمرہ کے سفر میں ایسے جانوروں پر ضرورت کے وقت سواری کا کرنا جائز ہے چنانچہ صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایۃ میں اسکا ذکر تفصیل سے ہے یہ بھی جائز ہے کہ اگر آدمی مکہ کو خود نہ جاوے تو دوسرے شخص کی معرفت نیاز کے جانور قربانی کے لئے منی کو بھیجدے اس صورت میں جانور بھیجنے والے شخص کی حالت احرام کی نہیں ہے اس لئے احرام کی حالت میں جن چیزوں کی مناہی کا حکم ہے وہ حکم اس شخص سے متعلق نہیں ہے صحیح بخاری ومسلم کی حضرت عائشہ رضؓ کی روایۃ میں اس صورت کا ذکر تفصیل سے آیا ہے"

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

اور ہر فرقے کو ہمنے ٹھیرادی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کا نام چوپایوں کے ذبح پر جو انکو دئے سو اللہ تمہارا ایک اللہ ہے سو اسیکے

فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

حکم میں رہو اور خوشی سنا عاجزی کرنیوالوں کو وہ کہ جب نام لیجئے اللہ کا ڈر جاویں اُنکے

قُلُوبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○

انکے دل اور سہنے والے جو انپر پڑے اور کھڑی رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا خرچ کرتے ہیں

اوپر قربانی کا ذکر تہا کہ ان آیتوں میں فرمایا اللہ کے نام پر جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم کچہ اس امت کے ساتہ خاص نہیں ہے بلکہ اور دیندار امتوں میں بہی اللہ کا یہی حکم تہا تاکہ لوگ اللہ کے دیئے ہوئے جانوروں میں سے اوس کے نام پر قربانی کریں اور عقبیٰ کا اجر کمائیں مشرکین مکہ بتوں کے نام پر جانوروں کو ذبح کرتے اور طرح طرح کے شرک میں گرفتار تہے اس لئے فرمایا جس نے ان لوگوں کی سب ضرورت کی چیزوں کو اسطرح پیدا کیا کہ اوس میں کوئی اوسکا شریک نہیں ہے تو انسان پر ہر طرح اوسکی فرمانبرداری واجب ہے اوسکی فرمانبرداری میں کسی دوسرے کو شریک کرنا بڑے وبال کی بات ہے پہر فرمایا اے رسول اللہ کے اگر یہ مشرک لوگ قرآن کی نصیحت کو نہ مانیں تو تم فقط ان لوگوں کو عقبیٰ کی بہبودگی کی خوشخبری سنا دو جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور مشرک اون کو ستاتے ہیں تو اسپر اور ہر طرح کی تکلیف پر صبر کرتے ہیں اور نماز کے پابند رہ کر قربانی اور سوائے قربانی کے سب صدقہ خیرات خالص اللہ ہی کے نام پر کرتے ہیں، مشرکین مکہ کے ستانے کے سبب سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی سکونت کو چہوڑ کر مدینہ کی سکونت جو اختیار کی اسکو ہجرت اور ہجرت کرنے والوں کو مہاجر کہتے ہیں فتح مکہ سے پہلے یہ حکم تہا کہ ہر مسلمان مکہ کو چہوڑ کر دین اسلام کے کاموں میں مدد دینے کے لئے اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہو اس ہجرت پر بہت بڑے اجر کا وعدہ جگہ جگہ قرآن شریف میں اگرچہ آیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجر کا مدار آدمی کی نیت پر ہے اسیواسطے صحیح بخاری و مسلم کی حضرت عمرؓ کی حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے دین کی مدد کے اور کسی نیت سے جو شخص ہجرت کریگا تو اگرچہ ظاہر میں وہ شخص مہاجر کہلاوے لیکن عقبیٰ میں ایسے شخص کو ہجرت کا کچہ اجر نہ ملے گا اس حدیث سے یذکروا اسم اللہ علی ما رزقہم کا مطلب اچہی طرح سمجہ میں آجاتا ہے جنکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص ذبح سے پہلے سوائے اللہ کے کسی اور شخص کی تعظیم کی نیت سے جانور کو خریدے یا پالیگا اور ذبح کے وقت بطور عادت کے اللہ کا نام لیویگا تو عقبیٰ کے اجر کے حساب سے ایسے شخص کا اللہ کا نام لینا اسیطرح بیکار ہے جسطرح ظاہری ہجرت کے بیکار ہونے کا ذکر حدیث میں ہے ۱۲

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا

اور کعبہ کے چڑہانے کے اونٹ ٹہیرائے ہیں ہمنے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اسمیں بہلا ہے سو پڑہو انپر نام اللہ کا قطار باندہ کر پہر جب

وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

گر پڑے انکی کروٹ سو کہاؤ اسمیں سے اور کہلاؤ صبر سے بیٹہے کو اور بیقراری کرتے کو اسیطرح تمہارے بس میں دئے ہمنے وہ جانور شاید تم احسان مانو

البدن بدنہ کی جمع ہے بدنہ موٹی چیز کو کہتے ہیں زیادہ ثواب کی نیت سے نیاز کے اونٹوں اور گایوں کو لوگ یا تو پالکر خوب موٹا کرتے تہے یا نیاز کی نیت سے جو اونٹ یا گائے خرید کرتے تو موٹا دیکہکر خرید کرتے اونہیں فربہ جانوروں کو والبدن فرمایا صحیح مسلم میں جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے جسمیں بدن اونٹ اور گائے دونو کو ٹہرایا گیا ہے ہاں صحیح بخاری و مسلم میں بکری کو نیاز کا جانور ٹہرانے کا ذکر حضرت عائشہ کی روایت سے جو آیا ہے اوسمیں علما کا اختلاف ہے جسکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے مطلب یہ ہے کہ نیاز کے

فربہ جانوروں کو حج یا عمرہ کے سفر میں ساتھ رکھنا اور نیاز کعبہ کی پہچان کے لئے اون کے گلوں میں پٹہ کا ڈالنا اللہ کی تعظیم کی نشانی ہے اور قربانی سے پہلے ضرورت کے وقت سواری اور دودہ کا اور قربانی کے بعد عقبیٰ کے اجر کا تمہیں ان جانوروں سے نفع ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے موافق صواف کے یہ معنے ہیں کہ ہرایک اونٹ کا ایک پاؤں باندھکر تین پاؤں کی قطار پر اونہیں روبقبلہ کھڑا کردیا جاوے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہکر اونکی چھاتی میں زخم لگایا جاوے اس زخم کے سبب سے جب وہ زمین میں گرپڑیں تو آگے کے حکم کے موافق اون کا گوشت قربانی کرنے والا شخص خود بھی کھاوے نہ مانگنے والے اور مانگنے والے محتاجوں کو بھی دیوے آخر کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان چوپایوں کو تمہارے بس میں کردیا ہے تاکہ اس کے شکریہ میں تم خالص دل سے اللہ کے نام کی قربانی کرو اور اوس کے نام کی قربانی میں کسیکو شریک نہ ٹھہراؤ۔،،

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا

اللہ کو نہیں پہنچتے اون کے گوشت نہ لہو لیکن اسکو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب اسی طرح انکو بس میں دیا تمہارے کہ اللہ کی

اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝

بڑائی پڑھو اسپر کہ راہ سوجھائی اور خوشی سنا نیکی والوں کو اللہ دشمنوں کو ہٹا دیگا ایمان والوں سے اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی دغاباز ناشکر

تفسیر ابن منذر میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ حج کے وقت مشرک لوگ جو قربانی کرتے تھے تو ذرا سا خون اللہ کے نام کا کعبہ کو لگا دیتے تھے اسلام کے بعد مسلمانوں نے بھی اس رسم کو جاری کرنا چاہا اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور مسلمانوں کو اس رسم سے منع فرمایا اور فرمادیا کہ جو چیز تم اللہ کے نام پر دیتے ہو اوس چیز کی اللہ کو پروا نہیں ہے خود تم اور جو چیز تم اللہ کے نام پر دیتے ہو سب کچھہ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے صدقہ خیرات کا حکم شریعت میں اللہ تعالیٰ نے اسواسطے دیا ہے کہ صدقہ دینے والا کا دل، اللہ آزمادے کہ کہاں تک اوس کے دل میں پرہیزگاری کا اثر ہے اس تفسیر میں ایک جگہ یہ جتلا دیا گیا ہے کہ تفسیر ابن المنذر قدیمی اور معتبر تفسیروں میں ہے صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ لوگوں کی صورت شکل اور اون کے مال متاع پر نظر نہیں ڈالتا بلکہ خدا تعالیٰ کی نظر لوگوں کے دل اور اون کے اعمالوں پر پڑتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں آخرت کا یقین اللہ تعالیٰ کی محبت، ریا اور دکھاوے سے بچاؤ کہانتک ہے اور اون کے اعمال حکم شریعت کے موافق کہاں تک صحیح اور بدعت کے اثر سے کہاں تک پاک وصاف ہیں ایک شخص بڑے سے بڑا کوئی نیک کام کرے اور اوس کے دل میں یہ باتیں ایمان کی مضبوطی کی کم ہوں جن کا ذکر اوپر کی حدیث میں گزرا تو اوسکا اجر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اوسکے برابر ہرگز نہیں ہوسکتا جو شخص چھوٹا سا کوئی کام نیک نیتی اور مضبوطی ایمان سے کرے چنانچہ صحیحین میں حضرت عبداللہؓ بن عباس کی روایت سے یہ حدیث قدسی جو ہے کہ نیکی کا اجر دس سے سات سو تک اور کبھی اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے اوسکی شرح خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیحین کی ابوہریرہؓ کی روایت میں یہ فرمائی ہے کہ جسقدر ایمان و اسلام اچھا اور مضبوط ہوتا ہے اوسی قدر نیکی کا اجر

ع ۵ ۱۲ ٹنچ

منزل ۴

پڑھتا ہے اب ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ کی یہ جو حدیث ہے کہ جو چیز خیرات کی جاوے تو محتاج کے ہاتھ میں وہ
چیز پیچھے جاتی ہے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں وہ چیز چلی جاتی ہے اور قربانی کا خون زمین پر پیچھے گرتا ہے پہلے اللہ تعالیٰ
کے روبرو وہ خون چلا جاتا ہے اس کے معنے بھی حل ہو گئے کہ نیک کام سے پہلے جسطرح کی نیت کام کرنے والے کی
ہوتی ہے اوس نیت کے موافق پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ثواب اور اجر قرار پا جاتا ہے پھر پیچھے وہ کام ظہور میں آتا ہے
کس لئے کہ قصد اور نیت ہر کام سے مقدم ہے اور خدا تعالیٰ کی جناب میں نیت پر اجر کی مقدار ہے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس کام
کی اجازت شریعت میں نہ ہو وہ کام اللہ کو پسند نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خلاف ملت ابراہیمی کعبہ کو خون لگانے کی رسم کو پسند
نہیں فرمایا سبب اس کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی فرمانبرداری کو اپنے بندوں سے چاہتا ہے اور فرمانبرداری حکم کی تعمیل
سے ہوتی ہے جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے حکم ہی نہیں دیا اوس کے کرنے میں فرمانبرداری کہاں ہے اولٹی نافرمانی ہے بدعتی
لوگوں کو ذرا اس مطلب پر غور کرنا چاہیئے چوپایوں کو انسان کے بس میں کر دینا یہ اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے مشرکین مکہ بڑے
ناشکر تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اس سے اوپر کی آیتہ میں اس نعمت کا
ذکر فرما کر تاکید کے طور پر ان آیتوں میں پھر اوس کا ذکر فرمایا صحیح بخاری و مسلم میں انسؓ بن مالک سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ
ہے کہ جانوروں کے ذبح کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ و اللہ اکبر کہا کرتے تھے یہ حدیث لتکبروا اللہ
علی ما ھدٰکم کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جسطرح اللہ نے اپنے رسول کی معرفت ہدایت کی ہے جانوروں
کے ذبح کے وقت اوس کے موافق اللہ کی بڑائی خالص دل سے کیا کرو کہ اوس نے اپنی کبریائی سے چوپایوں کو تمہارے
بس میں کر دیا، صحیح بخاری نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے روایتہ ہے کہ بعضے ایسے نو مسلم لوگ صحابہ کو تحفہ کے
طور پر گوشت بھیجا کرتے تھے کہ ذبح کے وقت اون لوگوں کے بسم اللہ و اللہ اکبر کہنے میں شبہ باقی رہتا تھا جب یہ ذکر
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آیا تو آپ نے فرمایا ایسے گوشت کے کھانے کے وقت بسم اللہ کہی جایا کرے
کھانے کے وقت کی سنت بسم اللہ کو ذبح کے وقت کی بسم اللہ کا قائم مقام جو اس حدیث ٹھہرا گیا ہے اس سے علما
نے یہ بات نکالی ہے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ و اللہ اکبر کہنا سنت ہے، زیادہ تفصیل اسکی فقہ کی کتابوں میں ہے
جسطرح احسان کے معنے کسی کے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آنے کے ہیں اسطرح اس کے معنے خالص دل کے حسن
عمل کے بھی ہیں چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے اور فقط مسلم میں حضرت عمرؓ سے جو روایتیں ہیں اونمیں اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے معنے یہ فرمائے کہ آدمی نیک کام کرتے وقت یہ جانے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ
مرتبہ آدمی کو میسر نہ آوے تو اتنا ضرور جان لیوے کہ اللہ اوس آدمی کو دیکھ رہا ہے یہ روایتیں وبشر المحسنین کی گویا تفسیر ہیں کہ
جسکا حاصل یہ ہے کہ قربانی اور باقی کے سب نیک عمل خالص عقبیٰ کے ثواب کی نیت سے اللہ کو حاضر ناظر جان کر جو لوگ کرتے
ہیں انکو دس گنا سے لیکر سات سو تک اور زیادہ نیک نیتی کے نیک عملوں کا اس سے بھی بڑھکر اجر دیا جاویگا اسلیئے فرمایا

رسول اللہ کے ایسے لوگوں کو اس اجر کی خوشخبری سنا دی جاوے اللہ کے رسول کی ہجرت کے بعد جو کمزور مسلمان مکہ میں رہ گئے تھے مشرکین مکہ اون کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے ان مسلمانوں کی تسکین کے لئے آگے فرمایا کہ ان مشرکوں کی دغا بازی اور ناشکری اللہ کو پسند نہیں ہے اس لئے بہت جلد وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اللہ ان دغاباز اسلام کے دشمنوں کا غلبہ مسلمانوں پر باقی نہ رکھے گا مشرکین مکہ نے دغابازی سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ننگی تلواریں لیکر حملہ کرنے کا مشورہ جو کیا تھا اوسکا ذکر سورہ الانفال میں گزر چکا ہے اوس قصہ سے ان لوگوں کی دغابازی اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے اور ناشکری ان لوگوں کی اس سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آسمانی کتاب دیکر ان کی ہدایت کے لئے خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا لیکن ان لوگوں نے اس نعمت کی ناشکری کرکے اللہ کے رسول اور اللہ کے کلام کو جھٹلایا آخری آیتہ میں مشرکوں کے غلبہ کو مٹا دینے کا جو وعدہ تھا فتح مکہ کے وقت اس وعدہ کا یہ ظہور ہوا کہ جن بتوں کی حمایت کے جوش میں مشرکین مکہ مسلمانوں سے دشمنی رکھتے اور شرک کے غلبہ کے سبب سے مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے فتح مکہ کے وقت اوس غلبہ کو اللہ تعالیٰ نے یہاں تک مٹایا کہ اللہ کے رسول نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر اون بتوں کو زمین میں گرا دیا اور کوئی مشرک اون بتوں کی کچھ حمایت نہ کر سکا، صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعودؓ اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایتوں کے حوالہ سے یہ قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے"

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

حکم ہوا انکو جنسے لوگ لڑتے ہیں اسواسطے کہ اونپر ظلم ہوا اور اللہ انکی مدد کرنے پر قادر ہے وہ جنکو نکالا انکے گھروں سے اور کچھ دعوے

بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ

نہیں سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگونکو ایک کو ایک سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے

وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

اور عبادت خانے اور مسجدیں جنمیں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مدد کریگا اسکی جو مدد کریگا اسکی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ

وہ کہ اگر ہم انکو مقدور دیں ملک میں کھڑی کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برے سے

وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ

اور اللہ کے اختیار ہے ہر کام کا . اور اگر تجھکو جھٹلادیں تو انسے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم

اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا پھر میں نے ڈھیل دی منکروں کو پھر انکو پکڑا تو کیسا ہوا میرا انکار

ترمذی نسائی مسند امام احمد بن حنبل اور مستدرک حاکم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایتہ سے جو شان نزول ان

آیتوں کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو مشرکین مکہ صحابہ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے اور صحابہ جب آنحضرت سے اون تکلیفات کا ذکر کرتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ صبر کرو ابھی مجھکو لڑائی کا حکم خدا کی طرف سے نہیں ہے جس وقت مکہ سے ہجرت کا حکم آنحضرت کو ہوگیا تو حضرت ابوبکر صدیق کو قرینہ سے معلوم ہوگیا کہ مشرکین مکہ پر اب کوئی وبال ضرور آوے گا اس لئے حضرت ابوبکر صدیق نے انا للہ پڑہی اور فرمایا کہ قریش نے نبی وقت کو مکہ سے نکال دیا اب ان پر کوئی وبال آنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے صدیق کی تصدیق میں یہ آیتیں نازل فرمائیں ترمذی نے اس شان نزول کی روایتہ کو حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے یہ پہلی آیتیں ہیں جنمیں لڑائی کی اجازت مسلمانوں کو ملی ہے پہلی آیتہ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ آج تک جن مسلمانوں کو مشرک طرح طرح سے ستاتے تھے اور ستانے پر بھی مسلمانوں کو لڑائی کا حکم نہیں تھا اب اللہ تعالیٰ نے اون کو بھی مخالفوں سے لڑنے کا حکم دیدیا غرض اللہ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں مکہ میں تھوڑے سے مسلمان جب تک تھے اور موسم حج پر مدینہ منورہ کے لوگ آنکر مسلمان نہیں ہوئے تھے اوسوقت تک اگرچہ مکہ کے موجودہ مسلمان مشرکوں کی ایذا سے تنگ آکر لڑنے کو طیار رہتے تھے لیکن اللہ کی حکمت میں لڑائی کے حکم کا نازل ہونا مصلحت کے خلاف تھا جب اسّی آدمیوں کے قریب انصار موسم حج کے وقت مسلمان ہوئے اور ہجرت کا حکم نازل ہوکر آنحضرت مدینہ میں تشریف لے آئے اور مہاجر اور انصار ملکر ایک دل ہوگئے اور مسلمانوں کی جماعت بڑھ گئی اسوقت اللہ نے لڑائی کا حکم نازل فرمایا اور فرمادیا کہ جو لوگ اللہ کے نام پر اپنے شہر سے نکالے گئے ہیں اللہ اونکی مدد فرمائیگا بدر کی لڑائی کے وقت اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کا ظہور ہوا جب مسلمانوں کی جماعت تھوڑی اور مشرکوں کی بھیڑ زیادہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے فرشتے بھیجے چنانچہ اس کا پورا ذکر سورہ آل عمران میں گزرچکا ہے علاوہ اس کے مہاجرین کی ایک خاص مدد اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ انصار کے دل میں اونکی ایسی محبت ڈالدی کہ مہاجروں کو اپنا شہر مکہ چھوڑنے کے بعد مدینہ میں ہر طرح کا آرام انصار کے سبب سے ملا اور یہ بھی فرمادیا کہ شرع کے طور پر لڑائی کے جائز کردینے میں بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس سے دین کی حفاظت ہوتی ہے اور کوئی مخالف دین کسی دین کی ہتک نہیں کرسکتا اگر یہ دین کی لڑائی جائز نہ ہوتی تو مخالف لوگ نصاریٰ کے جنگلوں میں کے چھوٹے چھوٹے عبادت خانے شہروں میں کے ان کے بڑے بڑے گرجا یہود اور مسلمانوں کی مسجدیں سب ڈہا دیتے اور اونمیں کا اللہ کا ذکر بند ہوجاتا مگر اللہ بڑا زبردست ہے جو اوسکے دین کی مدد کرتا ہے وہ اوسے غیب سے مدد دیکر مخالف لوگوں پر غالب کردیتا ہے اس کے بعد مہاجرین کی تعریف فرمائی کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کی زمین پر اون کو ٹھکانہ ملے تو یہ نماز روزہ اور نیک کام کرتے ہیں اور ہجرت کا ذکر آنے سے آنحضرت کے دل پر مشرکین مکہ کے جھٹلانے کا خیال جو گزرا تھا اور اوس خیال سے کچھ رنج جو آپ کو ہوا تھا اوس رنج کو اس تسکین سے رفع فرمادیا کہ ہمیشہ سے مخالف لوگ انبیا کو جھٹلاتے رہے ہیں تمہارے ساتھ کچھ یہ بات نئی نہیں ہے ، اور انبیا کی قوم کے لوگوں نے اون انبیا کو جھٹلایا تھا اسواسطے اون قوموں کا نام لیا اور حضرت موسیٰ

منزل ۴

کی قوم بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو نہیں جھٹلایا تھا بلکہ فرعون کی قوم نے جسکا نام قبطی قوم ہے حضرت موسیٰ کو جھٹلایا
تھا اس لئے جھٹلانے والی قوموں میں حضرت موسیٰ کی قوم کا نام نہیں لیا اور جھٹلانے والی قوموں کے ہلاک ہوجانے کا
ذکر یہی فرمادیا تاکہ قریش کو تنبیہ ہو جاوے کہ رسول وقت کے ساتھ سرکشی کرنے والوں کا جو انجام سلف سے ہوتا رہا ہے
وہی انجام ان کا ہوگا - اصحاب مدین شعیب علیہ السلام کی امت کو کہتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری
کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ نافرمان لوگوں کو پہلے اللہ راہ راست آنے کے لئے مہلت دیتا ہے جب مہلت کے
زمانے میں وہ لوگ راہ راست پر نہیں آتے تو پھر اون کو سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی
طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ قوم نوح سے لیکر فرعون تک منکر شریعت قوموں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے مہلت دی اور پھر طرح
طرح کے عذابوں سے اون کو ہلاک کردیا بدر کی لڑائی تک یہی عادت الٰہی قریش کے حق میں جاری رہی لیکن جب اس مہلت
کے زمانہ میں اونہیں کے بڑے بڑے سرکش اپنی سرکشی سے باز نہیں آئے تو بدر کی لڑائی کے وقت اون پر جوآفت آئی
صحیح بخاری و مسلم کی انس رض بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے اس کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے کہ دنیا میں بڑی ذلت سے یہ
لوگ مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے عذاب الٰہی کے وعدہ کو سچا پالیا فکیف کان نکیر اسکا مطلب
یہ ہے کہ مہلت کے زمانہ میں ان لوگوں کو جو ڈھیل دی گئی تھی مہلت کے بعد اوس ڈھیل کو ناپسندی کی نظر سے اللہ تعالیٰ
نے دیکھا اور ان لوگوں کو طرح طرح کے عذاب میں پکڑ لیا ،،

منزل ۴

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ
سو کتنی بستیاں ہمنے کھپادیں اور وہ گنہگار تھیں اب وہ ڈھئے پڑے ہیں اپنے چھتوں پر اور کتنے کنوئیں نکمے پڑے اور کتنے
مَّشِيْدٍ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا
محل گچ گیری کے کیا پھرے نہیں ملک میں جو اونکے دل ہوتے جنسے بوجھتے یا کان ہوتے ہیں جنسے سنتے
فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ
سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہوتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں اور تجھسے جلدی مانگتے ہیں عذاب
وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ
اور اللہ ہرگز نہ ٹالیگا اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہے جو تم گنتے ہو اور کتنی
مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝
بستیاں ہیں کہ میں نے اونکو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھیں پھر اونکو پکڑا اور میری طرف پھر آنا ہے

ع ۶

دیر ذکر تھا کہ مہلت کے زمانہ میں نافرمان لوگوں کو جو ڈھیل دی گئی تھی مہلت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اوس ڈھیل کو بحال نہیں

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

بخشنے ہیں اور روزی عزت کی اور جو دوڑے ہماری آیتون کے ہرانے کو وہی ہین لوگ دوزخ کے

مشرکین مکہ مسخراپن سے عذاب کی جلدی جو کیا کرتے تھے اوپر کی آیتوں میں اوس کا ذکر تہا اس لئے ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے ان لوگوں سے کہدو کہ میں تو فقط عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ عذاب کب آویگا اور جس طرح میں عذاب سے ڈراتا ہوں اسی طرح یہ خوشخبری بہی سناتا ہوں کہ جو کوئی شرک سے باز آکر خالص اللہ کو اپنا معبود جانے گا اور مرضی الٰہی کے موافق نیک کاموں میں لگا رہیگا تو شرک سے نیچے کے کچہہ گناہ کرکے اگر ایسا شخص بغیر توبہ کے مرجاویگا تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو ایسے شخص کے گناہوں کو معاف کرکے اوسے جنت میں داخل کردیگا ہاں جو لوگ بلا سند باتوں سے کلام الٰہی کی آیتوں کو جھٹلانے کی کوشش میں عمر بہر لگے رہیں گے وہ بلاشک دوزخ کے قابل ٹھہریں گے صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کو گناہوں کے بخشنے پر قادر جانکر مریگا اور اوس شخص کے اعمال نامہ میں بغیر توبہ کا شرک نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کے گناہوں کو معاف کردینے میں کسیطرح کا دریغ نہ ہوگا اس حدیث سے شرک سے نیچے کے بغیر توبہ گناہوں کے معاف ہوجانے کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے ؎

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ

اور جو رسول بہیجا ہمنے تجھسے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندہنے شیطان نے ملادیا اوسکے خیال مین پہر اللہ

اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ

مٹاتا ہے شیطان کا ملایا پہر پکی کرتا ہے اللہ اپنی باتین اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا اسواسطے کہ اس شیطان کے ملانے سے

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝

جانچے اونکو جنکے دل مین روگ ہین اور جنکے دل سخت ہین اور گنہگار تو ہین مخالفت میں دور پڑتے

مسند بزار تفسیر سدی تفسیر ابن منذر تفسیر ابن مردویہ تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن جریر وغیرہ میں مختلف سندوں سے اس آیۃ کی شان نزول میں جو قصہ بیان کیا گیا ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ جسوقت سورہ والنجم مکہ میں نازل ہوئی اور آنحضرت اس سورت کو مشرکین مکہ کے روبرو پڑہنے لگے اور سورہ والنجم کی اوس آیۃ پر پہنچے جسمیں لات عزیٰ اور مناۃ بتوں کا نام ہے تو شیطان نے آنحضرت کی قرات کے سکتہ کے وقت کچھ کلمہ پڑہ دیئے جن کے معنوں سے ان بتوں کی تعریف کا ذکر اور اون کی شفاعت کا ذکر نکلتا ہے اون کلموں کو مشرکین مکہ نے قرآن کی آیۃ اور اوس شیطان کی آواز کو آنحضرت کی آواز خیال کیا اور کہنے لگے کہ سوا آج کے اور کبھی محمد نے ہمارے بتوں کا اچھی طرح نام نہیں لیا اور اپنے بتوں

منزل ۴

نعریف سن کر خوش ہو گئے اور آخر سورہ پر جب آنحضرت اور مسلمانون نے سجدہ کیا تو مشرکون نے بھی سجدہ کیا اس سے یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مکہ کے تمام مشرک مسلمان ہو گئے اور اونھون نے آنحضرت کے ساتھ مکہ مین نماز پڑھی چنانچہ اس خبر کو سن کر مشرکین کی ایذا سے تنگ آن کر جو مسلمان لوگ حبشہ کے ملک کو چلے گئے تھے اون مین سے اکثر آدمی مکہ کو پھر کر واپس چلے آئے پھر مکہ مین آن کر اون کو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی کیونکہ شیطان کی اس شرارت کے بعد فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور اونھون نے شیطان کی شرارت کا حال حضرت سے کہدیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین پر یہ حال ظاہر کر دیا کہ مشرکون کے کانون مین جو آواز گئی تھی وہ شیطان کی آواز تھی اور وہ کلمے جو شیطان نے کہے وہ بھی شیطان کے بناوٹی کلمے تھے اللہ کا کلام وہ نہین تھا محی الدین ابن عربی اور قاضی عیاض اور بعضے علما نے اگرچہ اس قصہ کا انکار کیا ہے لیکن حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس قصہ کو مرسل کے طور پر کئی سند سے معتبر راویون نے روایۃ کیا ہے اس سبب سے اس قصہ کو بے اصل نہین کہا جا سکتا تابعی کسی حدیث کو اللہ کے رسول سے روایۃ کرے تو اوسکو مرسل کہتے ہین دنیا اور دنیا کے تمام معاملے اللہ تعالیٰ نے امتحان کے طور پر پیدا کئے ہین یہ معاملہ بھی امتحان کے طور پر پیش آیا ہو تو اسکو شیطان کی ایسی شرارت خیال کرنی چاہی جس طرح اس نے شرارت سے جنگ احد مین آنحضرت کے شہید ہو جانے کی خبر لوگون کے کانون مین پھونکدی تھی جس خبر سے ایک بڑا موقع جانچ و امتحان کا پیش آیا تھا مشرکین اور یہود کی گمراہی اس خبر سے اور بڑھ گئی تھی اور وہ کہتے تھے کہ آنحضرت نبی ہوتے تو یہ نوبت پیش نہ آتی کہ شہید ہو جاتے اوپرے دل کے مسلمان ابو سفیان اور قریش سے امان مانگنے کو مستعد ہو گئے تھے مضبوط ایمان کے جو صحابہ تھے انکا ایمان اس خبر سے اور مضبوط ہو گیا تھا چنانچہ انس بن نضر نے اس خبر کو سنتے ہی لوگون سے کہا کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے لڑتے تھے اگر فرض کرو کہ ہمارے رسول کافرون کے ہاتھ سے شہید بھی ہو گئے تو ہمارا اللہ حی و قائم ہے ہمکو اب بھی ویسی ہی جان بازی کرنی چاہی جو آنحضرت کے روبرو کرتے تھے غرض اس آیۃ کے مضمون سے بھی وہی امتحان کا موقع پورے طور پر نکلتا ہے اور سند صحیح سے اس قصہ کے روایۃ بھی ہے پھر اس قصہ کو شان نزول ٹھہرانے مین کونسا امر شرعی مانع ہے رہی یہ بات کہ اس قصہ کی سند مرسل طور پر ہے تو جب اس مرسل روایۃ کی سندین کئی ہین اور ایک کو دوسری سند سے قوت اور تائید ملتی ہے اور اس طرح کی مرسل روایۃ باتفاق محدثین قابل قبول ہے تو پھر اس مرسل روایۃ کے ماننے مین کیا عذر ہے یہ اوپر گزر چکا ہے کہ صحابی کا نام ذکر کرنے کے بغیر کسی تابعی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول یا فعل کو روایۃ کرنا اس طرح کی روایۃ کو محدثین کی بول چال مین مرسل کہتے ہین رسول اور نبی دو نو لفظ اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمائے کہ شریعت مین رسول اون پیغمبرون کو کہتے ہین جن کے پاس حضرت جبرئیل وحی لیکر آتے تھے اور نبی کے لئے جدید وحی کا آنا ضرور نہین ہے بلکہ اپنے سے پہلے رسول کی کتاب کے موافق بھی نبی لوگ ہدایت کر سکتے ہین جس طرح آخر زمانہ مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اوتر کر شریعت محمدی کے موافق ہدایت فرماوینگے یا حضرت موسی سے لیکر حضرت عیسیٰ کے زمانہ تک کئی ہزار نبی توراۃ کے موافق ہدایت کرتے رہے۔ قرآن شریف مین جو یہ مضمون موجود ہے کہ شیطان اللہ کے کلام مین جو بات ملاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو مٹا کر اپنی آیتین پکی کر دیتا

اس سے بھی شان نزول کے قصہ کی حمایت پائی جاتی ہے کیونکہ قرآن شریف کے اس مضمون سے یہ بات نکلتی ہے کہ شیطان نے قرآن کی آیتوں میں کوئی بات ملائی تھی جسکو اللہ تعالیٰ نے مٹا کر اپنی آیتوں کو پکا کر دیا علاوہ اس کے جب صحیح بخاری کی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں یہ ذکر موجود ہے کہ سورہ والنجم کے ختم پر مسلمانوں کے سجدہ کرنیکے وقت مشرکوں نے بھی سجدہ کیا تو مشرکوں کے سجدہ کرنیکا کوئی سبب ضرور ہونا چاہئیے یہ سبب وہی ہے جو اس آیۃ کی شان نزول کی روایتوں کے حوالہ سے اوپر بیان کیا گیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سورہ والنجم کی اس آیۃ پر پہنچے جس میں لات مناۃ اور عزی بتوں کا نام ہے تو شیطان نے اللہ کے رسول کی آواز بنا کر ان بتوں کی تعریف کے چند کلمے پڑھ دیئے جن کلموں سے مشرکین مکہ خوش ہو گئے اور آخر سورۃ پر جب اللہ کے رسول اور مسلمانوں نے سجدہ کیا تو مشرکوں نے بھی سجدہ کیا یہ شان نزول کی روایۃ مسند بزار اور تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عبداللہؓ بن عباس سے بھی آئی ہے اگرچہ بعضے علما نے اس سند پر اعتراض کیا ہے کہ اس سند میں ایک راوی امیہ بن خالد اکیلے ہیں لیکن یہ امیہ بن خالد امام شافعی کے ہم زمانہ کے ثقہ اور مشہور تبع تابعین میں ہیں اسلئے انکے اکیلے ہونے سے روایۃ کو ضعیف نہیں کہا جاسکتا بلکہ جب یہ روایۃ ضعیف نہیں اور اصول حدیث میں یہ مسئلہ ٹھہر چکا ہے کہ شان نزول کے باب میں صحابہ کا قول حدیث نبوی کے برابر شمار کیا جاتا ہے اور اس شان نزول کے راوی بھی حضرت عبداللہ بن عباس ہیں جنکا لقب امام المفسرین ہے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ بعضے مفسروں نے اس شان نزول کو کیوں نامعتبر ٹھہرایا تمنے کے معنے قرأت کے بھی ہیں اور خیال کے بھی تمنیٰ کے معنوں میں دوسرے معنے کو لیکر ان ہی معنے کے مناسب جلال فاسی اور وارد کا فائدہ بھی لکھا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق آیۃ کی تفسیر میں پہلے معنے زیادہ معتبر ہیں اسواسطے امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان ہی معنے کو لیا ہے ان معنے کے موافق آیۃ کا مطلب وہی ہوا جو اوپر بیان کیا گیا کہ سورہ والنجم کی قرأت کے وقت اللہ کے رسول کی آواز بنا کر شیطان نے چند کلمے بتوں کی تعریف کے پڑھ دیئے جن کلموں کو مشرکین مکہ نے قرآن کی آیۃ اور شیطان کی آواز کو اللہ کے رسول کی آواز سمجھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے شیطان کے ملائے ہوئے کلموں کا حال کھولکر قرآن کی آیتوں کو پکا کر دیا واللہ علیم حکیم اس کا مطلب ہے کہ شیطان نے جو شرارت کی اگرچہ وہ اللہ کے علم سے باہر نہیں تھی اللہ چاہتا تو وہ شرارت ظہور میں نہ آتی لیکن اس شرارت کے ظاہر ہونے میں وہ حکمت تھی جس کا ذکر آگے فرمایا کہ اس شیطان کی شرارت سے ان مشرکوں کی گمراہی کا حال مسلمانوں پر اچھی طرح کھل گیا کیونکہ جب ان مشرکوں نے بتوں کی تعریف اور بتوں کی سفارش کے اعتقاد کو قرآن کی آیۃ کا مضمون سمجھا تو مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کرنے کو تیار ہو گئے پھر جب مشرکوں کو یہ جتلایا گیا کہ وہ بتوں کی تعریف کے کلمے شیطان کی شرارت کا ایک ظہور تھا تو یہ مشرک اللہ کے رسول اور مسلمانوں سے دشمنی کرنے لگے جس سے یہ بات اچھی طرح کھل گئی کہ بارگاہ الٰہی میں ان بتوں کا سفارشی ٹھہرنے کا اعتقاد جو ان مشرکوں کے دلمیں وہ بالکل بے بنا ہے کسواسطے کہ ان مشرکوں کو جب یہ جتلا دیا گیا کہ ان بتوں کو سفارشی ٹھہرنے کا اعتقاد شیطان کی شرارت کا ایک نتیجہ تو اس اعتقاد کو ملت ابراہیمی کی سند انکو ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ جسطرح جھوٹا شخص سچے آدمی کا دشمن بن جاتا ہے اسی طرح ایک بات پر یہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ دشمنی کرنے لگے اسی واسطے آخر آیۃ میں فرمایا کہ یہ مشرک اسلام و اہل اسلام کی مخالفت میں حق سے دور جا پڑے

منزل ٧

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ

اور اسواسطے کہ معلوم کرین جنکو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اسپر یقین لاوین اور دبسین اوسکے آگے دل اور اللہ

لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ

سو جھانیوالا ہے یقین لانیوالون کو راہ سیدہی اور منکرونکو ہمیشہ رہے گا اس مین دہوکا جب تک

تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

آپہنچے اُنپر قیامت بیخبر یا آپہنچے آفت ایک دن کی جسمین راہ نہین خلاصی کی راج اُسدن اللہ کا ہے انمین چکوتی کریگا

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ

سو جو یقین لائے اور کین بھلائیان نعمت کے باغون مین ہین اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائین ہماری باتین سو انکو ذلت کی مار

اوپر ذکر تھا کہ مشرکون کے حق مین شیطان کی شرارت کا کیا نتیجہ ہوا ان آیتون مین یہ ذکر ہے کہ اوسی شیطانی شرارت سے سمجھدار لوگون نے یہ فائدہ اٹھایا کہ قرآن کے کلام الٰہی ہونیکا دہنین یقین اور زیادہ ہو گیا کیونکہ وہ لوگ سمجھ گئے کہ شیطان کا دخل مٹانے اور قرآن کی آیتونکو پکا کرنیکا انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلئے فرمایا گیا کہ قرآن اُس کا کلام ہے اُسکو اپنے کلام مین شیطان کا دخل رہنا نہین معلوم ہوا پھر فرمایا اس یقین کی زیادتی کے سبب سے قرآن کی نصیحت کے موافق عمل کرنیکے لئے اُن لوگونکے دل پہلے سے زیادہ نرم ہوگئے اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ کے علم غیب مین جو لوگ دیانتدار ٹھہر چکے ہین اللہ تعالیٰ ایسے لوگونکے سیدھے راستہ پر آجانیکے لئے اسی طرح کے سامان پیدا کردیتا ہے ہان جو لوگ اللہ کے علم غیب مین منکر شریعت قرار پاچکے ہین یا تو قیامت کے دن کا عذاب دیکھکر اونکی آنکھین کھل جاوینگی یا قیامت سے پہلے کسی آفت کے دن کو دیکھپاوینگے تو پچتاوینگے اس سے پہلے قرآن کے کلام الٰہی ہونے مین ایسے لوگون کو ہمیشہ شبہ رہیگا۔ اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے یہ ناگہانی آفت کا دن ان لوگونکے حق مین بدر کی لڑائی کا دن تھا کہ جس طرح بانجھ عورت کو اولاد نصیب نہین ہوتی اسی طرح ان مین کے بڑے بڑے سرکشون کو اوس دن صبح کی شام نصیب نہین ہوئی جسکا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایتہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے اگرچہ بعضے مفسرین نے یوم عقیم کی تفسیر قیامت کے دن کو قرار دیا ہے لیکن قیامت کا ذکر ان آیتون مین جدا آیا ہے اسواسطے حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین یوم عقیم کی تفسیر بدر کی لڑائی کے دن کو ٹھہرا کر اسی تفسیر کو صحیح قرار دیا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ کئی جگہ گزر چکی ہے۔ کہ حشر کے دن ننگے پاؤن ننگے بدن سب لوگ ایک حالت مین ہونگے اس حدیث سے آگے کی آیتونکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دنیا مین عارضی بادشاہ اور بہت سی آفتون کو اپنی حکومت اور مالداری کے سبب سے ٹال دیتے ہین قیامت کے دن سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی حکومت نہ ہوگی بلکہ بڑے بڑے بادشاہ امیر اس دن فقیرونکی طرح ننگے پاؤن اور ننگے بدن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونگے اور فرمانبردارونکے حق مین جنت مین داخل ہونے کا اور نافرمانونکے حق مین دوزخ مین جھونکے جانے کا جو فیصلہ اللہ تعالیٰ اس دن فرماویگا اس کا اثر بادشاہ امیر فقیر سب پر یکساں پڑیگا

منزل ۴

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ

اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے اللہ کی راہ مین پھر مارے گئے یا مر گئے پھر البتہ اُنکو دیگا اللہ روزی خاصی

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ○

اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دینا البتہ پہنچا دیگا اُنکو ایک جگہ جسکو پسند کرین گے اور اللہ سب جانتا ہے تحمل والا

اوپر جن لوگونکا ذکر تھا کہ شیطان کی شرارت کے کھل جانے کے بعد اونکا ایمان زیادہ مضبوط ہوگیا ان آیتون مین اُنکی ایمان کی مضبوطی کا حال بیان فرمایا کہ ان لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنے وطن اہل عیال سب کو چھوڑا پھر فرمایا اس بیوطنی اور مسافرت کی حالت مین جو کوئی ان مین سے شہید ہوا یا اپنی موت سے مرا تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگون کو جنت مین داخل کرکے وہ نعمتین دیگا جن کو یہ لوگ بہت پسند کرین گے پھر فرمایا ان وطن کے چھوڑنے والون مین اون لوگونکا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جنھون نے اللہ کی راہ مین نہین بلکہ دنیا کی کسی غرض کے لئے ملک کو چھوڑا ہے اور ظاہر مین وہ اپنے آپ کو مہاجر کہتے ہین لیکن اللہ بڑا بردبار ہے اس لئے اُسنے ایسے لوگون سے جلدی مواخذہ نہین کیا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت عمرؓ کی حدیث گزر چکی ہے کہ بارگاہ الٰہی مین دین کے ہر کام کا دارومدار نیت پر ہے اس لئے جو شخص دنیا کی کسی غرض سے ہجرت کریگا تو یہ اللہ کی راہ کی ہجرت نہ ہوگی اس حدیث سے فی سبیل اللہ کا مطلب اور یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بردباری کے سبب سے دنیا مین ظاہری مہاجرون سے کچھ مواخذہ نہین کیا لیکن آیتون مین جن مہاجرونکے اجر کا ذکر ہے وہ وہی مہاجر ہین جنھون نے عقبیٰ کے ثواب کی نیت سے ہجرت کی ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے بڑھکر بردبار کون ہو سکتا ہے کہ لوگ شرک کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ انکے رزق اور اون کی صحت کے انتظام کو بحال رکھتا ہے اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی بردباری کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے ÷ ۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○

یہ سن چکے اور جسنے بدلا دیا جیسا اس سے کیا تھا پھر اسپر کوئی زیادتی کرے تو البتہ اُسکی مدد کریگا اللہ بیشک درگزر کرتا ہے بخشتا

تفسیر مقاتل بن حیان تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم مین جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کچھ مسلمانون اور مشرکونکا مقابلہ محرم کے مہینے مین پڑ گیا مشرکون نے آپسمین صلاح کی کہ اس مہینے مین مسلمانون پر ضرور حملہ کرنا چاہئے کس لئے کہ اس مہینے مین یہ لوگ لڑائی کو جائز نہین سمجھتے اسواسطے یہ اوپری دل سے ان دنون مین لڑین گے اور ہم اونپر غالب رہوین گے مسلمانون نے اگرچہ مشرکون کو طرح طرح کی قسمین دین اور کہا کہ محرم کے مہینے مین مقابلہ نہ کرو لیکن مشرکون نے نہ مانا آخر مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو فتح دی مگر مسلمانون کے دل مین خلش رہی کہ محرم کے مہینے مین لڑنے سے اللہ تعالیٰ اُنسے ناخوش ہوا ہوگا اور اُنکے مدینہ واپس جانے تک کوئی آیۃ اللہ کی خوشنودی یا ناخوشنودی کی اُنکے حق مین نازل ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ تو غیب دان ہے اُسکو اُنکے دلون کا حال معلوم تھا کہ اون کے دلون مین محرم کی تعظیم تھی اور اپنی طرف سے یہ ہرگز لڑنا نہین چاہتے تھے مشرکون نے جب ان پر کمال زیادتی کی اوسوقت اونھون نے

بدلا لینے کے طور پر مقابلہ کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کے مدینہ مین داخل ہونے سے پہلے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرما دیا کہ یہ
لوگ مجبور ہوکر لڑے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اون سے کچھ مواخذہ نہین فرمایا اس طرح کی مجبوری کے ہر موقع کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ معاف
کرنے والا اور بخشنے والا ہے صحیح مسلم ابوداؤد اور ترمذی مین ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لڑائی جھگڑے مین سارا بوجھ اس شخص پر ہوتا ہے جو جھگڑے کی ابتدا اور جھگڑے کو شروع کرے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح
سمجھ مین آجاتا ہے کہ اس لڑائی مین ناجائز لڑائی کی ابتدا مشرکون کی طرف سے تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ناجائز لڑائی کا سارا بوجھ مشرکون
پر رکھا اور مسلمانون کو ناجائز لڑائی کے بوجھ سے سبکدوش فرماکر غیبی مدد سے اونہین فتحیاب کردیا تفسیر مقاتل اور تفسیر ابن ابی حاتم کے
صحیح ہونے کا ذکر ایک جگہ اس تفسیر مین کردیا گیا ہے اس لئے اس شان نزول کو معتبر کہا جاسکتا ہے۔

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَأَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ ذٰلِكَ

یہ اسواسطے کہ اللہ پیٹھا تا ہے رات کو دن مین اور دن کو رات مین اور اللہ سنتا ہے دیکھتا یہ اسواسطے

بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝

کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جسکو پکارتے ہیں اسکے سوا وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے اوپر بڑا

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝

تونے نہین دیکھا کہ اللہ نے اوتارا آسمان سے پانی پھر صبح کو زمین ہوجاتی ہے سبز بیشک اللہ چھپی تدبیرین جانتا ہے خبردار

اوپر مظلوم کی غیبی مدد کا ذکر فرماکر ان آیتون مین رات دن کے گھٹنے بڑھنے اور اس موسم کی تبدیلی سے برسات کا موسم آجانے
اور اوس موسم مین مینہہ کے برسنے اور اوس مینہہ سے طرح طرح کی پیداوار کے پیدا ہونے کی قدرت کی چند نشانیون کا ذکر فرمایا تاکہ
ہر شخص کی سمجھ مین آجاوے کہ جسکی قدرت مین یہ خلاف عقل آنکھون کے سامنے کی سب باتین ہین اوسکی قدرت مین یہ بھی ہے
کہ وہ جس کمزور کو چاہے خلاف عقل بڑے سے بڑے ظالم دشمن پر فتح یاب کردے صحیح بخاری مین براء بن العازب سے اور صحیح مسلم
مین حضرت عمرؓ سے جو روایتین ہین اون کا حاصل یہ ہے کہ بدر کی لڑائی کے وقت لشکر اسلام کی تعداد مین سو اوپر تین سو سے بڑھ کر نہین تھی
سورہ الانفال مین گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ کی فوج اس لڑائی مین ہزار آدمی کے قریب تھی یہ بھی گزر چکا ہے کہ مدد غیبی سے فتح جو ہوئی
یہ بالکل خلاف عقل تھی حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتون سے پہلے کی آیۃ مین مظلوم کی مدد کا وعدہ فرماکر ان آیتون مین قدرت کی چند
نشانیون سے وقت مقررہ پر اوس وعدہ کے ظہور کا جو یقین دلایا گیا تھا وہ ظہور بدر کی لڑائی کے وقت ایسا ہوا کہ مشرکین مکہ مین کے
جن بڑے بڑے سرکش ظالمون نے ہجرت سے پہلے غریب مسلمانون پر طرح طرح کا ظلم کیا تھا اس لڑائی مین وہ ظالم بڑی ذلت سے
مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
سرکش ظالمون کی لاشون پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا صحیح بخاری کی انسؓ بن مالک کی روایۃ
کے حوالہ سے بدر کی لڑائی کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جس اللہ نے وطن چھوڑنے والے مظلوم مسلمانون سے

مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ بڑا صاحب قدرت ہے جب چاہتا ہی دن کی گھڑیان بڑھا کر رات کی گھڑیان گھٹا دیتا ہے اسی طرح جب چاہتا ہے دن
کی گھڑیان گھٹا کر رات کی گھڑیان بڑھا دیتا ہے مظلومون کی ہر وقت کی فریاد کو سنتا اور ظالمون کے ہر طرح کے ظلم کو دیکھتا ہے یہ اسواسطے ہے
کہ وہ بڑا بادشاہ ہی کوئی چیز اُسکے حکم سے باہر نہیں ہے یہ نادان مشرک ایسے بڑے صاحب قدرت کی تعظیم مین بتون کو جو شریک کرتے ہین کم سے
قحط کے وقت ان بت پرستون کو یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہو چکی ہے کہ ان بتون کو یا جن کے نام کی یہ مورتین ہین اونکو اللہ کے کارخانہ مین
کسی کو کچھ دخل نہیں پھر فرمایا اللہ تعالی کی یہ قدرت بھی سب کی آنکھون کے سامنے ہے کہ وہ صاحب قدرت موسم کی تبدیلی سے ہر سال
برسات مین آسمان سے مینہہ کے برسنے کا حکم دیتا ہے جس سے تمام زمین سرسبز ہو جاتی ہی یہ سب تدبیرین اُسکی اس لئے ہین کہ وہ لوگون کی
ضرورتون سے واقف اور اون ضرورتون کی خبر رکھتا ہی پھر فرمایا جو کچھ آسمان و زمین مین ہے وہ سب اُسکے حکم مین ہے اسواسطے اُسکے کسی
انتظام کو کوئی روک نہیں سکتا اُسکو آسمان و زمین کی کسی چیز کی کچھ پروا نہیں اسلئے اُسکے سب کام دوسرونکے فائدہ کے لئے اور قابل تعریف ہین

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَیُمْسِكُ

تونے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس مین دیا تمہارے جو کچھ ہے زمین مین اور کشتی چلتی دریا مین اسکے حکم سے اور تھام رکھتا ہے

السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اُسکے حکم سے مقرر اللہ لوگو نپر نرمی کرتا ہے مہربان

اوپر کی آیتوں مین اللہ تعالی نے اپنی قدرت کی نشانیان بیان فرمائی ہین مثلاً مینہہ کا موسم پر برسنا جس سے طرح طرح کی پیداوار کھیتون اور باغات
مین پیدا ہوتی ہے یہی مینہہ اگر بے وقت برسے یا ضرورت سے زیادہ یا کم برسے تو کچھہ فائدہ نہین ہوتا بلکہ اولٹا نقصان ہوتا ہے اور اگر بالکل
نہ برسے تو قحط پڑ جاتا ہے ان آیتون مین فرمایا وہی مینہہ کا پانی ندیون اور دریاؤن مین جمع ہو جاتا ہے اور اُس پانی مین کشتیان چلتی ہین اور
اس ملک کی پیداوار اُس ملک مین اور اُس ملک کی اس ملک مین ان کشتیون کے ذریعہ سے دریاؤن مین چلی جاتی ہے اسی طرح جانور جو اللہ
تعالی نے پیدا کئے ہین اُنکے ذریعہ سے طرح طرح کی تجارت خشکی مین ہوتی ہے آسمان جو اتنی بڑی چھت ہے اُسکو بغیر ستونون کے اللہ تعالے
نے پیدا کیا ہے جو اللہ کی حفاظت اور اُسکے حکم سے کھڑا ہے ایسے خالق کو چھوڑ کر لوگ سوا اُسکے اورون کی پرستش اور عبادت جو کرتے ہین اللہ
چاہے تو آسمان کو نیچے گرا دیوے کہ تمام دنیا کے لوگ دبکر مر جاوین یا مینہہ ضرورت سے زیادہ برسا دیوے کہ تمام دنیا غرق ہو جاوے یا بالکل
نہ برسا دیوے کہ قحط سے سب آدمی اور جانور ہلاک ہو جاوین غرض جو سامان آدمی کی زیست اور راحت کے ہین اگر وہ خالق اُن سب سامانون
کو اپنی قدرت سے ایک اندازہ پر نہ رکھے تو یہی سامان انسان اور دنیا کی ہلاکت کا سبب قرار پا سکتے ہین ان نشانیون کو ذکر فرما کر پھر فرمایا
کہ اللہ اپنے بندونپر بڑا مہربان اور شفیق ہے باوجود اس کے کہ انسان خدا کو چھوڑ کر دوسرونکی پرستش کرتا ہے خدا کو خدا کے عذاب کو بھول کر
طرح طرح کے گناہ کرتا ہے اسپر بھی اللہ تعالی انسان کی راحت کے سامان مین کچھ فرق نہین ڈالتا بلکہ جسطرح شفیق آقا اپنے فرمانبردار غلام
کی پرورش مین لگا رہتا ہے اس طرح اللہ تعالی اس نافرمان غلام انسان کو پالتا اور پرورش کرتا ہی پھر فرمایا کہ انسان بڑا ناشکرا ہے کہ نہ اُس
نے اس بات کی شکر گزاری کی کہ اللہ تعالی نے اُسکی آرام و راحت کے کیا کیا سامان پیدا کئے ہین نہ اس بات کی شکر گزاری کی کہ باوجود نافرمانی کے

اللہ تعالیٰ نے ان مان کی راحت کے ان سامانوں کو بدستور جاری اور قائم رکھا ہی صحیحین مسند امام احمد حنبل وغیرہ کے حوالہ سے حضرت ابو موسےٰ اشعری کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ بردبار کوئی نہیں ہے یہ لوگ اسکی نافرمانی کرتے ہین اور وہ انکو تندرستی اور رزق دیتا ہے اور انکی ہر طرح کی بلا کو ٹالتا ہے نافرمان لوگون پر جلدی سے کوئی آفت جو نہین آتی یہ حدیث گویا اسکی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نافرمان لوگون کے کام اگرچہ اللہ کی مرضی کے موافق نہین ہیں لیکن یہ اللہ کی بردباری ہے کہ اس نے ان نافرمان لوگون کو ڈھیل دے رکھی ہی جلدی سے کوئی آفت ان پر نازل نہین فرماتا۔

وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ۝

اور اسنے تمکو جلایا پھر مارتا ہے پھر جلاوے گا بیشک انسان ناشکر ہے

اوپر انسان کی ضرورت کی چیزون کے پیدا کرنے کا احسان جتلایا جاکر اس آیۃ مین خود انسان کے پیدا کرنے کا احسان جتلایا گیا ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہی کہ انسان کی کچھ ہستی نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اسکو نیست سے ہست کیا اسکی سب ضرورت کی چیزون کو پیدا کیا انسان کی عمر کی ایک تعداد مقرر کی جسکے پورے ہوجانے کے بعد ہر شخص مرجاویگا اور پھر وقت مقررہ پر سزا و جزا کے لئے ہر شخص کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا کہ دنیا کا پیدا کرنا ٹھکانے لگے لیکن انسان ایسا ناشکر ہے کہ اللہ کے ان سب احسانات کو بھول کر اللہ کی تعظیم مین ایسے غیرون کو شریک کرتا ہے کہ نہ انھون نے انسان کو پیدا کیا نہ انسان کی کسی ضرورت کی چیز کو پیدا کیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہؓ بن شعبہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ تہجد کی نماز مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ کھڑے رہنے سے آپکے پاؤن سوج جاتے تھے لوگون نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے ہیں پھر آپ عبادت مین اتنی کوشش کیون کرتے ہیں آپنے فرمایا کیا مین اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکریہ ادا نہ کرون صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود کی حدیث بھی گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس طرح پیدا کیا کہ اسمین کوئی اللہ کا شریک نہین اس لئے انسان پر خالص دل سے اکیلے اللہ کی تعظیم واجب ہے جو لوگ اللہ کی عبادت مین دوسرون کو شریک کرتے ہیں ان سے بڑھکر دنیا مین کوئی گناہ گار نہین ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ہر شخص پر خالص دل سے اکیلے اللہ کی عبادت واجب ہے جو لوگ اس واجب مین خلل ڈالتے ہیں انسے بڑھکر دنیا مین کوئی گنہ گار نہین۔

نزل۴

لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى

ہر فرقے کو ہمنے ٹھیرادی ہے ایک راہ بندگی کی کہ وہ اسی طرح کرتے ہیں بندگی سو چاہیے تجھسے جھگڑا نکرین اس کام مین اور تو بلائے جا اپنے رب کیطرف

مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِن جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

راہ پر سوجھا اور اگر تجھسے جھگڑنے لگین تو تو کہہ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ چکوتی کریگا تم مین قیامت کے دن جس چیز مین تم کئی راہ تھے

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝

کیا تجکو معلوم نہین کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین یہ ہے لکھا کتاب مین یہ اللہ پر آسان ہے

چند مشرکون نے صحابہ سے جھگڑا کیا تھا کہ تم اپنے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کھاتے ہو اور اللہ کا مارا ہوا جانور نہین کھاتے اسپر اللہ تعالیٰ

نے یہ آیتین نازل فرمائین مفسرین نے ان آیتون کے معنے دو طرح بیان کئے ہیں ایک معنے تو یہ ہیں کہ ہر زمانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک شریعت
قائم کی ہر کبھی شریعت موسوی ہے اور کبھی عیسوی اور کبھی محمدی اپنے اپنے زمانہ مین ہر شریعت حق اور اللہ کی بھیجی ہوئی ایک شریعت ہے
ایک شریعت کا حکم پکڑکر دوسری شریعت کے حکم مین حجت کرنا ٹھیک نہین ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ کے
علم مین نیک و بد چھنٹ چکے ہین اس لئے ہر ایک گروہ اپنی تقدیری خو اور عادت پر اڑا ہوا ہے غرض اس دوسرے معنے مین اللہ کے علم
غیب کا اور اللہ کے اس علم غیب کے موافق جو کچھ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے قرار پایا ہے اسکا ذکر ہے اسی کو تقدیر کہتے ہین
آگے کی آیتون مین یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق لوح محفوظ مین سب کچھ لکھا ہوا ہے اس لئے دوسرے معنے قرآن کے مطلب
کے موافق ہین یہ تقدیر الٰہی اور علم الٰہی کا مسئلہ ایسا مشکل ہے کہ اس مین بہت لوگ بہک گئے ہین اور طرح طرح کی غلطی مین پڑ گئے ہین
چنانچہ فلسفی لوگ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں ہے اور اپنے اس قول پر دلیل اونھون نے یہ پیش کی ہے کہ جزئی چیزین
بدلتی رہتی ہیں مثلاً کبھی زید بھوکا ہے کبھی پیاسا ہے کبھی بچپنے کی حالت مین ہے کبھی بڑھاپے کی حالت مین اگر زید کی ان سب حالتون
کا علم اللہ تعالیٰ کو ہوگا تو اللہ تعالیٰ کا علم بھی ہمیشہ گویا بدلتا رہے گا کیونکہ عالم کی حالت کے بدلنے سے عالم کی حالت بھی بدل جاتی ہے
علماء اسلام نے بہت آیتون اور حدیثون سے فلسفیون کی عقلی دلیلون کو غلط ٹھہرایا ہے اور عقلی جواب بھی دئے ہیں جنکا حاصل یہ ہے
کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہر جزئی حالت کو پیدا کرنے سے پہلے جانکر لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت یہ کہنا کہ علم کی
حالت بدلنے سے عالم کی حالت بھی بدل جاتی ہے بالکل غلط ہے کس لئے کہ علم کی حالت بدلنے سے اس عالم کی حالت بدل جاتی
ہے جو عالم اوس حالت کو پہلے سے نہ جانتا ہو اللہ تعالیٰ کا علم ایسا نہین ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح ایک گھڑی
ساز ایک گھڑی کی عمر اور طرح طرح کی گھڑی کی حالت کو پہلے سے ذہن مین رکھکر ایک گھڑی بنا دے اب اس گھڑی کے تیار ہونے کے
بعد اس گھڑی کی جس قدر حالتین بدلین گی انسے اس گھڑی ساز کی حالت اس کے علم کی حالت کچھ نہ بدلیگی اس نے اون سب حالتون
کو پہلے ہی سے جان لیا ہے ہان سوا اس گھڑی ساز کے اور لوگ جو اس گھڑی کا حال پہلے سے نہیں جانتے اس گھڑی کے نئے حال کے
جاننے سے انکے علم کی حالت اور خود انکی حالت بدلیگی اب اس مثال مین گھڑی ساز کے علم کی حالت اور اور لوگون کی حالت کو ایک
بتلانا جسطرح غلط ہے اسی طرح فلسفی لوگون نے مخلوق کے علم کی حالت اور خالق کے علم کی حالت کو غلطی سے ایک جان کر ایک
حالت کو دوسری حالت پر جو قیاس کیا ہے وہ بالکل غلط ہے یہ تو علم الٰہی مین فلسفی لوگون نے جو غلطی کی ہے اسکا ذکر ہوا اب
تقدیر کے مسئلہ مین جبریہ اور قدریہ دونون فرقون نے غلطی کی ہے قدریہ لوگون مین دو گروہ ہیں ایک گروہ تو تقدیر کو بالکل نہین
مانتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ پہلے سے اللہ تعالیٰ نے کچھ نہین لکھا بلکہ اب جو کچھ نیک و بد دنیا مین ہوتا ہے وہ بغیر اللہ کے پہلے سے لکھے
کے خود بندہ کر لیتا ہے دوسرا گروہ نیکی کو خدا کی تقدیر کا فعل بتلاتا ہے اور بدی کو بندہ کا فعل کہتا ہے یہ عقیدہ پارسی لوگون کے
عقیدہ کے موافق ہے اسی واسطے قدریون کے اس گروہ کو اس امت کے مجوس کہتے ہیں جبریہ فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ کو اپنے
فعل مین کچھ دخل نہین ہے بلکہ وہ بمنزلہ ایک پتھر کے ہے جو کچھ نیک و بد کام بندہ کرتا ہے وہ خود خدا کرتا ہے اہل سنت کا عقیدہ

منزل ۴

یہ ہی کہ دنیا مین امتحان کیلئے نیک و بد سب کچھ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے اور بندہ کو ہر طرح کے فعل کا مختار کیا ہی جیسا کچھ بندہ کریگا ویسا ہی
پھل پاویگا اور علمائے اہل سنت نے جبریہ اور قدریہ دونون مذہب کے لوگون کی غلطیان حدیث کی شرحون اور عقائد کی کتابون مین نقلی
اور عقلی دلیلون سے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی ہین یہان انکے بیان کرنے کی گنجائش نہین ہے حاصل مطلب یہ ہی کہ حج اور عمرہ کی قربانی
کے وقت اور روزمرہ جانورون کے ذبح کے وقت جو لوگ مردار جانورون کا گوشت جائز ٹھہرانے کے لئے یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ مسلمان
غلطی پر ہیں جو اللہ کے مارے ہوئے جانور کا گوشت نہین کھاتے اور اپنے ہاتھ کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھاتے ہیں ان
لوگون کی ایسی حجتین پیش کرنے کا سبب یہی ہی کہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق ہر فرقہ کا طریقہ لوح محفوظ مین لکھا جا چکا ہے اسی کے
موافق دنیا مین ہر فرقہ کا طریقہ پایا جاتا ہے اسواسطے اے رسول اللہ کے تم ان لوگون کو ذبح کے باب مین اللہ کا حکم سنا دو کیونکہ جس طریقہ
پر تم ہو وہ اللہ کا بتلایا ہوا سیدھا راستہ ہے اور جس طریقہ پر یہ لوگ ہیں وہ بے سند طریقہ ہے اسپر بھی جو لوگ جھگڑے سے باز نہ آوین تو ان
لوگون سے کہہ دیا جاوے کہ ہمارا تمہارا فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالی کے روبرو ہو کر اس فیصلہ کے بعد حق و ناحق ہر ایک کو معلوم
ہو جاویگا ان ذالک علی اللہ یسیر اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگونکو غیب کا علم نہیں ہے اسواسطے دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے تمام
دنیا کا قیامت تک کے حال کا لوح محفوظ مین لکھا جانا انکو مشکل معلوم ہوتا ہے اللہ تعالی کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہین ہی اسلئے
دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے تمام دنیا کا حال لوح محفوظ مین لکھ دینا اسکے نزدیک آسان ہی صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص
کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالی نے تمام دنیا کا حال لوح محفوظ
مین لکھ لیا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہی کہ دنیا کے پیدا ہونے سے کسقدر مدت پہلے تمام دنیا کا حال لوح محفوظ مین لکھا گیا ہے

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ۝
اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا جسکی سند نہیں اوتاری اسنے اور جسکی خبر نہیں انکو اور بے انصافونکا کوئی نہین مددگار
وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ
اور جب سنائے انکو ہماری آیتین صاف تو پہچانے منکرونکے منہ پر بری شکل نزدیک ہوتے ہیں کہ دوڑ پڑین انپر جو
يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكُمُ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝
پڑھتے ہیں انکے پاس ہماری آیتین تو کہہ مین تم کو بتاؤن ایک چیز اس سے بری وہ آگ ہے اسکا وعدہ دیا ہے اللہ نے منکرونکو اور بہت بری ہے

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق ہر فرقہ کا طریقہ لوح محفوظ مین لکھا جا چکا ہے اسی کے موافق ہر فرقہ کا طریقہ دنیا مین پایا جاتا ہی
اس بات کو پورا کرنے کیلئے ان آیتون مین مشرکین مکہ کے غلط طریقہ کا حال بیان فرمایا کہ یہ لوگ رات دن بت پرستی میں لگے ہوئے ہیں
اور اپنے آپکو شریعت ابراہیمی پر کہتے ہیں حالانکہ شریعت ابراہیمی تو درکنار دنیا بھر کی تمام شریعتون مین کہین بت پرستی کی کوئی سند
نہین ہے پھر فرمایا بت پرستی کے جائز ہونے پر کوئی سند نقلی موجود نہ ہونے کے علاوہ ان لوگون کے پاس کوئی عقلی سند بھی تو
[illegible] کی نہین ہے کیونکہ یہ بت تو پتھر کی مورتین ہیں ان مین نہ بولنے چالنے کی طاقت ہے نہ اپنی پوجا کرانے کی خواہش ا[illegible]

وہ لوگ جنکی شکل کی یہ مورتین ہیں وہ ان مشرکون کی صورت سے بیزار ہیں اس لئے ان ظالم بت پرستون کا دنیا اور عقبی مین کوئی یار و مددگار نہین آگے فرمایا کہ اللہ کے علم غیب کے موافق ان مین جو لوگ گمراہ ٹھہر چکے ہیں انکا حال ہی کہ جب اُنکو بت پرستی کی مذمت کی آیتین سنائی جاتی ہین تو غصہ سے اُنکے چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے اور بتون کی مذمت کی آیتین سنانے والو نپر حملہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہین اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ اس سے بھی زیادہ غصہ اور چہرہ کا رنگ بدل جانے کی چیز دوزخ کی وہ آگ ہے جس مین جھونکنے کا وعدہ اللہ تعالی نے ایسے منکر شریعت لوگونسے کیا ہے اور یہ خوب یاد رہے کہ ایسے لوگون کے حق مین دوزخ بہت ہی برا ٹھکانا ہے صحیح بخاری و مسلم مین انس رض بن مالک سے اور فقط بخاری ترمذی وغیرہ مین ابوذر رض سے جو روایتین ہین اون مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو حال مجکو معلوم ہے اگر وہ پورا حال لوگونکو معلوم ہو جاوے تو لوگ بستی اور بال بچون کو چھوڑ کر جنگل مین نکل جاوین اور سوائے رونے کے اور کچھ کام اون کو نہ رہے دوزخ کے بہت ہی برا ٹھکانا ہونے کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا

لوگو ایک کہاوت کہی ہے اُسکو کان رکھو جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکین

ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ

ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہون اور اگر کچھ چھین لے اُنسے مکھی چھڑا نہ سکین وہ اُس سے بودا ہے چاہنے والا

الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

اور جنکو چاہتا ہے اللہ کی قدر نہیں سمجھے جیسے اُسکی قدر ہے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست

اوپر ذکر تھا کہ جب ان بت پرستون کو بتون کی مذمت کی آیتین سنائی جاتی ہیں تو اون آیتون کے سنانے والے مسلمانو نپر یہ مشرک حملہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں ان آیتون مین مشرکون کے قائل کرنے کے لئے فرمایا کہ یہ مشرک جن بتون کی مذمت سے ایسے چڑتے ہیں آخر وہ بت اپنے پوجا کرنے والون کی کیا مدد کر سکتے ہیں وہ تو ایسے عاجز ہیں کہ تمام دنیا کے بت بھی جمع ہو جاوین تو اللہ کی مخلوقات مین کی ایک ادنی چیز مکھی کو بھی نہین پیدا کر سکتے بلکہ مکھی کا پیدا کرنا تو درکنار یہ بت پرست زعفران پانی مین گھولکر خوشبو کے لئے اون بتون پر جو مل دیتے ہیں اور مکھیان اوسکو چاٹتی اور اُسکے ریزے منہ مین لیکر اڑنا شروع کر دیتی ہین تو یہ بت اون ریزون کو بھی مکھی کے مونھہ سے نہین چھڑا سکتے اسواسطے اگرچہ مکھی اللہ کی ایک ناچیز اور عاجز مخلوق ہے لیکن یہ بت تو ایسے عاجز ہین کہ ایسی مکھی کا بھی مقابلہ نہین کر سکتے رہی یہ بات کہ جن نیکون کی شکل کی یہ پتھر کی مورتین ہین عقبی مین وہ نیک لوگ ان مورت پرستونکے کچھ کام نہ آوین گے یہ تو ان مشرکون کو پہلے ہی سمجھا دیا گیا ہے کہ قیامت کے دن وہ نیک لوگ ان مشرکونکی صورت سے بیزار ہو جاوینگے ما قدروا اللہ حق قدرہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ لوگ ایسی عاجز چیزون کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں تو اللہ کی قدرت کے پہچاننے سے ایسے لوگ بالکل بے بہرہ ہیں ان اللہ لقوی عزیز اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مشرک اللہ کے علم غیب مین گمراہ اور دوزخی ٹھہر چکے ہین

وہ ایسی ہی بدحواسی کی باتین کرتے ہین کہ اللہ جیسے زبردست معبود کو چھوڑ کر خیالی چیزون کی پوجا کو اچھا جانتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالے سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے علم غیب مین دوزخی قرار پا چکے ہیں انکو برے کام آسان اور اچھے معلوم ہوتے ہیں حدیث کے اس ٹکڑے سے آیتونکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ مین سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخی ٹھہر چکے اگرچہ قرآن کی کھلی کھلی مثالون سے انکو بت پرستی کی برائی سمجھائی گئی لیکن مرتے دم وہ لوگ بت پرستی کو ہی اچھا جانتے رہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتون مین پیغام پہنچانے والے اور آدمیون مین اللہ سنتا ہے دیکھتا جانتا ہے جو انکے

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

آگے اور جو انکے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی

سورہ الزخرف مین آویگا کہ اکثر مشرکین مکہ جب یہ سمجھ گئے کہ جس طریقہ پر وہ لوگ ہین ملت ابراہیمی کے وہ طریقہ بالکل برخلاف ہے تو ان لوگون نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہم لوگ مالدار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنگدست ہین اسواسطے مکہ کے ولید بن مغیرہ یا طائف کے عمرو بن مسعود جیسے مالدار شخص کو ہم اپنا رسول بنا نا اور اس سے ملت ابراہیمی کو سیکھنا چاہتے ہیں مشرکین مکہ کی اس بات کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورہ الزخرف مین تفصیل سے دیا ہے اور یہان مختصر طور پر اتنا ہی جواب دیا ہے کہ جسطرح یہ لوگ اللہ کی قدرت کے پہچاننے سے بے بہرہ ہیں اسی طرح اللہ کی حکمت کا علم ان لوگو نکو نہین ہے اللہ تعالیٰ نے جسکو چاہا اپنی حکمت کے موافق فرشتون اور بنی آدم مین سے رسول بنایا ان لوگون کو اللہ تعالیٰ کی حکمت کا نہ کچھ بھید معلوم ہے نہ انکو اللہ تعالیٰ کی حکمت مین دخل دینے کا کچھ حق حاصل ہے صحیح مسلم مین جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مری ہوئی بکری کو پڑا ہوا دیکھکر فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے مال متاع کی قدر اس بکری سے بھی کم ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ فقط مالداری کے سبب سے ولید بن مغیرہ اور عمرو ابن مسعود کو مشرکین مکہ قابل نبوت جو خیال کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشرکین مکہ کا یہ خیال غلط تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کی مالداری کچھ قابل قدر چیز نہین ہے ان اللہ سمیع بصیر اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول کو تنگدست خیال کر کے یہ مشرک لوگ اللہ کے رسول کی شان مین جو باتین بناتے ہیں وہ اللہ سب سنتا ہے اور اللہ کے رسول ان باتون پر صبر جو کرتے ہین اسکو بھی اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے آگے فرمایا سب چیزین اللہ کی پیدا کی ہوئی ہین اس لئے کسی کا حاضر و غائب کوئی حال اللہ کے علم سے باہر نہین ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو شاید تم بھلا پاؤ

صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت کوئی آدمی سجدہ کی کوئی آیۃ پڑھتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور رو کر یہ کہتا ہے کہ افسوس انسان کو سجدہ کا حکم ہوا اور اسنے اوس حکم کی تعمیل کی اس سبب سے وہ جنت کا مستحق ٹھہرا اور

منزل ۴

جھکو سجدہ کا حکم ہوا مین نے اوس حکم کی نافرمانی کی اس سبب سے مین دوزخ کے قابل ٹہرا اگرچہ بعضے علماء نے اس سورت مین دو سجدے ہونے کے باب مین اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سورت مین ایک ہی سجدہ ہے لیکن مسند امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ کی روایتون مین خود صاحب وحی ہی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سورت مین دو سجدے ہونے کی صراحت آچکی ہے لیکن اس باب مین عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عقبہ بن عامر کی روایتون کے سوا اور کوئی روایۃ نہیں ہے اور ان دونون روایتون کی سند کو علماء نے ضعیف قرار دیا ہے اچھے کامون مین لگے رہنا اور برے کامون سے بچنا بھلائی مین یہ سب داخل ہے۔

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ

اور محنت کرو اللہ کے واسطے جو چاہیے اسکی محنت اسنے تم کو پسند کیا اور نہین رکھی تمپر دین مین

حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ

کچھ مشکل دین تمہارے باپ ابراہیم کا اسنے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلے سے اور اس قرآن مین

الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا

تا رسول ہو بتانے والا تمپر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر سو کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو

الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

زکوۃ اور گہہ پکڑو اللہ کو وہ تمہارا صاحب ہے سو خوب صاحب ہے اور خوب مددگار

ع ۱۰ / ۱۷ منزل ۴

جہاد کے معنے محنت مشقت کے ہین خواہ وہ محنت مشقت دین کی لڑائی مین ہو یا دین کے اور کامون مین ہو صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضعف اسلام کے سبب سے جہان مسلمانون کے ہاتھ سے دین کی لڑائی کے لڑنے اور خلاف شریعت بات کے مٹانے کی قوت نہو تو زبانی نصیحت سے خلاف شریعت بات کو مٹانے کی کوشش کیجا دے اگر یہ قوت بھی نہ ہو تو ایماندار شخص کیلئے یہ ضعیف درجہ ایمان کا ہے کہ اس خلاف شریعت بات کو دل سے برا جانے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اس ضعف اسلام کے زمانہ مین زبانی وعظ نصیحت کی محنت و مشقت کا بار اٹھانا بھی بڑا جہاد ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ امت محمدیہ کے دیندار لوگو اللہ تعالیٰ نے اس آخری آسان شریعت پر عمل کرنیکے لیے تمکو پسند کیا ہی اسلیئے اس شریعت کی پابندی خوب محنت و مشقت سے کرو پچھلی شریعتون مین بعضی باتین سخت تھین مثلاً پچیس روپے سینکڑا زکوۃ یا نماز کیلئے خاص جگہ کا مقرر ہونا۔ اس شریعت مین زکوۃ فقط ڈہائی روپے سینکڑا ہے اور جہان پاک زمین ملجاوے وہان نماز ہو جاتی ہے اسی واسطے فرمایا اس دین مین کسی طرح کی تنگی نہین ہے شریعت ابراہیمی اور شریعت محمدی کے اکثر مسئلے ملتے جلتے ہین اس لئے فرمایا یہ شریعت ملت ابراہیمی کی مانند ہے ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنانیکے وقت الہام الٰہی کے سوافق اپنی اولاد مین ایک رسول اور فرمانبردار امت کے پیدا ہونیکی جو دعا کی تھی اسکا ذکر سورہ بقر مین گزر چکا ہے اسیکو فرمایا کہ قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا مین امت محمدیہ کا نام امت مسلمہ قرار دیا اور پھر قرآن مین بھی ان لوگونکا یہی نام جگہ جگہ لیا گیا ہی مسند امام

احمد صحیح بخاری ترمذی وغیرہ کی روایتون کے حوالہ سے سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ سوائے امت محمدیہ کے اور نبیون کی امتین اپنے نبیون کو قیامت کے دن اللہ تعالی کے روبرو جھٹلاوین گے اور یہ کہین گی کہ یا اللہ ہم کو کسی نبی نے تیرا کوئی حکم نہین پونہچایا اس پر امت محمدؐ کے نیک لوگ یہ کہوین گے کہ یا اللہ تو نے ہمارے نبی آخر الزمان پر جو قرآن اوتارا تھا اسمین پہلے نبیون اور پہلی امتون کا سب ذکر ہے اسواسطے ہم گواہی دیتے ہین کہ سب نبیون نے اپنی اپنی امتونکو تیرا حکم پونہچا دیا اسکے بعد خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے حوالہ سے اپنی امت کی گواہی کی تائید فرماوین گے اگرچہ اللہ تعالی عالم الغیب ہے اسکے علم سے کوئی بات باہر نہین ہے لیکن اللہ کے رسولون کو جھٹلانے والے لوگون کو اس گواہی سے قیامت کے دن قائل کیا جاویگا جس گواہی کا ذکر اس آیہ مین اور اسکی تفسیر ان روایتون مین ہے اس تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ اے امتہ محمدیہ کے دیندار لوگو تم کو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور قرآن کے پیرو اسواسطے بنایا گیا ہے کہ قیامت کے دن تمکو ایک خاص گواہی کے ادا کرنیکی عزت تمام اہل محشر کے روبرو دی جاویگی آخر کو فرمایا اس عزت کے حاصل کرنیکا طریقہ یہی ہے کہ تم نماز و زکوۃ اور آیندہ جو احکام نازل ہون اون کے پورے پابند رہو اور اسی دین کی پابندی پر خاتمہ بخیر ہونے کا اللہ پر بھروسہ رکھو کیونکہ ہر حال مین انسان کا اللہ ہی حامی و مددگار ہے اسکی مدد کے بغیر نہ انسان سے کوئی نیک کام ہو سکتا ہے نہ مرتے دم تک کسی نیک حالت پر انسان قائم رہ سکتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایت اس تفسیر مین ذکر کی گئی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے رسول کی جان پہچان کے کچھ لوگون کو فرشتے حوض کوثر سے گھسیٹ کر دوزخ مین لیجاوینگے یہ حالت دیکھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہوین گے یہ لوگ تو میرے صحابا مین سے ہین وہ فرشتے جواب دیوین گے آپ کے بعد مرتے دم تک یہ لوگ نیک حالت پر نہین رہے اس نبوت کے دور ہو جانے کے زمانہ مین مرتے دم تک نیک حالت پر قائم رہنے کی دعا جس قدر ہر مسلمان کو ضروری ہے اس کا حال اس حدیث سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے۔

سورة المؤمنون مكية وهي مائة وثمان عشرة آية وست ركوعات

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ

کام نکال گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں نوے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ

اور جو زکوۃ دیا کرتے ہیں اور جو شہوت کی جگہ تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ

اپنے ہاتھ کے مال پر سو ان پر نہیں اولاہنا پھر جو کوئی ڈھونڈے اسکے سوائے سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ

اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں اور جو اپنی نمازوں سے خبردار ہیں وہی ہیں

هُمُ الْوَارِثُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

میراث لینے والے جو میراث پاوینگے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے وہ اسی میں رہ پڑے

مسند امام احمد بن حنبل ترمذی نسائی اور مستدرک حاکم میں حضرت عمرؓ سے صحیح روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس سورت کے شروع کی یہ دس آیتیں جب نازل ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی جس دعا کا حاصل یہ ہے کہ یا اللہ اپنی نعمت کو روز بروز بہت بڑھا اور اپنی نعمت سے ہمکو محروم نہ رکھ اور اپنی رضا مندی کے کام ہم سے لے پھر آپ نے ان آیتوں کو پڑھکر فرمایا جو کوئی ان دس آیتوں کے موافق عمل کریگا بلاشک جنت میں داخل ہوگا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور صحابہ نے ان آیتوں کی جو تفسیر کی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آدمی کا ایمان مضبوط ہونا چاہیے اور نماز پڑھتے وقت ادھر ادھر نظر نہ ڈالنی چاہیے بلکہ سجدہ کی جگہ پر نظر جمی رکھنی چاہیے صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھنے میں ادھر ادھر دیکھتا ہے اوسکی نماز میں شیطان کا ساجھا رہتا ہے معتبر سند سے ترمذی اور نسائی میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والا شخص جب تک ادھر ادھر نظر نہیں ڈالتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کیطرف متوجہ رہتا ہے نماز کے ذکر کے بعد یہ ذکر ہے کہ کتنا ہو سکے آدمی کو بچنا چاہیے نماز کے ادا کرنے میں چستی چاہیے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے کسی غیر عورت پر نگاہ نہیں ڈالنی چاہیے امانت اور عہد کا پاس رکھنا چاہیے روزہ اور حج ہجرت کے بعد کے فرض ہیں اس لیے اس مکی صورت میں ان دونوں فرضوں کا ذکر نہیں ہے غرض یہ خصلتیں جس شخص میں ہوں اسکو فرمایا کہ وہ جنتی ہے قرآن شریف میں جگہ جگہ ایسے لوگوں کو جنت کا وارث جو فرمایا ہے اسکا نقشہ

ابوہریرہ کی صحیح روایت سے یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لیے جنت اور دوزخ دونوں جگہ مکان بنائے ہیں شرک اور گناہگاری سبب سے
جو لوگ جنت سے محروم رہکر ہمیشہ دوزخ میں رہنے کی سزا پاوینگے اُن کے نام کے جنت میں جو مکان لاوارث خالی پڑے رہ جاوینگے اُن کے
کے وارث یہی اچھے لوگ ٹھہرینگے اس لیے اچھے لوگوں کو جنت کا وارث ٹھہرایا صحیح سند سے مسند امام احمد میں حضرت عائشہ رض کی
حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قبر میں منکر نکیر کے سوال کے بعد اچھے لوگوں کو دوزخ دکھا کر یہ کہا جاتا ہے کہ اس برے ٹھکانے سے اللہ
نے تم کو محفوظ رکھا اور برے لوگوں کو جنت دکھا کر یہ کہا جاتا ہے کہ ایسے اچھے اور عمدہ ٹھکانے سے تم محروم رہے اس حدیث سے بھی
ہر ایک شخص کے لیے جنت اور دوزخ دونوں جگہ میں ٹھکانے کا ہونا ثابت ہوتا ہے بعضے مفسروں نے یہ شبہ پیدا کیا ہے کہ ان آیتوں
میں نماز کا ذکر دو دفعہ آیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ ایک جگہ نماز کے ارکان کو پورے طور پر ادا کرنے کا ذکر ہے اور دوسری جگہ نماز کو وقت
پر پڑھنے کا ذکر ہے ایک بات کا مکرر دو دفعہ نہیں ہے مستدرک حاکم مسند سعید بن منصور تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن مردویہ میں ابوہریرہ رض سے صحیح روایت ہے
جس کا حاصل یہ ہے کہ پہلے آنحضرت اور صحابہ نماز پڑھنے کے وقت کبھی آسمان کی طرف اور کبھی ادھر ادھر دیکھا کرتے تھے جب یہ آیتیں اتریں
تو نیچے نگاہ رکھنے لگے نوے کے معنی نیچے کے ہیں ترجمہ میں خاشعون کا ترجمہ نوے ہو جیسا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ نماز پڑھتے وقت ان کی
نگاہ نیچے رہتی ہے وہ ادھر ادھر نظر نہیں ڈالتے صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے امانت میں خیانت کرنے اور عہد پر قائم نہ رہنے کو منافق کی نشانی فرمایا ہے اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب
ہوا کہ ان پکے ایماندار لوگوں میں منافقوں کی سی عادتیں نہیں ہیں صحیح مسلم میں ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رض سے روایتیں ہیں جن کا
حاصل یہ ہے کہ اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے کے بعد فرشتے ان کو حکم سنا دیں گے کہ اب تم ہمیشہ اسی عیش و آرام میں رہو
گے نہ کبھی بیمار پڑو گے نہ موت کا صدمہ ہو گا یہ حدیث ہم فیہا خالدون کی گویا تفسیر ہے علما اس بات کے قائل ہیں کہ زکوٰۃ
کا حکم مکہ میں نازل ہوا ہے اور اس کے وصول کا انتظام ...... مدینہ میں آنے کے بعد کیا گیا۔ ان مکی آیتوں میں زکوٰۃ
کا جو ذکر آیا ہے۔ اس سے ان علما کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا

اور بنایا ہے آدمی چن لی مٹی سے پھر رکھا اوسکو بوند کر کر ایک جمے ٹھیراؤ میں پھر بنائی

النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ

اوس بوند سے پھٹکی پھر بنائی اوس پھٹکی سے بوٹی پھر بنائی اوس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا ان ہڈیوں پر گوشت پھر

اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ

اوٹھا کھڑا کیا اوسکو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانیوالا پھر تم اسکے پیچھے مر دگے پھر تم

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ

قیامت کے دن کھڑے کیے جاؤگے اور ہمنے بنائی ہیں تمہارے اوپر سات راہیں اور ہم نہیں ہیں خلق سے بے خبر

ابوداؤد ترمذی کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی روایت جس روایت کو ابن حبان نے صحیح بتلایا ہے اوپر گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی مٹی ساری زمین سے ہر طرح کی اچھی بری سخت نرم سب لی تھی اسی تاثیر سے مختلف مزاج مختلف عادت کے انسان اولاد آدم میں پیدا ہوئے اور قیامت تک پیدا ہونگے غرض اب دیکھنے میں اگرچہ آدمی کی پیدائش نطفہ سے ہے لیکن اوس کی پیدائش میں مٹی کا اثر بھی ہے جو حضرت آدم سے لیکر قیامت تک سلسلہ بہ سلسلہ چلا آتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ میں انسان کی پیدائش کی اصل مٹی اور منی دونوں چیزیں فرمائی ہیں ترمذی نسائی مسند بزار صحیح ابن حبان میں جو حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایۃ ہے اسکا حاصل یہ ہی کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی مٹی لیکر اوس کا خمیر کیا پھر پتلا بناکر چھوڑ دیا یہانتک کہ اوس پتلے کی مٹی خوب سوکھ کر کھن کھن بولنے لگی جب اسمیں روح پھونکی پہلے پہل روح حضرت آدم کی آنکھوں اور ناک کے نتھنوں میں آئی جس سے حضرت آدم کو چھینک آئی اور انھوں نے الحمد للہ کہا اور خود اللہ تعالیٰ نے یرحمک اللہ فرمایا روح پھونکنے سے پہلے اوس پتلے کو شیطان نے دیکھکر کہا کرتا تھا کہ یہ پتلا کسی بڑے کام کے لئے بنایا گیا ہے ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے صحیح مسلم میں حضرت انس رضؓ سے روایۃ ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ پتلے کو اندر سے خالی دیکھکر شیطان یہ بھی کہا کرتا تھا کہ اگر اس پتلے میں جان پڑی تو اسکے پیٹ میں بات نہ ٹھہریگی صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ کی جو روایۃ ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ عورتوں کو خوش اخلاقی سے رکھنا چاہئے عورتوں کے مزاج میں ایک طرح کی کجی اس سبب سے ہے کہ عورت کی پیدائش پسلی سے ہے اور پسلی کی ہڈی ٹیڑھی ہوتی ہے سیرۃ ابن اسحاق کی روایت اور روایتوں میں اس حدیث کی صراحت یوں آئی ہے کہ حضرت آدم کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے حضرت آدم کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش ہوئی اب حضرت آدم اور حضرت حوا کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے دنیا عالم اسباب میں انسان کی پیدائش کا یہ سبب ٹھہرا دیا ہے کہ عورت اور مرد میں مباشرت ہوکر دونوں کے نطفے سے انسان کی نسل بڑھی صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ کی روایۃ کا حاصل یہ ہی کہ نطفہ چالیس روز تک عورت کے رحم میں رہکر جما ہوا خون ہو جاتا ہے پھر اوس خون کا گوشت بن جاتا ہے اور ہڈیاں اسی گوشت سے بنکر اون ہڈیوں پر گوشت کا غلاف چڑھا دیا جاتا ہے اور پتلا تیار ہو جاتا ہے غرض چار ساڑھے چار مہینے میں یہ سب کچھ ہوکر پتلے میں اللہ کے حکم سے جان پڑ جاتی ہے اور رحم پر جو فرشتہ تعینات ہے اسکو اوس پتلے کی عمر رزق نیک و بد لکھنے کا اللہ کا حکم جس طرح ہوتا ہے وہ فرشتہ اسکے موافق لکھ لیتا ہے اس آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے اس عادتی سبب نطفہ سے جو انسان پیدا ہوتے ہیں انکا اور حضرت آدم اور حوا بغیر اس سبب عادتی کے پیدا ہوئے تھے اون دونوں کا ذکر فرمایا ہے تاکہ حشر میں کسی کو شک نہ رہے اور سمجھنے والا سمجھ لیوے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کسی طرح کی پیدائش باہر نہیں ہے اس آیۃ اور صحیح حدیثوں سے جب یہ معلوم ہوگیا کہ انسان کی پیدائش نطفہ سے ہے تو اسکے مخالف اہل تشریح نے محض عقل سے یہ جو کہا ہے کہ مرد کے نطفہ کو بچہ کی پیدائش میں کچھ زیادہ دخل نہیں ہے بچہ تو حیض کے خون سے بنتا ہے اور پیدا ہوتا ہے مرد کا نطفہ ایک ضامن ہے جو عورت کی منی کو جما دیتا ہے وہ ایک غلط قول ہے کیونکہ ایسی غیب کی باتیں محض عقل و قیاس سے صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکتی ہیں صحیح وہی ہے جو خود خالق انسان نے اور خالق کے رسول صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عمر رضؓ سے جو روایۃ ہے اوسکا حاصل یہ ہی کہ جب یہ انسان کو

پیدائش کی آیۃ نازل ہوئی تو حضرت عمر کی زبان سے نکلا فتبارک اللہ احسن الخالقین یہ ٹکڑا آخر آیۃ کا اللہ تعالیٰ نے پھر حضرت عمر کے اُس قول کے موافق نازل فرمایا ثم انشانا ہ خلقنا آخر کی تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ ہو کہ پتلے کے تیار ہو جانے کے بعد پھر اُس پتلے میں روح پھونکی گئی حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی تفسیر کو صحیح ٹھرایا ہے آگے فرمایا اس طرح کی پیدائش کے بعد جتنی اوسکی عمر ہوتی ہے اوس عمر کے ختم ہونے تک ہر شخص جیتا ہے پھر مرجاتا ہے پھر فرمایا انسان کا اس طرح پیدا کرنا اور اوس کی عمر کی ایک مدت کا ٹھرانا کھیل تماشہ کے طور پر نہیں ہے کہ ہر شخص مرکر جب خاک ہو جاوے تو پھر اوس کی خبر نہ لی جاوے کہ عمر بھر اوس نے اپنی پیدائش کے شکریہ مین اپنے پیدا کرنے والے کی مرضی کے موافق کچھ کام کئے یا نہین اس لئے دنیا کی عمر ختم ہو جانے اور اس کے اُجڑ جانے کے بعد دنیا بھر کے لوگون کو ایک ہی دفعہ دوبارہ پیدا کیا جاکر نیکی وبدی کی جزا وسزا کا فیصلہ کیا جاویگا آگے آسمانون کی پیدائش کا ذکر فرماکر یہ جتلایا کہ جسطرح اللہ تعالیٰ آسمانون کے اس حال سے بے خبر نہیں ہے کہ وہ گر کر زمین اور اہل زمین کو برباد نہ کردین اسی طرح ہر شخص کے نیک و بد کامون سے بھی وہ غافل نہیں ہے اُسکو سب کے عملون کی خبر ہے جس کا نتیجہ وقت مقررہ پر سب کو معلوم ہو جاویگا طریقہ کے معنے راستہ کے ہین طرائق اوسی کی جمع ہے کئی منزل کی عمارت کو اہل عرب طرائق اس لئے کہتے ہیں کہ اوپر کی منزل کا راستہ نیچے کی منزل مین سے ہوا کرتا ہے ساتون آسمانون کی بناوٹ بھی کئی منزل کی عمارت کی طرح ہے کیونکہ پہلا آسمان جسطرح سے دنیا کی چھت ہے اسی طرح ہر ایک آسمان دوسرے آسمان کی چھت ہے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کے راستہ کا فاصلہ ہے اسی واسطے سات آسمانوں کو سات راہین فرمایا مسند امام احمد ترمذی وغیرہ مین چند صحابہ سے روایتین ہین جنمین ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کے راستہ کا ذکر ہے (منزل ۴)

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۖۗ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۚ فَاَنْشَاْنَا

اور اُتارا ہمنے آسمان سے پانی ناپ کر پھر اُسکو ٹھیرا دیا زمین مین اور ہم اُسکو لیجاوین تو سکتے ہیں پھر اُگا دیئے

لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ وَشَجَرَةً (وقف لازم)

تم کو اُس سے باغ کھجور اور انگور کے تمکو اُنمے میوے ہیں بہت اور انہیں مین سے کھاتے ہو اور وہ درخت

تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ

جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے لے اُگتا ہے تیل اور روٹی ڈبونا کھانے والونکو اور تم کو چوپایون مین دہیان کرنا ہے پلاتے ہین

مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ وَعَلَیْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ (ع ۲)

ہم تمکو اُنکے پیٹ کی چیز سے اور تمکو اُن مین بہت فائدے ہین اور بعضون کو کھاتے ہو اور اُنپر اور کشتی پر لدے پھرتے ہو

صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی یہ روایت کئی جگہ گذر چکی ہے کہ دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسے گا جسکی تاثیر سے سب مرے ہوئے لوگونکی مٹی سے اُنکے جسم اسی طرح تیار ہو جاوینگے جسطرح اب مینہ برس کر بیج سے کھیتی تیار ہو جاتی ہے اس حدیث مین یہ بھی ہے کہ حشر کے دن ریڑھ کی ہڈی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا جسم کے تیار ہو جانے مین ایسا ہی کام دیویگا جیسے اب اناج کا بیج کھیتی کی تیاری مین دیتا ہے اس حدیث کا جہان ذکر آیا ہے وہان اس تفسیر مین یہ بھی گزر چکا ہے کہ قرآن شریف مین جگہ جگہ حشر کے ذکر کے ساتھ مینہ کا

ذکر جو آیا ہے اُس سے یہی مطلب ہے کہ ان منکرین حشر کے نزدیک حشر بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو ہر سال کی کھیتی اور حشر برابر ہے حاصل مطلب ان آیتونکا یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیک و بد کی جزا و سزا کی حکمت سے پیدا کیا ہے کھیل تماشے کے طور پر نہین پیدا کیا اسی طرح مینہ بھی حکمت سے ضرورت کے موافق برستا ہے نہ ایسا بہت برستا ہے جس سے کھیتون اور عمارتون کو نقصان پونہچ جاوے نہ ایسا تھوڑا کہ کھیتون اور باغون کو کافی نہ ہو زمین مین پانی کے ٹھہرنے کا یہ مطلب ہے کہ زمین کے اندر پانی ٹھہر کر اناج کے بیج اور میوے کی گٹھلی کو تری پونہچاتا ہے اور تالابون وغیرہ مین جو پانی ٹھہر جاتا ہے وہ آدمیون اور جانورون کے پینے مین آتا ہے پہر فرمایا یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے کچھ دور نہین ہے کہ زمین کے اندر اور تالابون کے اندر کا پانی سوکھا دیوے جس سے کھیتی اور جانورونکو نقصان پونہچ جاوے مدینہ کے اطراف مین کھجور کے اور طائف مین انگور کی پیداوار بہت ہے اس لئے خاص طور پر ان دونون چیزونکا نام لیا عرب لوگ کھجورون اور انگورون کی تجارت بھی کرتے اور کھاتے بھی تھے اسواسطے کھانے کا نام جدا لیا یہ سینا پہاڑ شام کے ملک کا وہی پہاڑ ہے جہان موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور توراۃ ملی ہے اس جنگل مین زیتون کے درخت بہت ہوتے ہیں اسواسطے اس پہاڑ کے پتہ سے زیتون کے درخت کا ذکر فرمایا اس درخت کا پھل روٹی کیساتھ کھایا بھی جاتا اور اوس کا تیل بھی نکلتا ہے آگے چوپایون کے دودہ کے پینے اُن کے گوشت کے کھانے اور پہر سواری کے کرنے کی نعمتون کا ذکر فرما کر یہ بھی فرمایا کہ جسطرح خشکی مین لوگ چوپایون پر سواری کرتے ہیں دریا مین وہی حال کشتی کا ہے۔

منزل ۴

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا

اور ہمنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم پاس تو اُسنے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی حاکم نہین اُسکے سوا کیا تم کو

تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ

ڈر نہین تب بولے سردار جو منکر تھے اُسکی قوم کے یہ کیا ہے ایک آدمی ہے جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑائی

عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ

کرے تمپر اور اگر اللہ چاہتا تو اُتارتا فرشتے سنے یہ نہین سنا اپنے اگلے باپ دادون میں اور کچھ

اِلَّا رَجُلٌ ۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ

نہین یہ ایک مرد ہے کہ اُسکو سودا ہے سو راہ دیکھو اُسکی ایک وقت تک بولا اے رب تو مدد کر میری کہ انھون نے مجکو جھٹلایا پہر ہمنے حکم بھیجا اُسکو

اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ

کہ بنا کشتی ہماری آنکھون کے سامنے اور ہمارے حکم سے پہر جب پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو تو ڈال لے اُسمین ہر چیز کا جوڑا

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ

دوہرا اور اپنے گھر کے لوگ مگر جسکی قسمت میں آگے پڑ چکی بات اور نہ کہہ مجہسے ان ظالمون کے واسطے اون کو

مُغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

ڈوبنا ہے پہر جب چڑھ چکے تو اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جنے چھڑایا ہمکو گنہگار لوگون سے

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝

اور کہہ اے رب اتار مجکو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنیوالا اس مین نشانیان ہین اور ہم ہین جانچنے والے

انبیا کے تین طرح کے زمانے ہین ایک زمانہ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت نوحؑ تک کا ہے اس زمانہ تک حرام حلال کا کوئی حکم نہ تھا اور نہ کوئی شریعت تھی صرف کچھ وظیفے اور آداب تھے سورہ شوریٰ مین جو آیۃ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا ہے اوس سے اور صحیح حدیث شفاعت کی جو صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ کی روایۃ سے ہے اُس سے یہ امر ثابت ہے کہ نوحؑ کے زمانہ سے شریعت شروع ہوئی ہے یہ دوسرا زمانہ نبوت کا حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت موسیٰؑ تک کا ہے اس زمانہ مین انبیا کو مخالف لوگون سے لڑنے کا حکم نہین تھا بلکہ مخالف لوگون کو پہلے انبیا طرح طرح سے سمجہاتے تھے جب مخالف لوگ کسی طرح نہین مانتے تھے تو عام عذاب کر سب مخالف ایک دفعہ ہی غارت اور ہلاک ہو جاتے تھے فرعون کے ہلاک ہو جانے کے بعد جب توراۃ حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہوئی اور توراۃ مین جہاد کا حکم آگیا تو وہ عام عذاب کا طریقہ بند ہو گیا چنانچہ سورہ قصص مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد اتینا موسی الکتاب من بعد ما اہلکنا القرون الاولیٰ جس کا مطلب یہ ہے کہ عام عذاب سے پہلے امتون کے ہلاک ہو جانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل ہوئی ہے تیسرا زمانہ حضرت موسی علیہ السلام سے آنحضرتؐ تک کا ہے جسمین مخالفون سے لڑنے کا حکم ہے قرآن شریف مین جہان کہین اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیون کا ذکر فرمایا ہے تاکہ اوس ذکر سے آنحضرتؐ کی یہ تسکین ہو جائے کہ جس طرح قریش لوگ آنحضرتؐ کے حق مین بدگوئی کرتے ہین اسی طرح پہلے مخالف لوگ بھی پہلے انبیا کے حق مین بدگوئی کرتے رہے ہین اور یہ تسکین بھی ہو جائے کہ اگر مخالف لوگ نہ مانین گے تو وہی انجام اونکا ہوگا کہ عام عذاب آکر یا لڑائی کا حکم نازل ہو کر ہلاک ہو جاوین گے اس سورت مین بھی وہی تسکین کا موقع ہے اسواسطے حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت موسی تک کے قصون کا ذکر ان آیتون مین بھی فرمایا ہے جس طرح کی نصیحت نوح علیہ السلام کی ان آیتون مین ہے سب انبیا نے اپنی امت کے لوگون کو یہی نصیحت کی ہے کہ اے لوگو جس اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے اوسی کی تعظیم تم پر واجب ہے کیونکہ وہی تمہارا معبود اور پیدا کرنیوالا ہے اوسکے عذاب سے ڈرو اور اوس کی تعظیم مین دوسرون کو شریک نہ کرو نوح علیہ السلام کی یہ نصیحت سنکر قوم کے سردارون نے عام لوگون سے کہا ہم نے اپنے بڑون سے یہ بات نہین سنی کہ جن نیک لوگون کی مورتون کی ہم پوجا کرتے ہین اونکو چھوڑ کر خالص اللہ ہی کی عبادت کی جاوے اپنے بڑون کے جس طریقہ پر ہم ہین اگر اللہ کے نزدیک یہ طریقہ برا ہوتا تو اللہ کسی فرشتہ کو بھیجکر اس طریقہ کی برائی ہمین جتلا دیتا نوحؑ تو ہم جیسے آدمی ہین ان مین کیا خصوصیت ہے جو یہ اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتے ہین ہمین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام قوم پر اپنی سرداری جتانے کے لئے نوح اپنے آپ کو اللہ کا نائب بتلاتے ہین اس سرداری کی دھن مین ان کو سودا ہو گیا ہے اوسی دیوانگی کی حالت مین یہ ایسی نئی باتین کرتے ہین کچھ دنون انتظار کرنا چاہیے شاید انکا یہ دیوانہ پن جاتا رہے

جب ساڑھے نوسو برس کی نصیحت کے اثر سے فقط اسی آدمی راہ راست پر آئے اور باقی تمام قوم کے لوگ اسی سرکشی کی حالت پر رہے اور نوح علیہ السلام کے عذاب کے وعدہ کو جھوٹا جانکر اپنے مونھ سے عذاب کے نازل ہونے کی خواہش کرنے لگے تو نوح علیہ السلام نے مدد غیبی کی اللہ سے دعا کی اور اللہ تعالی نے اونکو کشتی کے بنانے کا حکم دیا اور فرمادیا کہ تمہارے گھر کے تنور مین سے بجائے آگ کے جب پانی اوبلنے لگے تو ہر ایک جانور کے ایک جوڑے کو اور اپنے گھر والونکو ساتھ لیکر اِس کشتی مین بیٹھ جاؤ اور اپنی بی بی اور اپنے بیٹے کنعان کے حق مین سفارش کی بات زبان پر نہ لاؤ کیونکہ اون کا شمار نافرمانون مین ہے اس لئے قوم کے نافرمان لوگون کے ساتھ یہ دونون ڈوب جاوینگے پھر فرمایا اے نوح جب تم اپنے ساتھ والون کو لیکر کشتی مین بیٹھ جاؤ تو اللہ کا شکر یہ ادا کرو کہ اُسنے تم کو اور تمہارے ساتھ والون کو نافرمان قوم کے ظلم سے چھڑا دیا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی روایتہ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے قوم نوح کو ظالم جو فرمایا اُس کا مطلب اِس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان لوگون کو ظلم سے نہین ہلاک کیا کیونکہ ظلم اُس نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے بلکہ ان لوگون نے اپنی جان پر ظلم کر کے کام ہی ایسے کئے جنکی سزا مین پکڑے گئے اِس شکریہ کے ساتھ یہ دعا بھی مانگو کہ جب تم کشتی سے اُترو تو اللہ تعالی تم کو خیر و برکت سے اوتارے نوح علیہ السلام کی اِس دعا کا نتیجہ سورہ ہود مین گزر چکا ہے کہ طوفان کے بعد نوح علیہ السلام کی اولاد مین وہ خیر و برکت ہوئی کہ پھر اون سے ہی تمام دنیا آباد ہوئی آخر کو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے رسول اللہ کے نوح علیہ السلام کے اِس قصہ کے سننے کے بعد قریش کو یہ عبرت پکڑنی چاہیے کہ اللہ کے کلام اور اُس کے رسول کو جھٹلانے والون کا یہ انجام ہوتا ہے جو انجام قوم نوح کا ہوا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ پچھلے قصے سنا کر اللہ تعالی اہل مکہ اِس بات مین جانچتا ہے کہ یہ لوگ پچھلی قومون کا حال سنکر کہان تک عبرت پکڑتے ہین یہ یاد رہے کہ پچھلی قومون کا حال سنکر اہل مکہ کو اگر کچھ عبرت نہ ہوئی تو کچھ عرصہ کی مہلت کے بعد ایسی آفت اِس قوم کے سرکشون پر بھی آویگی جس طرح کی آفت قوم نوح پر آئے اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اہل مکہ کے حق مین بدر کی لڑائی کے وقت اِس وعدہ کا جو کچھ ظہور ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالکؓ کی روایتہ کے حوالہ سے اُس کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

اور پھر پیدا کی ہمنے اُنسے پیچھے ایک سنگت — اور پھر بھیجا ہمنے اُنمین ایک رسول اُن مین کا کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ

حاکم اُسکے سوائے پھر کیا تم کو ڈر نہین۔ اور بولے سردار اُسکی قوم کے جو منکر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝

ہمنے اُنکو بیچ جینے کے — اور کچھ نہین یہ ایک آدمی ہے جیسے تم کھاتا ہے جس قسم سے تم کھاتے ہو — اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ۙ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّ

اور کبھی تم چلے کہے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کے تو تم بیشک خراب ہوئے کیا تمکو وعدہ دیتا ہے کہ جب مر گئے اور ہو گئے مٹی اور

عِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ

ہڈیاں کہ تمکو نکالنا ہے کہان ہو سکتا ہے کہان ہو سکتا ہے جو تمکو وعدہ ملتا ہو اور کچھ نہین یہی جینا ہی ہمارا دنیا کا مرتے ہین

وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ

اور جیتے ہین اور ہمکو پھر اوٹھنا نہین اور کچھ نہین یہ ایک مرد ہے باندہ لایا اللہ پر جھوٹ اور ہم اسکو نہین ماننے والے

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

بولا اے رب میری مدد کر کہ اونھون نے مجکو جھٹلایا فرمایا اب تھوڑے دنون مین صبح کو رہجا دینگے پچتاتے پھر پکڑا اونکو چنگھاڑ نے

بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

تحقیق پھر کردیا ہمنے اونکو کوڑا سو دور ہوجاوین گنہگار لوگ

پچھلی امتونکا ذکر اللہ تعالیٰ نے جو قرآن شریف مین فرمایا ہے اوس سے اور صحیح حدیثون سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہمیشہ سے انبیاکے فرمانبر اکثر غریب لوگ ہوتے رہے ہین اور مالدار لوگون کو اپنے مال متاع اور اپنی سرداری کا ایکطرح کا غرور ہو کر وہی انبیا سے جھگڑے کرتے رہے ہین ہمیشہ سے یہ طریقہ جاری رہتے رہتے ایسا عام ہوگیا تھا کہ لوگ رسول وقت کے سچے نبی ہونے کی دلیل اس بات کو قرار دینے لگے تھے کہ اللہ کے رسول کو اور اون کے فرمانبرداروں کو تنگدست نہیں ہونا چاہیئے لیکن یہ ایک غلط بات مشہور ہوگئی تھی کیونکہ صحیح بخاری مین ابوسفیان والی حدیث جو ہے اوس مین ہرقل نے جہان اور نشانیان آنحضرت کی ابوسفیان سے پوچھی تھین وہان یہ بات بھی پوچھی تھی کہ اون نبی کے دین مین غریب لوگ زیادہ آتے ہین یا مالدار لوگ جب بوسفیان نے کہا کہ اون نبی کے پیرو اکثر غریب لوگ ہین تو ہرقل نے کہا ہمیشہ سے غریب لوگ ہی انبیاکے فرمانبردار ہوتے آئے ہیں اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ انبیاکے فرمانبردار قدیم سے غریب لوگ ہوتے آئے ہین قریش کے مالدارون کا بھی یہی جھگڑا کئی جگہ قرآن میں آیا ہے کہ غریب مسلمان لوگون کو نام دہرتے تھے اور آنحضرت سے یہ کہتے تھے کہ ہمکو ان کنگال لوگون کے ساتھ بیٹھنے سے شرم آتی ہے کیونکہ ان لوگون کے ساتھ بیٹھنے سے شرم آتی ہے کیونکہ ان لوگون کے ساتھ بیٹھنے مین ہماری ہتک ہے اگر ہمارے لئے علیحدہ مجلس مقرر کردی جاوے تو ہم تمہاری نصیحت کی باتین الگ آنکر سنین گے لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے غریب دیندار بندے زیادہ پیارے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو اون مالدار مغرورون کی خواہش کے پورا کرنے سے منع فرمایا چنانچہ سورہ انعام مین اس کا ذکر گزرچکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اکثر مالدار لوگ دنیا مین آلودہ ہوجاتے ہین اور دین سے اونکو غفلت اور بے پروائی ہوجاتی ہے اس لئے ہمیشہ سے رسولونکی فرمانبرداری کرنے مین جس طرح مالدار لوگ رسولون کے وقت مین جھگڑے کرتے رہے اسی طرح فرمانبرداری اختیار کرنے کے بعد بھی امت کے مالدار لوگون کی طرف سے دین پر قائم نہ رہنے کا کھٹکا رسولونکو لگا رہتا تھا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم مین ابوسعید خدری رضی کی روایت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ خوف مجکو اس بات کا ہے کہ میرے بعد میری امت کو فراغت ہو اور اوس سے اون کے دین مین فتور پڑجائے آپ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ ظہور مین آیا خلافت بنی امیہ اور عباسیہ کے عہد مین وہی ہوا کہ مسلمانون مین آپس کی خون ریزیان اور طرح طرح

منزل

کے فتور پڑ گئے اللہ تعالی جس شخص کو دنیا کی فراغت دیوے اوسے چاہیئے کہ دنیا مین ایسا نہ پہنسے جس سے دین مین فتور پڑ جاوے دنیا
کے اس طرح کے پہنساوے سے بچنے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نئے نئے ڈہنگ سے حرص دنیا مین نہ پہنسنے اور تنگدستی سے
نہ اکتانے کی نصیحت فرماتے رہتے تھے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم مین سہل بن سعدؓ سے جو روایت ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کے روبرو سے ایک
مالدار شخص گذرا اسکے چلے جانیکے بعد آپ نے مجلس کے موجودہ لوگون سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک دنیا مین یہ کس رتبہ کا شخص ہے لوگون نے
کہا کہ یہ ایسا عزت دار مالدار شخص ہے کہ جہان یہ شادی کرنی چاہے وہان اسکی شادی ہو سکتی ہے جو سفارش کرے وہ سفارش اسکی قبول
ہو سکتی ہے پہر ایک تنگدست مسلمان تہوڑی دیر کے بعد آپ کے روبرو سے گذرا اسی طرح آپ نے ان لوگون سے پوچھا لوگون نے کہا یہ ایک
تنگدست شخص ہے نہ اسکو کسی کی بیٹی مل سکتی ہے نہ اسکی سفارش کوئی سنتا ہے آپ نے فرمایا اس پہلے شخص سے یہ دوسرا شخص ہزار درجہ
بہتر ہے اس قصہ مین اور اس سے اوپر کے قصہ مین قوم کے مالدار سردار لوگون کی سرکشی اور شرارت کا جو ذکر ہے اوپر کی روایتون سے اسکا
سبب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ مالدار سردار لوگ اپنی مالداری اور سرداری کے غرور مین ہمیشہ سے قوم کے لوگون کو مخالفت سکھاتے رہتے ہیں
اسی واسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب شخص کو مالدار شخص سے ہزار درجہ بہتر فرمایا یہان پچھلے قصون کو مختصر طور پر بیان فرمایا ہے
اس لئے سورۃ الاعراف اور سورہ ہود کی طرح یہان سلسلہ وار قوم نوح کے بعد قوم عاد کا قصہ نہین ہے بلکہ قوم نوح کے بعد یہ قوم ثمود کا قصہ
ہے جنکی ہلاکت چنگہاڑ کے صدمہ سے ہوئی ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ قوم نوح اور قوم عاد کے بعد اللہ تعالی نے قوم ثمود کو پیدا کر کے
انکی ہدایت کے لئے صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بہیجا اور صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو وہی نصیحت کی جو نصیحت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم
کو کی تھی صالح علیہ السلام کی نصیحت سنکر قوم کے مالدار سردار منکر شریعت لوگون نے قوم کے عام لوگون سے کہا کہ صالح ہم تم جیسے آدمی
ہیں اور کہاتے پیتے ہیں انکا وہی حال ہے جو ہمارا تمہارا ہے اپنی قدیمی سرداری چھوڑ کر انکو سردار بنانا بڑے گہاٹے کی بات ہے مرنیکے
بعد دوبارہ جینے اور نیک و بد کی جزا و سزا کا ڈراوا جو صالح دیتے ہیں یہ ایک سمجھ سے باہر بات ہے دنیا تو یونہی چل رہی ہے کہ بڈہے مرتے ہین
اور انکی نسل کے بچے پہر بڈہے ہو جاتے ہین کون سا مرا ہوا بڈہا دوبارہ زندہ ہوا ہے جو ہم دوبارہ زندہ ہون گے یہ دوبارہ زندہ ہونے
کی سمجھ سے باہر ایک بات صالح نے اپنی طرف سے گھڑی ہے اور زبردستی اسکو اللہ کا حکم ٹہرالیا ہے ہم تو صالح کی کوئی بات نہین مانتے حاصل
کلام یہ ہے کہ جب اونٹنی کا معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ان لوگون نے یہ سرکشی کی باتین نہین چھوڑین اور اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا تو صالح علیہ السلام
نے بد دعا کی اور انکی دعا قبول ہو کر یہ جواب ملا کہ اب تھوڑے دنون میں ان لوگون کے پچتانے کا وقت آتا ہے پہر اس وعدہ کا ظہور
یہ ہوا کہ اونٹنی کی ہلاکت کے تین روز کے بعد ایک سخت چنگہاڑ کے صدمہ سے یہ لوگ ہلاک ہو گئے غثاء اوس کوڑے کو کہتے ہین جو پانی
کے ریلے مین بہکر کہین کا کہین چلا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ پانی کے ریلے مین کے کوڑے کی طرح یہ لوگ بالکل بے پتہ ہو گئے آخر کو فرمایا
اس طرح کے ظالم لوگ اللہ کی رحمت سے ایسے ہی دور پڑ جاتے ہیں۔ قوم ثمود کو ظالم فرمانے کا بھی وہی مطلب ہے جو قوم نوح کے
قصہ مین صحیح مسلم کی ابوذرؓ کی روایت سے اوپر بیان کیا گیا۔

منزل ۴

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

پہر اوٹھائین ہمنے انسے پیچھے سنگتین اور نہ پہلے جاوے کوئی قوم اپنے وعدے سے نہ پیچھے رہین

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَاؕ

پہر بھیجے ربے اپنے رسول لگتے تار

قوم ثمود اور قوم فرعون کے مابین مین جو قومین گزری ہین مختصر طور پر یہ اونکا ذکر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مثلاً قوم ثمود کے بعد قوم لوط اور قوم شعیب کو اللہ تعالی نے پیدا کیا اور باری باری سے قوم لوط کی ہدایت کے لئے لوط علیہ السلام کو اور قوم شعیب کی ہدایت کے لئے شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بناکر بھیجا اور راہ راست پر آنے کے لئے ہر ایک قوم کو مہلت دی اور مہلت کے زمانہ مین اگرچہ ان قومون نے طرح طرح کی سرکشی کی لیکن وقت مقررہ تک ان لوگون کو ڈہیل دی گئی کیونکہ انتظام الٰہی مین وقت مقررہ سے پہلے نہ کوئی کام ہوتا ہے نہ وقت مقررہ آجانے کے بعد کسی کام مین کچھ دیر لگتی ہے اسی واسطے مہلت کے زمانہ مین جب یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور نصیحت نانے کو منکر عذاب کا وقت مقررہ آگیا تو قوم لوط پر پتھرون کے مینہ اور بستی کے الٹ دئے جانے کا اور قوم شعیب پر زلزلہ سخت آواز اور انگارے برسنے کا عذاب آیا قصے سورۃ الاعراف سورہ ہود مین گزر چکے ہین اور سورۃ الشعراء مین بھی آوین گی صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے مغیرہ بن شعبہ رضی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے انجانی کے عذر کو رفع کر دینا اللہ تعالی کو بہت پسند ہے اس لئے اوس نے ہر ایک قوم کی ہدایت کے لئے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری رضی کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی نافرمان لوگون کو عذاب کے وقت مقررہ تک مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو وقت مقررہ پر کسی ایسے عذاب مین انکو پکڑ لیتا ہے جسکو وہ کسی طرح ٹال نہین سکتے قوم لوط اور شعیب کی ہدایت کیلئے پیغمبرون کے آنے کی اور ان قومون کی مہلت اور ہلاکت کی یہ حدیثین گویا تفسیر ہین۔

كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

جہان پہنچا کسی امت پاس انکا رسول اسکو جہٹلادیا پہر چلاتے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرا اور کو ڈالا انکو کہانیان سو دور ہو جاوین جو لوگ

اللہ تعالی کی ذات ایسی بے پرواہ ہے کہ اسکو کسی چیز کی پروا نہین ہے لیکن رسول وقت کی بات کو نہ ماننا اور رسول وقت کی فرمانبرداری کو مسخرا پن مین اوڑا کر رسول وقت کو غصہ دلانا ایسی امر کی ایک منصرا اور غضب اور وبال کی چیز ہے کہ جو لوگ اس نافرمانی مین مبتلا ہین اونکی وبال کی حالت پر باوجود اس بے پروائی کے خود اللہ تعالی نے حسرت اور افسوس کا استعمال فرمایا ہے چنانچہ سورہ یٰس مین ارشاد فرمایا ہے یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن جس کا حاصل یہ ہے کہ بندونکی رسولون کی جھٹلانے کی حالت قابل افسوس ہے اب ایک گروہ اون لوگون کا تھا کہ وہ رسول وقت کو رسول ہی نہین مانتے تھے اور طرح طرح کی بے ادبی رسول وقت سے کرتے تھے وہ تو صریح کافر تھے لیکن اس طرح کے مسلمانون کے گروہ سے بھی ہرگز خدا اور رسول خوش نہین ہین جو رسم کے سبب سے یا کسی کی بات کا دل کو اچھی لگنے کے سبب سے رسول وقت کے قول کو یا فعل کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول یا فعل کو ملنے معتبر سند

منزل ۴

صحیح ابن حبان اور بیہقی کی شعب الایمان مین حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز آنحضرت سے عرض کیا کہ یہود سے جب ملاقات ہوتی ہے تو وہ لوگ اپنے دین کی بعض روایتین ایسی بیان کرتے ہیں کہ وہ روایتین دل کو نہایت بھلی لگتی ہین اگر آپ اجازت دیوین تو اون روایتون کو لکھ لیا جاوے آپ نے فرمایا کیا تم لوگ بھی یہود اور نصاریٰ کی طرح بھٹکنا چاہتے ہو مین وہ شریعت خدا کی طرف سے لایا ہون کہ اگر خود اللہ کے رسول موسیٰ آج زندہ ہوتے تو بغیر میری پیروی کے اونکو اور کچھ نہ بن آتا اس حدیث کے مضمون پر ذرا غور کرنا چاہیئے کہ شریعت موسوی آخر ایک زمانہ مین حکم الٰہی سے ایک شریعت تھی جب جدید شریعت کے آجانے سے اوس قدیم شریعت کے عمل کرنے کا وقت نہ رہا اور آپ نے اسکے موافق عمل کرنے کو بھٹکنا فرمایا اور یہ فرمایا کہ قدیم شریعت کے رسول حضرت موسیٰ بھی آج زندہ ہوتے تو اون کو بھی اس قدیم شریعت پر قائم رہنا جائز نہ ہوتا اب ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ جب جدید شریعت ... تم یہود مین قدیم شریعت پر عمل جائز نہین ہے تو پھر شریعت کے آگے کسی رسم کی کیا حقیقت ہے۔ مسند امام احمد اور ابن ما... ہم ...ن علمائے اسلام کے قصہ کی یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی ہے اور اسکی سند بھی ... آیت کے اس ٹکڑے ... کے بعد جن قومون کی انجانی رفع کرنے ... کے لیے اللہ کے رسول آئے اون قوم کے لوگون نے اون رسولون کو جھٹلایا ... ن علیم ○ آگے پیچھے وہ قومین طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوگئین اور انکی ہلاکت کی کہانیان باقی رہ گئین۔ آخر کو فرمایا ایسے لوگون نے کسی کا کچھ نہین بگاڑا بلکہ خود ہی ایسے لوگ دنیا اور عقبیٰ مین اللہ کی رحمت سے دور ہوگئے اوپر کی آیتون کی تفسیر مین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہ بن شعبہؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایتین جو گزر چکی ہین وہی روایتین آیت کے اس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہین جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ان قومون کی انجانی کا عذر رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے اور رسولون کی نصیحت کے سمجھنے کے لئے انکو مہلت دی لیکن جب یہ لوگ مہلت کے زمانہ مین نافرمانی سے باز نہ آئے تو اللہ کی رحمت سے دور ہوگئے۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۥ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

پھر بھیجا ہمنے موسیٰ اور اسکے بھائی ہارون کو اپنی نشانیان دیکر اور سند کھلی فرعون اور اسکے

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ○ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا

سرداروں پاس پھر بڑائی کرنے لگے اور تھے وہ لوگ چڑھ رہے سو بولے کیا ہم مانین گے ایک دو آدمیون کو اپنے برابر کے اور انکی قوم

لَنَا عٰبِدُوْنَ ○ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ○ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ○

کرتے ہین ہماری بندگی پھر جھٹلایا ان دونون کو پھر ہوگئے کھپنے والون مین اور ہمنے دی موسیٰ کو کتاب شاید وہ راہ پاوین

اوپر کی آیتون مین قوم شعیب کا ذکر مختصر طور پر فرما کر ان آیتون مین قوم فرعون کا ذکر فرمایا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ قوم شعیب کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اسکی قوم کی ہدایت کے لئے موسیٰ علیہ السلام اور انکے پیغمبر بھائی ہارون علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور انکی پیغمبری کی تائید کے لئے اون کو عصا اور ید بیضا کے معجزے بھی دیئے لیکن فرعون اور اسکی قوم کو یہ غرور کی باتین سوجھین کہ موسیٰ اور ہارون آخر بنی اسرائیل کی نسل مین سے ہین اور بنی اسرائیل کی ساری قوم ہماری تابع ہے پھر ہم ان دونون اپنے جیسے آدمیون

منزل ۴

کو اپنا سردار اور راہبر کیونکر بنا سکتے ہیں کوئی فرشتہ اللہ کا نائب بنکر آتا تو اسکی نصیحت کو مان لینا البتہ ایک ٹھکانے کی بات تھی انسان کی پیغمبری کے منکر لوگوں کا جواب سورۃ الانعام میں گزر چکا ہے کہ فرشتوں کو اصلی صورت میں دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اس لئے کوئی فرشتہ رسول بناکر بھیجا جاتا تو وہ بھی ضرور انسان کی صورت میں ہوتا جس سے ان لوگوں کا یہی شبہ باقی رہتا سورۃ الانعام کے جواب پر کفایت فرماکر ان آیتوں میں فرعون اور اسکی قوم کے اس اعتراض کا کچھ جواب نہیں دیا گیا کہ اللہ کا نائب کوئی فرشتہ ہونا چاہیے پھر فرمایا ان ہی غرور کی باتوں میں گرفتار ہوکر فرعون اور اسکی قوم نے موسی اور ہارون کی پیغمبری کو جھٹلایا جسکے بال سے یہ سب دریائے قلزم میں ڈوب کر ہلاک ہوگئے آگے فرمایا فرعون کے جیتے جی تو بنی اسرائیل کو کتاب آسمانی پر آزادی سے عمل پیرا ہونے کا موقع نہیں تھا اس لئے فرعون کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل فرمائی تاکہ بنی اسرائیل کو ہر طرح طرح کی سرکشی ہی مسلم کے حوالے سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد وقت مقررہ آجانے کے قابل ہیں ان میں کچھ دیر لگتی یا میں پیدا ہونے کے بعد کام بھی ویسے ہی کرتے ہیں اسی طرح جو دوزخ کے قابل ٹھہر چکے ہیں وہ ویسے کام کرتے ہیں اس حدیث سے فرعون اور اسکی قوم کا انجام اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قوم فرعون میں سے جادوگر لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جنتی ٹھہر چکے تھے اس لئے وہ موسی علیہ السلام کے ردھے کے معجزہ کو معجزہ سمجھ گئے اور سوائے جادوگروں کے باقی فرعونی لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دوزخی قرار پاچکے تھے اس لئے وہ مرتے دم تک اسی معجزہ کو جادو کہتے رہے۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ○

اور بنایا ہمنے مریم کے بیٹے اور اوس کی ماں کو ایک نشانی اور ان کو ٹھکانا دیا ایک ٹیلے پر جہاں ٹھیراؤ تھا اور پانی نتھرا

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے نازل فرمائی ان آیتوں میں عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا ذکر فرماکر یہ جتلایا ہے کہ موسی علیہ السلام کے بعد یہود نے توراۃ کی ہدایت سے فائدہ نہیں اوٹھایا کیونکہ توریت کی جن آیتوں میں عیسے علیہ السلام اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف تھے ان آیتوں میں اونھوں نے ردوبدل کر دیا جس سے شریعت عیسوی اور شریعت محمدی دو شریعتوں کے یہ لوگ منکر بن گئے حضرت مریم جیسی پاکدامن بی بی کو بدکاری کا الزام لگایا دمشق کے ستارہ پرست بادشاہ کے دربار میں غلط مخبری کرکے حضرت عیسے علیہ السلام کو سولی کے قابل ٹھہرایا چنانچہ یہ سب قصہ سورۃ النساء کی تفسیر میں گزر چکا ہے سورۃ المائدہ اور سورۃ الاعراف میں اس عہد کا ذکر بھی گزر چکا ہے جو یہود سے توراۃ پر قائم رہنے کے باب میں لیا گیا تھا توراۃ کی آیتوں کے بدل ڈالنے کے سبب سے یہود اس عہد پر قائم نہیں رہے اس لئے انکو توراۃ کا پابند بھی نہیں کہا جا سکتا۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی مرد کے چھونے کے حضرت مریم کو حمل کا رہ جانا اور پھر اس خلاف عادت حمل سے عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک ایسی ہی نشانی ہے جس طرح اسنے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے اپنی قدرت سے پیدا کیا جو لوگ اس قدرت کے منکر ہیں وہ اس کی سزا بھگتیں گے سورہ مریم میں گزر چکا ہے کہ عیسی علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت مریم بیت المقدس سے

وہ ایک اونچے ٹیلے پر چلی گئی تھیں جس ٹیلے کے نیچے کھڑے ہو کر جبرئیل علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کی تسکین کی تھی اور وہیں اللہ کے حکم سے پانی کی نہر بھی جاری ہوئی تھی آخری آیۃ میں اسی اونچے ٹیلے کو ٹیلہ اور ستھرے پانی کی جگہ فرمایا اگرچہ بعضے مفسرین نے ربوۃ کی تفسیر اس ٹیلہ پر کے گاؤں کو بھی قرار دیا ہے جس کا ذکر شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں کیا ہے لیکن حافظ ابن کثیر نے اس تفسیر کو قوی ٹھہرایا ہے جس کا ذکر اوپر گزرا اور اپنی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ یہی تفسیر سورہ مریم کی آیتوں کے موافق ہے حافظ ابن کثیر کی یہ تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ضحاک اور قتادہ کے قول کے موافق ہے صحیح مسلم ترمذی اور نسائی میں زید بن ارقمؓ سے روایت ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے علم سے اللہ کی پناہ کی دعا کیا کرتے تھے جس علم سے آدمی کو دین کا کچھ فائدہ نہ پہنچے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کے قابل اسی طرح کا علم ہے جسطرح سے توراۃ کا علم یہود میں ہے کہ انھوں نے بجائے دین کے فائدہ کے اوس علم سے الٹا دین کا اور نقصان کمایا شریعت محمدی کا علم جن علمائے اسلام کے حق میں اسی حالت کو پہنچ گیا ہو انکو اپنی حالت پر ذرا غور کرنا چاہیے۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

اے رسولو کھاؤ ستھری چیزیں اور کام کرو بھلا جو کرتے ہو میں جانتا ہوں

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھسے ڈرتے رہو پھر پھوٹ کر کر لیا اپنا کام آپس میں

زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اَيَحْسَبُوْنَ

ٹکڑے ٹکڑے ہر فرقہ جو انکے پاس ہے اسپر ریجھ رہے ہیں سو چھوڑ دے انکو انکی بیہوشی میں ڈوبے ایک وقت تک کیا خیال رکھتے ہیں

اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝

کہ یہ جو ہم انکو دئے جاتے ہیں مال اور اولاد وہ دوڑ دوڑ ملاتے ہیں انکو بھلائیاں کوئی نہیں انکو بوجھ نہیں

منزل

جس طرح اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو غذائے حلال کی تلاش کا حکم فرمایا ہے اسی طرح سورہ بقرہ میں عام پابند شرع لوگوں کو یہی حکم فرمایا ہے مسند امام احمد صحیح مسلم اور ترمذی میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعضے لوگ رات دن گڑگڑا کر طرح طرح کی دعائیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرتے ہیں اور جب انکی دعا قبول نہیں ہوتی تو انکے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں لیکن جب تک وہ غذائے حلال کے پابند نہ ہونگے انکی دعا میں کچھ تاثیر پیدا نہ ہوگی حاصل کلام یہ ہے کہ غذائے حلال سے رسولوں کے کلام میں تو یہ تاثیر پیدا ہوگی کہ وہ امت کے لوگوں کو جو کچھ نصیحت کریں گے اُس میں اثر پیدا ہو جاویگا اور عام پابند شریعت لوگوں کے کلام میں غذائے حلال سے یہ تاثیر پیدا ہوگی کہ دعا یا عبادت کے طور پر جو کچھ اون کے مونہہ سے نکلے گا وہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہونے کے قابل ٹھہرے گا آگے فرمایا غذائے حلال کے کھانے کے بعد خالص دل سے جو کوئی نیک عمل کریگا تو اُس کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے مطلب یہ ہے کہ نیک عمل کا دس گنے سے لیکر سات سو تک اور بعضی نیکیوں کا اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق اجر جو ملیگا اُسکا حال اللہ کو خوب معلوم ہے

سورۃ الاعراف میں گزر چکا ہے کہ علمائے یہود اپنے آپ کو توراۃ کا وارث گنتے تھے اور اعمال اُنکے ایسے تھے کہ جو عالم ان میں سے قاضی ہو جاتا تھا تو وہ لوگوں سے رشوت لیکر توراۃ کے برخلاف مقدمے فیصل کیا کرتا تھا توراۃ کے ذکر کے بعد ہی واسطے غذائے حلال کا حکم ایسے لوگوں کو یاد دلایا تاکہ توراۃ انجیل اور قرآن کے عالم لوگوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہو جاوے کہ جو شخص کتاب آسمانی کے موافق عمل نہ کرے گا وہ کتاب آسمانی کا وارث نہیں ہو سکتا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین سب انبیا کا ہمیشہ سے ایک رہا ہے فقط حرام حلال کے احکام ضرورت کے موافق ہر نبی کے زمانہ میں بدلتے رہے ہیں دین عبادت کے طریقہ کو کہتے ہیں اور حرام وحلال کے احکام کو شریعت کہتے ہیں حاصل مطلب یہ ہے کہ اکیلے اللہ کی عبادت کا طریقہ ہر ایک نبی کے زمانہ میں جاری رہا ہے زیادہ تفصیل اسکی سورۃ الشوریٰ میں آوے گی سورۃ الشوریٰ کی آیتوں اور ابو ہریرہؓ کی روایت کو ان آیتوں کے ساتھ ملانے سے آیت وان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ کی عبادت کا جو طریقہ ہر ایک نبی کے زمانہ میں اللہ کے حکم سے جاری رہا ہے ہر شخص کو اُسکے موافق اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کرنا اور جو کوئی اُسکے برخلاف کرے اُسکو عذاب الٰہی سے ڈرنا ضرور ہے آگے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم اگرچہ یہ ہے کہ ہر شخص کو اُس طریقہ کے موافق اللہ کی عبادت کرنی چاہیے جو طریقہ ہر ایک نبی کے زمانہ میں جاری رہا ہے لیکن اہل مکہ نے ملت ابراہیمی کو اور اہل کتاب نے اپنی کتابوں کو چھوڑ کر نئے طریقے نکال لئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک فرقہ اپنے ایجادی طریقہ کو اچھا جانتا ہے اے رسول اللہ کے تم ان فرقوں کو حساب وکتاب تک ان کے حال پر چھوڑ دو وقت مقررہ آجاوے تو جزا وسزا کا پورا فیصلہ ہو جاویگا پھر فرمایا ان لوگوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ انکی مال واولاد کی ترقی اس سبب سے ہے کہ اللہ ان سے رضامند ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ با اقتدار اور مالدار والی پچھلی امتوں کو طرح طرح کے عذابوں سے ہرگز ہلاک نہ کرتا۔

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝

البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی باتیں یقین کرتے ہیں

وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ

اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھیراتے اور جو لوگ کہ دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور اُنکے دلوں میں ڈر ہے

أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝

کہ اُنکو اپنے رب کی طرف پھر جانا وہ دوڑ دوڑ لیتے ہیں بھلائیاں اور وہ اُنپر پہنچے سب سے آگے

اوپر کی آیتوں میں اون لوگوں کا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ کی خلاف مرضی کام کرتے ہیں ان آیتوں میں اون لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق کاموں میں لگے رہتے ہیں حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں جو لوگ نیک ٹھہر چکے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں کہ نیک کام کرنے کے بعد بھی عذاب آخرت کا اندیشہ اونکو لگا رہتا ہے احکام الٰہی کی آیتوں کا اون کے دل میں کلام الٰہی ہونے کا پورا یقین ہے اس لئے وہ اون احکام کے موافق خالص دل سے عمل کرتے ہیں شرک یا دریا کاری کے طور پر اپنے اس دینی عمل میں کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتے صدقہ خیرات اور ہر طرح کا نیک کام کرتے ہیں اور پھر بھی اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کے وقت

کا یہ کھٹکا اونکے دل مین لگا ہوا ہے کہ اوس وقت یہ نیک عمل بارگاہ الٰہی مین قبول ہونے کے قابل نکلتے ہیں یا نہین آخر کو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو ہر طرح کی بھلائی کی طرف پیش قدمی کرکے دوڑتے ہیں۔ وہم لہا سابقون کی تفسیر مین حضرت عبداللہ بن عباس کا صحیح قول یہی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہیں آخری آیۃ مین اون ہی کا ذکر ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا مین پیدا ہونے سے پہلے نیک ٹھہر چکے ہیں دنیا مین پیدا ہونے کے بعد وہی لوگ نیک کامون کے کرنے مین پیش قدمی کرتے ہیں اور اون ہی لوگون کو نیک کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین وہم لہا سابقون کی جو تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق اوپر بیان کی گئی اس حدیث سے اوسکی پوری تائید ہوتی ہے مسند امام احمد ترمذی ابن ماجہ مستدرک حاکم وغیرہ مین حضرت عائشہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آیتین ایسے لوگون کی شان مین ہین جو نیک کام کرتے ہیں اور پھر بھی اونکے دل مین یہ کھٹکا لگا ہوا ہے کہ اونکے وہ نیک کام بارگاہ الٰہی مین قبول ہونے کے قابل ہین یا نہین جس طرح کے لوگون کی شان مین یہ آیتین نازل ہوئی ہین اوسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے حاکم نے اس شان نزول کی روایۃ کو صحیح کہا ہے صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منکر شریعت لوگون کو اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پورا حال معلوم ہو جاوے تو اونکے دل مین بھی جنت مین داخل ہونے کی امید پیدا ہو جاوے اسی طرح پابند شریعت نیک لوگون کو عذاب الٰہی کا پورا حال معلوم ہو جاوے تو عذاب الٰہی کا خوف اونکے دل پر ہر وقت رہے اس حدیث سے حضرت عائشہؓ کی روایۃ کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ مطلب دونون حدیثون کا قریب قریب ہی جسکا حاصل یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو کسی حال مین عذاب الٰہی سے نڈر نہین ہونا چاہیے۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

اور ہم کسی پر بوجھ نہین ڈالتے مگر جو اوسکی سمائی ہے اور ہمارے پاس لکھا ہے جو بولتا ہے سچ اور اونپر ظلم نہ ہوگا

اوپر اون نیک لوگونکا ذکر تھا جو نیک کامون مین پیش قدمی کرتے ہیں اس آیۃ مین فرمایا اس پیش قدمی مین یہ تائید غیبی بھی ہے کہ شریعت کا کوئی کام اللہ تعالیٰ نے انسان کی طاقت سے باہر نہیں رکھا مثلاً جو بیمار آدمی نماز مین کھڑا نہ ہو سکے تو اوسکو بیٹھ کر نماز جائز ہے اسی طرح مسافر یا بیمار آدمی وقت پر روزے نہ رکھے تو کچھ گناہ نہین پھر فرمایا ہر شخص کے ہر طرح کے عمل پہلے لوح محفوظ مین اور پھر نامہ اعمال مین لکھے گئے ہیں جس سے ہر شخص کو اپنے عملونکا سچا سچا حال سزا و جزا کے وقت معلوم ہو جاویگا اور سزا و جزا کے وقت کسی پر یہ ظلم نہ ہوگا کہ نیکی کا اجر گھٹا دیا جاوے یا جرم کی حیثیت سے سزا کی مقدار بڑھا دی جاوے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو شخص اپنے نامہ اعمال مین کے لکھے ہوئے گناہون کا انکار کرے گا تو اوسکے ہاتھ پاؤن اعمال نامہ کی صداقت بطور گواہی کے بیان کرین گے صحیح مسلم ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے ابوذرؓ کی یہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اعمال نامہ مین سچا سچا حال لکھے جانے کا اور سزا و جزا کے وقت کسی پر کچھ ظلم نہ ہونے کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین اجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نامہ اعمال

میں ایسا سچا حال لکھا جاتا ہے جسکی صداقت کی گواہی کے لئے آدمی کے ہاتھ پاؤن تیار ہو جاوین گے اور سزا و جزا کے وقت کسی پر کوئی ظلم اس سبب سے نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے۔

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ۝

کوئی نہین اُنکے دل بیہوش ہین اس طرف سے اور اُنکو اور کام لگے ہین اُسکے سوا کہ وہ اُنکو کر رہے ہین

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ۝ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا

یہانتک کہ جب پکڑینگے ہم اُنکے آسودہ لوگون کو آفت مین تبھی وہ لگین گے چلانے مت چلاؤ آجکے دن تم ہم سے

لَا تُنْصَرُوْنَ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ۝

چھڑائے نہ جاوٴگے سنائی جاتی تھین میری آیتین تمکو تو تم ایڑیون پر اُلٹے بھاگتے تھے اُس سے بڑائی کر کر ایک کہانیوالے کو چھوڑ کر چلے گئے

اوپر کی آیتون مین اونکا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک قرار پا چکے ہیں ان آیتون مین اون بدلوگون کا ذکر فرمایا گیا ہے جو علم ازلی الٰہی مین بدقرار پا چکے ہیں اور ہر وقت دین کے کامون کی طرف سے اون کے دل غافل ہیں ان آیتون کی تفسیر بہت سی صحیح حدیثون مین آئی ہے چنانچہ صحیح بخاری مین جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت فرمایا دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جنتی ہر شخص کا نام اہل جنت مین اور دوزخی ہر شخص کا نام اہل دوزخ مین لکھ لیا ہے تو یہ بات سنکر بعضے صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت پھر نیک عمل کی کیا ضرورت ہے ہم لوگ اپنی تقدیر پر شاکر ہوکر نہ بیٹھ رہین اور سمجھ لین کہ اگر اللہ کے علم مین ہم جنتی ہونگے تو آخر جنت مین جاوینگے آپ نے فرمایا نہین یہ نہین ہوسکتا بلکہ جس شخص کا جو انجام علم الٰہی مین قرار پا چکا ہے دنیا مین وہ شخص اسی طرح کے کام بھی کرتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم مین جو شخص جس طرح کا قرار پایا ہے وہ ایک غیب کی بات ہے اُسکو سوائے اللہ کے اور کوئی نہین جانتا اور جزا و سزا کا مدار بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ اوس علم کے ظہور پر رکھا ہے اس لئے اس دنیا عالم اسباب مین اللہ تعالیٰ نے عمل کو ایک سبب نیک و بد کے پہچاننے کا قرار دیا ہے جسطرح رزق ہر ایک شخص کا یا موت یا بیماری ہر شخص کی خدا کی طرف سے ہے مگر عالم اسباب مین اُسکے سبب اور حیلے خدا نے ٹھہرا دیے ہین اسی طرح دنیا کے نیک و بد عمل کو اللہ تعالیٰ نے سبب ٹھہرایا ہے اوس سبب کو چھوڑ کر تقدیر پر شاکر ہونا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بے حیلہ کے دنیا مین مثلاً رزق چاہے اب اس نیکی کی پہچان کا موقع آدمی کی آخری عمر تک ہے اسی واسطے شریعت مین خاتمہ کا بڑا اعتبار ہے چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہ رض سے اور ترمذی وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عمر رض سے اور مسند امام احمد بن حنبل اور صحیح ابن حبان مین حضرت انس رض سے جو روایتین ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ کسی شخص کو نیک عمل کرتے ہوئے دیکھ کر کوئی بات موتہہ سے نہین نکالنی چاہیے جب تک خاتمہ اچھا نظر نہ آوے کیونکہ بہت سے لوگ عمر بھر اچھے کام کرتے رہتے ہین اور آخری عمر مین بگڑ کر برے کامون مین لگ جاتے ہین اور برے کامون پر انکا خاتمہ ہوکر دوزخ کے مستحق ٹھہر جاتے ہیں اور بہت سے لوگ عمر بھر برے کام کرتے ہیں اور آخر عمر مین نیک رستہ سے لگ جاتے ہیں اور نیکی پر انکا خاتمہ ہوتا ہے اور جنتی بن جاتے ہین اوپر یہ بیان ہوچکا ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے

اللہ تعالیٰ نے یہ اندازہ فرما لیا ہے کہ اگر دنیا پیدا کی جاوے اور ہر شخص کو اُسکے فعل کا فعل مختار کیا جاوے تو کون اچھا عمل کریگا اور کون برا
اور اُسی اندازہ کو لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے اسی کا نام تقدیر ہے دنیا میں نیک و بد فعل ہونے کے بغیر نہ اُس تقدیر کے لکھے پر کچھ سزا جزا ہے
نہ تقدیر کے لکھتے وقت اللہ تعالیٰ نے کسی کو کسی کام پر مجبور کیا ہے جو لوگ حشر کے منکر ہیں اُنکا بڑا شبہ یہ ہے کہ جب وہ مر جاتے ہیں گے
اور انکی ہڈیاں تک خاک ہو جاوینگی اور وہ خاک کچھ ہوا میں اڑ جاوے گی اور کچھ پانی کے ریلوں میں بہ جاوے گی تو پھر وہ
روان وان خاک کیونکر جمع ہو جاویگی جسکا پتلا بنے گا سورہ ق میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے شبہ کا یہ جواب دیا ہے کہ ان منکرین
حشر کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ ان لوگوں کی خاک ہوا میں اڑ کر یا پانی
میں بہکر کہاں جاویگی اسی پتہ سے انکی خاک جمع کر لی جاویگی کیونکہ جنگل دریا کوئی چیز اُس کے علم غیب اور حکم سے باہر نہیں ہے صحیح
بخاری اور مسلم کے حوالے سے ابوہریرہ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص پچھلی امتوں کا
تھا اُس نے اپنے مر جانے کے بعد اُسکی لاش کو جلا کر آدھی خاک کو ہوا میں اڑا دینے اور آدھی کو دریا میں بہا دینے کی وصیت کی اور اوس کے
وارثوں نے وصیت کے موافق عمل بھی کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جنگل اور دریا کو اوسکی خاک کے حاضر کرنے کا حکم دیا جس سے وہ خاک
حاضر ہو گئی پھر اللہ تعالیٰ نے اُس خاک کا پتلا بنایا اور اسمیں دوبارہ روح پھونکی گئی جسکے سبب سے وہ شخص دوبارہ زندہ ہوا
اور اللہ تعالیٰ نے اُس وصیت کا سبب اوس سے پوچھا اوس شخص نے جواب دیا یا اللہ تجھکو خوب معلوم ہے کہ یہ کام میں نے تیرے سامنے
کے کھڑے ہونے سے ڈر کر کیا تھا اُسپر اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کی مغفرت فرما دی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ
میں آجاتا ہے کہ جس طرح جنگل اور دریا میں سے اوس شخص کی خاک حاضر ہو گئی اسی طرح منکرین حشر کی خاک جہاں ہو گی وہاں
سے حاضر ہو جاویگی حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ شرک کے وبال میں ان لوگوں سے بڑھ کر خوشحال پچھلی قومیں جب طرح طرح
کے عذابوں سے ہلاک ہو گئیں جنکے قصے کئی دفعہ ان لوگوں کو سنا دیے گئے تو ان مشرکوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ انکے مال اور اولاد
کی ترقی اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہے بلکہ ان لوگوں کے اس غلط خیال پر جمے رہنے کا سبب بھی ہے کہ یہ
لوگ قرآن کی نصیحت کو دھیان سے نہیں سنتے اور نیک لوگ کہ جو کام انکو اوپر کی آیتوں میں بتلائے گئے ہیں رات دن اُن کاموں کے برخلاف
کام کرتے ہیں لیکن ان میں کے بڑے بڑے خوشحال وقت مقررہ پر جب عذاب آخرت میں گرفتار ہو جاوینگے تو عذاب کی تکلیف سے بہت
چلاوینگے جسپر انکو ذلیل کرنے کے لیے کہا جاویگا کہ آج تمہاری فریاد سنکر کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکتا اور یہ بھی کہا جاویگا کہ
یہ عذاب تمہاری اوسی شرارت کی سزا ہے کہ تم قرآن کی نصیحت کو سنکر اولٹے قدموں بھاگتے تھے اور کعبہ کے خادم ہونے کی بڑائی جتلا
اپنے گردن میں راتوں کو قصے کہانیوں کی طرح قرآن اور اللہ کے رسول کی مذمت کیا کرتے تھے۔ ہجرون کے معنی بیہودہ
بکواس کے ہیں۔

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ

سو کیا دھیان نہیں کی یہ بات یا آیا ہے اُن پاس جو نہ آیا تھا انکے پہلے باپ دادوں پر یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنا پیغام لانیوالا

منزل ۴

لہ منکرون ۝ ام یقولون بہ جنۃ بل جاءھم بالحق واکثرھم للحق کرھون ۝

سو اسکو اوپری سمجھتے ہیں یا کہتے ہیں کہ اسکو سودا ہے کوئی نہیں وہ لایا ہے انکے پاس سچی بات اور ان بہتوں کو سچی بات بری لگتی ہے

ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموت والارض ومن فیھن بل اتینھم بذکرھم

اور اگر سچا رب چلے انکی خوشی پر تو خراب ہوں آسمان اور زمین اور جو کوئی انکے بیچ میں ہے کوئی نہیں ہمنے پہنچائی ہے انکو انکی

فھم عن ذکرھم معرضون ۝ ام تسئلھم خرجا فخراج ربک خیر وھو خیر الرزقین ۝

نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے یا تو انسے مانگتا ہے محاصل سو محاصل تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ ہے بہتر روزی دینے والا

وانک لتدعوھم الی صراط مستقیم ۝ وان الذین لا یؤمنون بالاخرۃ عن الصراط

اور تو تو بلاتا ہے انکو سیدھی راہ پر اور جو لوگ نہیں مانتے پچھلا گھر راہ سے ٹیڑھے

لنکبون ۝ ولو رحمنھم وکشفنا ما بھم من ضر للجوا فی طغیانھم یعمھون ۝

ہوئے ہیں اور اگر ہم انکو رحم کریں اور کھولدیں جو تکلیف ہے ان پر منتر لگے جاویں اپنی شرارت میں بہکے

سورۃ انعام میں گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ نسل ابراہیمی میں اپنے آپ کو زیادہ عقلمند سمجھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہم لوگوں کی ہدایت کیلئے کوئی آسمانی کتاب نازل ہوتی تو ہم پہلے لوگوں سے بڑھکر راہ راست پر آتے صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں ابوسفیان اور ہرقل بادشاہ روم کا جو قصہ ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ نبی ہونے سے پہلے مشرکین مکہ اللہ کے رسول کو بہت سچا آدمی جانتے تھے صحیح بخاری کے حوالہ سے جبیر بن مطعم کی روایت ایک جگہ گزر چکی ہے جسمیں مطعم بن جبیر کے باپ نے کہا جب میں نے سورۃ والطور سنی تو میرا دل بے قابو ہوگیا سورۃ الانعام کی آیتوں اور اوپر کی حدیثوں کو ان آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ نہ تو قرآن ایسی نئی آسمانی کتاب ہے کہ اس سے پہلے کسی بشر پر آسمانی کتاب کا نازل ہونا ان مشرکین مکہ کے کانوں تک نہ پہنچا ہو نہ اللہ کے رسول ایسے اوپری ہیں جنکے سچ جھوٹ سے یہ لوگ واقف نہوں اور نہ قرآن ایسا کلام ہے جو دیوانے لوگوں کے کلام کی طرح بے ٹھکانے ہو بلکہ یہ تو ایسا کلام ہے جسکے سننے سے ان میں کے اکثر لوگوں کے دل بے قابو ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے بڑوں کے طریقہ کو چھوڑ کر قرآن کے پیرو بن جاتے ہیں حاصل یہ ہے کہ ان باتوں میں سے بات نہیں ہے بلکہ بات فقط اتنی ہے کہ ان میں کے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دوزخی ٹھہر چکے ہیں اس لیے وہ قرآن کی نصیحت کو دھیان سے سنتے ہیں نہ انکو سچی بات اچھی معلوم ہوتی ہے انکو تو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی خواہش کے موافق دنیا میں شرک جائز ہو جاوے یہ نہیں جانتے کہ اگر ایسا ہو تو جسطرح دنیا کے دو بادشاہوں کی شرکت کی بادشاہت کا انتظام بگڑ جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہوتا تو تمام عالم کا انتظام خراب ہو جاتا پھر فرمایا کہ یہ لوگ قرآن کو پچھلے لوگوں کی کہانیاں جو کہتے ہیں قرآن تو ایسا نہیں ہے بلکہ قرآن میں تو ان لوگوں کی عقبیٰ کے درست ہو جانے کی نصیحت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ بدبخت ٹھہر چکے ہیں وہ اس نصیحت کو دھیان سے نہیں سنتے پھر فرمایا اے اللہ کے رسول اگر تم ان لوگوں سے قرآن کی نصیحت پر کچھ اجرت بھی تو نہیں مانگتے جو یہ لوگ قرآن کی نصیحت

گہیر لیتے ہیں تمہاری اجرت تو اللہ تعالی نے اپنے ذمہ رکہی ہے کیونکہ ساری مخلوقات کی پرورش اوسی کے ذمہ ہے پہر فرمایا ان میں جو لوگ عقبی کے منکر ہیں وہ عقبی کی بہبودی کے سیدہے راستہ کو چہوڑ کر ٹیڑہا راستہ چلتے ہیں پہر فرمایا ان لوگون کی سرکشی کے سبب سے مکہ مین قحط جو پڑا اگر اللہ اپنی رحمت سے اوس قحط کو رفع کردے تو ان لوگون کی شرارت تو یہانتک بڑہی ہوئی ہے کہ قحط کے رفع ہوتے ہی پہر یہ لوگ سرکشی کی وہی بہکی ہوئی باتین کرنے لگین گے صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود کی روایتہ کے حوالہ سے مکہ کے قحط کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قریش نے جب بہت سرکشی شروع کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے حق مین بددعا کی جسکے اثر سے مکہ مین سخت قحط پڑا حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق آخری آیتہ مین مختصر طور پر اسی قحط کا ذکر ہے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا

اور ہمنے پکڑا تہا انکو آفت مین پہر نہ دبے اپنے رب کے آگے اور نہین گڑگڑاتے یہانتک کہ جب کہولینگے

عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝

ہم انپر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اُس مین انکی آس ٹوٹے گی

معتبر سند سے نسائی مستدرک حاکم اور بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ قریش مکہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرکشی کی تو آپکی بددعا سے مکہ مین بڑا سخت قحط پڑا اوس قحط کے زمانہ مین ابوسفیان نے آنحضرت سے آنکر کہا کہ آپ تو رحمت للعلمین اپنے آپ کو کہتے ہیں قریش تو آپکے قرابتدار ہین اب قریش کا یہ حال ہے کہ جو نہ کہانے کی چیزین تہین وہ سب کہا چکے ذرا ہماری غمخواری فرمائیے اور اللہ سے دعا کیجیے کہ یہ بلا دفع ہو آپ نے قریش کے اوس حال پر ترس کہا کے دعا کی اور آپکی دعا کی برکت سے وہ قحط جاتا رہا قحط کے جاتے ہی قریش نے پہر وہی سرکشی شروع کر دی اس قحط کے ذکر مین عبداللہ بن مسعود کی روایتہ صحیح بخاری کے حوالہ سے اوپر گزر چکی ہے اس قحط کے زمانہ مین اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین حاصل معنے آیتونکے یہ ہین کہ ان لوگونکے دل ایسے سخت ہو گئے ہین کہ خدا کی طرف سے کوئی مصیبت اور سختی آتی ہے تو جب بھی انکو عبرت نہین ہوتی اس لئے اب انکو اللہ کے کسی بڑے سخت عذاب کا منتظر رہنا چاہیئے اوس بڑے عذاب کے بعد انکی سب سرکشی ناامیدی سے بدل جاوے گی یہ بڑا عذاب آخر کو اللہ کے وعدہ کے موافق بدر کی لڑائی کے روز آیا کہ بڑے بڑے سرکش ستر آدمی قریش کے حالت کفر مین بڑی ذلت اور خواری سے دنیا سے اوٹھ کر ہمیشہ کے عذاب آخرت مین مبتلا ہوئے جسکا ذکر صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایتہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

اور اسی نے بنا دئیے تمکو کان اور آنکہین اور دل تم بہت تہوڑا حق مانتے ہو

وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

اور اسنے تم کو بکہیر رکہا ہے زمین مین اور اسی کی طرف جمع ہو کر جاؤ گے اور وہی ہے جلاتا اور مارتا

ع ۴/۴

منزل ۴

وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝

اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تم کو بوجھ نہین کوئی نہین یہ وہی کہتے ہین جیسا کہہ چکے ہین پہلے

اوپر منکر حشر لوگونکا یہ ذکر تھا کہ یہ لوگ حشر کے منکر ہین اس سبب سے یہ عقبی کی بہبودی کے سیدھے راستہ کو چھوڑ کر ٹیڑھا راستہ چلتے ہین ان آیتون مین قدرت کی چند نشانیان بیان فرماکر ایسے لوگون کو قائل کیا گیا ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ ان منکر حشر کے سننے کے لئے کان دیکھنے کے لئے آنکھین ہر بات کے سمجھنے کے لئے دل اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ پیدا کیا اب یہ لوگ ان چیزون کے دوبارہ پیدا کرنیکو اللہ کی قدرت سے باہر جو گنتے ہین تو انھون نے اللہ کی قدرت کا بہت تھوڑا حق مانا پھر فرمایا جسطرح اب اللہ تعالیٰ نے ان منکرین حشر کو پیدا کرکے تمام روئے زمین پر انکو بکھیر رکھا ہے اسی طرح حشر کے دن قبرونسے اوٹھاکر میدان محشر مین انکو جمع کیا جاویگا پھر فرمایا کیا ان لوگونکو اتنی سمجھ نہین کہ اللہ تعالیٰ نے انکو نیست سے ہست کیا اور انکی زندگی کے انتظام کے لئے موسم مین ردو بدل جسکے سبب سے رات دن کا گھٹنا بڑھنا پیدا ہو گیا پھر فرمایا ان لوگون نے اللہ کی قدرت کی ان نشانیون کو کچھ عبرت کی نگاہ سے نہین دیکھا بلکہ قدرت کی ان نشانیون کو دیکھنے کے بعد اوسی طرح حشر کے انکار پر جمے رہے جسطرح انسے آگے کے منکر حشر تھے صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ کی روایتہ سے حدیث قدسی ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا حشر کے انکار سے انسان نے مجھکو جھٹلایا حالانکہ انسان کی پہلی پیدائش سے دوسری پیدائش سہل ہے یہ حدیث والیہ تحشرون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس صاحب قدرت نے ایک بوند پانی سے منکرین حشر کے پتلے بناکر انمین روح پھونکدی اسکو خاک سے ان پتلون کا دوبارہ بنا دینا اور انمین روح کا پھونکدینا کسی معمولی عقل والے آدمی کے نزدیک بھی کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ یہ کام عقل کا نہیں ہے کہ کسی چیز کا موجود ہونا ایک دفعہ آزماکر پھر دوبارہ اسی چیز کے موجود ہو جانے سے انکار کرے یا اس دوبارہ موجود ہو جانے کو مشکل جانے۔

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا

کہتے ہین کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیان کیا ہمکو جلا اٹھانا ہے وعدہ مل چکا ہمکو اور ہمارے باپ دادونکو

هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ

یہی پہلے سے اور کچھ نہین یہ نقلین ہین پہلون کی تو کہہ کس کی ہے زمین اور جو کوئی اسکے بیچ ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہین گے اللہ کی تو کہہ پھر تم سوچ نہین کرتے تو کہہ کون ہے مالک ساتون

السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ

آسمانونکا اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتا دینگے اللہ کو تو کہہ پھر تم ڈر نہین رکھتے تو کہہ کس کے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور

هُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہین سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتا دینگے اللہ کو تو کہہ پھر کہان سے تم پر جادو پڑ جاتا ہے کوئی نہیں ہمنے انکو پہنچایا سچ اور وہ البتہ جھوٹے

حشر کے منکر جو لوگ اب ہین یا پچھلے زمانہ مین تھے اُنسے کوئی سند حشر کے انکار پر پیش نہین ہو سکتی اپنے بڑون سے سنکر صرف یہ کہتے تھے کہ جس طرح اور پچھلے زمانہ کے قصے سنتے آئے ہین اوسی طرح یہ بھی ایک قصہ ہے کہ ایک دفعہ مرکر پھر جینا ہے اللہ تعالیٰ نے ان آیتون مین منکرین حشر سے یہ پوچھا ہے کہ آخر ایک دفعہ تمام جہان نیست سے ہست جو ہوا ہے یہ کس نے پیدا کیا ہے نمرود فرعون ان لوگون کی طرح حشر کا انکار اور خدائی دعویٰ کرتے کرتے مر گئے کیا اونھون نے کچھہ پیدا کیا تھا یا ان منکرین حشر کے بتون نے کچھہ پیدا کیا ہے جب مجبوری سے یہ لوگ بھی جواب دین گے کہ جو کچھہ پیدا کیا ہے وہ اللہ نے ہی پیدا کیا ہے تو اُسی اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ جسطرح ایک دفعہ سارا جہان نیست سے ہست ہوا ہے اوسی طرح نیک و بد کی جزا و سزا کے لئے دوسری دفعہ پھر یہی ہونا ہے جو ایک دفعہ سب کی آنکھون کے سامنے ہو چکا ہے تا کہ جزا و سزا کے ہو جانے کے بعد دنیا کا پیدا کیا جانا ٹھکانے سے لگے ان لوگون کے پاس کیا دلیل ہے جو آنکھون کی دیکھی ہوئی چیز کو جھٹلاتے ہین ابو ہریرہؓ اور ابو سعید خدری سے جو صحیح بخاری مین روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کے دن سب لوگ جمع ہون گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے پکار دینگے کہ دنیا مین جسطرح لوگونکے گروہ تھے کوئی بت پرست تھا کوئی آتش پرست آج وہ ہر ایک گروہ علیحدہ علیحدہ ہو جاوے سب گروہ الگ ہو کر اپنے فرضی معبودونکے ساتھہ ہو جاوینگے مگر جو لوگ قیامت کے حساب کتاب کو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونیکو حق جانکر اللہ کی عبادت کرتے تھے وہ باقی رہجاوینگے لیکن ابھی تک اس گروہ مین وہ لوگ بھی شریک ہونگے جو اوپری دل سے دکھاوے کے طور پر اللہ کی عبادت کرتے تھے اس سارے گروہ کی توحید آزمانیکے لئے ایک ایسی صورت مین اللہ تعالیٰ لوگونکو نظر آویگا جسکو دیکھکر ان خدا پرست لوگونکا دل گواہی دیویگا کہ یہ انکا معبود نہین ہے اس لئے یہ لوگ کہوین گے تو ہمارا خدا نہین ہے ولیکن ہمارے خدا نے اپنی خاص پہچان رکھی ہے جب ہم اپنے خدا کو دیکھین گے تو خود پہچان لیوین گے غرض پھر خدا کا اصلی دیدار ہوگا اور خالص توحید والے اوسوقت اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرین گے اور منافقون کی کمر تختہ ہو جاویگی وہ سجدہ نہ کر سکین گے پھر خالص توحید والا گروہ نجات پاویگا اور سب گروہ طرح طرح کے عذاب مین مبتلا ہو جاوین گے حاصل کلام یہ ہے کہ شریعت مین حشر اور قیامت پر ایمان لانا جو شرط ٹھیرا ہے اور اس شرط کے سبب سے قرآن شریف مین منکرین حشر کی جگہ جگہ مذمت جو آئی ہے اسکا سبب یہی ہے کہ جب تک جزا و سزا کا پورا یقین نہ ہو خالص دل سے نیک عمل کرنے اور بد عمل سے بچنے کا شوق اور ارادہ آدمی کے دل مین پیدا نہین ہو سکتا اور جب نیت ہی آدمی کی درست نہ ہو تو تمام عمر نیک کام اوپری دل سے اگر کوئی کرتا رہے یا برے کام سے بچتا رہے تو کچھہ فائدہ نہین اس لئے جہان کہین قرآن شریف مین منکرین حشر کا ذکر ہے وہ ایسے لوگون سے بھی کسی قدر متعلق ہے جنکو اگرچہ حشر اور قیامت کا صاف انکار تو نہین ہے لیکن اونکو پورا یقین بھی سزا و جزا کا نہین ہے چنانچہ اس یقین کی کوتاہی کے سبب سے اون کی نیت دین کے کام مین ڈانوان ڈول رہتی ہے اور یہی ڈاوان ڈول بنا اوپر کی صحیح حدیث کے بموجب ان لوگون کو خالص نیت کے عمل کرنے والے گروہ کے ذیل سے بالکل الگ کر دیویگا اور خدا تعالیٰ کو دیکھنے کے بعد کا اونکو خالص نیت کا سجدہ نصیب نہ ہوگا اسواسطے منکرین حشر کا ذکر سنکر اس طرح کے ڈاوان ڈول لوگون کو بھی اپنے حال پر ذرا عبرت چاہی کہ آخرت کے معاملے مین ایک طرح کی غفلت کے سبب سے جو کچھہ یہ لوگ کرتے ہین وہ خالص اللہ کے واسطے

نہیں کرتے بلکہ عمل کچھ ہے اور نیت کچھ ہے۔ وھو یجیر ولا یجار علیہ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر وقت بلا سے انسان کو بچاتا ہے مگر اسکے
حکم سے جو آفت انسان پر آوے تو اوس سے سوائے اسکے کوئی دوسرا کسی کو نہین بچا سکتا۔ فانی تسحرون اسکا مطلب یہ ہے کہ جسطرح
جادوگرون کے فریب سے مثلاً ٹھیکریان روپے نظر آتے ہین اسی طرح شیطان کے فریب سے مرنے کے بعد کی سچی باتین ان لوگونکو
جھوٹی نظر آتی ہین۔ آخری آیۃ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی معرفت مرنے کے بعد کی جو باتین بیان فرمائی ہین وہ
اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق بالکل سچی ہین جو لوگ بغیر سند کے اون باتون کو جھٹلاتے ہین وہ جھوٹے ہین

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا
اللہ نے کوئی بیٹا نہین کیا اور نہ اسکے ساتھ کسی کا حکم چلے یون ہوتا تو لیجاتا ہر حکم والا اپنے بنائے کو اور چڑھ جاتا
بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
ایک پر ایک اللہ نرالا ہے اُنکے بتانے سے جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اُس سے جو شریک بتاتے ہین

اوپر ذکر تھا کہ جسطرح جادوگرون کے فریب سے ٹھیکریان روپے دکھائی دیتی ہین اسی طرح شیطان کے فریب دینے اور بہکانے
سے مرنے کے بعد کی وہ سچی باتین اون لوگون کو جھوٹی معلوم ہوتی ہیں ان آیتون مین فرمایا اللہ کے رسول کو جھٹلانے والون مین
سے کچھ لوگ تو وہ ہین جو اللہ تعالیٰ کو صاحب اولاد کہتے ہیں اور کچھ وہ ہین جو بتون کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹہراتے ہین مگر یہ بات
ان لوگون کی آنکھون کے سامنے کی ہے کہ دنیا کی جس بادشاہت مین دو بادشاہ شریک ہوتے ہین تو اون مین طرح طرح کے جھگڑے
ہوکر ایک دوسرے پر غالب آجاتا ہے اب جس طرح دنیا کے دو بادشاہون کے آپس کے جھگڑے کی بات ان لوگون کی آنکھون
کے سامنے کی ہے یہ بھی ان کی آنکھون کے روبرو ہے کہ تمام دنیا مین انتظام الٰہی ہمیشہ سے ایک ہی وتیرہ پر ہے جس سے ہر شخص
کی سمجھ مین یہ بات اچھی طرح آسکتی ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اوس کی بادشاہت مین اولاد بنکر یا ساجھی بنکر کوئی اوس کا
شریک نہین ہے بغیر سند کے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین دوسرون کو شریک ٹہراتے ہیں وہ بالکل جھوٹے ہین کیونکہ ان مین
سے کسی کو غیب کا علم نہیں ہے اسواسطے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابون مین اپنی وحدانیت کی جو خبر دی ہے
وہ سچ ہے اوس سچ کے مقابلہ مین کوئی بے سند بات کسی طرح اعتبار کے قابل نہین ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ
سے حدیث قدسی جو اوپر گزری اس مین اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ انسان نے مجھ کو صاحب اولاد ٹہرا کر میری حقارت کی کیونکہ
مجھکو کسی طرح کے شریک کی حاجت نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس طرح پیدا کیا کہ اوس مین کوئی اسکا شریک نہین ہے اس لئے
انسان پر اکیلے اللہ کی تعظیم واجب ہے جو لوگ اس واجب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین دوسرونکو شریک کرتے ہین
اون سے بڑھ کر دنیا مین کوئی گنہگار نہین ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جب انسان کے پیدا کرنے
مین اللہ تعالیٰ کو کسی طرح کے شریک کی حاجت نہین تو یہ مشرک لوگ دوسرون کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین شریک کرکے اللہ

تعالے کو دوسرون کی مدد کا حاجتمند ٹھہراتے ہین جس سے اللہ کی شان کی حقارت لازم آتی ہے اسواسطے شرک سے بڑھ کر دنیا مین کوئی گناہ نہین۔

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّىْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۝ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِىْ فِى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنَّا عَلٰٓى

تو کہہ اے رب کبھی تو دکھادے مجکو جو انکو وعدہ ملتا ہے تو اے رب مجکو نہ کریو ان گنہگار لوگون مین اور ہم کو قدرت

اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ

ہے کہ تجکو دکھادین جو انکو وعدہ دیتے ہین بری بات کے جواب مین وہ کہہ جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہین

بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝

جو یہ بتاتے ہین اور کہہ اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطانون کے چھیڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہون اے رب اس سے کہ میرے پاس آوین

اوپر شرک کا ذکر فرماکر ان آیتون مین جتلایا کہ اگر یہ مکہ کے مشرک شرک سے باز نہ آوینگے تو جس طرح ان لوگون سے عذاب کے نازل کرنے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس وعدہ کے ظہور پر قادر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے انتظام مین ہر کام کا وقت مقرر ہے اسواسطے وقت مقررہ کے آتے ہی ان مشرکون پر ایک نہ ایک دن وہ عذاب ضرور آوے گا اوس عذاب کے آنے کو ضروری جانکر اے رسول اللہ کے تم اللہ سے یہ دعا کیا کرو کہ یا اللہ تو اپنی قدرت سے مجکو اس لائق عذاب قوم مین نرکھیو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی یہ دعا قبول فرمائی اور بدر کی لڑائی کا وقت آنے سے پہلے مکہ سے ہجرت کرنے کا حکم دیدیا بدر کی لڑائی کے وقت مشرکین مکہ مین کے بڑے بڑے سرکشون پر جو عذاب آیا صحیح بخاری ومسلم کی انسؓ بن مالک کی روایۃ سے اوس کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے آگے فرمایا ہجرت کا وقت آنے تک یہ مشرک کچھ ایذا دیوین تو اوسکو درگزر کرکے ٹال دینا چاہیئے اور اس ضعف اسلام کے زمانہ مین شیطان کی چھیڑ اور اوسکے غلبہ سے اللہ کی پناہ کی دعا مانگنی چاہی کیونکہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ اس ضعف اسلام کے زمانہ مین مسلمانون اور مشرکون مین لڑائی کرادیوے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق ابھی اوس لڑائی کا وقت نہین آیا جس سے اسلام کے غلبہ کا نتیجہ نکلے صحیح بخاری ومسلم مین سلیمانؓ بن صرد سے روایۃ ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو غصہ کی حالت مین دیکھ کر فرمایا اگر یہ شخص اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے تو ابھی اس کا غصہ جاتا رہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ غصہ شیطان کے وسوسے سے آتا ہے اور اللہ سے پناہ مانگتے ہی اوس کا اثر جاتا رہتا ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّىْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا

یہانتک کہ جب پہنچے ان مین کسی کو موت کہے گا اے رب مجکو پھر بھیجو شاید کچھ مین بھلا کام کرون اس مین

تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

جو پیچھے چھوڑ آیا کوئی نہین یہ بات ہے کہ وہی کہتا ہے اور انکے پیچھے اٹکاؤ ہے جس دن تک اٹھائے جاوین

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالی نے منکرین حشر و قیامت کا ذکر فرماکر ان آیتون مین فرمایا ہے کہ یہ انکار ان لوگونکا اسی وقت تک ہی
جب تک قبض روح اور قبر اور حشر اور قیامت کا عذاب انکے رو برو نہین آتا جب یہ عذاب انکی آنکھون کے سامنے آجاویگا
تو انہین معلوم ہوجاویگا کہ رسولون کی معرفت اللہ تعالی نے جو وعدہ کیا تھا کہ دنیا عمل کی جگہ ہے تو یہ لوگ آخرت کی ہر سختی
اور عذاب کے وقت دنیا مین واپس آنے اور نیک عمل کرنے کی خواہش ظاہر کرینگے مگر جب وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پہر بے
وقت کی خواہش سے کیا ہوتا ہے قتادہ کا قول ہے کہ ایسے لوگون کے حال پر بڑا افسوس ہے جو عمل نیک سے غافل ہین اور دنیا
کے دہندون مین پھنسے ہوئے ہین کیونکہ ایسے لوگون کو قیامت مین یہ موقع پیش آنیوالا ہے کہ دنیا کے سب دہندون سے
زیادہ فائدہ مند اونکو عمل نیک ہی نظر آویگا چنانچہ اس آیہ کے مضمون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہت وزارت
مال و اولاد کے لئے کوئی شخص دنیا مین واپس آنیکی خواہش نہ کریگا بلکہ خواہش اور آرزو ہوگی تو فقط اتنی ہی ہوگی کہ دنیا
مین جاوین اور نیک عمل کرین صحیحین کے حوالہ سے انس رضؓ بن مالک کی روایت اوپر گزر چکی ہے کہ قبر تک قرابت دار اور مال
اور عمل یہ تین چیزین آدمی کے ساتھ جاتی ہین اور اون مین سے دو تو پہر دنیا کی دنیا مین ہی واپس آجاتی ہین فقط عمل آدمی
کے ساتھ رہتا ہے غرض دنیا مین جس طرح آدمی کی زیست کا ٹھکانا نہین آج ہے اور کل نہین اسی طرح خود دنیا اور دنیا
کی سب چیزون کا بھی ٹھکانا نہین ایک عمل ہی دنیا مین آدمی کے ساتھ جانے کی چیز ہے اور نیک لوگون کو نیک عملونکا ثمرہ
پاتے ہوئے جب بد لوگ آخرت مین دیکھین گے تو دنیا مین پہرنے اور نیکی کمانے کی تمنا انکے دل مین پیدا ہوگی ابو داؤد اور مسند
امام احمد کے حوالہ سے براء رضؓ بن العازب کی صحیح روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ نافرمان لوگون کے آخری
وقت پر خوفناک شکل کے فرشتے ایسے لوگون کی قبض روح کے لئے آتے ہین اور اللہ کی خفگی اور طرح طرح کے عذاب سے ایسے لوگون کو
ڈراتے ہین جس سے ایسے لوگون کی روح اون کے جسم مین چھپتی پہرتی ہے اور پہر نہایت سختی سے وہ فرشتے اوس روح کو جسم
سے نکالتے ہین آیہ مین یہ جو ذکر ہے کہ ایسے لوگ موت کے وقت دنیا مین واپس آنے اور نیک عمل کرنے کی تمنا کرتے ہین اسکا مطلب
اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ قبض روح کے وقت ایسے لوگ دنیا مین رہ جانے اور نیک عمل کرنے کی تمنا کرین گے
علاوہ اسکے جسوقت ایسے لوگون کو دوزخ مین ڈالنے کے لئے دوزخ کے کنارہ پر کھڑا کیا جاویگا اسوقت بھی یہ لوگ یہی تمنا کرینگے
کہ اون کو نیک عمل کرنے کے لئے دنیا مین واپس بھیج دیا جاوے چنانچہ اس کا ذکر سورۃ الانعام مین گزر چکا ہے حاصل مطلب
آیۃ کا یہ ہے کہ قبض روح کے وقت جب ایسے لوگون کو عذاب کے فرشتے نظر آوین گے تو یہ لوگ اپنی حالت پر بہت
پچتاکر پہلے اللہ تعالے سے اور پہر قبض روح کے فرشتون سے دنیا مین واپس آنے اور نیک عمل کرنے
کی تمنا ظاہر کرین گے جس کا جواب ان لوگون کو یہ ملے گا کہ انتظام الہی کے موافق حشر کے دن تک کوئی مرا ہوا شخص
قبر سے اوٹھ کر دنیا مین نہین آسکتا اسواسطے تم لوگون کی یہ تمنا پوری نہیں ہوسکتی دو چیزون کے بیچ مین جو
چیز آڑ کی طرح ہو اوس کو برزخ کہتے ہین انسان کا قبر مین رہنے کا زمانہ دنیا اور عقبے کے مابین مین ایک

اُن کا زمانہ ہے اس لئے اُسکو برزخ کہا جاتا ہے حشر کے دن سب لوگ قبرون سے اوٹھکر حساب کتاب کے لئے دنیا کے ایک ٹکڑے ملک شام مین جمع ہونگے چنانچہ اسکا ذکر ترمذی اور نسائی کی معاویہ بن حیدہ کی صحیح روایہ مین ہے حشر کے دن تک کسی مرے ہوے شخص کا قبر سے اوٹھکر دنیا مین نہ آنے کا ذکر جو آیہ مین ہے اس حدیث سے اسکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حشر کے دن قبرون سے اوٹھکر دنیا کے ٹکڑے ملک شام مین یہ لوگ جمع ہونگے اس سے پہلے دنیا مین نہین آسکتے

یہ معاویہ بن حیدہ بہز بن حکیم تابعی کے دادا مشہور صحابا مین سے ہین۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

پھر جس وقت پھونکا جاوے صور پھر تو نہ ذاتین ہین ان مین اس دن نہ آپس مین پوچھنا سو جسکی بھاری ہوئین تولین

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

وہی لوگ کام لے نکلے اور جسکی ہلکی ہوئین تولین سو وہی ہین جو ہار بیٹھے

اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○

اپنی جان دوزخ مین رہا کرین گے مارتی ہے اُنکے منہ پر آگ اور وہ اس مین بدشکل ہو رہے ہین

حضرت عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود کا اس بات مین اختلاف ہے کہ ان آیتون مین پہلے صور کا ذکر ہے یا دوسرے کا رفع اس اختلاف کا یہ ہے کہ یہان صور کے ذکر کے بعد عملون کے تولے جانے کا تذکرہ فرمایا ہے اور اس بات پر سب سلف کا اتفاق ہے کہ عملون کا تولا جانا دوسرے صور کے بعد ہوگا اس سبب سے عبد اللہ بن مسعود کا قول قوی ہے کہ ان آیتون مین دوسرے صور کا ذکر ہے ترمذی ابو داؤد وغیرہ کے حوالہ سے ابو درداء کی صحیح روایہ سورۃ الاعراف مین گذر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میزان مین خوش اخلاقی بڑی بھاری چیز ٹھہریگی اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اعمال کو اس طرح کا ہلکا اور بھاری جسم دیا جاویگا اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اعمال کو جسم دیا جاویگا اور اس جسم کو تولے جانے کے بعد جن کے نیک عملون کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاوینگے اور جنکے بدعملون کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ مین جاوینگے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ جس شخص کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت مین داخل ہوگا اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آیتون مین جن لوگون کے ہمیشہ دوزخ مین رہنے کا ذکر ہے قیامت کے دن یہ وہی لوگ ہون گے جن کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان نہوگا اسیواسطے آگے کی آیتون مین فرمایا کہ یہ لوگ قرآن کی آیتون کو جھٹلانے والے ہونگے جن لوگون کے نیک عمل و بدعمل برابر ہوگئے انکا ذکر ان آیتون مین نہین ہے لیکن سورۃ الاعراف مین گذر چکا ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان مین ایک دیوار ہے جسکا نام اعراف ہے جن لوگون کے نیک عمل اور بدعمل برابر ہوگئے انکو جنتیون اور دوزخیون کے فیصلہ تک اس دیوار پر ٹھہرایا جاویگا پھر جنتیون اور دوزخیون کے فیصلہ کے بعد یہ اعراف والے بھی جنت مین جاوینگے مستدرک حاکم وغیرہ مین انس بن مالک سے روایہ ہے جسمین اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک بہائی اپنے دوسرے بہائی پر ظلم زیادتی کرنیکی فریاد کرکے اوسکی سب نیکیاں لیویگا اسکے بعد بہی ظلم و زیادتی کا معاوضہ پورا نہ ہوگا تو اپنے گناہ اس ظالم بہائی پر ڈالدینے کی خواہش کریگا حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے حشر کے دن رشتہ دار دن کے یاد نہ آنے کا حال ان حدیثون سے سمجہہ مین آسکتا ہے صحیح سند سے مسند امام احمد ترمذی مستدرک حاکم وغیرہ مین ابو سعید خدری سے روایت ہے جسکا حاصل یہی ہے جو شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین بیان کیا ہے کہ جلتے جلتے تمام بدن سکڑ کر نیچے کا ہونٹ ناف تک لٹک پڑے گا اور اوپر کا ہونٹ سر پر جا چڑہے گا یہ حدیث وہم فیہا کالحون کی گویا تفسیر ہے دوزخیون کی زبان کے گہسٹنے اور لوگون کے اوسکے روندنے کا ذکر جو شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین کیا ہے یہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کا خلاصہ ہے یہ حدیث ترمذی بیہقی وغیرہ مین ہے اور اس حدیث کی سند مین ایک راوی ابو المخارق ہے جسکو ترمذی نے غیر مشہور بتلایا ہے لیکن یہہ ابو المخارق ابو العجلان کی کنیت سے زیادہ مشہور ہے اور امام بخاری کے ادب مفرد کے معتبر راوی حمید بن ابی غنیہ وغیرہ نے ابو العجلان سے روایت لی ہے اسواسطے ابو العجلان کو بالکل غیر مشہور نہین کہا جاسکتا۔

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

تم کو سنائے نہ جاتے تہے ہماری آیتین پہر تم انکو جہٹلاتے تہے بولے اے رب زور کیا ہمپر ہماری

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝

کم بختی نے اور رہے ہم لوگ بہکے اے رب نکال لے ہمکو اُس مین سے اگر ہم پہر کرین تو ہم گنہگار

اوپر ذکر تہا کہ جلتے جلتے دوزخیون کا تمام بدن سکڑ کر نیچے کا ہونٹ ناف تک لٹک پڑیگا اور اوپر کا ہونٹ سکڑ کر اوپر چلا جاوے گا ان لوگونکی بدصورتی کا حال ہوا سینڈہ کا پہل جوان لوگون کو کہانیکو ملے گا جسکا ذکر سورہ والصافات مین آویگا اوس پہل کی مذمت ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہ کی حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایت مین یون آئی ہے کہ اس پہل کے عرق کا ایک قطرہ زمین پر اگر آن پڑے تو اُسکی بدبو سے تمام دنیا کے لوگ گہبرا جاوین سورہ محمد مین آویگا کہ دوزخیونکو سینڈہ کا پہل کہلایا جاویگا جب وہ پہل اُنکے حلق مین پہنسے گا تو ایسا کہولتا ہوا پانی انکو پلایا جاویگا جس سے اوکی انتڑیان کٹ کر نکل پڑین گی حاصل کلام یہ ہے کہ اس طرح طرح کے عذاب کے وقت انکو ذلیل کرنے کے لئے انسے کہا جاویگا کہ دوزخ کے عذاب کی قرآن کی آیتین دنیا مین تم لوگون کو سنائی جاتی تہین اور تم اُس عذاب کو جہٹلاتے تہے اب یہ وہی عذاب ہے جسمین تم لوگ گرفتار ہو اسکے جواب مین یہ لوگ کہوینگے یا اللہ تیرے علم غیب کے موافق دنیا مین پیدا ہونے سے پہلے جس طرح ہم بدبخت ٹہیر چکے تہے دنیا مین پیدا ہونے کے بعد وہی بدبختی ہمارے سر پر سوار رہی اس لئے ہماری ساری زندگی گمراہی مین گزری اب اگر اس آگ سے ہم کو نکالا جاکر دنیا مین دوبارہ بہیجا جاوے تو ضرور ہم نیک کام کرینگے اور اگر دوسری دفعہ بہی ہم اپنی زندگی گمراہی مین گزارین تو ہم کو سخت مجرم قرار دیا جاوے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچہہ دنیا مین ہونے والا تہا اپنے علم غیب کے نتیجے کے طور پر وہ سب اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین لکہہ لیا ہے

منزل ۴

سورۃ الانعام مین گزر چکا ہے کہ اگر دنیا مین ان لوگونکو دوبارہ بہیجا جاوے تو پہر یہ لوگ وہی کرینگے جو پہلی دفعہ کر چکے اوپر کی حدیث اور سورۃ انعام کی آیتوں کو ان آیتوں کے ساتہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جسطرح اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق لوح محفوظ مین یہ لکہا گیا ہے کہ یہ لوگ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد اپنی ساری عمر گمراہی مین گزار دینگے اسی طرح اللہ تعالی کے علم غیب مین یہ بات بہی ٹہری ہوئی تہی کہ اگر ان لوگون کو دوبارہ دنیا مین بہیجا جاوے تو پہر یہ لوگ وہی کرینگے جو پہلی دفعہ کر چکے اسواسطے ان لوگون کی یہ درخواست اللہ تعالے کے نزدیک منظوری کے قابل قرار نہ پائی بلکہ اس درخواست پر وہ خفگی کا جواب ملا جسکا ذکر آگے کی آیۃ مین ہے

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝

فرمایا پڑے رہو پہٹکارے اسمین اور مجہسے نہ بولو

یہ وہی خفگی کا جواب ہے جسکا ذکر اوپر گزرا حاصل اسجواب کا یہ ہے کہ جسوقت یہ لوگ دنیا مین پہر انے اور نیک عمل کرنے کی خواہش اللہ تعالے کے روبرو پیش کرینگے اوسوقت یہ جواب اللہ تعالے ان لوگون کو دیگا جو اس آیۃ مین ہے معتبر سند سے ترمذی ابوداود مستدرک حاکم وغیرہ مین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ دوزخی لوگ دوزخ کے عذاب سے تنگ اکر پہلے تو داروغہ دوزخ سے اپنی موت کی دعا کرنیکی خواہش کرینگے ہزار برس تک مالک داروغہ دوزخ کی طرف سے انکو کچہہ جواب نہ ملیگا ہزار برس کے بعد یہ جواب ملیگا کہ اللہ تعالی سے بڑہکر کوئی فریادرس تمہارا نہین ہے پہر یہ لوگ اللہ تعالی سے التجا کرینگے کہ یا اللہ اب ہمکو دوزخ سے نکال دو دوبارہ ہم تیری مرضی کے مخالف عمل نہین کرینگے دنیا کی جتنی عمر ہے اوس سے دوچند مدت تک تو کچہہ جواب انکو نملیگا اس قدر مدت کے بعد یہ جواب ملیگا کہ دور ہو تم لوگ بات کرنے کے قابل نہین ہو اور اسی عذاب مین رہنے کے لائق ہو کیونکہ ایک تو تم خود نیک کام نہین کرتے تہے اور اگر کوئی دوسرا بہی نیک کام کرتا تہا تو تم اسپر ہنستے تہے نیک کام کرنے والونپر یہ منکرین شریعت جو ہنسا کرتے تہے اوس کا ذکر آگے کی آیتون مین آتا ہے صحیح بخاری ومسلم مین عدی بن حاتم سے جو روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالے ہر ایک شخص سے بلا واسطہ کلام کریگا اس آیۃ اور اس حدیث مین کچہہ اختلاف نہین ہے کیونکہ حساب وکتاب کے وقت جسطرح ہر شخص سے بلا واسطہ اللہ تعالی کلام کریگا اسیطرح ان لوگون سے بہی فرماویگا کہ کیا دنیا مین تم لوگونکو قرآن کی آیتین نہین سنائی گئین اور تم نے اون آیتون کو نہین جہٹلایا چنانچہ اوپر کی آیتون مین یہ ذکر گزر چکا ہے ہان حساب وکتاب کے بعد جب ہمیشہ کے لئے یہ لوگ دوزخ مین ڈال دیے جاوینگے اور فیصلہ الٰہی کے برخلاف لوگ دوزخ سے نکالنے کی التجا کرینگے اوسوقت یہ حکم ہوگا کہ دور رہو تم لوگ بات کرنے کے قابل نہین ہو۔

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ

ایک فرقہ تہا میرے بندون مین جو کہتے تہے اے رب ہمارے ہم یقین لائے سو معاف کر ہمکو اور مہر کر ہمپر اور تو سب

الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝

مہر والون سے بہتر ہے پہر تم نے انکو ٹہٹھون مین پکڑا یہان تک کہ بہولے انکے پیچہے میری یاد اور تم انسے ہنستے رہے

إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

میں نے آج دیا انکو بدلا انکے صبر کا کہ وہی ہیں مراد کو پہنچے

تفسیر

مشرکین مکہ کا یہ خیال تھا کہ ان میں کے جو لوگ مالداری یا قوم کے سرگروہ ہونے کے سبب سے دنیا میں عزت آبرو رکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی عزت دار ہیں اسی واسطے بلال عمار صہیب خباب جیسے غریب صحابہ کو یہ مالدار مشرک حقیر گنتے تھے اور طرح طرح کی مسخراپن کی باتیں کیا کرتے تھے کبھی کہتے کہ اسلام کوئی عزت کی چیز ہوتی تو یہ غریب لوگ اسلام لانے میں ہم عزت دار لوگوں سے کبھی آگے قدم نہ بڑھاتے چنانچہ یہ ذکر سورۃ الاحقاف میں تفصیل سے ہے اور انکا کبھی اس طرح کی اور باتیں کرتے تھے جنکا ذکر مناسب موقعوں پر آیا ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے خباب بن الارت کی روایۃ گزر چکی ہے جس میں خباب کہتے ہیں میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ انکو مشرکین ہمیں بہت ستاتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کا جو وعدہ کیا ہے وقت مقررہ پر ضرور اسکا ظہور ہوگا وقت مقررہ تک صبر کرنا چاہیے اس حدیث کو ان آیتوں کے ساتھ ملانے سے مطلب یہ ہوا کہ جن دوزخیوں کے عذاب میں گرفتار ہونے کا اوپر ذکر تھا اور ان کے عذاب کا ایک سبب تو اوپر کی آیتوں میں تھا کہ وہ لوگ قرآن کی آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان آیتوں میں اسی عذاب کا یہ دوسرا سبب بیان فرمایا کہ یہ عذاب میں گرفتار وہ لوگ ہیں جو قرآن کی آیتوں کو جھٹلاتے بھی تھے اور جو غریب ایماندار لوگ قرآن کی آیتوں کو مانتے تھے انکو یہاں تک مسخراپن سے ستاتے بھی تھے کہ اس ستانے کے پیچھے اپنے اس انجام کو بالکل بھول گئے تھے جو آج درپیش ہے کہ ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار اور اس عذاب سے نجات پانے اور دنیا میں دوبارہ جا کر نیک کام کرنے کی التجا کر رہے ہیں اور جن غریب ایمانداروں کو یہ مالدار مشرک طرح طرح سے دنیا میں ستاتے تھے اور اللہ کے رسول کی نصیحت کے موافق وہ غریب اس پر صبر کر کے چپکے ہو رہتے تھے ان کا انجام بھی ان مشرکوں کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ وہ جنت میں بادشاہت کر رہے ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے بڑے بڑے مالدار نافرمان لوگوں کو قیامت کے دن جب دوزخ میں ڈالا جاویگا تو دوزخ میں ڈالتے ہی فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ دنیا کے جس عیش و آرام کے نشہ نے تم کو عقبیٰ سے غافل رکھا اس عذاب کے آگے دنیا کا وہ عیش و آرام تم کو کچھ یاد ہے تو اسکے جواب میں وہ قسم کھا کر کہویں گے کہ نہیں اسی طرح جنت میں داخل ہوتے ہی ایماندار غریب اہل جنت سے فرشتے پوچھیں گے کہ دنیا کی وہ غریبی کی حالت جس پر تم نے صبر کیا اور اس صبر کے اجر میں تم کو یہ بادشاہوں کا سا ہمیشہ کا عیش و آرام ملا اس عیش و آرام کے آگے دنیا کی وہ تنگدستی اور غریبی تم کو کچھ یاد ہے تو وہ بھی قسم کھا کر کہوینگے کہ نہیں جن دو فرقوں کا حال ان آیتوں میں ہے انکا انجام اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے —

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۝ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ

فرمایا تم کتنی دیر رہے زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے ہم رہے ایک دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے گنتی والوں سے

قٰلَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

فرمایا تم اس میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے

منزل ۴

ان دوزخیون کو قائل کرنے کے لئے جسطرح ان سے یہ پوچھا جاویگا کہ کیا تمکو قرآن کی آیتین نہین سنائی گئین اور تمنے انکو نہین جھٹلایا اسی طرح یہ بھی انسے پوچھا جاویگا کہ دنیا کی جس زندگی کے نشہ مین تم عقبیٰ کو بھول گئے اور اللہ کے کلام کو تمنے جھٹلایا آخر تم کو کچھہ یہ بھی یاد ہے کہ دنیا مین تم کتنی برس رہے عذاب کی سختی کے سبب سے یہ لوگ بالکل بدحواس ہوجاوینگے اسلئے بدحواسی کا جواب یون دینگے کہ جنکو صحیح گنتی یاد ہو اون سے یہ بات پوچھی جاوے کہ دنیا مین ہم کتنے برس رہے اس ہمیشہ کے سخت عذاب کے آگے ہم تو یہی کہہ سکتے ہین کہ ہم دنیا مین ایک دن یا اس سے بھی کچھہ کم رہے اسکے جواب مین اللہ تعالیٰ فرماویگا اب تو تم کو دنیا مین رہنے کی مدت یاد نہین لیکن اگر یاد کرکے تم اس مدت کو اسوقت جان بھی لیتے تو اس ہمیشہ کے عذاب کے آگے وہ مدت کچھہ شمار کے قابل نہ ٹھہرتی صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے مالدار نافرمان لوگ قیامت کے دن دوزخ کے پہلے ہی جھونکے مین دنیا کے سب عیش و آرام کو بالکل بھول جاوینگے اس حدیث کو ان آیتون کے ساتھہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ دوزخ کے عذاب کی سختی کے آگے دوزخی لوگ دنیا کی راحت کی مدت کو دنیا کی راحت کو سب چیزونکو بھول جاوینگے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ○

سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تمکو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر نہ آؤگے

منکرین حشر کا یہی جواب ہے کہ دنیا کے نیک و بد کی جزا و سزا کیلئے پھر دوبارہ جینا نہ ہوتا تو دنیا کا پیدا کرنا بے فائدہ ہوتا جس سے اللہ کی شان پاک ہے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی مخلوق مین بھی عقلمند لوگ اس طرح کے بے فائدہ کام سے پرہیز کرتے ہین جسطرح کا بے فائدہ کام یہ لوگ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہین کیونکہ یہ لوگ مثلاً کھیتی کرتے ہین تو اناج پیدا ہونے کی نیت سے باغ لگاتے ہین تو میوہ کھانے کے ارادہ سے پھر تمام مخلوقات کو جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا بغیر سزا و جزا کے اسکو بلا نتیجہ ٹھہرانا ان لوگونکی بڑی نادانی ہے ایک بیمار شخص عبد اللہ بن مسعود کے پاس آنحضرت کے زمانہ مین آیا حضرت عبد اللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑھکر اوس بیمار پر دم کی وہ اچھا ہوگیا جب آنحضرت سے اوس کا ذکر آیا تو آپنے فرمایا کہ یہ آیۃ تو ایسی ہے کہ اگر اعتقاد سے کوئی شخص پہاڑ کو جگہ سے ہلا دینے کی نیت سے اس آیۃ کو پڑھکر پہاڑ پر پھونکے تو پہاڑ بھی جگہ سے ہل جاوے عبد اللہ بن مسعود کی یہ روایۃ مسند ابی یعلی تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردویہ وغیرہ کئی کتابون مین ہے اسواسطے ایک سند کو دوسری سند سے تقویت ہوجاتی ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان نے اپنی پہلی پیدائش کو آنکھون سے دیکھکر پھر دوبارہ پیدائش کا جو انکار کیا اس سے اسنے اپنے پیدا کرنے والے کو جھٹلایا جو انسان کو زیبا نہین تھا کیونکہ اگر انسان ذرا بھی غور کرتا تو یہ بات اسکی سمجھہ مین اچھی طرح آجاتی کہ جس صاحب قدرت نے پانی کے ایک قطرہ سے انسان کا پتلا بنا کر اسمین روح پھونک دی اسکو آدم علیہ السلام کے ایک پتلہ کی طرح خاک کے بہت سے پتلونکا بنا دینا اور ان مین روح کا پھونکدینا کیا مشکل ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ مشکل طریقہ کی پہلی پیدائش کو آنکھون سے دیکھکر آسان طریقہ کی دوسری دفعہ کی پیدائش کے جو لوگ منکر ہین وہ گویا اس عقلی تجربہ سے بے بہرہ ہین کہ جو کام مشکل طریقہ سے ایک دفعہ کیا جاچکا ہو آسان

منزل ٤

فرقیہ سے پہر دوسری دفعہ اوس کا کیا جانا بالکل آسان ہے سورۃ الروم مین اللہ تعالیٰ نے اس مطلب کو ذرا تفصیل سے بیان فرمایا ہے —

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝

سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہین اسکے سوا مالک اُس عزت کے تخت کا

اوپر ان لوگون کا ذکر تہا جو بغیر کسی سند کے اللہ کی تعظیم مین مورتون کو شریک کرتے اور سزا و جزا کے لئے حشر کے قائم ہونے کا انکار کرکے دنیا کی پیدایش کو بلا نتیجہ ٹہراتے تہے ان آیتون مین فرمایا کہ جب دنیا کے عارضی بادشاہ اپنی بادشاہی مین کسی کا شریک ہونا پسند نہین کرتے اسی طرح نافرمان نوکرون اور رعایا کو مناسب سزا دینے مین فرمانبردارون سے طرح طرح کے سلوک کرتے ہین تو اس صاحب عرش حقیقی بادشاہ کی شان مین منکر شریعت لوگ جو جو باتین منہ سے نکالتے ہین وہ بادشاہ حقیقی اون باتون سے بہت بالا تر ہے اور جب اوس صاحب قدرت نے انسان کو اس طرح پیدا کیا کہ آمین کوئی اُسکا شریک نہین ہے تو ہر شخص پر لازم اوسی کی تعظیم واجب ہے جو لوگ اپنے اس واجب حق کو ادا نہین کرتے وہ کسی کا کچھہ نہین بگاڑتے بلکہ اپنی عاقبت خراب اور برباد کرتے ہین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندون پر یہ ہے کہ وہ اوس کی تعظیم مین کسیکو شریک کرین اب جو بندے اللہ تعالیٰ کے اس حق کو پورے طور پر ادا کرین گے اللہ تعالیٰ نے انکا یہ حق اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ ایسے لوگون کو عقبیٰ کی خرابی سے بچاوے گا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ مین اجاتا ہے کہ جو لوگ اس حق کے ادا کرنے مین کوتاہی کرتے ہین وہ کسی کا کچھہ نہین بگاڑتے بلکہ اپنی عقبیٰ خراب کرتے ہین —

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتہہ دوسرا حاکم جسکی سند نہین اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اُسکے رب کے نزدیک بیشک بہلا نہ پاوینگے منکر اور تو کہہ اے رب معاف کر اور مہر کر اور تو ہے بہتر سب مہر والون سے

سورۃ الاحقاف مین آویگا کہ اللہ تعالیٰ نے تو زمین آسمان اور ان بت پرستون کو پیدا کیا ان بت پرستون کے بتون نے کوئی چیز پیدا کی ہو تو یہ لوگ اسکی سند پیش کرین اور اس طرح کی کوئی سند یہ لوگ پیش نہین کرسکتے تو ان سے پوچہا جاوے کہ پہر آخر کس سبب سے یہ لوگ بتون کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹہراتے ہین کیونکہ دنیا مین تو ان بتونکی پیدا کی ہوئی کسی چیز کا یہ لوگ کچھہ پتا اور نشان نہین بتلا سکتے اور عقبیٰ کا یہ حال ان لوگونکو قرآن مین کئی جگہ سمجہا دیا گیا ہے کہ جن فرشتون اور نیک لوگونکی مورتونکی یہ لوگ پوجا کرتے ہین قیامت کے دن وہ فرشتے اور نیک لوگ ان مشرکون کی صورت سے بیزار ہو جاوینگے ان آیتون مین شرک کا کسی سند سے ثابت نہ ہونے کا اور مشرکون کا بہلائی کو نہ پہونچنے کا جو ذکر ہے سورۃ الاحقاف کی آیتون سے اوسکی تفسیر اچھی طرح سمجہہ مین آجاتی ہے

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک سے بڑہ کر دنیا مین کوئی گناہ نہین اس حدیث کو آیہ کے ٹکڑے فانما حسابہ عند ربہ کے ساتہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ شرک جتنا بڑا گناہ ہے قیامت کے دن نیکی بدی کے حساب کتاب کے وقت اسکے مواخذہ کا حال ان مشرکون کو اچہی طرح معلوم ہوجاویگا جن غریب مسلمانون کا یہ ذکر اوپر گذرا کہ جب مالدار مشرک انکو طرح طرح کے مسخراپن مین اڑاتے تہے تو وہ غریب مسلمان کن لفظون سے بارگاہ الٰہی مین دعا کیا کرتے تہے آخر سورۃ مین اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اون ہی لفظون سے دعا مانگنے کا حکم دیا تاکہ اون غریب مسلمانون کا دل بڑہے اور وہ جان لیوین کہ یہ لفظ اللہ تعالےٰ کو بہت پسند ہین صحیح بخاری و مسلم مین حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب ابوبکر صدیقؓ نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی فائدہ مند لفظون کی دعا کے تلانے کی التجا کی تو اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو جو دعا بتلائی اوسکے لفظ بہی ان لفظون کے قریب قریب ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچہی طرح سمجہ مین آجاتا ہے کہ یہ لفظ یا ان کے معنے کے قریب کے لفظ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہین۔ سورۃ المومنون ختم ہوئی۔

سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعٌ وَسِتُّونَ آيَةً وَتِسْعَةُ رُكُوعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

منزل ۴

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

ایک سورۃ ہے ہمنے اتاری اور ذمہ پر لازم ہے اور اتارین اسمین باتین صاف شاید تم یاد رکہو۔

یون تو سارا قران اللہ تعالیٰ کا نازل فرمایا ہوا ہے لیکن اس سورۃ مین بدکاری کی شہادت اسکی سزا کے سے طرح اور خاص خاص حکم تہے اس لئے تاکید کے طور پر فرمایا کہ یہ سورۃ اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائی ہے اسمین جو احکام صاف لفظون مین نازل کئے گئے ہین اون کی پابندی ہر ایماندار شخص پر لازم ہے اور ہر شخص کو یہ بات بہی اچہی طرح سمجہ لینی اور یاد رکہنی چاہیئے کہ آیندہ کی ضرورتون کے لحاظ سے یہ مفید احکام اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق نازل فرمائے ہین صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے مخزومیہ عورت کے چوری کے معاملہ مین خطبہ پڑہا اور اس خطبہ مین فرمایا کہ شرعی سزا کے جاری کرنے مین پہلو تہی بڑی وبال کی بات ہے کیونکہ اس پہلو تہی سے پچہلی قومون پر طرح طرح کی آفتین آئی ہین اس حدیث کو آیۃ کے ساتہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اس سورۃ مین سزا کے احکام ہین اور سزا کے احکام مین پہلو تہی کا کرنا بڑے وبال کی بات ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر فرمایا یہ سورۃ اللہ تعالیٰ کی نازل فرمائی ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس مین جو احکام ہین انپر عمل کرنے مین پہلو تہی کرنا بڑے وبال کی بات ہے۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي

بدکاری کرنے والی عورت اور مرد سو مارو ایک ایک کو دونون مین سے سو سو چھڑی کی اور نہ آوے تم کو ان پر ترس

دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ○

اللہ کے حکم چلانے مین اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور دیکھین انکا مارنا کچھ لوگ مسلمان

اس سورت مین جو احکام ہین اون احکام مین کا یہ پہلا حکم ہے حاصل اس حکم کا یہ ہے کہ بدکار عورت یا مرد بن بیاہے ہوئے ہین
اور چار گواہون سے یا حمل سے یا اقرار سے اون کی بدکاری ثابت ہو جاوے تو اونکو سو کوڑے مارو اکثر علما کے نزدیک علاوہ
ان سو کوڑون کی سزا کے ایسے لوگون کو برس دن تک بموجب صحیح بخاری و مسلم کے ابوہریرہ کی حدیث کے شہر سے نکال دینے کا حکم بھی
ہے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اس حکم کے خلاف مین ہین وہ یہ فرماتے ہین کہ یہ دیس نکالا حاکم کی رائے پر موقوف ہے خواہ
وہ نکالے یا نہ نکالے زیادہ تفصیل اس کی فقہ کی کتابون مین ہے یہان تک بن بیاہے بدکار مرد و عورت کا حکم ہوا
اگر بیاہے ہوئے مرد عورت بدکاری کرین تو اون کا حکم سنگسار کرنے کا ہے صحیح بخاری و مسلم و مسند امام احمد وغیرہ مین
حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت سے حضرت عمر کی جو حدیث ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمر نے خطبہ
پڑھا اور لوگون کو جتلایا کہ قرآن شریف مین سنگسار کرنے کے آیۃ تھی جس کو ہم سب نے یاد کیا ہے اور ہم سب کے سامنے وہ
آیۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور آنحضرت نے اوس آیۃ کے موافق عمل کیا ہے اوس کی تلاوت اگرچہ
منسوخ ہے مگر اوس کا حکم ضرور باقی ہے اگر مجھکو یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہین گے عمر نے قرآن شریف مین اپنی طرف سے کچھ
لفظ بڑھا دیے تو مین اوس آیۃ کو ہر ایک قرآن شریف کے ایک گوشہ پر لکھوا دیتا کیونکہ مجھکو یہ بھی خوف ہے کہ تھوڑے
دنون مین لوگ اس آیۃ کے حکم کا انکار کرنے لگ جاوین گے اب رہی یہ بات کہ سنگسار ہونے والے بدکار کو فقط سنگسار ہی کیا جاوے
یا کوڑے بھی مارے جاوین صحیح مسلم مسند امام احمد بن حنبل اور سنن مین حضرت عبادہ بن صامت کی حدیث ہے اوس کا حاصل یہ ہے
کہ سنگسار کرنے سے پہلے ایسے بدکار کو کوڑے بھی مارنے چاہین اور امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی اس حدیث کے موافق ہے
لیکن جمہور علما اسکے مخالف مین بدکار اگر لونڈی غلام ہون تو بجائے سو کوڑون کے پچاس کوڑے سورۃ النساء کی آیۃ فعلیہن نصف
ما علی المحصنات من العذاب اور حدیث کی رو سے رہ جاتے ہین اور سنگساری کی سزا لونڈی غلام کو نہین ہے کیونکہ کوڑون کی سزا
کی طرح سنگساری کی سزا آدھی نہین ہو سکتی اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد اور عورت دونون کو سنگساری کی سزا دی
ہے اوسکا ذکر صحیح بخاری و مسلم کی عبد اللہ بن عمر کی روایۃ مین تفصیل سے ہے لونڈی غلام کو پچاس کوڑے مارنے کی روایتین زوائد مسند
اور موطا مین ہین حاملہ بدکار بیاہی ہوئی عورت کو اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے بچہ پیدا ہو جانے کے بعد سنگساری کی سزا دیا
ہے چنانچہ صحیح مسلم مین چند صحابہ سے جو روایتین مین اون مین اسکا ذکر تفصیل سے ہے صحیح بخاری و مسلم مین عبد اللہ بن عمر سے
روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بیاہے ہوئے بدکار ایک عورت اور ایک مرد کو یہود لوگ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ

منزل ۴

علیہ وسلم کے پاس لائے آپنے اون یہودیونؐ سے پوچھا توراۃ مین ایسے مرد اور عورت کے لئے کیا حکم ہے اون یہودیون نے جواب دیا کہ توراۃ کے حکم کے موافق ہم تو ایسے مرد اور عورت کا کالا موںھہ کرکے اونہین بستی مین پھراتے ہین آپ نے فرمایا توراۃ مین تو ایسے گنہگارون کے لئے سنگسار کرنے کا حکم ہے آخر توراۃ لائی گئی اور سنگساری کا حکم اوس مین نکلا اور اوس مرد اور عورت کو سنگسار کیا گیا آخر آیتہ مین جو فرمایا کہ اون پکے ایماندار لوگون کو جو قیامت کے دن اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہونے کا پورا یقین دل مین رکھتے ہین یہ نہین چاہیے کہ شرعی سزا کے جاری کرنے کے وقت وہ گنہگارون پر ترس کھاوین اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایسے موقع پر ترس کھانے سے شرع کے احکام سزا مین اس طرح کا تبدل تغیر ہوجاتا ہے جسطرح کا تبدل یہود نے توراۃ مین کیا تھا طائفۃ من المومنین کی تفسیر مین اگرچہ سلف کے کئی قول ہین لیکن حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین بدکاری کی گواہی کی تعداد کے موافق یہان بھی چار شخصون کی تعداد کو ضروری بتلایا ہے اور اگر چار سے زیادہ کچھ لوگ جمع ہوجاوین تو کچھ مناہی نہین ہے *

الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ

بدکار مرد نہیں بیاہتا مگر عورت بدکار یا شرک والی کو اور بدکار عورت کو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شرک والا

وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والون پر

منزل ۴

ترجمہ مین لاینکح کے معنے بیاہ نہ کرنے کے جو لئے ہین حضرت عبداللہؓ بن عباس کے علاوہ اور بعضے سلف کے قول کے موافق ہین حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے موافق آیتہ کی تفسیر یہ ہے کہ بدکار مرد سے بدکار یا مشرکہ عورت بدکاری کرتی ہے ایماندار مرد و عورت بدکاری کو حرام جانکر ہمیشہ بدکاری سے بچتے ہین ابوداؤد و نسائی اور ترمذی مین معتبر سند سے مرثدؓ بن ابی مرثد کا قصہ جو آیتہ کی شان نزول کے طور پر ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام لانے سے پہلے مرثد ابن ابی مرثد کی ایک عورت سے آشنائی تھی جس کا نام عناق تھا مرثد بن ابی مرثد کے اسلام لانے کے بعد عناق نے مرثد سے نکاح کرنے کی خواہش کی اور مرثد نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نکاح کی اجازت چاہی اوس پر یہ آیتہ نازل ہوئی اس صحیح شان نزول کی روایتہ سے اسکی پوری تائید ہوتی ہے کہ آیتہ مین لاینکح کے معنے بیاہ نہ کرنے کے ہین کیونکہ کسی صحابی کا بدکاری کی اجازت کا اللہ کے رسول سے اجازت کا چاہنا صحابی کی شان کے بالکل برخلاف ہے اس صحیح معنے کے موافق حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ بغیر خالص دل کی توبہ کے اگر کسی بدکار مرد کا بیاہ کسی پارسا عورت سے کردیا جاویگا تو اس طرح کا مرد بیاہ ہوجانے کے بعد بھی اپنی بدکاری کی عادت سے باز نہ آویگا جس سے پارسا عورت کا حق پورا ادا نہ ہوگا اسی طرح کسی بدکار عورت کا بیاہ کسی پرہیزگار مرد سے ہوجاویگا تو یہی خرابی وہان بھی پائی جاویگی اسی واسطے بیاہ شادی مین دینداری کی شرط پر علما کا اتفاق ہے حاصل کلام یہ ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل مین بدکاری کو بیحیائی کا کام فرمایا ہے۔ اور صحیح بخاری و مسلم مین عبداللہؓ بن عمر سے جو روایتہ ہے اس مین شرم و حیا کو ایمان کا جز قرار دیا گیا ہے اس لئے بغیر خالص دل کی توبہ کے بدکار مرد کا پارسا عورت سے یا بدکار عورت کا پرہیزگار مرد سے نکاح جائز نہین ہے کیونکہ بیحیائی اور

نہ شرم حیا ایک میان بی بی مین جمع ہون گے تو طرح طرح کی خرابیان پیدا ہو جاوین گی۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

اور جو لوگ عیب لگاتے ہین قید والیون کو پہر نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو اُنکو اسّی چوٹ

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ

اور نہ مانو اُنکی گواہی کبھی کی اور وہی لوگ ہین بےحکم مگر جنہون نے

تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

توبہ کی اِس پیچھے اور سنوار پکڑے تو اللہ بخشتا ہے مہربان

حقیقت مین جو مرد یا عورت بدکار ہون اوپر انکا ذکر تھا ان آیتون مین اون مرد اور عورتون کا ذکر ہے جن پارسا عورت یا مرد پر لوگ زبردستی بدکاری کا الزام لگا دین حاصل مطلب ان دونون آیتون کا یہ ہے کہ یہ زبردستی الزام لگانے والے لوگ اگر الزام کے ثبوت مین چار گواہون کی گواہی نہ لادین تو اس جھوٹے الزام کی سزا مین ایسے لوگون کو اسّی کوڑے مارے جاوین اور ایسے لوگون کی گواہی اسوقت تک کسی مقدمہ مین منظور نہ ہو جب تک یہ لوگ اپنی عادت سے خالص دل سے توبہ نہ کرین ہان بعد توبہ کے اللہ غفور رحیم انکے گناہون کو بخشدیگا زنا کے مقدمے مین جس طرح لونڈی غلام کو پچاس کوڑے مارے جاتے ہیں اسی طرح اکثر سلف کے نزدیک زبردستی بدکاری کا الزام لگانے کے جرم مین لونڈی غلام پر چالیس کوڑون کی سزا ہے چنانچہ موطا مین جو روایتین ہین اون مین اسکا ذکر تفصیل سے ہے کوئی آقا اپنی لونڈی یا غلام کو بدکاری کا الزام لگا دے تو آقا کو کوڑے مارنے کی سزا نہین دی جاتی چنانچہ اس کا ذکر صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ کی روایتہ سے ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ

اور جو لوگ عیب لگاوین اپنی جورؤن کو اور شاہد نہ ہون اُنکے پاس سوائے اُنکی جان کے تو ایسی کسی کی گواہی یہ

اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

چار گواہی دیوے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچوین یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اُس شخص پر

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ

اگر وہ ہو جھوٹا اور عورت سے ٹلتی ہے مار یون کہ گواہی دے چار گواہی

بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ

اللہ کے نام کی کہ مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچوین یہ کہ اللہ کا غضب آوے اُس عورت پر اگر وہ شخص

الصّٰدِقِيْنَ ۞ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۞

سچا ہے اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اسکی مہر اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتین جانتا تو کیا کچھ ہوتا

ل ۴   ع ۱

اس آیۃ کی شان نزول میں علمائے مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ ہلال بن امیہ ایک صحابی تھے اون کا قصہ اس آیتہ کی شان نزول ہے رفع اس اختلاف کا وہی ہے جو حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین بیان کیا ہے کہ دونو قصے صحیح روایتون مین ہین اور ایک ہی زمانہ مین گزرے ہیں اسواسطے دونو قصون کو شان نزول کہنا چاہئے کیونکہ قران شریف مین ایسی آیتین بہت ہین کہ کئی قصے ایک قسم کے گزرنے کے بعد وہ آیتین نازل ہوئی ہین اور اون چند قصون کا مجموعا انکی شان نزول ہے ہلال بن امیہ کا قصہ صحیح بخاری مین عکرمہ کی سند سے حضرت عبد اللہ بن عباس نے جو روایت کیا ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کے روبرو ہلال بن امیہ نے اپنی بی بی کی بدکاری کی شکایت کی آنحضرت نے فرمایا کہ اس شکایت کے ثبوت مین تم کو چار گواہ پیش کرنے پڑین گے ورنہ تمہاری پیٹھ پر جھوٹی تہمت کے جرم مین اسی کوڑے پڑین گے ہلال بن امیہ نے کہا کہ ایسے موقع پر گواہ کہان پیدا ہوسکتے ہین مجکو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالی کوئی حکم نازل فرماکر میرے سچ کو سب پر ظاہر کردیوےگا اللہ تعالی نے یہ آیتہ نازل فرمائی اور عویمر عجلانی کا قصہ صحیحین مین سہل بن سعد کی روایتہ سے ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ عویمر نے ایک صحابی عاصمؓ سے کہا کہ تم آنحضرت سے یہ مسئلہ پوچھو کہ کوئی شخص اپنی بی بی کے پاس غیر مرد کو دیکھے اور اسکو مارڈالے تو کیا وہ قصاص مین قتل کیا جاویگا عاصمؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مسئلہ پوچھا لیکن آپ نے کچھ جواب نہ دیا عویمر نے جب عاصم کی معرفت اپنے مسئلہ کا جواب نہ پایا تو خود آکر آنحضرتؐ سے وہ مسئلہ پوچھا اوسوقت آپ نے فرمایا کہ ایسے لوگون کے حق مین اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائی ہین حافظ ابن حجر نے ان دونو قصون کے ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ عاصمؓ کے آنحضرت کے پاس آنیکے وقت تک کوئی حکم اس باب مین نازل نہین ہوا تھا اسی واسطے آپ نے عاصم کے جواب مین سکوت فرمایا اتنے مین ہلال بن امیہ کا قصہ پیش آیا اور اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس عرصہ مین خود عویمر اپنی ذات سے مسئلہ پوچھنے آئے اس لئے ہلال بن امیہ اور عویمر دونون کے قصون کی روایت مین آیتون کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور دونون قصون کو شان نزول کہنا مناسب حال ہے بعضے علمانے یہ جو شبہ پیدا کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت کے لفظ پریشان ہین کہین ہلال بن امیہ کے قصہ کا ذکر ہے کہین عویمر کے قصے کا اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے دونون قصون کو بیان کیا ہے ایک روایتہ عکرمہ کی سند سے ہے جسکو امام بخاری نے کتاب التفسیر میں روایتہ کیا ہے اس سند مین ہلال بن امیہ کے قصہ کا ذکر ہے دوسری روایت قاسم بن محمد کی سند سے ہے جسکو امام بخاری نے بغیر گواہی کے سنگسار کرنے کے باب مین روایتہ کیا ہے دونون سندون کو ایک خیال کرنے سے شبہ پیدا ہوتا ہے ورنہ حقیقت مین کوئی شبہ نہین ہے اس مسئلہ کو جسکا ذکر آیتون مین ہے لعان کا مسئلہ کہتے ہیں کیونکہ اس مسئلہ مین خاوند اور بی بی دونون اپنے اپنے سچے ہونے کے لئے جھوٹے پر لعنت کرتے ہین ایسے لعان کے حکم مین علما کا اختلاف ہے امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک فقط لعان سے طلاق ہوجاتی ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک لعان کے بعد حاکم کے طلاق دلوانے کی ضرورت ہے اور امام احمد سے اس باب مین دونون طرح روایتین ہین تفصیل اسکی فقہ کی کتابون مین ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جب میان اپنی بی بی کے پاس غیر شخص کو دیکھتا ہے تو ایسی حالت مین کوئی اور نہین ہوتا اس لئے اللہ تعالی نے مرد کی لعان کو عورت کی بدکاری کی تنہا قرار دیا ہے تاکہ مرد کے ذمہ سے زبردستی کی بدکاری کے الزام کی سزا اوٹھ جاوے مرد کی اس گواہی کے بعد عورت کو سنگساری کی

منزل ۴

سزا دیجاویگی لیکن اگر وہ اس سزا کو اپنے ذمہ سے ساقط کرنا چاہے تو نشان کی وہ صورت اختیار کرے جس کا ذکر آیتون مین ہے
آخر کو فرمایا یہ اللہ کا فضل اور اسکی حکمت ہے کہ اوس نے لعان کا حکم نازل فرما کر میان بی بی دونون کو بدکاری کے الزام کی
سنرا سے بچا دیا اور بدکاری کے چرچہ پر کوئی عذاب نہین بھیجا اور ان دونون لعان والون مین جو جھوٹا ہے اوس کو توبہ
کی رغبت بھی دلائی +

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ

جو لوگ لائے ہین طوفان تمہین مین ایک جماعت ہین تم اسکو نہ سمجھو برا اپنے حق مین بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق مین

امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ

ہر آدمی کو ان مین سے پہنچا ہے جتنا کمایا گناہ اور جن نے اوٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ اسکو بڑی مار ہے کیون نہ جب تمنے اسکو

ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ

سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردون نے اور عورتون نے اپنے لوگون پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان ہے کیون نہ لائے وہ اس

بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ وَلَوْلَا فَضْلُ

بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہان وہی ہین جھوٹے اور کبھی نہ ہوتا اگر

اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ

کا فضل تمپر اور اسکی مہر دنیا اور آخرت مین البتہ تمپر پڑتی اس چرچا کرنے مین کوئی آفت

عَظِيمٌ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَ

بڑی جب لینے لگے تم اوس کو اپنی زبانون پر اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تمکو خبر نہین اور

تَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ

تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے یہان بہت بڑی ہے

حضرت عائشہ پر جو لوگون نے جھوٹا الزام لگایا تھا ان آیتون مین اوس کا ذکر ہے - صحیح بخاری و مسلم میں سات آٹھ صحابیون کی روایتہ
یہ قصہ آیا ہے حاصل اس قصے کا یہ ہے کہ سنہ مین بنی مصطلق کی لڑائی سے واپسی کے وقت لشکر کے کوچ سے ذرا پہلے حضرت عائشہ
رفع حاجت کے لئے لشکر کے پڑاؤ سے علیحدہ جنگل مین چلی گئین وہان اتفاق سے ان کے گلے کا نگینون کا ہار گر پڑا یہ تو اس ہار کے
ڈھونڈنے مین رہین اور یہان لشکر کا کوچ ہوگیا کوچ کے وقت اونٹ والون نے یہ سمجھا کہ معمول کے موافق حضرت عائشہ اونٹ کے
کجاوہ مین ہونگی اسلئے اونھون نے وہ خالی کجاوہ اونٹ پر لادا دیا اور لشکر کے اونٹون کے ساتھ یہ خالی کجاوہ کا اونٹ بھی روانہ
ہوگیا سفر سے پلٹنے کی اخیر منزل تھی اسواسطے پچھلی رات کا چلا ہوا لشکر صبح کو مدینہ مین پہنچ گیا حضرت عائشہ کو بہت دیر کی تلاش
کے بعد جب وہ ہار مل گیا تو یہ جنگل سے پڑاؤ مین واپس آئین اور دیکھا کہ لشکر روانہ ہوگیا تو نیند کے غلبہ کے سبب سے ایک چادر اوڑھ کر

اس خیال سے سو گئین کہ جب لشکر کے اترنے کے وقت انکے کجاوے کو لوگ خالی پاوینگے تو ان کی تلاش مین کوئی نہ کوئی پڑاو تک ضرور آویگا یہان سفر مین ایک صحابی لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے جن کا نام صفوان بن المعطل تھا یہ صحابی جب پڑاو کی طرف سے گذرے تو اونھون نے پڑاو مین ایک اکیلے شخص کو سوتا ہوا دیکھکر افسوس کے طور پر انا للہ پڑھی انکی انا للہ کی آواز سے حضرت عائشہ کی آنکھ کھل گئی اور اونھون نے مونھ کھولکر جو دیکھا تو صفوان نے انکو پہچان لیا کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے صفوان حضرت عائشہ کو دیکھ چکے تھے جب صفوان نے حضرت عائشہ کو پہچان لیا تو اونھون نے حضرت عائشہ سے کچھ بات نہین کی بلکہ اپنے اونٹ کو حضرت عائشہ رض کے قریب لاکر بٹھایا اور خود اونٹ پر سے اتر پڑے حضرت عائشہ سمجھ گئین کہ صفوان اپنے اونٹ پر بٹھاکر حضرت عائشہ کو مدینہ پہونچا دینا چاہتے ہین اس لئے حضرت عائشہ اُس اونٹ پر بیٹھ گئین اور صفوان پیدل اُس اونٹ کے ساتھ ہوئے لشکر کے مدینہ پہونچنے کے کچھ دیر کے بعد یہ اونٹ بھی مدینہ پہونچ گیا صفوان اور عائشہ کا کچھ دیر تک اس سفر مین جو ساتھ رہا پھر کچھ لوگون نے صفوان اور حضرت عائشہ کی شان مین کے بہتان کا چرچا کیا اور اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرماکر اُس بہتان کو جھوٹا قرار دیا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جو لوگ اس بہتان کا چرچہ کر رہے ہین وہ اہل قبلہ مین سے ہی کچھ لوگ ہین لیکن پکے مسلمان اس چرچے کو اپنے حق مین کچھ برا نہ سمجھین بلکہ اون کے حق مین یہ چرچا ایک تو اس لئے بہتر ہے کہ اس چرچے پر صبر کرنے کا اجر اونکو ملیگا دوسرے یہ کہ اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرماکر اوس بہتان کو جھوٹا کر دیا جس سے اس چرچے کے سبب سے آیندہ رنج کرنے کا کوئی موقع باقی نہین رہا پھر فرمایا یون تو جتنے لوگ اس بہتان مین شریک ہین اون سب کو جرم کے موافق سزا دیجاویگی لیکن جس نے اس گناہ کا بڑا بوجھ اپنے سر پر لیا وہ سخت عذاب مین پکڑا جاویگا صحیح بخاری ومسلم کی جس روایۃ کا ذکر اوپر گذرا اُس مین یہ بھی ہے کہ اس گناہ کا بڑا بوجھ اپنے سر پر جس شخص نے لیا وہ عبداللہ بن ابی منافقون کا سردار تھا کیونکہ اُس نے اس بہتان کے قصہ کو زیادہ شہرت دی اسی واسطے حسان مسطح وغیرہ کو دنیا مین کوڑے مارنے کی سزا دی گئی اور عبداللہ بن ابی کی سزا کا مدار عقبی پر رہا۔ آگے فرمایا جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہین اور دوسرون کو اپنے جیسا مسلمان جانتے ہین تو منافقون سے اس بہتان کا چرچہ سنکر اپنے بھائی مسلمانون کے حق مین نیک گمان کیون نہین کیا اور بغیر چار گواہون کی گواہی کے اس چرچے کو جھوٹا کیون نہین جانا اگر مسلمانون کے حال پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو فقط کوڑون کی سزا کافی نہ ٹھہرتی بلکہ اس جرم کی سزا مین اون لوگون پر کوئی عذاب آجاتا جنہون نے اس بہتان کو جس طرح کسی سے سنا اوسی طرح آپ بھی بکنے لگے اور ایسی بات کو چھوٹی سی ایک بات سمجھے جو اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے صحیح بخاری ومسلم مین ابوہریرہ رض سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نادانی سے بعضے ایسے کلمے انسان کی زبان سے نکل جاتے ہین جن کے سبب سے ایک مدت دراز تک اُسکو دوزخ مین رہنا پڑیگا آخری آیۃ کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ

اور کیون نہ جب تم نے اُسکو سنا تھا کہا ہوتا ہمکو نہین لائق کہ منہ پر لاوین یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے

اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

کہ پھر نکرو ایسا کام کبھی اگر تم یقین رکھتے ہو اور کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

جس بہتان کا ذکر اوپر گزرا اُس بہتان مین دو طرح کے آدمی تھے کچھ تو عبداللہ بن ابی کے ساتھی منافق لوگ تھے جو حقیقت مین دل سے مسلمانون کے بدخواہ تھے اونکے حق مین اللہ تعالی نے اوپر کی آیتون مین یہ فرمایا اون کو عاقبت مین سخت عذاب ہوگا اور کچھ مسلمان لوگ منافقون سے سن سنا کر دل مین اس بہتان کی بات کو سچا گمان کرنے لگے تھے یا بعضے لوگ زبان سے بھی اس بہتان کی بات کا چرچا کرنے لگے تھے ان دونون قسمون کے مسلمانون کو اللہ تعالی نے یہ ہدایت فرمائی کہ اوپر کے حکم کے موافق جب شریعت مین چار گواہون کی گواہی کے بغیر یہ بہتان ثابت نہین ہو سکتا تو پھر جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اونھون نے اس بہتان کو اپنے دل مین کیونکر سچا گمان کیا اور زبان پر کیون اس کا چرچا لانے اس مین ابی ایوب انصاری ابی ابن کعب اور اون صحابہ کی تعریف نکلتی ہے جنھون نے بغیر شہادت کے اس بہتان کو سنتے ہی جھوٹ جانا ابو ایوب کی بی بی نے اون سے ایک روز کہا اجی تم نے کچھ سنا ہے حضرت عائشہ کے باب مین لوگ کیا کیا کہتے ہین اونھون نے جواب دیا کیا تم سے ایسا کام ہو سکتا ہے جس کام مین لوگ حضرت عائشہ کو بدنام کرتے ہین اون کی بی بی نے کہا ہرگز نہین حضرت ابو ایوب نے کہا پھر اللہ کے رسول کی بی بی سے ایسا کام کیونکر ہو سکتا ہے جو کچھ چرچا لوگ کر رہے ہیں وہ بالکل بہتان ہے صحیحین مین حضرت ابو ہریرہ رض کی روایت مین سات بڑے سخت گناہون کا جو ذکر آیا ہے اس طرح کا بہتان بھی اون گناہون مین سے ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ لوگ اس طرح کی باتون کو معمولی باتین خیال کرتے ہیں اور اللہ کے نزدیک یہ بڑا سخت گناہ ہے صحیح مسلم ابوداؤد و ترمذی اور نسائی مین حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہ سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ غیبت کیا چیز ہے صحابہ نے عرض کیا ہمکو معلوم نہین آپ نے فرمایا کہ کسی کے حق مین کوئی ایسی بات کہنی کہ اسکے سننے سے اسکو رنج ہو اسی کو غیبت کہتے ہین کسی شخص نے عرض کیا کہ حضرت کسی آدمی مین کوئی بات حقیقت مین ہو تو کیا پیٹھ پیچھے اُس کا ذکر کرنا بھی غیبت مین داخل ہے آپ نے فرمایا غیبت تو یہی ہے ورنہ جو بات کسی آدمی کے حق مین کہی جاوے اور حقیقت مین وہ بات اُس مین نہ ہو اس کا نام تو بہتان ہے صحیح مسلم ترمذی وغیرہ مین حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے ایک روز صحابہ سے فرمایا تم کو معلوم ہے کہ مفلس کس شخص کو کہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ جس شخص کے پاس کچھ مال متاع نہ ہو ہم لوگ تو اوس کو مفلس کہتے ہیں آپ نے فرمایا اصل مفلس میری امت مین وہ شخص ہے کہ جو نیک عمل کر کے پھر قیامت کے دن اس سبب سے خالی ہاتھ رہجاویگا کہ دنیا مین لوگونکی غیبت کا کرنا لوگو نپر بہتان باندھنا اسکی عادت ہوگی اور اس عادت کی سزا مین قیامت کے دن اسکی سب نیکیان چھین کر اللہ تعالی اون لوگون کو دیدیگا جن لوگون کی اس نے برائی کی تھی حاصل کلام یہ ہے کہ بہتان غیبت چغلخوری یہ اس طرح کے گناہ ہین کہ اکثر لوگ انکو ایک زبانی بات چیت اور محفل کا ایک مشغلہ گنتے ہین اور شریعت مین یہ باتین بڑی گناہ کی چیزین ہین ایسی باتون کے باب مین ابو ہریرہ رض کی صحیحین کی روایت اوپر گزر چکی ہے کہ بعض باتون کو انسان خفیف

جاتا مگر دنیا میں ہو کفارہ ہے کیونکہ پہلے سے عاقبت میں جنکی سزا کے سبب سے ایک مدت دراز تک اوسکو دوزخ میں رہنا پڑیگا یہ تو عاقبت کے وبال کا ذکر ہوا علاوہ اسکے ایسے شخص پر جو بہتان چغلی خوری غیبت میں لگا ہے دنیا میں بھی وبال پڑتا ہے مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی کسی کی غیبت اور ایذا میں لگے گا وہ خود بھی دنیا میں فضیحت ہوگا معتبر سند سے ابن تفسیر طبرانی میں بھی ثوبان سے اسکے قریب قریب روایت ہے جس سے اس سند کی روایت کو تقویت ہو جاتی ہے علاوہ اسکے صحیح سند سے ترمذی میں عبد اللہ بن عمر سے ابو داود میں ابی برزہ سے ابن ماجہ میں ابن عباس سے معتبر روایتیں اس مضمون کی ہیں جس سے پہلی سند کے راوی ابو محمد میمون تیمی کا ضعف جاتا رہتا ہے یہی حال دوسرے راوی میمون بن موسی سے مرائی کے ضعف کا ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ تم میں کی ایک منافقوں کی جماعت نے جب ایسے مسلمانوں پر بہتان کا چرچا تمہارے کانوں تک پہونچایا تھا تو تم نے یہ سیدھی بات کیوں نہ کہدی کہ بغیر گواہی کے ہم کو یہ چرچا تو بہتان معلوم ہوتا ہے پھر فرمایا آیندہ کیلئے اللہ تعالی تم کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم ایمان دار ہو تو پھر کبھی تم کو ایسی بات کی جرأت نہ کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے علم اور حکمت کے موافق قرآن کی آیتوں کے ذریعہ سے صاف صاف تم کو یہ سمجھا دیا ہے کہ بغیر گواہی کے ایسی بے ڈھنگی باتیں شریعت میں سزا کے قابل ہیں ؛

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا
جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں انکو دکھ کی مار ہے دنیا میں
وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ
اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اسکی مہربانی اور یہ کہ اللہ
رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ
نرمی کرنے والا ہے مہربان تو کیا کچھ نہ ہوتا اے ایمان والو نہ چلو قدموں پر شیطان کے اور جو کوئی چلے گا قدموں پر
الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ
شیطان کے سو وہ تو یہی بتاوے گا بے حیائی اور بری بات اور کبھی نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اسکی مہربانی نہ سنورتا
مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝
تم میں ایک شخص کبھی ولیکن اللہ سنوارتا ہے جسکو چاہے اور اللہ سب سنتا جانتا

ایمان والوں سے ظاہری مطلب شان نزول کے طور پر اگرچہ حضرت عائشہ اور صفوان ان دو لوگوں کے ایسا خدا ترسنہ دامن اور بدکاری کا دل سے چرچا کرنے والوں سے مطلب عبد اللہ بن ابی اس کے ساتھی اور وہ مسلمان لوگ ہیں جو منافقوں سے سن سنا کر اس بہتان کے چرچے میں زبانی شریک تھے لیکن آیہ کا مطلب عام ہے اب بھی اس قسم کا چرچا کرنے والے اور جن کے حق میں چرچا کیا جاوے قیامت تک کے سب لوگ آیہ کے حکم میں داخل ہیں اور دنیا میں ان جھوٹا بہتان لگانے والوں کو کوڑے پٹنے کی سزا دی جاوے گی اور اگر بغیر توبہ کے اس عادت پر مرجاوینگے تو عقبی میں جدا عذاب ہوگا پھر فرمایا اللہ تعالی عالم الغیب ہے اوسکو جھوٹے سچے کا خوب حال معلوم ہے پھر فرمایا یہ اللہ کا فضل اور اسکی رحمت اور مہربانی ہے کہ اسنے ان جھوٹا بہتان لگانے والوں پر جلدی سے کوئی عذاب نہیں بھیجا آگے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ شیطان لوگوں کو بے حیائی کی باتیں سکھاتا ہے اسلیے ہر ایماندار شخص کو چاہیے کہ شیطان کے کہنے پر نہ چلے اور یہ اللہ کا فضل اور رحمت ہے کہ جو ایماندار شخص

شیطان کے حملے سے بچنا چاہتا ہے اور شیطان کے حملہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہے تو اللہ تعالیٰ اسکو شیطان کے حملے سے بچاکر نیک راہ سے لگ جانے کی توفیق دیتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو شیطان کا حملہ ایسا زبردست ہے کہ اس سے انسان کا بچنا دشوار ہے آخر کو فرمایا اللہ تعالیٰ ہر ایک شخص کی مونھ کی بات کو سنتا اور دل کے ارادہ کو جانتا ہے خالص دل سے جو کوئی شیطان کے حملے کے روکنے کی التجا کریگا اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرماویگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ بہکانے کے حملے کے وقت شیطان خون کی طرح انسان کے تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے حارث اشعری کی صحیح حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ سوائے یاد الہی کے اور کوئی چیز انسان کو شیطان کے حملے سے نہیں بچا سکتی ان حدیثوں سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ اگرچہ شیطان کا حملہ بڑا زبردست ہے لیکن جو شخص اس حملہ کے وقت اللہ تعالیٰ کو نہ بھولے گا وہ شیطان کے حملے سے بچ سکتا ہے

وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ

اور قسم نہ کھاویں بڑائی والے تم میں اور کشایش والے اس پر کہ دیویں ناتے والوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں

اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور چاہئے معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان

منزل ۴

تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن منذر وغیرہ میں حضرت عائشہ اور بعضے اور سلف کے قول کے موافق اس آیۃ کی جو شان نزول بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ اور صفوان پر جھوٹا بہتان لگانے والوں کے نام معلوم ہوگئے اور ان میں حضرت ابوبکر صدیق کے بھانجے مسطح بن اثاثہ کی شرکت بھی پائی گئی تو حضرت ابوبکر صدیق نے قسم کھائی کہ اب تک وہ مسطح کے ساتھ جو سلوک کیا کرتے تھے آیندہ اس سے ہاتھ روک لیویں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمایا خوشحال لوگوں کو یہ قسم نہ کھانی چاہئے کہ وہ غریب مہاجر رشتہ داروں کے سلوک سے آیندہ ہاتھ روک لیویں گے بلکہ ان خوشحال لوگوں کو درگزر کے طور پر اپنے رشتہ داروں کا قصور معاف کرکے حسب دستور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اس نیک کام کے بدلے میں بارگاہ الہی سے مغفرت کا دل میں اعتقاد رکھنا چاہئے کیونکہ اللہ غفور الرحیم ہے وہ کسی کے نیک کام کے اجر کو ضائع نہیں کرنا چاہتا صحیح ابن خزیمہ مستدرک حاکم اور طبرانی میں ام کلثوم بنت عقبہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رشتہ دار آدمی کے ساتھ برائی سے پیش آویں اور ایسے کئی آدمی اون رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرے تو ایسے سلوک کا بڑا اجر ہے حاکم نے مسلم کی شرط پر اس حدیث کو صحیح کہا ہے صحیح بخاری و مسلم میں عبد الرحمن بن سمرہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بات پر قسم کھالیوے اور قسم کھالینے کے بعد قسم والی بات سے بہتر کوئی بات اسکو نظر آوے تو ایسے شخص کو چاہئے کہ قسم کا کفارہ دیکر اس بہتر بات پر عمل کرے ان حدیثوں کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آیۃ اگرچہ حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے بھانجے مسطح کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن ہر ایماندار شخص کے

حق مین حکم یہی ہے کہ برائی سے پیش آنے والے رشتہ دارون کے ساتھہ حسن سلوک سے پیش آوے کیونکہ شریعت مین اس کا بڑا اجر ہے
اور کسی بات پر قسم کھا لینے کے بعد قسم والی بات سے بہتر کوئی بات نظر آجاوے تو قسم کھانے والے شخص کو چاہیئے کہ قسم کا کفارہ دیکر
اوس بہتر بات کے موافق عمل کرے فتح مکہ کے وقت جو لوگ دائرہ اسلام مین داخل ہوئے یہ عبد الرحمن بن سمرہ اون صحابا مین ہین اسلام
سے پہلے ان کا نام عبد کلال تھا سجستان ان کے ہاتھہ پر ہی فتح ہوا ہے زیادہ سکونت انکی بصرہ کی ہے صحاح کی سب کتابون مین انکی
روایتین ہین تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن منذر کی روایتون کے معتبر ہونے کا حال اس تفسیر مین ایک جگہ بیان کر دیا گیا ہے اس لیے
اوپر کی شان نزول کی روایۃ معتبر ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ
جو لوگ عیب لگاتے ہین قید والیون بیخبر ایمان والیونکو اُنکو پھٹکار ہے دنیا مین اور آخرت مین اور اُنکو ہے بڑی مار جسدن
تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ
بتاوینگی اُنکی زبانین اور ہاتھہ اور پاؤن جو کچھہ وہ کرتے تھے اُسدن پوری دیگا اُنکو
اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝
اللہ اُنکی سزا جو چاہیئے اور جانینگے کہ اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا

منزل ۴

شروع سورۃ مین اس طرح کے جھوٹا عیب لگانے والون کے ذکر مین توبہ کا تذکرہ بھی فرمایا ہے اور یہان ان آیتون مین توبہ کا تذکرہ
نہین ہے اس کی تفسیر اوپر گذر چکی ہے کہ جس بہتان کا اس سورۃ مین ذکر ہے اوس بہتان مین دو طرح کے آدمی تھے کچھہ تو عبد اللہ بن ابی
منافق کی طرح کے تھے جو حقیقت مین دل سے مسلمانون کے بدخواہ تھے اور کچھہ لوگ مسلمان تھے جو حقیقت مین تو مسلمانون کے بدخواہ
نہین تھے مگر منافقون کی سنی سنائی باتون پر اس بہتان کے چرچے مین شریک ہوگئے تھے مثلاً جیسے حسان ابن ثابت اور مسطح بن اثاثہ
حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی تفسیر کے موافق شروع سورۃ کی آیتون مین اون عیب لگانے والون کا ذکر ہے جو حقیقت مین مسلمانونکے
بدخواہ نہین تھے اور اللہ تعالی کے علم غیب مین اونکو توبہ کی توفیق ہونے والی تھی اور ان آیتون مین اون عیب لگانے والون کا ذکر ہے
جو اپنے منافق پنے کے سبب سے نہ قابل توبہ باتون سے توبہ کرنے کی پروا کرتے تھے نہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق اونکو توبہ کی توفیق
ہونیوالی تھی سورہ منافقون مین آویگا کہ پہلے تو عبد اللہ بن ابی منافق نے مہاجرین کی بدخواہی کی باتین کین اور جب سورہ منافقون
کی آیتون مین اون بدخواہی کی باتون کی مذمت نازل ہوئی اور لوگون نے عبد اللہ بن ابی سے کہا کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس جاکر اپنی مغفرت کی دعا کی التجا کرے تو عبد اللہ بن ابی نے لوگونکا کہنا نہین مانا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
جانے اور مغفرت کی دعا کرانے کو بے پروائی سے ٹال دیا سورہ منافقون مین یہ قصہ صحیح بخاری کی زید بن ارقمؓ کی روایۃ سے مفصل آویگا
اس قصہ کا حاصل مطلب جو بیان کیا گیا اوس سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے کہ منافق لوگ نہ قابل توبہ باتون سے توبہ کرنیکی
پروا کرتے تھے نہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق اون کو توبہ کی توفیق ہونے والی تھی یہ تو ایسے لوگون کی دنیا کی پھٹکار کا حال ہوا کہ

گناہ کئے اور توبہ کی توفیق نہ ہوئی آخرت میں ایسے لوگوں کے عذاب کو بڑا عذاب جو فرمایا اس باب میں صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو حال مجھکو معلوم ہے اگر وہ پورا حال لوگوں کو معلوم ہو جاوے تو اونکو سوائے رونے کے اور کچھ کام نہ ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ آخرت کا بڑا عذاب وہ عذاب ہے جسمیں گرفتار ہونا تو درکنار اوس کا پورا حال سننا بھی انسان کی برداشت سے باہر ہے آگے ان لوگوں کا ذکر ہے جو اس عذاب سے بچنے کے لئے قیامت کے دن اپنے گناہوں سے منکر ہو جاوینگے اور اون کے ہاتھ پیروں سے گناہوں کے کرنے کی گواہی دلوائی جاکر اون کا جرم ثابت کیا جاویگا اور ہر ایک جرم کے موافق سزا دیجاویگی جس سے اونکو معلوم ہو جاویگا کہ دنیا میں جس سزا کے وعدہ سے ان لوگوں کو ڈرایا جاتا تھا اللہ تعالی کا وہ وعدہ بالکل سچا اور کسی طرح ٹلنے والا نہیں تھا الغافلات کا مطلب یہ ہے کہ نیک بی بیاں ان عیب کی باتوں سے ایسی بے خبر ہیں کہ ان کے دل میں ان باتوں کا کبھی خیال تک بھی نہیں آتا۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ

گندیاں ہیں گندوں کے واسطے اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں واسطے ستھروں کے اور ستھرے

لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۗ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

واسطے ستھریوں کے وہ لوگ بے لگاؤ ہیں ان باتوں سے جو کہتے ہیں انکو بخشنا ہے اور روزی ہے عزت کی

ع ۹ منزل ۴

طبرانی میں حکم بن عتیبہ کی روایت سے جسکی سند صحیح ہے حضرت عائشہ کے قصہ کے شروع سے یہانتک پندرہ آیتوں کی شان نزول جو بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عائشہ رض پر بہتان باندھا تو آنحضرت نے حضرت عائشہ رض سے فرمایا کہ تمہارے حق میں لوگ جو کچھ کہتے ہیں اگر تمہارے پاس اس بہتان کے جھٹلانیکا کوئی عذر ہو تو تم بھی وہ اپنا عذر بیان کرو حضرت عائشہ رض نے جواب دیا کہ میں سچی ہوں اس لئے مجھکو توقع ہے کہ اللہ تعالی میری برأت کا کوئی عذر آسمان سے نازل فرماویگا اسپر اللہ تعالی نے شروع قصہ سے یہانتک یہ پندرہ آیتیں نازل فرمائیں علمائے اسلام نے متفق ہو کر یہ بات کہی ہے کہ برأت کے بعد جو فرقہ حضرت عائشہ رض کو اب بھی عیب لگاتا ہے وہ قرآن شریف کا منکر فرقہ ہے اور اس فرقہ کے کافر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کیونکہ وہ فرقہ قرآن کی آیتوں کا منکر ہے حاصل معنے ان آیتوں کے یہ ہیں کہ اس بہتان میں جس قسم کے لوگ شریک تھے انکو اللہ تعالی نے اوپر کی آیتوں میں ہر طرح سے جھوٹا ٹھہرا کر ہر ایک کو اوسکے مناسب حال تنبیہ فرمائی بعد اسکے اب اس آیہ میں فرمایا ہے کہ اس بہتان کے باندھنے والے ناسمجھ ہیں اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ کے رسول کی بی بی سے ایسا برا کام کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے نیک مردوں کے لئے نیک عورتیں پیدا کی ہیں پھر اللہ کے رسول سے بڑھکر کون نیک مرد ہوگا ایسی گندی باتیں تو گندے مرد اور گندی عورتوں میں پھیلتی ہیں جن لوگوں کی شان میں یہ عیب لگانے والے گندی باتیں موںھ سے نکالتے ہیں وہ ان باتوں سے بالکل بے لگاؤ ہیں اللہ تعالی نے ایسے لوگوں سے عقبی میں بخشش اور بڑی بڑی نعمتیں دینے کا وعدہ کیا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالی نے فرمایا اہل جنت کے لئے جنت میں جو نعمتیں پیدا کی گئیں نہ وہ کسی نے آنکھ سے دیکھیں نہ کان سے سنیں نہ کسی کے دل میں انکا خیال گزر سکتا ہے یہ حدیث ورزق کریم کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جن نیک لوگوں کا

ذکر آیۃ میں ہے اون کو عقبےٰ مین وہ راحت ملے گی جس کا حال نہ کسی نے آنکھ سے دیکھا نہ کان سے سنا نہ کسی کے دل مین اوس کا خیال گزر سکتا ہے +

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا

اے ایمان والو مت جایا کرو کسی گھرون مین اپنے گھرون کے سوائے جب تک نہ بول چال کر لو اور سلام دے لو ان گھر

ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ

والو پر یہ بہتر ہے تمہارے حق مین شاید تم یاد رکھو پھر اگر نہ پاؤ اوس مین کوئی تو اوس مین نہ جاؤ جب تک پروانگی نہ ہو

لَكُمْ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا

تم کو اور اگر تم کو کہے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اسی مین خوب ستھرائی ہے تمہاری اور اللہ جو کرتے ہو جانتا ہے نہین گناہ تم پر اس مین کہ

بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝

مین جہان کوئی نہین بستا اوس مین کچھ چیز ہو تمہاری اور اللہ کو معلوم ہے جو کھولتے ہو اور جو چھپاتے ہو

تفسیر مقاتل بن حیان تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم مین جو شان نزول ان آیتون کی چند روایتون سے بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ بعضے رشتہ دار اپنے رشتہ دارون کے زنانہ مین بغیر اذن اور بغیر کھنکارنے کے چلے جاتے تھے اور بے خبر اون کے اجانے سے ننگی کھلی عورتون کا اور انکا آمنا سامنا ہو جاتا تھا بعض دیندار عورتون نے آنحضرت سے اس طریقہ کے بند ہو جانے کی خواہش کی اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ اذن کی آیتین نازل فرمائین اسکے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت سے یہ مسئلہ پوچھا کہ شام کے ملک کی طرف ہم لوگ تجارت کی غرض سے جاتے ہیں اور راستہ مین مسافر خانون کے طور کے اکثر ایسے مکان ہیں جن مین کوئی نہین رہتا اون مین بلا اذن کے جا کر اوتر جانا یا کچھ سامان اون مین رکھ دینا جائز ہے یا نہین اوسپر اللہ تعالیٰ نے آخری آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے ان آیتون کے یہ ہیں کہ جس مکان مین کوئی رہتا ہو وہان اذن لیکر جانا چاہیے جہان کوئی نہ رہتا ہو وہان اذن کی ضرورت نہیں گھر مین سے اجازت کی آواز نہ آوے یا گھر والا کہے اسوقت نہین پھر آنا تو اوسنے پھر آنا بہتر ہے پھر فرمایا اس حکم کے موافق لوگ جسطرح عمل کرین گے وہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے باہر نہین ہے معتبر سند سے مسند امام احمد ابو داؤد ترمذی نسائی مین جو روایتین ہیں اون سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے صحابہ بھول کر آپ کے پاس بغیر اذن کے آگئے تو آپنے آیۃ کا حکم قائم رہنے کی غرض سے اون سے کہا کہ گھر کے دروازہ کے باہر چلے جاؤ اور پھر اذن حاصل کر کے گھر کے اندر آؤ ادب مفرد بخاری مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ گھر کے دروازہ پر جاتے ہی پہلے السلام علیکم کہے اور پھر گھر کے اندر آنے کی اجازت چاہے صحیح بخاری و مسلم مین سہل بن سعدؓ سے روایۃ ہے کہ ایک شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرہ مین جھانک کر دیکھ رہا تھا جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کسی کے گھر مین جانے سے پہلے اجازت چاہنے کا حکم اس لئے نازل ہوا ہے کہ بے خبر گھر مین چلے جانے سے ننگی کھلی عورتون پر نظر نہ پڑے اگر مین اوس شخص کو دیکھ لیتا کہ اس حکم کے برخلاف وہ حجرہ مین جھانک رہا ہے تو مین اوس شخص کی آنکھ پھوڑ ڈالتا آخر کو فرمایا زبانی اذن چاہتے وقت جو لوگ دل

منزل ۴

مین اون کو برا جانتے ہیں اور جو نہین جانتے ان سب کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ

کہہ دے ایمان والون کو نیچی رکھین ٹک اپنی آنکھین اور تھامتے رہین اپنے ستر اسمین خوب ستھرائی ہے اون کی

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۝

اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہیں

اوپر ذکر تھا کہ ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کے گھر مین بے کہنکارے بے خبری کی حالت مین نہ جاوے کیونکہ بے خبری کی حالت مین چلے جانے سے ننگی کھلی اجنبی عورتون کے سامنے اجانے کا اندیشہ ہے اس آیۃ مین فرمایا کہ اجازت کے بعد دوسرے رشتہ دار کے گھر مین جانے سے یا بازار وغیرہ مین اجنبی عورت نظر پڑ جاوے تو ایماندار آدمی کو چاہیئے کہ اپنی نگاہ نیچی کر لیوے مرد کے نیچی نگاہ کر لینے کی حالت مین عورت مرد کی صورت دیکھ سکتی ہے اسواسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آیۃ کی پوری تعمیل ہو جانے کی غرض سے ایسے موقع پر یہ حکم دیا کہ ایماندار شخص اجنبی عورت کی طرف سے اپنا مونھ پھیر لیوے چنانچہ مسند امام احمد صحیح مسلم ترمذی ور ابو داؤد مین جریر بن عبد اللہ رضی بجلی سے جو روایۃ ہے اوس مین یہ ذکر تفصیل سے ہے یہ جریر بن عبد اللہ کوفہ مین اکثر رہے ہیں ان کی گنتی صحابہ مین شمار کرنا چاہیئے یہ بہت خوبصورت اور اس امت کے یوسف مشہور تھے اسی واسطے انھون نے اجنبی عورتون پر نظر پڑ جانے کا مسئلہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا صحیح بخاری مین حضرت عبد اللہ رضی بن عباس کے بھائی فضل رضی بن عباس کا قصہ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل رضی بن عباس کا مونھ ایک عورت کی طرف سے پھیر کر دوسری طرف کو کر دیا تھا معتبر سند سے ترمذی ابو داؤد وغیرہ مین حضرت علی کی حدیث ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ایماندار شخص کی نظر کسی اجنبی عورت پر اتفاق سے پڑ جاوے تو پہلی نظر معاف ہے لیکن پھر ایماندار شخص کو نگاہ نیچی کر لینے کا اودھر سے مونھ پھیر لینے کا حکم ہے ترمذی نسائی دارمی ابن حبان وغیرہ مین مغیرۃ رضی بن شعبہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شخص کا ارادہ کسی عورت سے نکاح کرنے کا ہو تو اوس شخص کا اس عورت کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا اچھا ہے کیونکہ اس سے نکاح کے بعد میان بی بی مین میل جول خوب رہتا ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جس شخص کا ارادہ کسی عورت سے نکاح کرنے کا ہو تو وہ شخص اتفاقی نگاہ پڑ جانے کے علاوہ قصد کے طور پر دیکھنے کے ارادہ سے بھی اوس عورت کو دیکھ سکتا ہے ابن حبان نے مغیرۃ رضی بن شعبہ کی اس حدیث کو صحیح کہا ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے اے رسول اللہ کے ایماندار لوگون سے کہہ دیا جاوے کہ اون کے حق مین ناجائز چیزون کے دیکھنے سے بچنے اور اپنی شرمگاہ کو قابو مین رکھنے مین بڑی ستھرائی ہے آخر کو ناجائز کامون سے بچنے اور جائز کامون کے کرنے کی تاکید کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو لوگون کے اچھے برے سب کامون کی خبر ہے کیونکہ کوئی چیز اوس کے علم غیب سے باہر نہین ہے قیامت کے دن وہ اپنے علم کے موافق جزا و سزا کا پورا فیصلہ کرے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ رضی بن عمرو بن العاص کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہو رہا ہے دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ

منزل ۴

کے طور پر وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے یہ حدیث آیۃ کے آخری ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے باہر نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس میں ناجائز نظر کو اللہ کے رسول نے آنکھ کی بدکاری فرمایا ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے ناجائز نظر کی خرابی اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

اور کہدے ایمان والیون کو نیچے رکھیں ٹک اپنی آنکھیں اور تھامتی رہیں اپنے ستر اور نہ دکھاویں اپنا سنگار

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ

مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے اور ڈال لیں اپنی اوڑہنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے

اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ

آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجو کے

اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ

یا اپنے بھانجون کے یا اپنی عورتون کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کمیرون کے جو مرد کچھ غرض نہیں رکھتے

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ

یا لڑکون کے جنہون نے نہیں پہچانے عورتون کے بھید اور نہ دھمک دیں اپنے پاؤن سے کہ جانا جاوے جو چھپاتی ہیں

مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب ملکر اے ایمان والو شاید تم بھلائی پاؤ

اوپر کی آیۃ میں ہر ایک ایماندار مرد کو جو یہ حکم تھا کہ اجنبی عورت اتفاق سے نظر پڑے تو نگاہ نیچی کر لی جاوے اور شرم گاہ کو قابو میں رکھا جاوے ان آیتون میں ایماندار عورتون کو وہی حکم دیکر پھر فرمایا کہ عورتون کے بناؤ سنگار میں سے کھلی چیزیں مثلاً آنکھوں کا سرمہ ہاتھ کا چھلا کسی اجنبی مرد کی نظر پڑ جاوے تو مضائقہ نہیں مگر بناؤ سنگار کی اور چیزون پر سوائے اون لوگون کے جن کا ذکر آیتون میں ہے کسی اور اجنبی مرد کی نظر نہیں پڑنی چاہیے نماز میں عورت کے مونھ کا اور ہاتھ کی ہتھیلیون کا کھلا رہنا جائز ہے اسواسطے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں الا ما ظہر منہا کی صحیح تفسیر عورت کے مونھ اور ہاتھ کی ہتھیلیون کو قرار دیکر سنگار کی کھلی چیزیں آنکھون کے سرمے اور انگلیون کے چھلے کو بیان کیا ہے ابناء بعولتہن سے مقصود عورت کے سوتیلے بیٹے ہیں نسائہن سے مقصود مسلمانون کی نیک چلن عورتیں ہیں ابوداؤد بیہقی وغیرہ میں انسؓ بن مالک سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام حضرت فاطمہ کو ہبہ کیا تھا اور جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوس غلام کو حضرت فاطمہ کے پاس لائے تو حضرت فاطمہ اس سبب سے شرمانے لگیں کہ اون کے اوڑہنے کی چادر بہت چھوٹی تھی اسپر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا یہان اسوقت تمہارا باپ ہے یا تمہارا غلام پسر کوئی نہیں ہے چھوٹی چادر سے شرمانے کی کیا بات ہے اس حدیث کی سند کے ایک راوی ابو جمع سالم بن دینار کو اگرچہ بعضے علما نے

ضعیف قرار دیا ہے لیکن یحییٰ بن معین نے سالم بن دینار کو ثقہ کہا ہے راویوں کے باب میں ان یحییٰ بن معین کے قول کا بڑا اعتبار ہے
سوا اس کے اس روایہ کو معتبر کہا جا سکتا ہے جو علما اس بات کے قائل ہیں کہ غلام سے پردہ نہیں ہے وہ اس حدیث کو اپنے قول
کی سند ٹھہراتے ہیں اور جو علما اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ غلام نوعمر لڑکا تھا بالغ نہیں تھا زیادہ تفصیل اس کی بڑی
کتابوں میں ہے آگے فرمایا ایسے کام کاج والے غریب لوگوں سے بھی پردہ نہیں ہے جو فقط اپنا پیٹ بھرنے کے لئے زنانے گھروں
میں آتے ہیں زنانے گھر کی عورتوں سے اونہیں کچھ واسطہ نہیں ہے اور اسی طرح نابالغ نوعمر لڑکوں سے بھی پردہ نہیں ہے پھر فرمایا
عورتوں کو زمین پر اس طرح زور سے قدم رکھکر چال نہیں چلنی چاہیئے جس سے پیروں کے گہنے کی آواز غیر مرد کے کان میں جاوے
آخر کو فرمایا اوپر جو حکم دئے گئے ہیں اونکی تعمیل میں کچھ کوتاہی ہو جاوے تو ہر ایماندار کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اپنی خطا پر نادم
ہوکر آیندہ کے لئے توبہ استغفار کرے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایہ کئی جگہ گذر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے قسم کہا کر فرمایا گنہگاروں کے گناہ معاف کرنے کی صفت اللہ تعالیٰ کو ایسی پیاری ہے کہ اگر موجودہ لوگ گناہ نکرتے
تو اللہ تعالیٰ انکی جگہ اور گنہگار مخلوقات کو پیدا کرتا اور انکو توبہ کی توفیق دیکر اونکے گناہ معاف کرتا توبہ کرنے والوں کی بھلائی کا ذکر
جو اس آیت میں ہے اوس کا حاصل مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص اپنے گناہ پر نادم ہوکر خالص دل سے
بارگاہ الٰہی میں توبہ کریگا اللہ تعالیٰ اسکو عذاب آخرت کی برائی سے ضرور بچا دیگا جو گنہگار شخص کے حق میں بڑی بھلائی ہے۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ
اور بیاہ دو رانڈوں کو اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر وہ ہونگے مفلس اللہ انکو غنی کر
اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ
اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا اور آپکو تھامتے رہیں جنکو نہیں ملتا بیاہ جب تک مقدور دے
اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ
انکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہیں لکھا تمہارے ہاتھ کے مال میں سے تو انکو لکھا دیدو اگر سمجھو
فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ
اون میں کچھ نیکی اور دو انکو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا ہے

اوپر کی آیتوں میں حکم تھا کہ ہر ایماندار مرد اجنبی عورت کو اور ایماندار عورت اجنبی مرد کو دیکھے تو اپنی آنکھیں نیچی کر لیوے اور اپنی شرم گاہ
کو ناجائز کاموں سے بچاوے نکاح ہو جانے کے بعد رانڈ عورتوں سے اس حکم کی تعمیل اچھی طرح ہو سکتی ہے چنانچہ صحیح بخاری و
مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے جو روایہ ہے اوس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ناجائز نگاہ کو روکنے اور شرم گاہ
کو مناہی کے کاموں سے بچانے کے لئے دنیا میں نکاح سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے اسیواسطے اوپر کی آیتوں کے حکم کے بعد ان آیتوں
میں رانڈ عورتوں اور نیک غلام اور لونڈیوں کے نکاح کر دینے کا حکم بیان فرمایا ایامی ایم کی جمع ہے اور ایم کا لفظ رانڈ عورت

اور رنڈوے مرد دونون پر بولا جاتا ہے اس لئے حاصل مطلب آیتونکا یہ ہے اے مسلمانون کے گروہ تم کو چاہیئے کہ اپنے گروہ مین کی رانڈ عورتون اور رنڈوے مردون کو بغیر نکاح کے بیٹھا نہ رہنے دو بلکہ سمجھا بجھا کر انکا اور اپنے نیک غلام لونڈیون کا نکاح کرا دو پھر فرمایا نکاح سے پہلے اگر ان مین کا کوئی تنگدست ہو تو تنگدستی کے عذر سے نکاح کو نہ روکا جاوے نکاح کے بعد اللہ تعالی اپنے فضل سے انکی تنگدستی کو رفع کر کے انہین خوشحال کر دیگا کیونکہ اللہ کا فضل اور اسکا خزانہ بہت بڑا ہے اور وہ اپنے بندون کی ضرورتون سے خوب واقف ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جب ماں کے پیٹ مین بچہ کا پتلا تیار ہو جاتا ہے تو اوس مین روح کے پھونکے جانے سے پہلے اوسکا رزق لوح محفوظ کے نوشتہ کے موافق قرار دیا جاتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ نکاح کے بعد میان بی بی دونون کا رزق ایک جگہ ہو جانے سے کچھ تو نکاح سے یون رزق بڑھ جاتا ہے علاوہ اس کے اکثر سلف نے اپنا یہ تجربہ بھی بیان کیا ہے کہ پارسائی کی نیت سے نکاح کیا جاوے تو اللہ تعالی مقررہ رزق مین برکت دیتا ہے ترمذی وغیرہ مین ابوہریرہؓ سے صحیح روایتہ ہے کہ پارسائی کی نیت سے نکاح کرنے والے شخص کی اللہ تعالی مدد کرتا ہے اس حدیث سے سلف کے تجربہ کی پوری تایید ہوتی ہے کیونکہ رزق مین برکت کا ہونا یہ بھی اللہ تعالی کی ایک مدد ہے آگے فرمایا جو لوگ بالکل ایسے تنگدست ہون کہ کسی طرح کا نکاح کا بار نہ اوٹھا سکتے ہون تو جب تک اللہ تعالی اپنے فضل سے اون کو کسی قدر صاحب مقدور نکر دیوے اوسوقت تک اونکو اپنی حالت پر صبر کرنا اور بدکاری سے بچنا چاہیئے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود کی روایتہ جو اوپر گزری اوس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگون کو روزے رکھنے کی ہدایت فرما کر یہ فرمایا ہے کہ روزے رکھنے سے مردانگی کی قوت کم ہو جاتی ہے جو آقا اپنے غلام کو یہ کتابتہ کر دے کہ اس قدر رقم ادا کرنے کے بعد وہ غلام آزاد ہے ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہین آگے ایسے ہی غلام کا ذکر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس طرح کی کتابتہ کا چاہنے والا غلام اگر کتابتہ کی رقم کمانے کے قابل نظر آوے تو اوس سے کتابتہ کا معاملہ کر لیا جاوے یہ جو فرمایا کہ اگر کتابتہ کی رقم کمانے کے قابل نظر آوے تو کتابتہ کے چاہنے والے غلام سے کتابتہ کا معاملہ کر لیا جاوے اس سے اون علماء کے قول کی بڑی تایید ہوئی ہے جو کتابتہ کے فرض ہونے کے قائل نہین ہین کیونکہ آیتہ مین کتابتہ کو آقا کی مرضی پر رکھا ہے جس سے حکم کی فرضی ہونے کی صورت نہین ہے پھر فرمایا جب یہ کتابتہ کا معاملہ ٹھہر جاوے تو ہر ایک مسلمان صدقہ خیرات کی رقم مین سے ایسے غلام کو کچھ مدد دیوے تاکہ یہ بیچارہ جلدی سے اپنے ذمہ کی رقم ادا کر کے آزاد ہو جاوے۔

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اور نہ زور کرو اپنی چھوکریون پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہین قید سے رہنا کہ کمایا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا

وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ

اور جو کوئی اونپر زور کرے تو اللہ انکی بے بسی پیچھے بخشنے والا مہربان ہے اور ہم نے اتارین تمہاری طرف

آیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَّ مَثَلًا مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ

آیتین کھلی اور ایک دستور اون کا جو ہوچکے ہین تم سے آگے اور نصیحت ڈر والون کو

صحیح مسلم نسائی مستدرک حاکم مسند بزار طبرانی وغیرہ مین جو شان نزول اس آیۃ کی چند روایتون سے بیان کی گئی ہے اوس کا خلاصہ یہ ہے
کہ اسلام سے پہلے عرب مین یہ دستور تھا کہ لوگ چھوکریان پال لیتے تھے اور کمائی کے طور پر پھر اونسے بدکاری کرایتے تھے چنانچہ جب
آنحضرت مدینہ منورہ تشریف لائے اور اسلام پھیل گیا تو عبداللہ بن ابی منافقون کے سردار کے پاس دو چھوکریان تھین اونھون نے
اسلام کی صحبت پاکر بدکاری سے انکار کیا اور عبداللہ بن ابی نے اون کو بدکاری پر مجبور کیا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ترس کھا کر اوس
لونڈی کو اپنے گھر مین چھپا دیا عبداللہ بن ابی نے بہت غل مچایا کہ اب ہماری لونڈیون کو بہکانے اور ضبط کرنے کی نوبت آگئی اوس پر
اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی سورۃ النحل کی آیتون اور صحیح حدیثون مین ہے کہ جو کوئی شخص بھول کر یا کسی زبردست کے جبر کے
سبب سے کوئی برا کام کرے تو اوس پر کچھ گناہ نہین ہے اس آیت اور صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی زبردست آدمی کسی کو کسی برے
کام پر مجبور کرے تو وہ مجبور آدمی بے گناہ ہے جو کچھ وبال ہے وہ مجبور کرنے والے شخص پر ہے حاصل کلام یہ ہے کہ سورۃ
النحل کی آیتین اور بہت سی صحیح حدیثین فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم کی گویا تفسیر ہین جس کا حاصل وہی ہے کہ کسی زبردست
آدمی کے مجبور کرنے سے جو گناہ کیا جاوے اوس کا وبال مجبور کرنے والے شخص پر ہے آگے فرمایا کہ قرآن کی آیتون مین اگرچہ کھلی کھلی
نصیحت ہے اور پچھلے لوگون کے قصون سے قرآن مین یہ بھی جگہ جگہ سمجھایا گیا ہے کہ جن پچھلی قومون نے کلام الٰہی کی نصیحت کو
نہین مانا اور اللہ کے رسولون کو جھٹلایا وہ لوگ طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوگئے لیکن ان سب باتون کا اثر اونہی لوگون کے دل پر
ہوتا ہے جو ایک دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرتے ہین جن لوگون کے دل مین یہ خوف نہین ہے اون کے حق مین یہ سب
نصیحت رائگان ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن
شریف کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے اس حدیث سے وموعظۃ
للمتقین کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ مینہ کے پانی کی طرح قرآن عام نفع کے لئے نازل کیا
گیا ہے لیکن جس طرح مینہ کے پانی سے فقط اچھی زمین کو نفع پہنچتا ہے اسی طرح قرآن کی نصیحت سے فقط وہی لوگ فائدہ
اوٹھاتے ہین جو قیامت کے قائل ہین جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کا اون کے
دل مین خوف ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ

اللہ روشنی ہے آسمانون کی اور زمین کی کہاوت اسکی روشنی کی جیسے ایک طاق اسمین ایک چراغ چراغ دھرا ایک شیشے مین

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍ

شیشہ جیسے ایک تارا ہے چمکتا تیل جلتا ہے اسمین ایک برکت کے درخت سے وہ زیتون ہے نہ سورج نکلنے کیطرف اور نہ ڈوبنے کیطرف

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ

نزدیک ہے اُس کا تیل کہ سلگ اٹھے ابھی نہ لگی ہو اُسمین آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دیتا ہے اپنی روشنی کی

مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

جسکو چاہے اور بتاتا ہے اللہ کہاوتین لوگون کو اور اللہ سب چیز جانتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے صحیح قول کے موافق اللہ نور السموات والارض کی تفسیر ہے کہ آسمان پر فرشتے اور زمین پر نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے نور ہدایت سے راہ راست پر آئے ہین اور صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہی کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہین ترمذی ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعریؓ کی صحیح حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کیلئے اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کی مٹی لی ہی اسی واسطے اولاد آدم مین کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی سخت مزاج ہے کوئی نرم مزاج صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ ساڑھے چار مہینے کے عرصہ مین جب نطفہ سے بچہ کا پتلا مان کے پیٹ مین تیار ہو جاتا ہے تو پھر اوس مین روح پھونکی جاتی ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین داخل ہونے کے قابل کام کریگا اور کون دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل مسند امام احمد ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی صحیح حدیث بھی گزر چکی ہے کہ عالم ارواح مین اللہ تعالیٰ نے جب سب روحون کو پیدا کیا تو اون روحون پر گناہون کا اندھیرا چھایا ہوا تھا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اون روحون پر اپنی قدرت سے ایک نور چھڑکا اور اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد جنت مین داخل ہونے کے قابل کام کرنے والے تھے اون کی روحون پر اوجالا چھا گیا اور باقی کے لوگ اندھیرے کے اندھیرے ہی مین رہے ان آیتون کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول اور اوپر کی حدیثون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ فرشتون کی پیدائش نور سے ہے اس لئے اونپر کسی اور نور ہدایت کے چھڑکنے کی ضرورت نہیں ہوئی بلکہ فرشتے اپنے پیدائشی نور کے اثر سے اس طرح راہ راست پر ہین کہ اون مین گناہ کا کوئی مادہ تک نہین ہے ہان انسان کی پیدائش پہلے آدم علیہ السلام کی مٹی کے اثر سے اور پھر نطفہ سے ہونے والی تھی جس کے سبب سے اولاد آدم کی روحون پر عالم ارواح مین گناہون کا اندھیرا چھایا ہوا تھا اور اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے عالم ارواح مین سب روحون پر اپنی قدرت سے ایک نور چھڑکا لیکن اوس نور سے فائدہ فقط اون ہی لوگون کی روحون کو ہوا جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دنیا مین پیدا ہونے کے بعد راہ راست پر آنے والے تھے ایماندار شخص کے دل مین یہ نور ہدایت جسطرح چمکتا ہے آگے اسکی مثال یہ بیان فرمائی کہ ایماندار کا سینہ مشکوۃ کی مانند ہے اور اس کا دل ایک چمکدار شیشے کی قندیل ہے جس قندیل مین نور ایمانی چراغ کی طرح روشن ہے جس چراغ میں ایسا آبدار زیتون کا تیل جلتا ہے جو آگ کے شعلے کی طرح چمکتا ہے کیونکہ وہ زیتون نہ تو باغ کے شرقی کونے کا ہے جسکو سہ پہر کی دھوپ نہ پہونچ سکے اور نہ غربی کونے کا ہے جسکو دوپہر سے پہلے کی دھوپ نہ پہنچ سکے بلکہ ہر وقت کی دھوپ کھا کر وہ زیتون خوب پختہ اور اوسکا پھل نہایت عمدہ ہے آگے فرمایا اللہ کی قدرت کی اگرچہ یہ چند روشنیاں جمع ہین لیکن ان روشنیون سے فائدہ وہی لوگ اوٹھاتے ہین جو اللہ کے علم غیب مین

منزل ۴

بیان کی گئی ہیں وہ لوگون کے سمجھانے کے لئے بیان کی گئی ہیں لیکن ان مثالون کو سمجھکر
نیک ٹھہرنے یہی پھر فرمایا قرآن مین جو مثالین بیان کی گئی ہین وہ لوگون کے سمجھانے کے لئے بیان کی گئی ہیں لیکن ان مثالون کو سمجھکر
جو لوگ راہ راست پر آنے والے اور جو مرتے دم تک گمراہ رہنے والے ہین اونکا حال اللہ تعالی کو خوب معلوم ہے کیونکہ کوئی چیز اسکے
علم غیب سے باہر نہین ہے واللہ بکل شیء علیم سے اسی مطلب کو ادا فرمایا گیا ہے حاصل یہ ہے کہ عالم ارواح مین جن لوگونکی روحون نے نور ہدایت
کا حصہ پایا ہے آیت مین اون ہی کی یہ مثال بیان فرمائی گئی ہے کہ اون کے سینے مین اون کا دل تارے جیسے چمکدار قندیل کی طرح ہے
جس مین نور ایمان کا چراغ روشن ہے ترمذی اور مسند امام احمد مین ابوہریرہ رض سے صحیح روایت ہے اوس مین بھی عالم ارواح کے نور کا ذکر
ہے اس حدیث کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ جس وقت اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اون کی پشت سے قیامت تک کی
اولاد آدم کی روحین نکالین تو ہر ایک انسان کی پیشانی پر ایک طرح کا نور تھا یہ نور فطرۃ اسلام کا نور ہے جس کا ذکر صحیح بخاری و مسلم مین
ان ہی ابوہریرہ رض کی روایۃ مین ہے حاصل کلام یہ ہے کہ عبداللہ رض بن عمرو بن العاص کی روایۃ مین جس نور ہدایت کا ذکر ہے وہ نور جدا ہے اور
ابوہریرہ کی روایۃ مین جس فطرۃ اسلام کے نور کا ذکر ہے وہ نور جدا ہے۔ جو بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے وہ فطرۃ اسلام کے نور
پر پیدا ہوتا ہے اور صحیح مسلم کی ابوہریرہ رض کی حدیث کے موافق بچہ کی زبان کے کھلنے تک اس نور کا اثر باقی رہتا ہے اس کے بعد وہ
ماں باپ جیسا ہو جاتا ہے نور ہدایت کا اثر مرتے دم تک رہتا ہے یہ تو ان دونون نورون کا دنیاوی فرق ہوا عالم ارواح مین آدم
علیہ السلام نے فطرۃ اسلامی کے سبب سے ہر ایک انسان کی پیشانی پر ایک طرح کا نور پایا جس کا ذکر ترمذی کی ابوہریرہ رض کی اوپر کی
صحیح روایۃ مین ہے اور نور ہدایت کے سبب سے بعضون کو نورانی شکل اور بعضونکا چہرہ سیاہ پایا جسکا ذکر مسند امام احمد مین ابودرداء
کی معتبر روایۃ سے ہے عرب لوگ اپنے گھرون کی دیوار مین چراغ کے رکھنے کا ایک طاق بنا لیتے تھے اوسی کو مشکوۃ کہتے ہین۔

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝
ان گھرون مین کہ اللہ نے حکم دیا اونکو بلند کرنے کا اور وہان اوسکا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہین اوس کی وہان صبح اور شام

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ
وہ مرد کہ نہین غافل ہوتے سودا کرنے مین نہ بیچنے مین اللہ کی یاد سے اور نماز کھڑی رکھنے سے اور زکوۃ دینے سے ڈر رکھتے ہین

يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ
اوس دن کا جسمین اُلٹے جاوینگے دل اور آنکھین کہ بدلہ دے اونکو اللہ اونکے بہتر سے بہتر کا مونکا اور بڑھتی

مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝
دے اونکو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جسکو چاہے بیشمار

عمر بن میمون کوفی مشہور ثقہ تابعیون مین ہیں حدیث کی سب کتابون مین ان سے روایۃ ہے یہ عمر بن میمون کہتے ہین کہ اکثر صحابا بیوت کی تفسیر
مساجد کی بیان کیا کرتے تھے صحابا کی اس تفسیر کے موافق حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ عالم ارواح کے نور ہدایت کی جو روشنی ہر ایک ایماندار
شخص کے دل مین ہے اوسکا حال تو اللہ تعالی کو ہی معلوم ہے کیونکہ آدمی کے دل کا حال سوائے اون کے اور کوئی نہیں جانتا یان جو لوگ

منزل ۴

قیامت کے دن کی آفتون سے ڈر کر مسجدون مین نماز کے لئے اسطرح وقت پر حاضر ہوتے ہیں کہ دنیا کی کوئی سوداگری اونکو اس
حاضری سے باز نہین رکھہ سکتی اور زکوٰۃ کے وقت شریعت کے حکم کے موافق یہ لوگ زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہین تو یہ سمجھہ لینا چاہئے کہ
ان لوگون کے دل مین عالم ارواح کے نور ہدایت کی پوری روشنی باقی ہے پھر فرمایا یہ لوگ جو نیک کام کرتے ہیں وہ کسی کے دکھانے
کے لئے نہیں کرتے بلکہ اون کا ہر ایک نیک کام اس نیت سے ہوتا ہے کہ بارگاہ الٰہی سے قیامت کے دن اوس نیک کام کا اچھا بدلہ
عطا ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور کچھہ زیادہ بھی اونکو دیوے جو نیک عمل کی جزا سے بڑھکر ہو دس گونے سے لیکر سات سو تک
اور بعضی نیکیون کی اس سے بھی زیادہ بدلہ کی صحیح روایتین جو کئی جگہ گزر چکی ہیں وہ روایتین احسن ما عملوا کی گویا تفسیر ہین جس کا حاصل
یہ ہے کہ نیت کے خالص ہونے کے حساب سے جس قدر بہتر عمل ہوگا اوس سے بہتر بدلہ ملیگا ان نیک لوگون کی امید کو پورا کرنیکے لئے
آخری آیۃ مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ایسا ہی بڑا ہے کہ قیامت کے دن وہ جسکو چاہے گا نیک عملون کی جزا سے بڑھکر نعمتین عطا
فرماویگا صحیح مسلم مسند امام احمد اور ابن ماجہ مین ابوہریرہؓ اور بریدہؓ سے جو روایتین ہیں اون مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
صحابہ سے فرمایا جو شخص ایسا دکھائی دیوے جو مسجد مین آوازین دیکر اپنے بھاگے ہوئے اونٹ کو بلا رہا ہو تو اوسکے حق مین یہ بددعا
کرنی چاہئے کہ خدا کرے اوس کا اونٹ ہمیشہ بھاگا ہوا رہے اور یہ بددعا اس لئے کی جاوے کہ مسجدین اللہ تعالیٰ کی عبادت کے
لئے بنائی گئی ہین دنیا کے کامون کے لئے نہین بنائی گئین آیۃ مین مسجدون کو عالم ارواح کے نور ہدایت کے ظاہر ہونے کی جگہ جو فرمایا
اوسکا مطلب ان روایتون سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مسجدین ایسے ہی کامون کے لئے بنائی گئی ہین جو عالم
ارواح کے نور ہدایت کے موافق ہیں صحیح بخاری ومسلم مین ابوسعید خدریؓ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب جنتیون کو سب طرح کی نعمتین جنت ہین مل چکین گی اور جنتی اون نعمتون سے خوش ہو جاوین گے تو اللہ تعالیٰ فرماویگا نیک عملون کی
جزا سے بڑھ کر تمہارے حق مین اللہ تعالیٰ کا ایک یہ فضل ہے کہ اب اللہ تعالیٰ ہمیشہ تم سے راضی اور خوش رہے گا کبھی ناخوش نہ ہوگا
غلام کے لئے ہمیشہ کی آقا کی طرف سے خوشنودی کی خوشخبری ایک بے بدل نعمت ہے اس لئے یہ نعمت تمام نیک عملون کی جزا سے
بڑھ کر ایک نعمت شمار کی جاویگی آیۃ مین نیک عملون کی جزا سے بڑھ کر اللہ کے فضل کا جو ذکر ہے یہ حدیث گویا اوسکی تفسیر ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ
اور جو لوگ منکر ہین اونکے کام جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے اوسکو پانی یہانتک کہ جب پہنچا اوسپر اوس کو
شَيْــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۙ اَوْ كَظُلُمٰتٍ
کچھہ نپایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اوسکو پورا پہنچا دیا اوس کا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب یا جیسے اندھیرے
فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا
گہرے دریا مین چڑھی آتی ہے اوسپر ایک لہر اوسپر ایک لہر اوسکے اوپر بدلی اندھیرے ہین ایک پر

منزل ۴

گذر چکی ہے کہ بغیر توبہ کے گناہ پر گناہ کرنے سے آدمی کے دل پر زنگ کی طرح کا اندھیرا چھا جاتا ہے دوزخ کی آگ کے سیاہ ہونے کا حال
مین ترمذی مستدرک حاکم وغیرہ کی انس بن مالک کی صحیح روایت کئی جگہ گذر چکی ہے ان روایتون کو ظلمات بعضہا فوق بعض کی تفسیر مین بڑا
دخل ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ایسے لوگ نور ہدایت کے حصہ سے محروم رہکر عالم ارواح کے اندھیرے مین رہے
اور پھر بغیر توبہ کے شرک کا اندھیرا ان کے دل پر زندگی بھر چھایا رہا اور مرنے کے بعد دوزخ کی سیاہ آگ کے اندھیرے مین جا پڑے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ

تونے نہ دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہیں آسمان وزمین مین اور اڑتے جانور پر کھولے ہر ایک نے جان رکھی ہے

وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے جو کرتے ہین اور اللہ کی حکومت ہے آسمان اور زمین مین اور اللہ ہی تک پھر جانا ہے

مجاہد کے قول کے موافق نماز کا حکم انسان کے حق مین ہے اور حسب حال یاد الٰہی کا حکم باقی کی مخلوقات کے حق مین ہے قرآن شریف
مین تسبیح کا ذکر بعضی جگہ تسبیح کے لفظ سے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان وزمین کی کل چیزین اپنی اپنی زبان مین ہر وقت اللہ کو
یاد کرتی اور اسکے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں بعضے مفسرین نے یہ جو لکھا ہے کہ جنات اور انسان کے سوائے اور مخلوقات کی تسبیح زبان
حال سے ہے زبان قال سے نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ سوائے جنات اور انسان کے اور مخلوقات کی تسبیح مین کسی طرح
کی گویائی نہین ہے بلکہ یہ مخلوقات اللہ تعالیٰ کے حکم کی جو تابع ہے اس مخلوقات کی یہی حالت اوس کی تسبیح ہے ان مفسرین کا
یہ قول بعضی صحیح روایتون کے برخلاف ہے چنانچہ مثلاً صحیح بخاری ومسلم مین حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے
کہ ایک روز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو قبرون پر ہوا اور آپ نے فرمایا ان دونو قبرون مین جو مردے دفن ہیں اونپر عذاب قبر
ہو رہا ہے یہ فرماکر آپ نے ایک ہری ٹہنی درخت کی لی اور اسکی دو شاخین کین اور یہ دونون شاخین اون دونون قبرون پر لگاکر فرمایا
کہ جب تک یہ شاخین ہری رہین گی شاید ان مردون کے عذاب قبر مین کچھ تخفیف ہو جاویگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ
مین آجاتا ہے کہ ہرے درخت کی ٹہنی جب تک ہری رہتی ہے تو وہ اپنی زبان کی ایک طرح کی خاص گویائی سے اللہ کی یاد کرتی ہے
اور یہی یاد الٰہی اون دونون شاخون کی تسبیح تھی جسکی برکت سے عذاب قبر مین تخفیف ہوئی اگر زبان حال کی تسبیح شریعت مین مقصود
ہوتی تو اون دونون شاخون کے سوکھ جانے کے بعد بھی اونکی تسبیح اور عذاب قبر کی تخفیف باقی رہ سکتی تھی صحیح بخاری مین عبد اللہ
بن مسعود سے روایت ہے کہ کھانا کھاتے وقت ہم صحابا لوگ کھانے کی چیزون کی تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے اس روایت سے یہ مطلب
اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اون کھانے کی چیزون کی تسبیح زبان حال سے نہیں تھی بلکہ اتنی گویائی کی آواز سے تھی جو آواز صحابا کے
کانون مین آیا کرتی تھی حاصل مطلب آیت کا یہ ہے کہ آسمان وزمین مین اکیلے اللہ کی حکومت ہے اوس کی حکومت مین کوئی اوس کا شریک
نہین اس لئے آسمان پر فرشتے زمین پر جنات اور انسان آسمان وزمین کے بیچ مین اڑتے ہوئے جانور اپنی زبان مین اللہ کی یاد مین
ہر وقت لگے ہوئے ہیں سورۃ النحل مین گذر چکا ہے کہ جو لوگ خوشی سے خالص اللہ کی یاد اور اوس کی بندگی نہین کرتے وہ بہرے

سیدھے ہاتھ کی طرف اور دوپہر کے بعد اولٹے ہاتھ کی طرف اون کا سایہ جو آجاتا ہے سایہ کے ذریعہ سے ایسے لوگون کے پیچھے بھی اللہ کی بندگی لگی ہوئی ہے واللہ علیم بما یفعلون اس کا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ درخت جب سب ناسمجھ چیزین اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان کر ہر وقت اوس کی تعظیم اور بندگی مین لگی ہوئی ہین بنی آدم مین کے وہ لوگ جو اپنے آپ کو سمجھدار کہتے ہین اور اپنے پیدا کرنے والے کی تعظیم مین دوسرون کو شریک کرتے ہین اللہ تعالیٰ کو اون کے سب کام معلوم ہین وقت مقررہ پر ایسے لوگون کو اپنے عملون کی پوری سزا بھگتنی پڑیگی صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے ہر روز اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ مین پیش ہوتے رہتے ہین اسی طرح صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا مین جو کچھ ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے ان حدیثون کو واللہ علیم بما یفعلون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ دنیا مین جو کچھ ہو رہا ہے اگرچہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے بھی وہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے باہر نہیں تھا لیکن بنظر انصاف جزا و سزا کے فیصلہ کا مدار اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ علم کے ظہور پر رکھا ہے اور اس ظہور کے ہر وقت ملاحظہ فرمانے کا یہ انتظام قرار دیا کہ صبح و شام لوگون کے اعمال نامے ملاحظہ فرمائے جاتے ہین والی اللہ المصیر اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے ظہور کے موافق ہر روز صبح و شام لوگون کے اعمال نامے جو اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ مین پیش ہوتے ہین اون کے موافق ہر ایک شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو جوابدہی کرنی پڑیگی اور پھر جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ

تونے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل پھر انکو ملاتا ہے پھر انکو رکھتا ہے تہ بر تہ پھر تو دیکھے مینھ نکلتا ہے اسکے

مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ

بیچ مین سے اور اتارتا ہے آسمان سے اس مین جو پہاڑ ہین اولون کے پھر وہ ڈالتا ہے جسپر چاہے اور بچا دیتا ہے

عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۭ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ

جس سے چاہے ابھی اسکے بجلی کی کوند لیجاوے آنکھین اللہ بدلتا ہے رات اور دن

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

اس مین دہیان کی جگہ ہے آنکھ والون کو

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ آسمان و زمین مین اکیلے اللہ کی حکومت ہے اوس کی حکومت مین کوئی اوس کا شریک نہین ہے ان آیتون مین اوس حکومت کی یہ مثال بیان فرمائی جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام دنیا کی زندگی کا دار و مدار زمین کی پیداوار پر اور زمین کی پیداوار کا دار و مدار مینھ کے برسنے پر ہے ان مشرکون کا یہ جو اعتقاد ہے کہ تارون کی گردش سے مینھ برستا ہے مکہ کے قحط کے وقت ان کو اپنے اس اعتقاد کی غلطی اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ اللہ کے رسول کی دعا پر جب اللہ کا حکم ہوا تو مینھ برسا بغیر اللہ کے حکم کے نہ تارون کی گردش

کچھہ کام آئی نہ اون مشرکون کے بت کچھہ کام آئے مشرکین مکہ کا یہ جو اعتقاد تھا کہ تارون کی گردش سے مینہہ برستا ہے صحیح بخاری و مسلم کی زید بن خالد جہنی کی روایۃ کے حوالہ سے اس کا ذکر ایک جگہ گزر چکا ہے مکہ کے قحط کا قصہ بھی عبد اللہ بن مسعود کی صحیح بخاری کی روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ بیان کر دیا گیا ہے حاصل مطلب اِن آیتونکا یہ ہے کہ اللہ ہی کی حکومت کا یہ اثر سب کی آنکھون کے سامنے ہے کہ دنیا پر جہان آسکو مینہہ برسانا منظور ہوتا ہے ہوا اسکے حکم سے بادل کے ٹکڑون کو وہان لے جاتی ہے اور پھر اون ٹکڑون کو جوڑ کر اور تہ بتہ کیا جا کر جتنی دور تک حکم ہوتا ہے اوتنی دور تک گہرا بادل چھا جاتا ہے اور اِس بادل مین سے مینہہ برستا ہے جس سے ہر طرح کی پیداوار اناج اور میون کی سال بسال ہوجایا کرتی ہے ایک سال بھی وقت پر مینہہ نہین برستا تو کھیتان باغ سب خشک ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالی کی حکومت مین کسی کا اتنا بس نہین چلتا کہ وہ اِس خشک سالی کی بلا کو ٹال دیوے آگے فرمایا جن کھیتون یا باغون پر اللہ تعالی کو اون کی بلا کا بھیجنا منظور ہوتا ہے تو آسمان سے وہ برف کی سلین کی سلین بادلون مین بھیجتا ہے جس سے اولے پڑ کر وہ کھیت اور باغ اجڑ جاتے ہین اور سوائے اللہ کے اِس بلا کو کوئی نہین ٹال سکتا پھر فرمایا پھر فرمایا اِن اولے والے بادل مین بجلی کی چمک اس غضب کی ہوتی ہے کہ جس سے آدمی کی آنکھین بند ہوجاتی ہین جسطرح اب فارسی اردو کے اپنے شعرون مین گردش زمانہ کی شکایۃ باندھتے ہیں عرب کے شاعرون کی بھی یہی عادت تھی اوسی کو فرمایا گردش زمانہ رات دن کی الٹ پلٹ کا نام ہے اور رات دن کی یہ الٹ پلٹ کبھی رات ہے اور کبھی دن اللہ کے حکم سے ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ کی روایۃ سے حدیث قدسی ہے جس مین اللہ تعالے نے فرمایا جو لوگ گردش زمانہ کو برا کہتے ہیں وہ گویا مجھکو برا کہتے ہین کیونکہ گردش زمانہ میری قدرت کی نشانیونکا نام ہے اِس حدیث سے یقلب اللہ اللیل والنہار کا مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ رات دن کا ہیر پھیر اور اِس ہیر پھیر مین رات دن جو کچھہ ہوتا ہے وہ سب کچھہ اللہ کے حکم سے ہے اور رات دن کی ہیر پھیر کا نام گردش زمانہ ہے تو کفر کی رسم کے موافق کسی ایماندار آدمی کو جائز نہیں ہے کہ وہ گردش زمانہ کو برا کہوے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی فرمائی ہے اِس حدیث سے ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار کا مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کی آیتون مین اللہ کی قدرت کی نشانیان جو بیان کی جاتی ہیں اگرچہ وہ سب کی آنکھون کے سامنے ہین لیکن اون نشانیون کو عبرت کی نظر سے وہی لوگ دیکھتے ہین جنکی آنکھون پر غفلت کا پردہ نہین ہے ورنہ جن لوگون کی آنکھون پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے اون کے حق مین وہ قدرت کی نشانیان ایسی ہی رائگان ہین جس طرح بری زمین مین مینہہ کا پانی رائگان جاتا ہے سورۃ الرعد مین بجلی کا حال گزر چکا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ

اور اللہ نے بنایا ہر پھرنے والا ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے

عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

دو پاؤن پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے

مسند امام احمد و ترمذی مین ابو رزین العقیلی سے صحیح روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرش کی پیدائش
عرش کے ماسوا کی سب مخلوقات کی پیدائش سے مقدم ہے لیکن پانی کی پیدائش عرش کی پیدائش سے بھی پہلے ہے تفسیر سدی مین چند
روایتین اسی مضمون کی اور بھی ہین ان روایتون سے علما نے یہ مطلب نکالا ہے کہ نطفہ سے جو پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا ہے
اوس سلسلہ سے پہلے ہی ہر چیز کی پیدائش مین پانی کا دخل ضرور ہے جیسے مثلاً آدم علیہ السلام کی پیدائش نطفہ کی پیدائش سے
مقدم ہے لیکن آنکے پتلے کا گارا پانی اور مٹی سے بنایا گیا ہے چنانچہ ترمذی نسائی صحیح ابن حبان اور مسند بزار مین ابوہریرہ کی صحیح
روایۃ مین اسکا ذکر تفصیل سے ہے پیٹ کے بل چلنے والون مین سانپ اور مچھلی اور دو پیرون پر چلنے والون مین انسان اور پرند
اور چار پیرون پر چلنے والون مین چوپائے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ بناتا ہے جو چاہتا ہے مثلاً مکڑی کو اوس نے چار پیرون سے زیادہ
کا جانور بنایا آخر کو فرمایا اللہ ہر چیز کر سکتا ہے کسی طرح کی مخلوق کا پیدا کرنا اوس کی قدرت سے باہر نہین ہے صحیح بخاری و مسلم مین
انس رضی بن مالک سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سورۃ الفرقان کی آیۃ الذین یحشرون علی وجوھھم الی جہنم جب نازل ہوئی اور
پڑھی گئی جسکا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن نافرمان لوگون کو میدان محشر مین موںھ کے بل چلایا جا کر دوزخ تک پونہچایا جاویگا
تو ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ موںہ کے بل کیونکر چلین گے آپ نے فرمایا جس صاحب قدرت نے دنیا مین
دو پیرون پر چلایا وہ موںھ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ قیامت
کے دن اپنے گناہون کا انکار کرین گے تو اللہ تعالیٰ آنکے موںھ پر خاموشی کی مہر لگا کر اون کے ہاتھ پیرون سے زبان کا کام لیویگا
جس سے آدمی کے ہاتھ پیرون مین زبان کی سی گویائی پیدا ہو جاویگی اور وہ آدمی کے گناہون کی پوری گواہی ادا کرین گے ان حدیثون سے
ان اللہ علی کل شیء قدیر کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو صاحب قدرت انسان کو موںھ کے بل چلانے پر
اور ہاتھ پیرون سے زبان کا کام لینے پر قادر ہے وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے کوئی چیز اوسکی قدرت سے باہر نہیں ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

ہمنے اتارین آیتین کھول کر بتانے والی اور اللہ چلاوے جسکو چاہے سیدہی راہ پر

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر
اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت مین جانے کے قابل کام کرینگے اور کتنے آدمی دوزخ
مین جھونکے جانے کے قابل اب جس قابل جو پیدا ہوا ہے ویسے ہی وہ کام کرتا ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا
کہ اگرچہ قرآن کی آیتون مین ہر طرح کی کھلی کھلی نصیحت ہے لیکن اس نصیحت سے راہ راست پر آنے کا وہی لوگ قصد کرتے ہین جو اللہ
تعالیٰ کے علم غیب میں نیک ٹھہر چکے ہین اور ان ہی لوگون کو اللہ تعالیٰ راہ راست پر آنے اور اوس پر قائم رہنے کی توفیق بھی دیتا ہے
اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین بد اور دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے ہین وہ خود تو راہ راست پر آنے کا قصد
نہیں کرتے اور زبردستی کسی کو راہ راست پر لانا اللہ تعالیٰ کو منظور نہین ہے کیونکہ اوس نے اپنے علم غیب کے ظہور کے طور پر نیک

وبد کے امتحان کے لئے دنیا کو پیدا کیا ہے مجبور کرکے کسی کو راست پر لانا انتظام الٰہی کے برخلاف ہے۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝

اور لوگ کہتے ہین ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم مین آئے پھر پھرا جاتا ہے ایک فرقہ انمین سے اس پیچھے اور وہ لوگ نہین ماننے والے

اوپر ذکر تھا کہ جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب مین بد اور دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے ہیں وہ خود تو راہ راست پر آنے کا قصد نہین کرتے اور کسی کو زبردستی راہ راست پر لانا اللہ تعالی کو منظور نہین ہے طبرانی کبیر اور مسند بزار مین معتبر سند سے عمران بن حصین رضی کی حدیث ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق لوگ ظاہر مین مسلمانون کے سے عمل کرتے ہیں اور ان کے دل مین دغابازی لبسی ہوتی ہے اس لئے بہ نسبت کھلے کھلے کافرون کے زبان دراز منافق کی باتون سے دھوکے مین آجانے کا بڑا خوف ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر بہت لوگون کا ذکر فرما کر ان آیتون مین منافقون کا ذکر جو شروع فرمایا اس کا سبب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ منافقون کے دل مین کھوٹ ہوتی ہے اور دل کا حال سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کو معلوم نہین ہی واسطے بغیر اللہ تعالی کی مدد کے منافقون کی شرارت سے بچنا دشوار ہے چنانچہ حضرت عائشہ پر جو طوفان اوٹھایا گیا وہ منافقون کی شرارت کا نتیجہ تھا آخر اللہ تعالی کی مدد سے وہ طوفان مٹا حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ کھلے کھلے منکر شریعت لوگون کے علاوہ بعضے دہوکے باز لوگ ایسے بھی ہین جو زبان سے اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں لیکن آنکے دل مین دغابازی لبسی ہوئی ہے اس لئے یہ انکار باقی اقرار جھوٹا ہے اور اس اوپری دل کی فرمانبرداری کے اقرار سے یہ لوگ مسلمان نہین ٹہر سکتے ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ رضی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نظر آدمی کی ظاہری حالت پر نہین ہے بلکہ اوس کی نظر آدمی کے دل پر ہمیشہ لگی رہتی ہے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کی نظر آدمی کے دل پر لگی رہتی ہے اور منافقون کی فرمانبرداری کا اثر آنکے دل مین کچھ نہین ہوتا اسواسطے اللہ تعالی کے نزدیک منافقون کا شمار مسلمانون مین نہین ہے۔

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُن لَّهُمُ

اور جب اونکو بلایئے اللہ اور رسول کی طرف کہ انمین قضیہ چکا دے تبہی ایک فرقہ کے لوگ انمین منہ موڑتے ہین اور اگر اونکو کچھ پہنچتا ہو

الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ

چلے آوین آسکی طرف قبول کر کر کیا آنکے دل مین روگ ہے یا دھوکے مین پڑے ہین یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا انپر اللہ

عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اور اوسکا رسول کوئی نہین وہی لوگ بے انصاف ہین ایمان والون کی بات یہ تھی جب بلایئے آنکو اللہ اور رسول

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَ

کی طرف فیصلہ کرنے کو آنمین کہ کہین ہمنے سنا اور حکم مانا اور وہ لوگ انہین کا بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور

منزل ۴

ع ۱۲ / ۶

رَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

اُسکے رسول کے اور ڈرتا ہے اللہ سے اور بچکر چلے اُس سے سو وہی لوگ ہین مراد کو پہنچے

تفسیر ابن المنذر عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم مین حضرت حسن بصری کی روایت سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے منافقون کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ آنحضرت جو فیصلہ کرتے ہین اور حکم دیتے ہیں بغیر کسی کی رو رعایت کے وہ فیصلہ اور حکم ہوتا ہے اس لئے جس معاملے مین وہ منافق لوگ حق پر ہوتے اور گواہی شاہدی بھی انکے پاس پوری ہوتی تو ایسے معاملے کو اپنا حق پانے کی خوشی مین دوڑ کر آنحضرت کے پاس چلے آتے تھے اور جس معاملے مین یہ لوگ حق پر نہ ہوتے اور گواہی شاہدی بھی انکے پاس پوری نہوتی اور اس قرینہ سے جان لیتے کہ آنحضرت کا فیصلا انکی مرضی کے موافق نہ ہوگا تو آنحضرت کے پاس معاملہ لانے پر راضی نہ ہوتے اونکی مرضی کے موافق یا اور سردار لوگ منافق جو مدینہ مین تھے اون کے پاس معاملہ پیش کرنے کی آرزو ظاہر کرتے اسپر اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا کہ یہ لوگ فقط موںھہ سے کہتے ہین کہ ہم مسلمان ہیں اور اللہ کے رسول کی اطاعت ہم کو قبول و منظور ہے لیکن حقیقت مین یہ لوگ مسلمان نہین ہین اونکا ٹھکانا دوزخ ہے پہر فرمایا کیا ان لوگون کے دل مین یہ شک کا روگ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے رسول کو سچا رسول نہین جانتے یا اپنی حق تلفی کا انکو خوف ہے پہر فرمایا ان باتون مین سے کوئی بات بھی نہین ہے بلکہ اللہ کے علم غیب مین یہ لوگ قابل سزا گنہگار ٹھہر چکے ہیں اس لئے انکو برے کام اچھے نظر آتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب مین دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل ٹھہر چکے ہیں انکو دنیا مین برے کام اچھے نظر آتے ہیں یہ حدیث بل اولئک ہم الظالمون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایسی دغابازی کی باتون سے یہ منافق لوگ کسی کا کچھہ نہین بگاڑتے بلکہ ایسی دغابازی کی باتون سے خود یہ لوگ اپنی جان پر ظلم کرتے ہین جسکا نتیجا انکو مرنے کے بعد معلوم ہوجاویگا آگے عقبی مین مراد کو پہنچنے والے پکے مسلمانون کی نشانی کا ذکر فرمایا کہ اللہ اور رسول کا حکم اون کی مرضی کے موافق ہو یا نہو وہ کسی طرح اللہ اور رسول کی دلی اور زبانی فرمانبرداری مین کوتاہی نہین کرتے کیونکہ ان کے دل مین اللہ کا خوف ہے اور ان کی عادت پرہیزگاری کی ہے ہجرت سے پہلے جس قدر حصہ قرآن شریف کا مکہ مین اترا ہے اسمین منافقون کا ذکر اس واسطے نہیں ہے کہ مکہ مین یا کھلم کھلا مسلمان تھے یا کافر تھے ہجرت کے بعد جب اہل اسلام کی قوت بڑھی تو اہل مدینہ مین کچھہ لوگ ایسے تھے کہ مسلمانون کی قوت اور شوکت دیکھکر جب مسلمانون سے ملتے تو اوپری دل سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے اور اپنے ساتھیون سے ملتے تو اہل اسلام کی مذمت کرتے یہ لوگ کبھی ادہر مل جاتے اور کبھی ادہر اسی واسطے عبد اللہ بن عمرؓ کی صحیح مسلم کی روایت مین ان لوگون کی مثال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ریوڑ سے بہکی ہوئی بکری کی بیان فرمائی ہے جس مثال کا حاصل یہ ہے کہ جسطرح ریوڑ سے بہکی ہوئی بکری کبھی اس ریوڑ مین جاتی ہے کبھی اُس ریوڑ مین یہی حال ان لوگونکا ہے کہ کبھی ادہر کبھی اودہر ان آیتون مین اور اکثر آیتون مین ایسے ہی لوگونکا ذکر ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو ایک خوبصورت اور مالدار عورت بدکاری کے لئے بلائے اور وہ شخص اللہ تعالی کے خوف سے اوس عورت کا کہنا نہ مانے تو ایسے شخص کو حشر کے دن کی دھوپ مین اللہ تعالی اپنے عرش کے سایہ مین جگہ دیگا پکے مسلمانون کے ذکر مین یہ جو فرمایا تھا کہ اون لوگون کے دل مین اللہ کا خوف ہے اور انکی

منزل ۴

عادت پرہیزگاری کی ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کے دل مین اللہ کا خوف ہوگا اور اُسکی عادت پرہیزگاری کی ہوگی تو اللہ تعالی کے نزدیک ایسے شخص کی بڑی قدر اور منزلت ہے حسن بصری کی روایۃ سے جو شان نزول اوپر بیان کی گئی اوس کی سند معتبر ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی اپنی تاکید کی قسمین کہ اگر تو حکم کرے تو سب کچھہ چھوڑ نکلین تو کہہ قسمین نہ کھاؤ حکم برداری چاہیے جو دستور ہے

خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ

خبر ہے جو کرتے ہو — تو کہہ حکم مانو اللہ کا — اور حکم مانو رسول کا — پھر اگر تم منہ پھیروگے تو اُسکا ذمہ ہے جو بوجھہ اُسپر رکھا

مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھہ تمپر رکھا اور اگر اُسکا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام والیکا ذمہ نہین ہے مگر پہنچا دینا کھولکر

منافقون کے ذکر مین پکے مسلمانون کا تذکرہ فرماکر اس آیۃ مین منافقون کی ایکسا اور عادت کا ذکر فرمایا حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ جو منافق لوگ اللہ کے رسول کے فیصلہ سے گھبراتے تھے وہ پھر مسلمانون مین اپنا اعتبار جمانے کے لئے سخت سخت اللہ کی قسمین کھاکر کہتے تھے کہ معاملات مالی کے فیصلے تو درکنار ہم کو لڑائی پر جانے اور جان دینے کا حکم ہو تو بھی ہم حاضر ہین اُسکے جواب مین اللہ تعالی نے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو قسمین نہ کھاؤ تمہاری حکم برداری اور تمہارے عملون کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے ان لوگون سے یہ بھی کہدو کہ سچے دل سے اللہ کے رسول کی حکم برداری کرو کیونکہ اللہ کے رسول کا کام اللہ کا پیغام کا پونہچا دینا ہے اور امت کے لوگون کا کام اُسکے موافق عمل کرنا جب اللہ کے رسول اپنا کام کر رہے ہین تو امت کے لوگ اگر اون کی پیروی کرین گے تو عقبی کی بہبودی کا راستہ پاوین گے اور اگر نافرمانی کرین گے تو عقبی مین اوس کا خمیازہ بھگتین گے - صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا کے پیدا ہونے کے بعد جو کچھہ دنیا مین ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر وہ سب اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین لکھہ لیا ہے - یہ حدیث ان اللہ خبیر بما تعملون کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ان منافقون کی دغابازی کی باتین دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ مین لکھی جاچکی ہین اللہ کے علم غیب سے ان کا کوئی کام باہر نہین ہے وقت مقررہ پر ان کے عملونکا بدلا انکی آنکھون کے سامنے آجاویگا صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ رضی سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین لوگون کی کولیان بھر بھر کے دوزخ کی آگ سے بچانا چاہتا ہون مگر لوگ اس طرح دوزخ کی آگ مین گرنے کے کام کرتے ہین جسطرح کیڑے پتنگے دنیا کی آگ مین گرنے کی جرأت کرتے ہین اس حدیث کو آیۃ کے آخری ٹکڑے کے ساتھہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو کام اللہ کے رسول کے ذمہ تھا وہ انھون نے بڑی کوشش سے پورا کیا لیکن اللہ تعالی کے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر جو لوگ لوح محفوظ مین دوزخی لکھے جاچکے تھے اونھون نے کیڑے پتنگونکی طرح آگ مین گرنے کے کام کئے -

منزل ۴

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ

وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کئے ہین نیک کام البتہ پیچھے حاکم کریگا انکو ملک مین جیسا حاکم کیا تھا انسے اگلونکو

مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ

اور جما دیگا انکو دین انکا جو پسند کر دیا انکے واسطے اور دیگا انکو انکے ڈر کے بدلے مین امن میری بندگی کرینگے

لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

شریک نہ کرینگے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے اس پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم

معتبر سند سے مستدرک حاکم اوسط طبرانی وغیرہ مین برا بن العازب اور ابی بن کعب کی روایتہ سے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ بعد نبوت کے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین رہے وہ زمانہ ایسے خوف اور ایذا کا تھا کہ دین کا کوئی کام کھلم کھلا نہین ہو سکتا تھا یہان تک مشرکون نے ایذا پر کمر باندھی کہ آخر ہجرت کا حکم ہوا ہجرت کے بعد فتح مکہ تک مدینہ مین بھی خوف ہی رہا مہاجر اور انصار رات دن کمربستہ اور ہتیار باندھے رہتے تھے اور اندیشہ کرتے رہتے تھے کہ نہیں معلوم کس طرف سے کون دشمن چڑہائی کرکے آجاتا ہے اوسی زمانہ مین بعضے صحابہ نے اونکا آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت کبھی یہ خوف رفع ہوکر امن سے بھی بیٹھین گے اوسپر اللہ تعالی نے یہ آیتہ نازل فرمائی اور مسلمانون کی تسکین کی کہ اگر وہ اسلام پر قائم رہین گے تو اللہ تعالی انکو بنی اسرائیل کی طرح حکومت اور امن دیوے گا اللہ کا وعدہ سچا ہے اللہ کے وعدہ پر جب تک صحابہ قائم رہے آنحضرت کے زمانہ سے حضرت عثمان رض کی خلافت تک نئے نئے ملک فتح ہوتے رہے جب حضرت عثمان رض کی خلافت مین حضرت عثمان کی شہادت کا واقعہ ہوا اور آپس کی خون ریزیان شروع ہوگئین پھر وہی پہلے جیسے بے امنی مسلمانون مین پھیل گئی جو آج پھیلی ہوئی ہے حالانکہ اللہ تعالی نے خوشحالی کے وعدہ مین یہ بھی فرما دیا تھا کہ خوشحالی کے زمانہ مین نعمت کی ناشکری سے پرہیز کرنا چاہیئے ترمذی وغیرہ مین چند روایتین ہین اون کا حاصل یہ ہے کہ جب لوگون نے حضرت عثمان رض کا گھر گھیر لیا اور حضرت عثمان رض کے شہید کرنے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن سلام صحابی حضرت عثمان رض کے پاس آئے حضرت عثمان رض نے پوچھا کہ عبداللہ تم کیونکر آئے عبداللہ بن سلام رض نے کہا مین بلوہ سنکر آپ کی مدد کو آیا ہون حضرت عثمان نے جواب دیا کہ بہ نسبت میری مدد کے یہ بات بہتر ہے کہ تم ان بلوائی لوگون کو سمجھا کر ٹال دو عبداللہ بن سلام رض نکلے اور بلوہ کے لوگون کو سمجھایا کہ خلیفہ وقت پر تم لوگ اگر ہاتھ اوٹھاؤگے تو پھر اللہ کے غضب کی تلوار قیامت تک میان مین نہ آویگی اون لوگون نے حضرت عبداللہ بن سلام رض کا کہنا نہ مانا اور عبداللہ بن سلام اور حضرت عثمان رض دونون کو برا کہنا شروع کیا اور آخر حضرت عثمان کو شہید کر ڈالا غرض جب سے مسلمانون مین اس طرح کی نافرمانی پھیلی خدا کی خفگی ہوگئی جس کا اثر آج تک موجود ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ رض سے روایتہ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجکو اپنی امت کی تنگدستی کا خوف نہین ہے خوف تو یہ ہے کہ پچھلی امتون کی طرح جب ان مین خوشحالی آجاویگی تو یہ لوگ طرح طرح کی خرابی مین پڑجاوینگے اس حدیث اور آیتہ کو ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی نے آیتہ مین کے وعدہ کے موافق مسلمانون کو جب طرح طرح کی خوشحالی دی تو حدیث مین کی پیشین گوئی کے موافق مسلمانون مین رفتہ رفتہ طرح طرح کی خرابیان پیدا ہوگئین کفر کے معنے یہان نعمت کی ناشکری کے ہین حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ جن لوگون کے دل مین اللہ تعالی کی وحدانیت اور اللہ کے رسول کے سچے ہونے کا

منزل ۱۶

پورا یقین تھا اور اوس یقین کے ظاہر کرنے کے لئے وہ نیک عمل بھی کرتے ہین اونکو دشمنون کے خوف سے کچھ گھبرانا نہین چاہیے جسطرح ملک شام کے بڑے بڑے جابر اور صاحب قوت دشمنون کو مٹا کر ایک مدت تک اللہ تعالی نے اوس ملک مین بنی اسرائیل کو حاکم بنایا یہی انجام امت محمدیہ کے ایماندار نیک عمل لوگون کا ہوگا اللہ تعالی اونکو حکومت اور ہر طرح کا امن دیگا اور اس آخری زمانہ مین جو دین اللہ تعالے کو پسند ہے ان حاکمون کے ہاتھ سے وہ دین خوب قائم ہوگا دنیا کے بڑے حصہ سے شرک اوٹھکر خالص اللہ کی عبادت جاری ہوجاویگی پھر فرمایا اس شکر گذاری کی حالت کے بعد رفتہ رفتہ جو لوگ اللہ تعالی کی اس نعمت کی ناشکری کرین گے وہ نافرمان ہوکر طرح طرح کی خرابی مین پڑ جاوین گے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور حکم مین چلو رسول کے شاید تم پر رحم ہو نہ خیال کر کہ یہ جو

كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

منکر ہین تھکا دینگے بھاگ کر ملک مین اور اونکا ٹھکانا آگ ہے اور بری جگہ ہے پھر جا نیکی

ع ۷ / ۱۳

اوپر حکومت اور امن کے عطا فرمانے کی خوشخبری کا ذکر فرما کر ان آیتون مین فرمایا کہ اس خوشخبری کا وقت آنے تک ایماندار لوگون کو چاہیے کہ اللہ کے رسول کی نصیحت کے موافق بدنی اور مالی عبادت مین لگے رہین تاکہ اللہ تعالی اپنی رحمت سے اس خوشخبری کے ظہور کا وقت جلدی دکھاوے اوپر کی خوشخبری کے سننے کے بعد یہ خیال گذر سکتا تھا کہ اب تک تو دشمنون کا غلبہ چلا جاتا ہے پھر ایک دفعہ ہی یہ سب دشمن کیونکر مغلوب ہوجاوین گے اور مسلمانون کو حکومت کس طرح مل جاویگی اسواسطے اپنے رسول کو مخاطب ٹھہرا کر لوگون کو سمجھایا کہ ان دشمنون پر اللہ تعالی کوئی دنیوی عذاب بھیجے تو ان کو دنیا بھر مین کہین بھاگنے کو جگہ نہ ملیگی اور پھر عقبی مین ایسے دشمن دین لوگون کا برا ٹھکانا دوزخ ہے حاصل یہ ہے کہ وعدہ کے ظہور پر جو خوشخبری ان لوگون کو سنائی گئی ہے اللہ کی قدرت کے آگے اوسکا ظہور کچھ مشکل نہین ہے صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ کی چڑہائی سنہ ۸ ہجری مین ہوئی یہ اوپر گذر چکا ہے کہ بنی مصطلق کی لڑائی سے واپسی کے وقت حضرت عائشہؓ پر بہتان لگایا گیا اور اوسی وقت سورۃ النور نازل ہوئی اگرچہ مغازی ابن اسحاق مین ہے کہ بنی مصطلق کی لڑائی سنہ ۶ ہجری مین ہوئی ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ بنی مصطلق کی لڑائی سنہ ۵ ہجری مین ہے کیونکہ اس لڑائی سے واپسی کے وقت حضرت عائشہؓ کے بہتان کی بات چیت مین سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کا جھگڑا جو ہوا ہے اوس کا ذکر صحیح بخاری وغیرہ کی صحیح روایتون مین ہے اور یہ بھی صحیح روایتون مین ہے کہ بنی قریظہ کے واقعہ کے وقت سنہ ۵ ہجری مین سعد بن معاذ کا انتقال ہوگیا اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ سعد بن معاذؓ کے انتقال سے پہلے بنی مصطلق کی لڑائی ہوئی اور اوسی لڑائی سے واپسی کے وقت حضرت عائشہؓ کے بہتان کا قصہ پیش آیا اور اسی قصہ کی بات چیت مین سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کا جھگڑا ہو اور نہ مغازی ابن اسحق کی روایت کے موافق اگر سنہ ۶ ہجری مین بنی مصطلق کی لڑائی ہوتی اور اسی لڑائی کے وقت حضرت عائشہؓ کے بہتان کا قصہ پیش آتا تو وفات کے بعد سعد بن معاذ کا جھگڑا سعد بن عبادہ سے کیونکر ہوسکتا تھا حاصل کلام یہ ہے کہ سنہ ۵ ہجری مین

سورہ النور نازل ہوئی اور اسی سورہ کی آیتوں مین وعدہ کے طور پر مسلمانون کو حکومت کی خوشخبری جو سنائی تھی آخر کار الذین کے تین سال بعد مکہ پر چڑہائی ہوکر مکہ فتح ہوگیا اور مکہ مین مسلمان حاکم رہنے لگا اس کے بعد رفتہ رفتہ اس خوشخبری کا جو ظہور ہوا تاریخ الخلفا کے دیکھنے سے اوس کا حال اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

اے ایمان والو پروانگی مانگ کر آوین تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال مین اور جو نہین پہنچے تم مین عقل کی حد کو

مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ

تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر مین اور

بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ

عشا کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت کھلنے کے ہین تمہارے کچھ گناہ نہین تم پر اور نہ آن پر آنکے پیچھے پھیرا کرتے

طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

کرتے ہو ایک دوسرے پاس یون کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

اور جب پہنچین لڑکے تم مین عقل کی حد کو تو ویسی پروانگی لین جیسے لیتے رہے ہین آنسے اگلے یون کھول سناتا ہے

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

اللہ تمکو اپنی باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

شروع سورہ مین ہر وقت گھر والون سے اجازت لیکر پرائے گھر مین جانے کا حکم تھا ان آیتون مین غلامون اور نابالغ لڑکون کو یہ حکم ہے کہ فجر کی نماز سے پہلے دوپہر اور عشا کی نماز کے بعد غلام اپنے آقا کے اور نابالغ لڑکے اپنے رشتہ دارون کے گھر مین بغیر اجازت کے نہ جاوین یہ تینون وقت لوگون کے آرام کرنے اور ننگے کھلے رہنے کے ہین اسواسطے ان وقتون کے لئے یہ خاص حکم نازل فرمایا اگرچہ سلف کا اس مین اختلاف ہے کہ الذین ملکت ایمانکم مین غلام لونڈی دونون داخل ہین یا یہ حکم فقط غلامون کے لئے ہے مگر حضرت عبداللہ بن عباس کا صحیح قول یہی ہے کہ اس حکم مین لونڈی داخل نہین ہے حاصل مطلب آیتون کا یہ ہے کہ اے ایمان والو تم اپنے غلامون اور نابالغ لڑکون سے کہدو کہ جن تین وقتون کا ذکر آیتون مین ہے اون تین وقتون مین یہ تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے پروانگی مانگ کر تمہارے پاس آیا کرین کیونکہ یہ تینون وقت تمہارے اور تمہاری عورتون کے ننگے کھلے رہنے کے ہین اور یہ لوگ ہر وقت تمہارے پاس آیا جایا کرتے ہین ہر گھڑی ان کا پروانگی مانگ کر آنا مشکل ہے اس لئے ان تینون وقتون کے علاوہ اور وقتون مین یہ لوگ بغیر پروانگی بھی تمہارے پاس آجاوین تو کچھ مناہی نہین ہے پھر فرمایا جب یہ نابالغ لڑکے بالغ ہو جاوین تو جسطرح ان کے بالغ ہو جانے سے پہلے کے لوگونکو ہر وقت پروانگی مانگ کر گھر مین آنے کا حکم ہے وہی حکم ان کے حق مین بھی ہوگا پھر تین وقتون کی خصوصیت باقی نہ رہے گی ہان بالغ نابالغ سب

غلامون کے لئے تین وقتون کی خصوصیت ہے غلام اور نابالغ لڑکے علیحدہ مکان مین سوتے بیٹھتے ہون تو حسنؒ بصری کے قول کے موافق پروانگی کا حکم ہے نہین تو نہین دونون آیتون کے آخر مین فرمایا اللہ تعالی اپنے بندون کی ہر طرح کی ضرورتون کو خوب جانتا ہے اس لئے اوس نے یہ پروانگی مانگنے کا حکم حکمت اور تدبیر سے دیا ہے جو علما اس بات کے قائل ہین کہ غلام سے پردہ نہین ہے ان آیتون مین اونکے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ ان آیتون مین سوائے تین وقتون کے اور سب وقتون مین غلام کو بغیر پروانگی آقا کے گھر مین جانے کی اجازت ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے سہلؓ بن سعد کی حدیث اس سورہ مین گزر چکی ہے کہ بغیر پروانگی کے مانگنے کے کسی شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک زنانہ حجرہ مین جھانکنے کی جرأت کی جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص کی جرأت کا حال سنا تو فرمایا کسی کے گھر مین جانے سے پہلے پروانگی کے مانگنے کا حکم اسی واسطے نازل ہوا ہے کہ بے خبر کسی کے گھر کے اندر گھس جانے سے ننگی کھلی عورتون پر نظر نہ پڑے اسواسطے اگر مین اوس شخص کو حجرہ مین جھانکتے ہوئے دیکھہ لیتا تو اوس کی آنکھ پھوڑ ڈالتا اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جسطرح اجنبی لوگون کو ہر وقت بغیر پروانگی کے پرائے گھر مین جانے کی سخت مناہی ہے خاص تین وقتون مین وہی سخت مناہی غلام اور نابالغ لڑکون کے حق مین ہے کہ ان تین وقتون مین بلا پروانگی کے غلام اپنے آقا کے اور نابالغ لڑکا اپنے رشتہ دارون کے گھر مین ہرگز نہ جاوے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ

اور جو بیٹھہ رہی ہین تمہاری عورتون مین جنکو توقع نہین بیاہ کی انپر گناہ نہین کہ اتار رکھین اپنے کپڑے

غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

یہ نہین کہ دکھاتی پھرین اپنا سنگار اور اس سے بھی بچین تو بہتر ہے انکو اور اللہ سب سنتا ہے جانتا

منزل ۴

صحیح بخاری مین حضرت عائشہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پردہ کی آیۃ کے نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ ایک رات چادر اوڑھ کر نکلین اور حضرت عمرؓ نے اونکو دھمکایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشورہ دیا کہ پردہ کے حکم کے ساتھ یہ حکم بھی دیا جاوے کہ چادر اوڑھ کر بھی عورتین گھر کے باہر نہ نکلا کرین اللہ تعالی نے سورۃ الاحزاب کی آیتین نازل فرما کر اسپر یہ حکم دیا کہ عورتون کے لئے پردہ کا جو حکم نازل ہوا ہے وہ کافی ہے جماعت کی نماز یا کسی اور ضرورت سے دوپٹہ کے اوپر چادر یا برقعہ اوڑھکر اور اوس مین مونھہ چھپا کر عورتون کے باہر نکلنے مین کوئی حرج نہین ہے یہ حکم جوان بوڑھی سب عورتون کے لئے تھا اس آیۃ مین فرمایا وہ بوڑھی عورتین جنکو نکاح کی خواہش نہین ہے اونپر جوان عورتون کی سی پردہ کی تاکید نہین ہے اگر وہ کسی موقع پر دوپٹہ کے اوپر کی چادر اوتار ڈالین تو جائز ہے۔

لیکن ان مین سے کوئی عورت غیر مرد کو اپنا کچھہ بناؤ دکھانے کے لئے دوپٹہ کے اوپر کی چادر نہ اوتارے پھر فرمایا یہ بوڑھی عورتین بھی اگر دوپٹہ کے اوپر چادر کے اوڑھنے کی عادت کو جاری رکھین تو ان کے حق مین بہتر ہے کیونکہ اس مین احتیاط زیادہ ہے واللہ سمیع علیم اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون کی زبانی باتون کو خوب سنتا اور اون کے دل کے بھیدون کو خوب جانتا ہے اس لئے انہین کی کوئی عورت اگر اپنے آپ کو زبانی تو

بوڑہی تبلاویگی اور اوسکے دل مین کچہہ اور بہید ہوگا تو اوسکی زبانی باتین اور دل کا بہید سب کچہہ اللہ کو معلوم ہے عورت اپنے کسی چہپے ہوئے بناو سنگار کو جتلا دے تو اوسکو تبرج کہتے ہین مسند امام احمد اور صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول نے ایسی عورتون کو دوزخی فرمایا ہے جو ایسا کپڑا پہنتی ہین جس سے اون کا کچہہ بدن ڈہکتا ہے اور کچہہ کہلا رہتا ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتہہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ حال کے رواج کے موافق جو عمر رسیدہ عورتین ایسے مہین کپڑے کا دوپٹہ اوڑہتی اور کرتہ پہنتی ہین جس سے اون کا کچہہ بدن ڈہکتا اور کچہہ کہلا رہتا ہے تو ایسی عورتونکو اجنبی مرد کے سامنے دوپٹہ کے اوپر موٹے کپڑے کی چادر کا اوڑہنا ضروری ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰى
نہین اندہے پر کچہہ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف اور نہین تکلیف

أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أُمَّهٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ إِخْوَانِكُمْ
تم لوگون پر کہ کہا لو اپنے گہرون سے یا اپنے باپ کے گہرون سے یا اپنے مان کے گہرسے یا اپنے بہائی کے گہرسے

أَوْ بُيُوْتِ أَخَوٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ
یا اپنے بہن کے گہرسے یا اپنے چچا کے گہرسے یا اپنی پہوپی کے گہرسے یا اپنے ماموں کے گہرسے یا اپنے خالا کے

خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ أَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوْا جَمِيْعًا
گہرسے یا جسکے کنجیون کے مالک ہوئے ہو یا اپنے دوست کے گہرسے نہین گناہ تم پر کہ کہاؤ ملکر

أَوْ أَشْتَاتًا ط فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً
یا جدا ہوکر پہر جب جانے لگو کبہی گہرون مین تو سلام کہو اپنے لوگون پر نیک دعا ہے اللہ کے ہان سے برکت

طَيِّبَةً ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝
کے ستہرے یون کہولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتین شاید تم بوجہہ رکہو

ع ۸

اس آیۃ کی شان نزول مین علمائے مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ جب سورہ بقرہ مین یہ حکم نازل ہوا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا مال بلاوجہ نہ کہاوے تو مسلمان طرح طرح کی احتیاط ضرورت شرعی سے زیادہ کرتے تہے مثلاً جب تندرست مسلمان لڑائی پر جاتے تہے تو اندہے لنگڑے۔ اپاہج مسلمان لوگون کو وہ تندرست مسلمان حفاظت اور چوکسی کے لئے اپنے گہر پر مقرر کر دیتے تہے یہ اپاہج لوگ اون تندرستون کے پیچہے اون تندرستون کے کہانے پینے کی چیز کو بہی ہاتہہ لگانے اور کام مین لانے کو منع سمجہتے تہے اسی طرح تندرست لوگ اندہے اور بیمار لوگون کے ساتہہ کہانا کہانے کو اس خیال سے منع جانتے تہے کہ بیمار بوجہ بیماری کے کم کہاتا ہے ساتہہ والا اوسکا کہانا زیادہ کہا کر گناہ مین نہ پہنسے یہی حال اندہے کا خیال کرتے تہے کہ وہ اپنی مال کی پوری حفاظت نہین کر سکتا اور ایک رشتہ دار یا دوست کے گہر مین کہانے پینے کو اچہا نہیں جانتا تہا غرض اس طرح کی احتیاط کی اور باتین بہی لوگون نے نکال رکہی تہین جو حرج اور تکلیف سے خالی نہ تہین اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمادیا کہ بغیر اذن کے تصرف بیجا کے طور پر ایک مسلمان کو دوسرے

مسلمان کا مال کھانا سورہ بقرہ کے حکم سے منع کیا گیا ہے آپس کے سلوک کے طور پر آور آپس کی محبت کے طور پر ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کے گھر میں یا ایک دوست دوسرے دوست کے گھر میں کھانا کھالیوے تو منع نہیں ہے رشتہ دارون کے ذکر مین باپ کا بیٹے کے گھر کھانے کا ذکر نہیں ہے لیکن مسند امام احمد اور سنن کی حضرت عائشہؓ کی معتبر روایتون مین یہ صراحت آچکی ہے کہ خود بیٹا اور بیٹے کا سب مال و متاع باپ کا مال ہے اس صراحت کے بعد بیٹے کے گھر باپ کا کھانا بھی اس آیہ کے حکم مین داخل ہے صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت اکیلے کھانے کے چند آدمیون کے ملکر کھانا کھانے سے ایک آدمی کا کھانا دو آدمیون کو اور دو آدمیون کا تین کو اور تین کا چار کو کافی ہو جاتا ہے چنانچہ صحیح بخاری کی ابوہریرہؓ کی اور ابن ماجہ کی حضرت عمرؓ کی روایتون مین اس کا ذکر ہے حاصل مطلب آیہ کا یہ ہے کہ جن اپاہج آدمیون کو لڑائی پر جانے والے لوگ اپنے گھرون کی چوکسی کے لئے چھوڑ جاتے ہین وہ اپاہج گھر والون کے کھانے پینے کی چیز کام مین لاسکتے ہیں اسی طرح وہ گھر والے اپنے گھر کے کھانے پینے کی چیزون کی طرح اپنے باپ مان بھائی بہن چچا پھوپی ماموں خالا کے گھرون مین کھانے پینے کی چیز کھا سکتے ہین یہی حال آپس کے دوستون کا اور اس شخص کا ہے جس کے اختیار مین کسی کے گھر کی کنجیان ہون پھر فرمایا اس کی بھی کچھ مناہی نہیں ہے کہ لوگ اکٹھے ملکر ایک دسترخوان پر کھانا کھاوین یا اکیلے پھر فرمایا جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے گھر پر جاوے تو سلام علیک کیا کرے کیونکہ سلام علیک مسلمانون مین آپس کی بڑی دعائے خیر ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ دین کے احکام یون کھول کھولکر بیان فرماتا ہے تاکہ تم لوگ دین کی باتون کو اچھی طرح سمجھو مسلمان آپس مین سب ایک ہین اس لئے فسلموا علی بعضکم کی جگہ فسلموا علی انفسکم فرمایا صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان سے فرمایا آدم تم فرشتون کی ایک جماعت سے سلام علیک کرو پھر جو کچھ وہ جواب دیوین وہی طریقہ تمہاری اولاد مین جاری رہنا چاہئیے آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق فرشتون سے السلام علیکم کہا تو انھون نے جواب دیا وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ سلام علیک جس طرح کی قدیمی سنت ہے اس کا حال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے اسکی زیادہ تفصیل سورہ النساء مین گزر چکی ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا

ایمان لائے وہ مین جو یقین لائے ہیں اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور جب ہوتے ہیں اُسکے ساتھ کسی جمع ہونیکے کام مین تو چلے نہیں جاتے

حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ

جب تک اس سے پروانگی نہ لین جو لوگ تجھ سے پروانگی لیتے ہیں وہی ہین جو مانتے ہین اللہ کو اور اُسکے رسول کو پھر جب پروانگی مانگین تجھسے

لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اپنے کسی کام کو تو دے پروانگی جسکو ان مین تو چاہے اور معافی مانگ اُنکے واسطے اللہ سے اللہ بخشنے والا ہے مہربان

سورہ آل عمران اور سورۃ النساء مین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے جابر بن عبداللہ اور زید بن ثابت کی روایتین گزر چکی ہین کہ عبداللہ بن ابی منافقون کا سردار بغیر پروانگی اللہ کے رسول کی احد کی لڑائی کے وقت میدان جنگ مین سے مدینہ چلا آیا اور اپنے ساتھ

تین سو آدمیون کو بھی پلٹالایا سورہ الاحزاب مین آویگا کہ بہت سے منافق جھوٹے عذر کرکے احزاب یعنی خندق کی لڑائی سے جان بچاگئے
ان قصون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ پکے مسلمانون کی عادت منافقون کی سی نہیں ہے بلکہ پکے مسلمان کسی جتھے کے
کام کی ضرورت کے وقت جب اللہ کے رسول کی محفل مین جمع ہوتے ہین تو اللہ کے رسول کی پروانگی کے بغیر ہرگز اپنے گھر کو نہین جاتے
پھر فرمایا یہ ان لوگون کی ایمانداری کی نشانی ہے کہ یہ لوگ اللہ کے رسول کی پروانگی کو اپنی ضرورتون سے مقدم گنتے ہین پھر فرمایا یہ لوگ
سچے عذر کے سبب سے پروانگی مانگتے ہین اسواسطے جب یہ لوگ پروانگی مانگین تو اے رسول اللہ کے تم ان مین سے جنکو چاہو پروانگی
دیکر اون کی غیر حاضری کی معافی کے لئے اللہ کی جناب مین دعا کرو اللہ بخشنے والا مہربان اپنی مہربانی سے تمہاری دعا قبول کریگا صحیح بخاری
مین انس رضہ بن مالک سے روایۃ ہے جس مین تبوک کی لڑائی سے پلٹتے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے لوگ
جو سچے عذرون کے سبب سے اس سفر مین گھر بیٹھے رہے اللہ تعالی کی بارگاہ سے اُنکو اوتنا ہی اجر ملے گا جتنا اجر سفر کرنے والون کو
ملنے والا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ جتھے کی ضرورت کے وقت سچے عذر والون کی غیر حاضری بھی معاف
ہے اور اللہ تعالی اپنی مہربانی اور رحمت سے اونکا اجر بھی ضائع نہین فرماتا۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ
مت ٹھیراؤ بلانا رسول کا اپنے اندر برابر آسکے جو بلاتا ہے تم مین ایک ایک کو اللہ جانتا ہے اُن لوگون کو تم مین سے جو سٹک جاتے ہین آنکھ بچا کر

اوپر ذکر تھا کہ بعضے منافق بغیر پروانگی اللہ کے رسول کے لشکر اسلام کا ساتھ چھوڑ کر گھر آن بیٹھے اور جھوٹے عذر پیش کرکے لشکر اسلام
کی شراکت کو ٹال گئے ایسے ہی لوگون کے حق مین فرمایا کہ اے لوگو اس طرح کے دغابازی کے کام کرکے اللہ کے رسول کی بددعا نہ لو کیونکہ
اللہ کے رسول کی بددعا عام لوگونکی بددعا جیسی نہین ہے مکہ کے سرکش لوگون نے اللہ کے رسول کی بددعا کے اثر سے قحط کی سخت آفت جو
اوٹھائی اُس قصہ سے تم لوگون کو عبرت پکڑ لی اور اللہ کے رسول کی بددعا سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے پھر فرمایا تم مین سے ایک دوسرے کی
آڑ مین ہو کر بغیر پروانگی اللہ کے رسول کے جو چلے جاتے ہو اور اپنے دل مین سمجھتے ہو کہ تمہاری اس دغابازی کو کوئی نہین جانتا یہ تمہاری نادانی ہی
کیونکہ آسمان زمین کی کوئی شے اللہ کے علم سے باہر نہین ہے اُسکو تمہاری یہ سب دغابازیان خوب معلوم ہین وقت مقررہ پر ان دغابازیون کا
خمیازہ تمکو بھگتنا پڑے گا اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے دنیا مین تو ان منافقون کی دغابازی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو
منع فرمادیا کہ وہ ایسے لوگون کے جنازہ کی نماز مین شریک نہ ہون چنانچہ اس کا ذکر سورۃ التوبہ مین گزر چکا ہے اور عقبی مین اللہ کا وعدہ ہے
کہ ان منافقون کا ٹھکانا منکر شریعت لوگون کے ساتھ دوزخ ہے چنانچہ اس وعدہ کا ذکر بھی سورۃ التوبہ مین گزر چکا ہے اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مکہ مین جو قحط پڑا تھا صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود کی روایۃ کے حوالہ سے اس کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہی
آیۃ مین منافقون کو اللہ کے رسول کی بددعا سے جو ڈرایا گیا ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے
کہ اگر یہ منافق لوگ اپنی دغابازی سے باز نہ آئے اور اللہ کے رسول نے انکے حق مین بددعا کی تو وہی نتیجہ انکا ہو گا جو ہجرت سے پہلے مکہ
کے مشرکون کا ہوا اگرچہ لا تجعلوا دعاء الرسول کی تفسیر مین سلف کے کئی قول ہین لیکن اللہ کے رسول کی بددعا سے بچنے کی تفسیر حضرت

عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق ہے اور حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی قول کو قوی ٹھہرایا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

سو ڈرتے رہین جو لوگ خلاف کرتے ہیں اُسکے حکم کا کہ پڑے آنپر کچھہ خرابی یا پہنچے آنپر دکھہ کی مار

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ

سنتے ہو اللہ کا ہے جو کچھہ ہے آسمانون اور زمین مین اُسکو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جسدن پھیرے جاوینگے اُس کی

اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

طرف تو بتادے گا اُنکو جو اُنھون نے کیا اور اللہ سب چیز جانتا ہے

ع ۹ ۱۵

اس آیۃ مین اللہ تعالیٰ نے لوگون کو اپنے رسول کی مخالفت سے ڈرایا اور فرمایا کہ جو لوگ رسول کے طریقہ رسول کی سنت کی مخالفت کرتے ہین اونکو دین و دنیا کے وبال سے ڈرنا چاہئے اب یہ خوب جان لینا چاہئے کہ رسول کی مخالفت ایکسا تو ظاہری ہے جس طرح کا فر لوگ کھلم کھلا رسول کی ہدایت کو نہین مانتے اور دنیا مین گمراہ ہیں اور عاقبت مین اوس گمراہی کا عذاب بھگتین گے اور ایک مخالفت رسول کی منافق لوگون کی ہے کہ ظاہر مین تو وہ لوگ اپنے آپ کو رسول کا فرمانبردار کہتے ہین مگر دل سے رسول کے وہ لوگ فرمانبردار نہین جسوقت قرآن شریف نازل ہوتا تھا اوسوقت تو ایسے لوگون کا حال وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوجاتا تھا اب وحی کے بند ہوجانے سے کسی کے دل کا حال تو معلوم نہین ہوسکتا ہان آدمی کے عملون سے اوس کے دل کا حال معلوم ہوسکتا ہے اس لئے جس شخص کے ظاہری عمل رسول کی سنت کے موافق ہون گے ظاہری شریعت کے حکم کی رو سے اُسکو منافق تو نہین کہا جاسکتا لیکن اگر اُسکے وہ عمل خالص نیت سے آخرت کا ثواب اور اجر حاصل کرنے کی غرض سے نہ ہون گے تو ایسے شخص کو ریاکار اور ریاکاری کے سبب سے اوسکو اللہ اور رسول کے حکم کا مخالفت کرنے والا شریعت مین ٹھہرایا جاویگا اور ریاکارون کی جو سزا شریعت نے قرار دی ہو وہ سزا ایسے شخص کو عقبیٰ مین ملیگی اور جو شخص کسی رسم کی پابندی کے سبب سے رسول کے فرمانے کے موافق عمل کرنے سے باز رہتا ہے اُس مین بلاشک بو نفاق کی ہو کیونکہ ایسے شخص نے کلمہ گو بنکر جس طرح زبان سے رسول کی فرمانبرداری کا اقرار کیا ہے اوس کا عمل اُسکے اقرار کے مخالف ہے غرض آیۃ کے حکم مین ہر طرح کی مخالفت کرنے والے لوگ داخل ہین لیکن شیطان انسان کے پیچھے ایسا دشمن لگا ہوا ہے کہ بہت سے برے کامون کو انسان پر کھلنے نہین دیتا بلکہ ملمع کرکے بہت سے برے کامون کو اچھا دکھا دیتا ہے جب شیطان اپنے کام مین لگا ہوا ہے تو ہر شخص نجات عقبیٰ کے طلبگار کو چاہئے کہ وہ اپنے کام مین لگے اس شخص طالب نجات کا کام کیا ہے ہر قول و فعل مین فرمانبرداری اور پیروی صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرے کیونکہ دنیا مین ایک یہی سیدھی سڑک ہے جو منزل مقصود تک پہونچا سکتی ہے سوائے اسکے اور کوئی راستہ شیطان کے وسوسے سے خالی نہین ہے معتبر سند سے مسند امام احمد مستدرک حاکم دارمی اور نسائی مین حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکسار و زایک سیدھا خط زمین پر کھینچا اور اُس خط کے ادھر ادھر اور بہت سے خط کھینچکر فرمایا کہ یہ ایک راستہ اللہ کا ہے اور باقی جتنے راستے ہین سب پر شیطان بیٹھا ہوا ہے اور اون راستون کی طرف وہ لوگون

منزل ۴

بلاتا اور رغبت دلاتا ہے پھر آپ نے سورہ انعام کی وہ آیۃ پڑہی جس کا حاصل یہ ہے کہ شریعت پر قائم رہنے اور فرمانبرداری رسول کی بجالانے کا عہد جو لوگون نے اللہ تعالی سے کیا ہے لوگون کو چاہیے کہ اوس عہد کو پورا کرین اور یہی راہ راست اور سیدہی سڑک ہے اسی کو سب لوگ اختیار کرین سوا اس کے دنیا مین جتنے راستے ہیں وہ سب سیدہے راستہ سے ڈگانے والے ہیں ترمذی مین حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ جس شخص کو اللہ کے رسول کی مہری سند نجات کی دیکھنی منظور ہو وہ سورہ انعام کی ان آیتون کو دیکھ لیوے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے رسول کی پروانگی کے بغیر لشکر اسلام یا جماعت جمعہ وعید کا ساتھ چھوڑ دیتے ہین انکو دنیا کی کسی آفت یا عقبی کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیے پھر فرمایا جو کچھ آسمان وزمین مین ہے وہ سب اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے اس لیے آسمان وزمین کی کوئی چیز اوس کے علم سے باہر نہین ہے ان منافقون کی کیا ہستی ہے جو یہ اللہ سے اپنی دغابازیون کو چھپا سکین گے اگرچہ یہ لوگ اللہ تعالی کے روبرو بھی دغابازی سے اپنی بداعمالی کا انکار کرین گے لیکن اللہ تعالی ان کے مونھ پر خاموشی کی مہر لگا کر ان کے ہاتھ پیرون سے گواہی دلوا کر ان کو دوزخی ٹھہراویگا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن منافق لوگ دغابازی کی راہ سے جب اللہ تعالی کے روبرو اپنے گناہون کا انکار کرین گے تو اللہ تعالی انکے مونھ پر خاموشی کی مہر لگا کر انکے ہاتھ پیرونسے گواہی ادا کرادیگا جس سے ان لوگون کی دغابازی کچھ کام نہ آویگی کیونکہ اس گواہی سے انکی تمام عمر کی بداعمالی اچھی طرح ثابت ہو کر آخر کو یہ لوگ دوزخی قرار پاوین گے آخری آیۃ مین یہ جو فرمایا کہ قیامت کے دن جب یہ لوگ اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہونگے تو اللہ تعالی ان کی تمام عمر کی بداعمالی انہین جتلا دیگا اس حدیث سے اسکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس جتلانے پر ان مین کے جو لوگ دغابازی کر کے اپنے گناہون کے منکر ہو جاوین گے تو پھر انکی ہاتھ پیرونسے گواہی دلائی جا کر انکو دوزخی قرار دیا جاویگا

منزل ۵

سورۃ الفرقان مکیۃ وھی سبع وسبعون آیۃ وست رکوعات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ

بڑی برکت ہے اسکی جسنے اتارا فیصلہ اپنے بندون پر کہ رہے جہان والون کو ڈراوُ وہ جسکی سلطنت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ

آسمان وزمین کی اور نہین پکڑا اسنے بیٹا اور نہین کوئی اوس کا ساجھی راج مین اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اسکو

تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ

ماپ کر اور لوگون نے پکڑے ہین اس سے ورے کتنے حاکم جو نہین بناتے کچھ چیز اور وہ آپ بنے ہیں اور نہین مالک اپنے

لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

حق مین برے کے اور نہ بہلے کے اور نہیں مالک مرنے کے نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے

اگرچہ بعضے سلف نے اس سورہ کی اون تین آیتون کو مدنی کہا ہے جس کا ذکر آگے آویگا لیکن اس سورہ کا شروع کا حصہ مکی ہے اور اس تفسیر مین یہ ایک جگہ بیان کردیا گیا ہو کہ جس سورہ کا شروع کا حصہ مکی ہو وہ سورہ مکی کہلاتی ہے۔ اس سورۃ کی قرات کے باب مین حضرت عمر رضاور ہشام بن حکیم کا قصہ ہے جس کا ذکر صحیح بخاری اور مسلم کی حضرت عمرؓ کی روایۃ مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے ہشام بن حکیم کو یہ سورہ ایسی قرات سے پڑہتے ہوئے سنی جس قرات کے لفظ حضرت عمر کو نئے معلوم ہوئے اسپر حضرت عمرؓ ہشام بن حکیم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے آپ نے حضرت عمرؓ اور ہشام بن حکیم دونوسے یہ سورہ پڑہواکر سنی اور فرمایا دونو قرائتین صحیح ہین کیونکہ قرآن شریف کے جن لفظون کو ایک طرح سے لیکر سات طرح تک پڑہے جانے کا حکم ہے تم دونون کی قرائتین اسکے موافق ہین ان ساتون قراتون کا ذکر اس تفسیر کے دیباچہ مین صحیح بخاری مسلم ترمذی وغیرہ کی روایتون کے حوالہ سے تفصیل وار کردیا گیاہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے فقط قریش کی بول چال کے موافق قرآن شریف نازل ہوتا رہا ہجرت کے بعد جب ایسے قبیلون کے لوگ دائرہ اسلام مین داخل ہوئے جنکی زبان پر قریش کی بول چال کے لفظ مشکل سے چڑہتے تھے اس مشکل کے آسان ہوجانے کے لئے سات طرح کے مختلف محاورون مین قرآن شریف کے بعضے لفظون کا پڑھا جانا جائز ہوگیا۔ جبرئیل علیہ السلام ان ساتون محاورون مین دور کیا کرتے تھے اور جو صحابہ اس دور کے وقت موجود ہوتے وہ ساتون قراتون کے لفظون کو جبرئیل علیہ السلام سے سنکر یاد کرلیا کرتے تھے اور باقی کے صحابہ کو پہر وہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلانے سے معلوم ہوجایا کرتے تھے جبرئیل علیہ السلام کے جس دور مین ہشام بن حکیم نے وہ نئے لفظ سنے اس دور مین حضرت عمرؓ موجود نہین تھے اسواسطے انکا اور ہشام بن حکیم کا جھگڑا ہوا اور پہر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجہانے سے حضرت عمرؓ کی تسلی ہوگئی یہ ہشام بن حکیم صحابی صحابی کے بیٹے اور مشہور صحابہ مین ہین صحیحین مین سوائے اس قصہ کے اور کہین ان ہشامؓ بن حکیم کا ذکر نہین ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ آسکی آسمان وزمین مین بڑی برکت ہو جس نے حق اور ناحق مین فرق بتادینے والا قران اپنے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے تھوڑا تھوڑا کرکے حسب ضرورت نازل فرمایا کہ اللہ کے رسول لوگون کو اس بات سے ڈراوین کہ جو کوئی اللہ کے حکم کو نہ مانے گا وہ عذاب الٰہی مین گرفتار ہوگا پہر فرمایا اللہ تعالی کی حکومت سے آسمان وزمین مین کوئی جگہ خالی نہین ہے اسواسطے اوس کے عذاب سے کہین کوئی بچ نہین سکتا پہر فرمایا جب اللہ تعالی نے تمام عالم کو اپنی حکمت کے اندازہ کے موافق اس طرح پیدا کیا کہ اس مین کوئی اس کا شریک نہیں ہے تو جو لوگ اللہ کو صاحب اولاد یا اسکی حکومت مین دوسرون کو شریک ٹہراتے ہین وہ بڑی غلطی پر ہین کیونکہ جنکو یہ مشرک اللہ کا شریک ٹہراتے ہیں اونھون نے اللہ تعالی کی مخلوقات مین سے کسی چیز کو پیدا نہین کیا بلکہ وہ خود اللہ تعالی کی مخلوقات مین داخل ہین اسواسطے اللہ تعالی کے کسی کارخانے مین اون کو کچہ دخل نہین ہے ہر ایک کا نقصان نفع ہر ایک کی موت زندگی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا یہ سب کچہ اللہ تعالی کے اختیار مین ہے مکہ کے قحط کے وقت ان مشرکون کو اپنے بتون کی بے بسی کا اچھی طرح تجربہ ہوچکا ہے اس پر بھی یہ لوگ شرک سے جو باز نہین آتے اس کا سبب یہی ہے کہ اللہ کے علم غیب مین یہ لوگ دوزخی ٹہر چکے ہین اسواسطے انکو برے کام اچھے نظر آتے ہین صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزرچکی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب مین دوزخی ٹہر چکے ہین اونکو ویسے ہی کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین صحیح بخاری کے

حوالہ سے عبد اللہ بن مسعودؓ کی وہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین مکہ کے قحط کا ذکر ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے جو یہ لوگ منکر ہین یہ اونکی بڑی نادانی ہے کیونکہ یہ لوگ دنیا کے جتنے کام کرتے ہین اونکا نتیجہ پہلے سوچ لیتے ہین اسی طرح اللہ تعالی کے انتظام مین دنیا کے پیدا کرنے کا یہ نتیجہ قرار پاچکا ہے کہ تمام دنیا کے فنا اور ختم ہوجانے کے بعد جزا و سزا کے لئے دوسرا جہان قائم کیا جاوے تاکہ دنیا کا پیدا کیا جانا بے ٹھکانے نہ ہے کیونکہ بے ٹھکانے کام اللہ کی شان سے بہت بعید ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ

اور کہنے لگے جو منکر ہیں اور کچھ نہین یہ مگر جھوٹ باندہ لیا ہے اور ساتھ دیا ہے اسکا اس مین اور لوگون نے سو آگئے

جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۝ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً

بے انصافی اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلین ہیں اگلون کی جو لکھ لیا ہے سو وہی لکھوائے جاتے ہیں اس پاس

وَأَصِيلًا ۝ قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

صبح اور شام تو کہہ اسکو اتارا ہے اس شخص نے جو جانتا ہے چھپے بھید آسمانون مین اور زمین مین مقرر وہ بخشنے والا مہربان ہے

صحیح بخاری مین حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت سے ہرقل بادشاہ روم اور ابوسفیان کا جو قصہ ہے اوس مین ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا ہے کہ نبوت سے پہلے تم قریش لوگونکو ان نبی کے جھوٹ بولنے کا کچھ تجربہ ہوا ہے اسکے جواب مین ابوسفیان نے کہا کہ نہین اسپر ہرقل نے کہا جو شخص قوم کے لوگون کے ساتھ جھوٹ بولنے کو روا نہین رکھتا وہ اللہ کے ساتھ جھوٹ بولنے کو کیونکر روا رکھے گا ان آیتون مین مشرکین مکہ کو بے انصاف اور جھوٹا جو فرمایا اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ نبوت سے پہلے چالیس برس تک جب یہ آزما چکے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت ہرگز جھوٹ بولنے کی نہین ہے تو اب نبوت کے بعد ان لوگون کا اللہ کے رسول کو جھٹلانا اور یہ کہنا بڑی ناانصافی اور بالکل جھوٹ ہے کہ مکہ مین چند یہودی جو رہتے ہیں وہ صبح و شام پچھلی قومون کے کچھ قصے محمدؐ کو لکھکر دیدیتے ہیں اور محمدؐ زبردستی اون باتون کو اللہ کا کلام بتلاتے ہین آگے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ قرآن مین جو آسمان و زمین کی غیب کی خبرین ہیں اون سے تم لوگ سمجھو تو یہ بات تمہاری سمجھ مین اچھی طرح آسکتی ہے کہ یہ قرآن اوس اللہ کا کلام ہے جسکو آسمان و زمین کے سب بھید کی باتین معلوم ہین اور باوجود اللہ کے کلام کو جھٹلانے کے تم لوگونپر جلدی سے کوئی آفت جو نہین آتی اسکا سبب یہی ہے کہ ہمیشہ سے یہ ایک عادت الٰہی ہے کہ نافرمان لوگونکو پہلے اللہ تعالی اپنی درگزر اور مہربانی سے مہلت دیتا ہے پھر اگر مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو اونکو کسی سخت عذاب مین پکڑ لیتا ہے صحیح بخاری و مسلم کی ابوموسی اشعریؓ کی روایت کے حوالہ سے اس عادت الٰہی کا ذکر کئی جگہ اوپر گزر چکا ہے یہ حدیث انہ کان غفورا رحیما کی گویا تفسیر ہے جس کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ اللہ تعالی اپنی مہربانی سے نافرمان لوگون کو پہلے مہلت دیتا ہے پھر اگر مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو اونکو کسی سخت عذاب مین پکڑ لیتا ہے اللہ تعالی کا وعدہ سچا ہے چنانچہ تیرہ چودہ برس کی مہلت کے بعد بدر کی لڑائی مین اس وعدہ کا جو کچھ ظہور ہوا اسکا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالکؓ کی روایت کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے کہ اس لڑائی مین بڑے بڑے قرآن کے جھٹلانے

والے دنیا مین نہایت ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہو گئے جن کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی لاشون پر کہڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پایا۔

وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ

اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کہاتا ہے کہانا اور پہرتا ہے بازارون مین کیون نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ

فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ

کہ رہتا اسکے ساتہ ڈرانے کو یا آپڑتا اسکے پاس خزانہ یا ہو جاتا اسکو ایک باغ کہ کہایا کرتا اسمین سے اور کہنے لگے بے انصاف

إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝

تم ساتہ پکڑتے ہو اس ایک مرد جادو مارے کا دیکہہ کیسی ٹہہائین تجہپر کہاوتین اور بہکے آپ پا نہین سکتے راہ

تفسیر ابن جریر مین عکرمہ اور سعید بن جبیر کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ مین جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے جب آنحضرت پر تنگدستی اور فقر و فاقہ کی طعن کی اور کہا کہ یہ کیسے رسول ہین کہ ذرا ذراسی چیز بازار مین خریدتے پہرتے ہین اگر یہ اللہ کے سچے رسول ہوتے تو ضرور اللہ تعالی انکو خوشحالی سے رکھتا مشرکین کی اس طعن سے آنحضرت کے دل پر کچہہ اثر رنج کا پیدا ہوا اوس رنج کا اثر دور کرنے کو اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمادیا کہ شیطان نے ان لوگون کو بہکا رکہا ہے اسواسطے یہ بہکی بہکی باتین کرتے ہین ورنہ یہ لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر بتلاتے ہین اور حضرت ابراہیم کو نبی جانتے ہین پہر یہ نہیں ثابت کر سکتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتے تہے کچہ کہاتے پیتے نہین تہے یا غیب سے اونکو خزانہ ملا تہا یا کوئی فرشتہ انکے ساتہہ رہتا تہا جو اون کے نبی ہونے کی شہادت لوگون سے ادا کرتا تہا یا انہون نے بڑے بڑے محل اور باغ بنائے تہے علاوہ حضرت ابراہیم کے اور انبیا کا حال اہل کتاب سے بہی انہون نے سنا ہے کہ کسی نبی مین یہ باتین نہین تہین پہر سب انبیا سے انوکہی باتین جو یہ لوگ نبی آخرالزمان مین چاہتے ہین یہ خواہش انکی ایک معجزے کے طور کی خواہش نہین ہے بلکہ ایک شرارت اور اغوائے شیطانی کی خواہش ہے اس آیۃ مین اللہ نے مشرکین کی طعن کا جواب مختصر طور پر دیا ہے اور آیتون مین اسکی زیادہ تفصیل ہے جس کا ذکر ہر ایک موقع پر آوے گا اس شان نزول کی کو بعضے مفسرین نے ضعیف جو کہا ہے اوس کا سبب یہ ہے کہ اس شان نزول کی دو سندین ہین ایک جو بیر اور ضحاک بن مزاحم کی سند ہے اور دوسرے سعید بن جبیر اور عکرمہ کی سند ہے پہلی سند ضعیف ہے اس ضعیف سند سے اس شان نزول کو واحدی وغیرہ نے روایۃ کیا ہے دوسری سند قوی ہے جسکو ابن جریر نے اپنی تفسیر مین روایت کیا ہے وہی روایت اس تفسیر مین لی گئی ہے ان آیتون مین مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو طعن کی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتے ہین ان مین اور ہم مین کچہہ فرق نہین ہے ہماری طرح یہ بہی کہانا کہاتے ہین بازارون مین پہرتے ہین اگر یہ سچے رسول ہین تو آسمان سے کوئی فرشتہ ان کے ساتہ رہ کر انکے رسول ہونے کی صداقت کیون نہین کرتا اور تنگدستی سے چہوٹ جانے کے لئے ان کو کوئی خزانہ اور عمارہ باغ غیب سے کیون نہین ملجاتا پہر فرمایا ان باتون کے ساتہ مسلمانون سے یہ بے انصاف لوگ یہ بہی کہتے ہین کہ تم مین سے کسی کو اس رسول کا کہنا نہین

ملنا چاہیے تھا کیونکہ ان پر توکسی نے جادو کر دیا ہے اوس جادو کے اثر سے یہ اپنے آپ کو اللہ کا رسول تبلاتے ہیں پھر فرمایا اے رسول اللہ کے تم نے دیکھا کہ یہ مشرک تمہاری شان مین کیا کیا کہتے ہیں لیکن اے رسول اللہ کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری معرفت اُنکو جو نجات کا راستہ تبلایا ہے جب تک یہ لوگ اوس کو نہ مانین گے تو اسی طرح کی بہکی بہکی باتین اُنکو اچھی معلوم ہونگی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جنتی قرار پاچکے ہین وہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد ویسے ہی کام کرتے ہین اور جو دوزخی ٹھہر چکے ہین وہ ویسے ہی کام کرتے ہین اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اہل مکہ مین سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین جنتی قرار پاچکے تھے وہ کچھ دنون تک بہکی ہوئی باتین کرتے رہے لیکن پھر آخر کو قرآن کی نصیحت سے راہ راست پر لگ گئے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخی ٹھہر چکے تھے وہ مرتے دم تک ایسی ہی بہکی ہوئی باتین کرتے رہے جیسی باتون کا ذکر ان آیتون مین ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا

بڑی برکت ہے اُسکی جو اگر چاہے کر دے تجکو اس سے بہتر باغ نیچے بہتی نہرین اور دے تجکو محل کوئی

تفسیر سفیان ثوری اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ مین خیثمہ کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے جب آنحضرت پر تنگدستی اور فقر فاقہ کی طعن کی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ اے رسول اللہ کے اگر تم دنیا کی تنگدستی سے گھبراتے ہو تو تمام روئے زمین کے خزانون کی کنجیان اللہ کے حکم سے تمہارے حوالہ ہوجاوینگی اور دنیا مین یہ خوشحالی دینے کے بعد تمہاری عقبے کے مرتبہ مین اللہ تعالیٰ کچھ کمی نہ کرے گا اور اگر تمہاری مرضی ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا و عقبی کی خوبی کا ذخیرہ تمہارے لیئے عقبے مین ہی رکھے گا دنیا چندروزہ ہے اس کو ہر طرح سے کاٹ دو آنحضرت نے اس پیغام کے جواب مین فرمایا کہ دنیا ہر طرح سے کٹ جاویگی مجھکو عقبے مین ہر طرح کی خوبی کا ذخیرہ درکار ہے اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یہ خیثمہ بن الحارث قبیلہ اوس مین کے انصاری صحابی ہین احد کی لڑائی مین ان کی شہادت ہوئی ہے حاصل معنے آیۃ کے یہ ہین کہ اگرچہ لوگون کی خواہش دنیا کے عیش و آرام کی طرف مائل ہے اور اُنکی خواہش کا پورا کرنا اللہ تعالیٰ چاہے تو اچھے لوگون کے واسطے دنیا مین ہی اللہ تعالیٰ سب کچھ کر دیوے لیکن دنیا کی خوبی اچھے لوگ چاہتے ہی نہین بلکہ دنیا سے بچتے رہتے ہین دنیا پر تو وہی لوگ مفتون ہین جو عقبی کے منکر ہین اور اُنکا مدار فقط دنیا کی زیست پر ہے اور عاقبت مین اُنکے لئے دوزخ ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جس کسی کو جسقدر آخرت کا یقین زیادہ ہے اوسی قدر وہ دنیا سے بیزار ہے پھر آنحضرت کو آخرت کا جس قدر یقین تھا وہ بیان سے باہر ہے اسی واسطے باوجود پیغام الٰہی کے آپ نے دنیا کی خوشحالی کو پسند نہین فرمایا کیونکہ یہ بات معلوم تھی کہ اللہ تعالیٰ جن لوگون کو دوست رکھتا ہے اُنکو وہ دنیا مین پھسانا پسند نہین فرماتا چنانچہ معتبر سند سے طبرانی صحیح ابن حبان مین رافع بن خدیج سے اور مستدرک حاکم مین ابو سعید خدری سے جو روایتین ہین اون کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اُسکو دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح کوئی رشتہ دار اپنے بیمار رشتہ دار کو بدپرہیزی سے بچاتا ہے معتبر سند سے ترمذی مین ابوامامہؓ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کے پہاڑون کو سونے کے پہاڑ بنا کر اُنکو میرے ساتھ رہنے کا حکم میری مرضی پر منحصر رکھا تھا لیکن مین نے اپنی مرضی یہ ظاہر کی کہ یا اللہ مجکو ایک دن کھانا ملے اور ایک دن فاقہ ہو تاکہ شکر اور صبر دونون کے اجر کا مجکو موقع ملے اوپر خیثمہ بن الحارث کی روایۃ سے شان

نزول جو بیان کی گئی اسکو ان روایتوں سے پوری تقویت ہو جاتی ہے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جس میں وہ فرماتی ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر میں کبھی دو دن ایسے نہیں گزرے جنمیں پے در پے آپنے جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی ہو اس حدیث سے اللہ کے رسول صلعم کی تمام عمر کے گذرانے کا حال اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے اسی طرح کی صحیح حدیثیں آپ کے لباس کے باب میں ہیں۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝ إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا

وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہمنے تیار کر رکھی ہے جو کوئی جھٹلاوے قیامت اسکے واسطے آگ جب وہ دیکھے گی انکو دور جگہ سے سنینگے

تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝

اور چلانا اور جب ڈالے جاوینگے اسمین ایک جگہ تنگ ایک زنجیر میں کئی بندھے پکارینگے

مشرکین مکہ اللہ کے رسول کی تنگدستی پر طعن جو کرتے تھے اوپر اس کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا ان لوگوں کی یہ طعن کی باتیں معجزہ کی خواہش کے طور پر نہیں ہیں بلکہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونے اور حساب کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کے یہ لوگ منکر ہیں اس لئے عقبیٰ کی بہتری کو یہ لوگ طعن اور مسخرا پن کی باتوں میں اڑا دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے بھی ایسے لوگوں کے لئے دوزخ کی آگ کو خوب دہکا کر تیار کر رکھا ہے صحیح سند سے ترمذی میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دوزخ کی آگ میں اللہ تعالیٰ نے ایک طرح کی بینائی کی قوت پیدا کی ہے جس سے وہ مشرکوں ظالموں اور مصوروں کو دیکھ کر قیامت کے دن پہچان لیویگی آیتوں میں یہ جو ذکر ہے کہ دوزخ کی آگ گنہگاروں کو دیکھتے ہی جھنجلانا اور چلانا شروع کر دیویگی اس حدیث سے دوزخ کے دیکھنے کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ میں قوت بینائی پیدا کی ہے جس سے وہ قیامت کے دن گنہگاروں کو دیکھتے ہی پہچان لیویگی یہ دوزخ کا جھنجلانا اسوقت ہوگا جسوقت اسکو ستر ہزار نکیلیں لگا کر محشر کے میدان میں لایا جاویگا جسکا ذکر عبد اللہ بن مسعود کی صحیح مسلم کی روایت میں ہے سورۃ الحاقہ میں آویگا کہ ایسے لوگوں کے گلہ میں طوق ڈالا جاویگا اور ستر گز کی ایک زنجیر میں انکی جماعت کو جکڑا جا کر دوزخ میں جھونک دیا جاویگا اس سے مکانا ضیقا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ زنجیر میں جکڑ دئے جانے کے سبب سے ایسے لوگوں کی جماعت کی جماعت دوزخ کی تھوڑی سی جگہ میں پڑی رہے گی پھر فرمایا دوزخ کے عذاب کی تکلیف سے ایسے لوگ بہت کچھ چلاویں اور پچتاویں گے مگر بے وقت کا چلانا اور پچتانا ان کے کچھ کام نہ آویگا صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتہ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب سب کی آنکھوں کے سامنے اللہ تعالیٰ نے اس جہان کو پیدا کر دیا تو جو لوگ دوبارہ پیدا کئے جانے کے منکر ہیں وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ معمولی عقل کا آدمی بھی اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جو کام ایک دفعہ کیا جا چکا اوس کے پھر دوبارہ کئے جانیکا انکار خلاف عقل ہے آیتوں میں جن منکرین حشر کا ذکر ہے اس حدیث سے ان لوگوں کی نادانی کا حال اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝

اس جگہ موت کو مت پکارو ایک مرنے کو اور پکارو بہتسے مرنے کو

قیامت کے دن اہل دوزخ پر طرح طرح کی سختیاں گزریں گی اون سختیوں میں سے یہ بھی ایک سختی ہے جس کا ذکر اس آیۃ میں ہے صحیح سند

منزل ٤

سے بعث و نشور میں بیہقی میں انس بن مالک کی روایت سے جو حدیث ہے اس میں ان آیتوں کی تفسیر آئی ہے حاصل اوسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے شیطان کو سزا کیا جائے گا اور اوسکے تمام شیاطین اور سارے اوسکے پیرو اوس کے پیچھے
گھسٹے کئے جاوینگے اور ان سب سے پہلے شیطان کو ایک آگ کا لباس پہنایا جاویگا اور پھر سب اوسکے ساتھیوں کو بھی آگ کا لباس
پہنایا جاویگا اوسوقت شیطان اور اوسکے ساتھی اپنی ہلاکت کی حالت پر افسوس کرینگے اور کہوینگے کہ ہائے افسوس ہم ہلاک ہوگئے اونکے
جواب میں خداتعالی فرماویگا کہ ایک ہلاکت کو کیا جھیلتے ہو ابھی تو تمہیں طرح طرح کی ہلاکت بھگتنی اور طرح طرح کے عذاب دوزخ کی مصیبت جھیلنی
پڑیگی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے
عذاب کا جو کچھ حال مجکو معلوم ہے اگر وہ حال پورے طور پر لوگوں کو معلوم ہو جاوے تو لوگ دنیا کے سب کام چھوڑ کر ہر وقت روتے رہیں
اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ آگ کا لباس پہنائے جانے کے بعد دوزخ کے طرح طرح کے عذاب کی مصیبت جو شیطان
اور اوسکے ساتھیوں کو بھگتنی پڑے گی وہ بیان سے باہر ہے کیونکہ دنیا کا انتظام قائم رہنے کی غرض سے اوس مصیبت کا حال اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لوگوں کو نہیں جتلایا -

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا لَهُمْ فِيْهَا

تو کہہ بھلا یہ چیز بہتر یا باغ ہمیشہ رہنے کا جس کا وعدہ ملا پرہیزگاروں کو وہ ہوگا انکا بدلا اور پھر جانے کی جگہ انکو وہاں ہے

مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا

جو چاہیں رہا کریں ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا پہنچا

نزول؛

ان آیتوں میں قیامت کا اور اوس کے لئے دوزخ کے تیار ہونے کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہدو کہ انکے
انکار سے اللہ تعالی کا انتظام تو پلٹنے والا نہیں اب ان لوگوں کو یہ بتانا چاہیئے کہ انتظام الہی کے موافق وقت مقررہ پر جب قیامت قائم ہوگی
اور اللہ تعالی کے وعدہ کے موافق اونکو اوس دوزخ کی آگ میں جھونکدیا جاویگا جو ایسے لوگوں کے لئے اس طرح دہکائی گئی ہے کہ اوس کی
تیزی دنیا کی آگ سے انہتر حصہ زیادہ ہے تو یہ دوزخ کی آگ بہتر ہے یا پرہیزگار لوگوں سے جس جنت کا اللہ تعالی نے وعدہ کیا ہے وہ بہتر ہے
صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے جسمیں یہ ذکر ہے کہ دوزخ کی آگ کی تیزی دنیا کی آگ سے انہتر حصے زیادہ
ہے پھر فرمایا یہ جنت وہ ہے جسکی نعمتوں کو کبھی فنا نہیں اور نہ کسی نعمت کی کبھی کمی پڑے گی جس چیز کو جی چاہے وہ ہر وقت موجود ہے
پھر فرمایا یہ جنت وہ ہے جسکا وعدہ اللہ تعالی نے اپنے رسولوں کی معرفت پرہیزگار لوگوں سے کیا ہے جس وعدہ کے پورا ہونے کی دعا
پرہیزگار لوگ مانگتے رہتے ہیں صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر سے اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ اور ابوسعید خدری سے جو روایتیں ہیں
ان میں جنت کی نعمتوں کے فنا نہ ہونے کا اور جنتیوں کے ہمیشہ جنت کے عیش و آرام میں رہنے کا ذکر تفصیل سے ہے نیک کام میں لگے
رہنے اور برے کام سے بچنے کو پرہیزگاری کہتے ہیں صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے مزاج میں پرہیزگاری زیادہ ہے اللہ تعالی کے نزدیک اوس کی عزت زیادہ ہے آیتوں

مین یہ جو ذکر ہے کہ پرہیزگار لوگونسے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اوس کا مطلب ان حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہی کہ قیامت کے دن پرہیزگاری ہی مین ایک ایسی چیز ہے جس کے سبب سے آدمی دوزخ کے عذاب کی ذلت سے بچکر جنت مین داخل ہونے کی عزت حاصل کرسکتا ہے اور جس قدر یہ پرہیزگاری آدمی کے مزاج مین زیادہ ہوگی جنت مین ویسا ہی اعلی درجہ جنت کا اوسکو ملے گا اسی واسطے اللہ تعالی نے جنت کے سو درجے پیدا کئے ہین چنانچہ صحیح بخاری مسلم اور ترمذی کی عبادہ بن الصامت کی حدیث مین اس کا ذکر تفصیل سے ہے

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ ءَ اَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ
اور جسدن جمع کر بلاویگا انکو اور جنکو پوجتے ہین اللہ کے سوائے پہر انسے کہے گا یہ تم نے بہکایا میرے ان بندون کو یا وہ آپ

ضَلُّوا السَّبِيْلَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ
بہکے راہ سے بولین گے تو پاک ہے ہمکو بن نہ آیا تھا کہ پکڑین تیرے بغیر کوئی رفیق

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ○ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا
لیکن تو نے انکو برتنے دیا اور انکے باپ دادون کو یہان تک کہ بہول گئے یاد اور یہ تھے لوگ کہنے والے سو وہ تو جہٹلا چکے تمکو

تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ○
تمہاری بات مین اب تم نہ پہیر دیسکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم مین سے گنہگار ہے اسکو ہم چکہا دین گے بڑی مار

اگرچہ اللہ تعالی عالم الغیب ہے اوس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین ہے سب کچھہ اوسکو معلوم ہے لیکن میدان محشر کی تمام مخلوقات کے روبرو مشرک لوگون کو شرمندہ کرنے کے لئے ملائکہ حضرت عزیر حضرت عیسے اور بتون سے غرض سوائے خدا کے جس کسی کو مشرک لوگون نے دنیا مین اپنا معبود ٹہرا رکھا ہے اون سب سے قیامت کے روز اللہ تعالی پوچھے گا کہ کیا تم نے ان مشرک لوگون کو شرک کا طریقہ سکھایا تھا وہ سب اوس سے انکار کرین گے اور اپنی بیزاری جتلاوین گے یہ قیامت کا حال مشرکون کو دنیا مین اس لئے جتلایا ہے کہ مشرک اپنی غلطی کو سمجھ جاوین اور جان لیوین کہ خدا کے سوا جسکو اونہون نے اپنا معبود ٹہرایا ہے وہ معبود کچھہ کام نہین آوینگے بلکہ مصیبت کیوقت صاف جواب دیدین گے پہر جو بزرگ مصیبت کے وقت ہی کام نہ آوے اور کچھہ نفع و نقصان اسکے اختیار مین نہ ہو اسکو معبود بننے کا کیا حق حاصل ہے اولاد آدم مین سے جن اچھے لوگون کی مورتون کو یہ مشرک پوجتے ہین وہ اچھے لوگ قیامت کے دن ان مشرکونسے جو بیزاری ظاہر کرینگے اوس کا ذکر سورہ یونس مین گزر چکا ہے اور فرشتون کی بیزاری کا حال سورۃ السبا مین آویگا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالی ان منکر قیامت بت پرستون اور ان جہوٹے معبودون سب کو جمع کریگا اور ان جہوٹے معبودون سے پوچھے گا کہ کیا تم نے اپنی مورتون کی پوجا کے لئے ان بت پرستون سے کہا تھا یا یہ بت پرست خود ہی بت پرستی مین لگ گئے تو وہ سب مورتون کی اصل صورتین ان مشرکون کے شرک سے اللہ تعالی کی پاکی بیان کرکے یہ کہوین گے کہ یا اللہ تجکو خوب معلوم ہے کہ ہم تو خالص دل سے تجکو سچا معبود جانتے ہین پہر ہم سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم ان مشرکونسے اپنی مورتون کی پوجا کو کہتے ہین پہر کہوین گے یا اللہ تیرے علم غیب مین یہ لوگ قابل ہلاکت ٹہر چکے تھے اس لئے دنیا مین تو نے انکو خوشحالی اور تندرستی جو دی اسکے نشہ مین یہ تیری یاد سے

منزل ٤

نافرمان رہے اب اللہ تعالیٰ ان مشرکون کو قائل کرنے کے لیے فرماویگا سوائے اللہ کے جنکی تم پوجا کرتے تھے وہ تو تمکو جھٹلا چکے اب تم شرک کی سزا کے عذاب کو نہ خود ٹال سکتے ہو نہ کوئی دوسرا تمہاری کچھ مدد کر سکتا ہے شرک کی برائی جتلانے کے لیے آگے مسلمانون کو جتا کر فرمایا کہ اسلام کے بعد تم مین سے اگر کوئی شرک مین گرفتار ہو جاویگا تو قیامت کے دن اوسکو بھی وہی سخت عذاب بھگتنا پڑے گا جو منکر اسلام مشرکون کیلیے تیار کیا گیا ہے حسن بصری کے قول کے موافق آخری آیۃ کی تفسیر وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے رسول کی جان پہچان کے بہت لوگ جو لوگو حوض کوثر پر سے دوزخ مین جھونک دینے کے لیے فرشتے گھسیٹ کر جب لے جانے لگین گے تو اللہ کے رسول فرماوینگے یہ لوگ تو میرے صحابہ ہین ہی فرشتے جواب دیوین گے کہ یہ لوگ اسلام سے پھر گئے اس حدیث کو آخری آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آخری آیۃ مین مختصر طور پر جیسے لوگون کا ذکر تہا ان کی معجزہ کی شان سے تہا قیامت کے دن ایسے لوگونکا جو انجام ہوگا اوس کا حال حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آتا ہے اس حدیث سے حسن بصری کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ آیۃ کی جو تفسیر حسن بصری کے قول کے موافق بیان کی گئی وہی مطلب اس کا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ

اور جتنے بھیجے ہم نے تجھسے پہلے رسول سب کھاتے تھے کہانا اور پہرتے تھے بازارون مین

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

اور ہمنے رکہا ہے تم مین ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکہین ثابت رہتے ہو اور تیرا رب سب دیکھتا ہے اور بولے جو لوگ امید نہین رکھتے

لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا

کہ ہمسے ملین گے کیون نہ اترے ہمپر فرشتے یا ہم دیکھتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی مین اور سر چڑھ رہے ہین بڑی شرارت مین

ع ۱۱ / ۱۶

مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ اگر یہ نبی رسول ہوتے تو نہ کھانا کھاتے نہ بازارون مین پہرتے اوسکے جواب مین فرمایا کھانے کا کھانا اور بازارون مین پہرنا رسولون کے منصب کے خلاف نہین ہے کیونکہ سب رسول بشر ہوئے ہین اور کھانا کا کھانا ہر بشر کا خاصہ ہے یہ لوگ ملک شام کے سفر مین اہل کتاب سے سن چکے ہین کہ پچھلے سب رسول بشر ہوئے ہین اور یہ بھی انکو معلوم ہے کہ کھانا کھانا ہر بشر کے لیے ایک لازمی بات ہے انپر بھی یہ لوگ شرارت سے نبی آخر الزمان مین ایک انوکھی بات چاہتے ہین پھر فرمایا خوشحالی اور تنگدستی کا فرق اللہ تعالیٰ نے لوگون مین جو رکہا ہے وہ فقط اس آزمائش کے لیے ہے کہ کون شخص خوشحالی کی حالت مین اترانے کی حد تک نہین پہنچتا اور کون شخص تنگدستی مین صبر کرتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ خوشحالی کے وقت شکر اور تنگدستی کے وقت صبر یہ پکے ایماندار لوگونکا کام ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اترانے والون اور صبر کرنے والون کے سب کامون کو دیکھتا ہے کوئی چیز اس کی نظر سے غائب نہین ہے قیامت کے دن ہر ایک کے عمل کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا آگے منکرین قیامت کے اترانے کی ایک اور بات کا ذکر فرمایا جسکا حاصل یہ ہے کہ جس طرح اترانے کی راہ سے یہ لوگ اللہ کے رسول کو حقارت سے دیکھتے اور بازارون مین پھرنے

والا کہتے ہیں اوسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک خود اللہ تعالیٰ یا اُسکے فرشتے ہمارے روبرو آنکر ان رسول کی صداقت نہ بیان کرین گے تو ہم انکو سچا رسول نہ جانین گے پھر فرمایا یہ لوگ شرارت مین حد سے بڑھ گئے ہیں کیونکہ ان کو سمجھا دیا گیا ہے کہ فرشتون کو اصلی صورت مین دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اسپر بھی ان لوگونکو فرشتون کے دیکھنے کی ضد ہے تو فرشتون کو اصلی صورت مین دیکھنے کے بعد ایسے لوگون پر جو کچھ گزرے گی اوس کا ذکر آگے کی آیتون مین آتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ مین پونہچ جاتے ہین یہ حدیث وکان ربک بصیرا کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے باہر نہین ہے لیکن اوس نے اپنے انصاف سے جزا و سزا کا مدار اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ اوس علم کے ظہور پر رکھا ہے اور اس علم کے ظہور کے ملاحظہ کا انتظام وہی ہے جس کا ذکر اس حدیث مین ہے کہ لوگون کے اعمال نامے دو وقت اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ مین پیش ہو جاتے ہین۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا۝

جسدن دیکھین گے فرشتے کچھ خوشخبری نہین اسدن گنہگارون کو اور کہین گے کہین روکی جاوے کوئی اوٹ

مشرک لوگ یہ جو کہتے تھے کہ ہماری آنکھون کے سامنے فرشتے آنکر آنحضرت کی نبوت کی شہادت ادا کرین تو ہمکو اونکی نبوت کا یقین ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ اُسکا جواب دیا ہے حدیث شریف مین اس جواب کی تفسیر آنحضرت صلعم نے جو فرمائی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا مین دو موقع اللہ تعالیٰ نے ایسے ٹہرائے ہین جن مین فرشتے انسانون کے روبرو اونکی آنکھون کے سامنے آوین گے ایک موقع تو قبض روح کا ہے کہ آدمی کی جان نکالنے کو فرشتے اُسکے روبرو آتے ہیں دوسرا موقع حشر کا ہے کہ جب لوگ قبرون سے اوٹھین گے تو فرشتے اون کو حساب و کتاب کے لئے میدان محشر مین لیجاوینگے اور یہ دونون موقع بے دین لوگون پر بھاری ہین چنانچہ مسند امام احمد و ابوداؤد کی براء بن العازب کی صحیح روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ اوپر گزر چکا ہے کہ بے دین لوگون کے قبض روح کے وقت ڈراونی صورت بناکر فرشتے ایسے لوگون کے سامنے آتے ہین اور روح کو جسم سے الگ ہونے کے بعد طرح طرح کے عذاب مین مبتلا ہونے کی خبر سناتے ہین اس خبر کو سنکر روح جسم مین جگہ جگہ چھپتی ہے اور فرشتے ان لوگون کے مونھ اور پیٹھ پر طرح طرح کی مار مارتے ہیں اور بڑی سختی سے جان نکالتے ہین اور حشر کا ذکر صحیح بخاری و مسلم مین انس بن مالک کی روایۃ سے آیا ہے کہ بے دین لوگون کو مونھ کے بل بری طرح سے کھینچتے ہوئے میدان محشر مین فرشتے لیجاوین گے حاصل معنے آیۃ کے یہ ہیں کہ اب تو نخوت سے یہ لوگ کہتے ہین کہ جب تک فرشتے ہمارے سامنے نہ آوین گے ہم ہرگز ایمان نہ لاوین گے لیکن جب فرشتون کے سامنے آنے کا وقت آویگا تو انکو اس نخوت کی قدر کھل جاویگی کہ فرشتے قبض روح کے اور حشر کے وقت ایسے لوگون کو طرح طرح کی تکلیفین دیکر یہ کہوین گے کہ دنیا مین تم لوگ بہت عیش و آرام مین رہے اب تم کو ایسی سختی بھگتنی پڑیگی کہ جسمین کسی طرح کی راحت کی کوئی خبر بھی تمہارے کانون تک نہ پونہچیگی کوئی بڑی سختی پیش آنے والی ہو تو عرب کے محاورے مین ایسے موقع پر حجرا محجورا بولتے ہین اس مین سلف کا اختلاف ہے کہ نافرمان لوگون سے فرشتے حجرا محجورا کہوین گے یا نافرمان لوگ فرشتون سے یہ بات کہوین گے۔ حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ یہ فرشتون کا قول ہے

منزل ۴

اور مطلب اس کا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا جو مفسر یہ کہتے ہین کہ یہ نافرمان لوگون کا قول ہے وہ اس قول کا یہ مطلب بیان کرتے ہین کہ نافرمان
لوگ فرشتون کی سختی کے وقت اپنے اس قول سے کسی آڑ یا اوٹ مین چھپ جانے کی تمنا ظاہر کرین گے ترجمہ مین یہی قول لیا ہے مگر حافظ ابو
جعفر ابن جریر نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ عرب کی بول چال مین حجرا محجورا کے معنے آڑ یا اوٹ کے کہین پائے نہین جاتے اگرچہ فارسی
اور اردو کے لفظی ترجمہ مین پہلا قول لیا گیا ہے اس اعتراض کے خیال سے پہلا قول لیا ہے لیکن آگے میٹھے اور کھاری دو دریاؤن کے نہ ملنے
کے ذکر مین حجرا محجورا کا لفظ آڑ اور اوٹ کے معنون مین آیا ہے اسواسطے یہ معنے بھی صحیح ہین۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝
اور ہم پہنچے انکے کامون پر جو کئے تھے پھر کر ڈالا اسکو خاک اڑتی بہشت کے لوگ اسدن جو رکھتے ٹھکانا اور خوب جگہ دوپہر آرام کی

مشرک اور بے دین لوگون سے جو کوئی نیک کام ہوتا ہے تو وہ نہ شریعت کی پابندی سے ہوتا ہے اور نہ خالص اس نیت سے ہوتا ہے کہ
آخرت مین اس کا ثواب اون کو ملے کیونکہ شریعت اور عقبی کے ثواب اور عذاب کے یہ لوگ منکر ہین اس لئے جو نیک کام اون سے ہوتا ہے
بغیر پابندی شریعت اور بغیر آخرت کے یقین کے محض رسم کے طور پر ہوتا ہے اور یہ ذکر اوپر گذر چکا ہے کہ اس طرح کا نیک کام اللہ کی
درگاہ مین مقبول نہین ہے اسواسطے ایسے نیک عمل اللہ کے نزدیک اس طرح اڑ جانے کے قابل ہین جسطرح آندھی مین ریت اڑ جاتی
ہے اسی واسطے صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عائشہ کی روایت مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شخص ایسا کام کرے جسکا
پتہ شریعت مین نہین ہے تو ایسا کام اللہ کے نزدیک اکارت ہے اسی طرح صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی کی نظر انسان کی ظاہری حالت پر نہین ہے بلکہ اوس کی نظر ہمیشہ انسان کے دلی ارادہ پر ہے کہ جو
کام کیا گیا ہے وہ کس نیت سے ہے ان حدیثون سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ بغیر پابندی شریعت اور بغیر آخرت کے
اجر کی نیت کے کوئی نیک کام بارگاہ الہی مین مقبول نہین آگے فرمایا ان نافرمان منکر شریعت لوگون کے نیک عمل تو اس طرح قیامت
کے دن اڑ جاوین گے جس طرح آندھی مین ریت اڑ جاتی ہے اور فرمانبردار پابند شریعت لوگون کے نیک عملون کا بدلہ یہ ہوگا کہ ان نافرمان
لوگون کے دنیا کے عیش و آرام کے ٹھکانون سے بہتر ٹھکانے ان پابند شریعت لوگون کو جنت مین دیئے جاوین گے جہان یہ لوگ ہمیشہ
آرام سے رہین گے صحیح ابن حبان اور مسند ابی یعلی مین ابوہریرہ کی صحیح حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا
ہوگا اور اس دن کی دوپہر تک لوگون کا حساب کتاب پورا ہو جاویگا آخر آیت مین جنت کو دوپہر کی آرام کی جگہ جو فرمایا اسکا مطلب اس حدیث سے
اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حساب کتاب سے فارغ ہو کر جنتی لوگ پہلے پہل دوپہر کے وقت جنت مین جاوینگے۔

منزل ۴

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۣ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ
اور جسدن پھٹ جاوے آسمان بدلی سے اور اتارے جاوین فرشتے اتار لگاکر راج اوسدن سچا ہے رحمن کا

وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝
اور ہے وہ دن منکرون پر مشکل

یہ آسمان کے پھٹنے اور فرشتون کے زمین پر اترنے کا ذکر حشر کے وقت کا ہے مسند امام احمد بن حنبل مسند ابو یعلی موصلی تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن مردویہ وغیرہ مین حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ کی روایتہ مین اس آیتہ کی تفسیر جو آئی ہے اوس کا حاصل یہ ہی کہ میدان محشر مین جب سب لوگ آفتاب کی گرمی اور پسینے سے گھبراوینگے اور حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسی تک سب انبیا کے پاس جاوین گے اور حساب وکتاب کے شروع ہونے کی شفاعت کی خواہش انسے کرینگے اور سب انبیا اوس دن کے خدا تعالی کے غصہ سے ڈر کر اس شفاعت سے انکار کرینگے آخر یہ سب لوگ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آوین گے اور آپ اللہ تعالی سے لوگون کا حساب وکتاب شروع ہوجانے اور میدان محشر کی تکلیف سے انکی نجات ہو جانے کی شفاعت فرماوین گے اوسوقت انکی شفاعت سے اللہ تعالی ایک نورانی بدلی مین لوگون کے حساب وکتاب کیلئے زمین پر نزول فرماویگا اور ہر ایک آسمان کے فرشتے بھی زمین پر اترین گے اور حساب کتاب شروع ہو جاویگا یہ سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ اس طرح کی آیتون اور حدیثون کو متشابہات کہتے ہین انکے ظاہری معنی پر ایمان لانا اور انکی کیفیت اللہ کے علم پر سونپنی چاہیے اگرچہ حافظ ابن کثیر وغیرہ نے علی بن زید بن جدعان راوی کو اس حدیث کی سند مین ضعیف کہا ہے لیکن ترمذی اور دارقطنی نے علی بن زید کو قابل روایت قرار دیا ہے علاوہ اسکے یہ سب امتون کے حساب وکتاب کے شروع ہو جانے کی شفاعت کی حدیث مختصر طور پر صحیح بخاری ومسلم مین بھی ابو ہریرہ کی روایتہ سے ہے اس سے بھی عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس کی روایتون کو پوری تقویت ہو جاتی ہے یہ شفاعت سب امتون کے حساب وکتاب کے شروع ہونے کے باب مین ہوگی اس لئے اسکو شفاعت عام اور شفاعت کبرے کہتے ہین جس کا مطلب یہی کہ یہ بہت بڑی شفاعت ہے جسکو کسی امت کے ساتھ کچھ خصوصیت نہین ہے اس آیتہ مین مختصر طور پر فقط فرشتون کے زمین پر اترنے کا ذکر ہے لیکن سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ اس بڑی شفاعت کے مقبول ہو جانیکے بعد ایک نورانی بدلی مین لوگون کے حساب وکتاب کے لئے اللہ تعالی بھی زمین پر نزول فرماویگا سورہ الزمر مین آویگا کہ لوگون کے حساب کتاب کیلئے جب اللہ تعالی محشر کی نئی زمین پر نزول فرماویگا تو اللہ تعالی کے نور سے تمام زمین مین روشنی ہو جاویگی دنیا مین عارضی بادشاہت کا جو لوگ دعوی کرتے ہین اوسوقت فقیرون کی طرح سب ننگے پاؤن ننگے بدن میدان محشر مین کھڑے ہون گے اس لئے ارشاد ہوگا کہ آج سچی بادشاہت اللہ تعالی کی ہے کہ عارضی بادشاہت کا دعوی کرنے والے فقیرون کی طرح سب ننگے پاؤن اور ننگے بدن آج اسکی بارگاہ مین حاضر ہین سب لوگ حشر کے دن قبرون سے ننگے پاؤن اور ننگے بدن جو اوٹھین گے اس کا ذکر صحیح بخاری ومسلم کی حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایتہ مین تفصیل سے آیا ہے صحیح بخاری ومسلم مین انس بن مالک سے روایتہ ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ قبرون سے میدان محشر تک نافرمان لوگونکو مونھہ کے بل اللہ کے فرشتے گھسیٹ کر لیجاوینگے اسی طرح قیامت کے دن کے ہر موقع پر ایسے لوگون کو ذلت اور تکلیف ہوگی جس کا ذکر صحیح حدیثون مین ہے اسی واسطے فرمایا کہ قیامت کا دن نافرمان لوگون کے حق مین بڑی مشکل کا دن ہے۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى

اور جسدن کاٹ کاٹ کھاوینگے گنہگار اپنے ہاتھہ کہے گا کبھی طرح مینے پکڑی ہوتی رسول کے ساتھ راہ اے خرابی میری

منزل ۴

يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۝

کہیں نہ پکڑی ہوتی میں نے فلانیکی دوستی اس نے بہکا دیا ہے مجھکو نصیحت سے مجھ تک پہنچے پیچھے اور ہے شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا

تفسیر ابو عمرو عامر بن شراحیل شعبی اور تفسیر ابو جعفر ابن جریر طبری اور دلائل ابو نعیم میں صحیح سند کی حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی اس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ میں عقبہ بن ابی معیط ایک شخص تھا اس کی عادت تھی کہ جب کبھی سفر سے آتا تھا تو بہت سے لوگوں کی دعوت کرتا تھا ایک دفعہ اوس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دعوت کی آپ نے فرمایا کہ اگر تو اسلام لے آویگا تو میں تیرا کھانا کھاؤنگا اوس نے کلمہ پڑھ لیا اور آپ نے اوس کا کھانا کھا لیا اس کے بعد اس کے دوست نے جسکا نام ابی بن خلف تھا عقبہ کو بہکایا اور عقبہ اسلام سے پھر گیا آپ اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے آیۃ کے یہ ہیں کہ اب تو دنیا میں لوگ اپنے دوستوں کی خاطر سے دین کی بات کا خیال نہیں رکھتے مگر عاقبت میں ایسی دوستی سے پچھتاوینگے پھر اوس وقت کے پچھتانے سے کیا ہوتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسی اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے برے دوست کی مثال لوہار کی کھال دھونکنے والے شخص کی بیان فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح لوہار کی کھال کے دھونکنے والے شخص کے پاس بیٹھنے سے آگ کی چنگاری اوڑکر کپڑوں پر جا پڑنے اور کپڑوں کے جل جانے کا خوف ہے اسی طرح برے دوست کی دوستی سے آدمی کو کبھی نہ کبھی کوئی نقصان ضرور پہنچ جاتا ہے آیۃ کی شان نزول کی روایۃ اور اس روایۃ کے ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ابی بن خلف کی دوستی سے جسطرح عقبہ بن ابی معیط کو ایسا نقصان پہنچا جسکو یاد کر کے قیامت کے دن عقبہ اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاویگا اسی طرح ہر ایک برے دوست کی دوستی کا انجام ہے آخر کو فرمایا شیطان ہمیشہ دغا باز ہے برے دوستوں کی دوستی کے پھندے میں پھنسا کر انسان کو بہکاتا ہے اس لئے ہر ایماندار شخص کو چاہیے کہ وہ برے دوست کی دوستی کو شیطان کی دغا بازی کا پھندا سمجھکر اس پھندے سے ہمیشہ بچتا رہے۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

اور کہا رسول نے اے رب میرے میری قوم نے ٹھیرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک اور اسی طرح رکھے ہیں

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ۝

ہم نے ہر نبی کے دشمن گنہگار دن میں سے اور بس ہے تیرا رب راہ دکھانے کو اور مدد کرنے کو

سورہ انفال میں گزر چکا ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرآن شریف پڑھتے تو مشرکین مکہ تالیاں اور سیٹیاں بجاتے تھے سورہ لقمان اور حم السجدہ میں بھی اسی مضمون کی آیتیں آوینگی صحیح بخاری و مسلم کی عبد اللہ بن مسعود کی یہ حدیث مشہور ہے کہ ابو جہل اور اسکے ساتھیوں نے نماز پڑھتے وقت اونٹ کی اوجھڑی اللہ کے رسول کی پیٹھ پر ڈالدی تھی حاصل مطلب آیتوں کا یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی ان بیہودہ باتوں کی شکایۃ اللہ تعالی کی جناب میں پیش کی تو اللہ تعالی نے اپنے رسول کی تسلی کے طور پر فرمایا اے رسول اللہ کے پچھلے انبیاء اور پچھلی امتوں کے قصے جو قرآن میں جگہ جگہ ذکر کئے گئے ہیں اون سے تمکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہر ایک نبی کیساتھ مخالف لوگ اسی طرح کی باتیں کرتے رہے ہیں قریش کی یہ باتیں تمہارے ساتھ کچھ نئی نہیں ہیں لیکن ان لوگوں کی مخالفت سے دین اسلام کی ترقی رک نہیں سکتی کیونکہ

اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ راہ راست پر آنے والے ٹھہر چکے ہیں اُنکی ہدایت میں اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا صحیح بخاری وغیرہ کی روایتوں کے حوالہ سے منیٰ کی گھاٹی کی بیعت کا قصہ اس تفسیر میں کئی جگہ بیان کردیا گیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب اہل مکہ نے قرآن کی نصیحت کو اسطرح کی بیہودہ باتوں سے ٹالنا شروع کیا تو موسم حج میں ادہر اودہر کے باہر کے لوگوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیتیں سنانی شروع کردیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کی نصیحت کے اثر سے قبیلہ خزرج میں کے کچھ لوگوں نے منیٰ کی گھاٹی میں اسلام کی بیعت کی اور اس بیعت کے بعد نواح مدینہ میں اسلام کے پھیلانے والے بارہ نقیب مقرر ہوئے اور اسلام کی ترقی شروع ہوئی آیتوں میں اسلام کی ترقی کے لئے مدد الٰہی کا جو وعدہ ہے اوس وعدہ کا ظہور اس قصہ سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۛ كَذٰلِكَ ۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ

اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اسپر قرآن سارا ایک جگہ اسی طرح تا ثابت رکھیں ہم اس سے تیرا دل

وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ

اور پڑھ سنایا ہمنے اسکو ٹہیر ٹہیر کر اور نہیں لاتے تجھ پاس کوئی کہاوت کہ ہم نہیں پہنچاتے ٹھیک بات اور اس سے بہتر کھول کر جو لوگ

يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

گھیرے آوینگے اوندھے پڑے منہ پر دوزخ کی طرف کو انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہیں راہ سے

ع ۱۴ ۳ منزل ۴

مشرکین مکہ جہاں اور بیہودہ باتیں کرتے تھے وہاں یہ بھی کہتے تھے کہ جس طرح مثلاً موسیٰ علیہ السلام پر ساری توراۃ ایک ہی دفعہ میں نازل ہوئی اگر یہ قرآن کلام الٰہی ہے تو یہ بھی توراۃ کی طرح ایک ہی دفعہ میں کیوں نہیں نازل ہوا اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس بات کا جواب دیا کہ ایک تو نبی آخر الزمان ان پڑھ ہیں اتنی بڑی کتاب ایک دفعہ ہی زبان پر چڑھانا مشکل تھا اس مصلحت سے قرآن کی آیتیں ٹھہر ٹھہر کر نازل ہوتی ہیں علاوہ اسکے دوسری بات یہ بھی ہے کہ ان مشرکین کی ہر ایک بیہودہ بات کا جواب وقت پر اچھی طرح کھولکر دیا جاتا ہے پھر فرمایا اس پر بھی یہ سرکش لوگ نہ مانینگے تو قیامت کے دن اوندھے موںھ دوزخ میں ڈالے جاوینگے کیونکہ ایسے سرکشوں کی یہی سزا ہے کہ انکی سرکشی خاک میں ملانے کے انکو سر کے بل گھسیٹا جاکر آگ میں جھونکا جاوے صحیح بخاری و مسلم میں انس بن مالک سے اور ترمذی میں ابو ہریرہؓ وغیرہ سے جو روایتیں ہیں اون میں ایسے لوگوں کے موںھ کے بل گھسیٹے جانے کا ذکر تفصیل سے ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ

اور ہمنے دی ہے موسیٰ کو کتاب اور ٹھیرایا اسکے ساتھ اس کا بھائی ہارون کام بٹانیوالا پھر کہا ہمنے تم دونو جاؤ ان لوگوں پاس

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ

جنھوں نے جھٹلائیں ہماری باتیں پھر دے مارا ہمنے انکو اکھاڑ کر اور نوح کی قوم کو جب انھوں نے جھٹلائیں ہماری باتیں

وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

اور کیا انکو لوگوں کے حق میں نشانی اور رکھی ہے ہمنے گنہگاروں کی واسطے دکھ کی مار

اَنَّ اَکْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۠

رکتا ہے کہ بہت اون مین سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہین وہ برابر ہین چوپایون کے بلکہ وہ بہکے ہین وہ بہت راہ سے

سیرۃ ابن اسحاق اور مسند عبد بن حمید وغیرہ مین ایک روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے ایک حبشی غلام جنت مین جاویگا کس لئے کہ پہلے زمانہ مین ایک نبی کو اون نبی کی قوم نے ایک کوئین مین ڈالکر اوس کوئین کے مونھہ پر ایک پتھر کی سل ڈھانک دی تھی وہ حبشی غلام اون نبی پر ایمان لے آیا تھا اس لئے ہر روز لکڑیان جنگل مین سے چنکر لاتا تھا اور ان لکڑیون کو بیچکر کچھہ کھانے کی چیز خریدتا تھا اور قوم کے لوگون سے چھپ کر اوس کوئین پر آتا تھا اور اللہ تعالی اسکو اتنی قوت دیدیتا کہ وہ اوس بھاری پتھر کی سل کو کوئین کے منہ پر سے ہٹاکر اون نبی کو کھانا کھلاتا تھا ایک دفعہ جنگل مین جو وہ حبشی غلام سویا تو خدا کی قدرت سے چودہ برس تک اوسکی آنکھہ نہ کھلی اتنے مین اللہ تعالی نے اون قوم کے لوگون کو ہدایت دی اور اون لوگون نے اون نبی کو کوئین مین سے نکالا اور اون نبی پر ایمان لائے یہ نبی قوم کے لوگون سے اکثر اوس حبشی غلام کا حال پوچھا کرتے تھے مگر کسی کو اسکے جنگل مین سوجانے کی خبر نہ تھی اسواسطے کسی نے اوس کا کچھہ حال نہ بتلایا یہانتک کہ جب وہ نبی وفات پاچکے تو اوس حبشی غلام کی آنکھہ کھلی اور وہ حسب عادت کوئین پر آیا اور اون نبی کو کوئین مین نہ پایا ابوجعفر ابن جریر نے اس قصہ کو اپنی تفسیر مین نقل کرکے کہا ہے کہ آیۃ مین جن کوئین والون کا ذکر ہے وہ اس قصہ کے لوگ اس سبب سے نہین قرار پاسکتے کہ یہ لوگ تو آخر ایمان لے آئے اور آیۃ مین جن لوگون کا ذکر ہے اونکا ایمان لانا آیۃ سے نہیں ثابت ہوتا بلکہ انکا عذاب مین گرفتار ہونا آیۃ سے نکلتا ہے حافظ ابن کثیر نے اوس کا یہ جواب دیا ہے کہ جن لوگون نے اون نبی کو کوئین مین قید کیا تھا وہ عذاب سے ہلاک ہوگئے ہون اور اونکی اولاد کو خدا تعالی نے یہ ہدایت دی ہو کہ اونھون نے اون نبی کو کوئین سے نکالا ہو اور اون نبی پر ایمان لائے ہون تو اس صورت مین یہی قصہ آیۃ کی تفسیر قرار پاسکتا ہے حاصل مطلب ان آیتونکا یہ ہے کہ رسولون کے جھٹلانے سے جس طرح قوم نوح اور قوم فرعون کے لوگ دنیا اور آخرت کے عذاب مین پکڑے گئے وہی حال عاد ثمود اور کوئین والون کا اور بہت سی بستی والون کا ہوا کہ پہلے اللہ تعالی نے اپنے رسول بھیجکر ان لوگون کو طرح طرح سے سمجھایا جب یہ لوگ اپنی عادت سے باز نہ آئے تو طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوگئے چنانچہ ملک شام کے سفر مین قوم لوط کی الٹی ہوئی اور پتھرون کے مینہہ سے اجڑی ہوئی بستی ان مشرکین مکہ کو نظر آئی ہوگی پھر فرمایا یہ لوگ کچھہ اس لئے اللہ کے رسول کو نہین جھٹلاتے کہ قوم لوط کی اجڑی ہوئی بستی ان لوگون کی نظر سے نہین گزری بلکہ یہ لوگ تو اس لئے اللہ کے رسول کو مسخرا پن مین اڑاتے ہیں کہ ان لوگونکو ایک دن اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہونے کا اور جزا و سزا کا یقین نہین ہے اسواسطے ان لوگون نے بت پرستی کے وبال کو دل سے بھلا رکھا ہے مگر وقت مقررہ پر انکو معلوم ہوجاویگا کہ اللہ کے رسول جو طریقہ ان کو بتلاتے تھے وہ اچھا تھا یا بت پرستی کا طریقہ اچھا تھا پھر فرمایا اے رسول اللہ کے تم نے ان لوگون کی نادانی دیکھی کہ جس بت کی پوجا کو انکا جی چاہتا ہے اوس کی پوجا کرنے لگتے ہین اور جسکی پوجا کیا کرتے تھے اوس کی پوجا چھوڑ دیتے ہیں اس لئے جب تک اللہ تعالی کی مدد نہ ہو تم ایسے نادان لوگون کی ہدایت کے ذمہ دار نہین قرار پاسکتے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے کیا تم اپنے جی مین یہ خیال کرتے ہو کہ یہ لوگ قرآن سنتے اور اوس کی نصیحت کو سمجھتے ہین نہین یہ لوگ تو اپنی نادانی کے سبب سے بالکل چوپایون کی طرح کسی بات کو نہین سمجھتے بلکہ یہ لوگ چوپایون سے بھی بدتر ہین

ع ۴ ۲　منزل ۴

کیونکہ چوپائے اپنے پرورش کرنے والے کو خوب پہچانتے ہیں اور یہ لوگ اپنے پیدا کرنے والے اور پرورش کرنے والے کو نہیں پہچانتے ہیں صحیح بخاری
و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا
اس پر بھی جو لوگ اپنے پیدا کرنے والے کی تعظیم میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں اوس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی گنہ گار نہیں مشرکوں کی چوپایوں سے
بدتر ہونے کی حالت اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کیونکہ چوپائے اپنے پالنے والے کی فرمانبرداری میں کسی کو شریک نہیں
ٹھہراتے یہ لوگ چوپایوں سے بھی بدتر ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے کی فرمانبرداری اور شیطان کی فرمانبرداری کو برابر جانتے ہیں سوائے شرک کے
اور باقی کے گناہوں کے کرنے میں شیطان کی فرمانبرداری ہے شیطان کی پوجا نہیں لازم آتی شرک میں شیطان کی پوجا لازم آتی ہے اسواسطے
شرک سب گناہوں سے بڑا ہے سورہ السبا میں آویگا کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالی فرشتوں سے خفگی کے طور پر دریافت فرماویگا کہ کیا یہ
بت پرست لوگ دنیا میں تمہاری مورتوں کی پوجا کرتے تھے تو اللہ کے فرشتے بہت ڈریں گے اور صاف کہدیویں گے کہ شیطان نے ان
لوگوں کے دل میں ہمارے نام کی مورتوں کی پوجا کا وسوسہ ڈالدیا تھا اس لئے شیطان کے بہکانے سے یہ لوگ شیطان کی پوجا کرتے تھے
ہماری مرضی کا اس میں ہرگز کچھ دخل نہیں تھا اوپر یہ جو بیان کیا گیا تھا کہ بت پرستی میں شیطان کی پوجا لازم آتی ہے اوس کا مطلب
سورہ السبا کی ان آیتوں سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَ لَوۡ شَآءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلۡنَا الشَّمۡسَ عَلَیۡہِ دَلِیۡلًا ﴿ۙ۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضۡنٰہُ
تونے نہ دیکھا اپنی رب کی طرف کیسی لمبی کی پرچھائیں اور اگر چاہتا اسکو ٹھیرا رکھتا پھر ہمنے ٹھیرایا سورج اسپر راہ بتانیوالا پھر کھینچ لیا
اِلَیۡنَا قَبۡضًا یَّسِیۡرًا ﴿۴۶﴾ وَ ہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ لِبَاسًا وَّ النَّوۡمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّہَارَ نُشُوۡرًا ﴿۴۷﴾
اسکو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر اور وہی ہے جسنے بنادی تمکو رات اوڑھنا اور نیند آرام اور دن بنادیا اٹھ نکلنے کو

منزل ۴

صبح صادق کے شروع سے آفتاب کے نکلنے تک بغیر آفتاب کی دہوپ کے جو ایک سایہ ہوتا ہے اس آیۃ میں اوس سایہ کا ذکر ہے یہ سایہ
جنت کی ایک نشانی ہے جنت میں آفتاب کی دہوپ نہیں ہونے کی یہی سایہ ہوگا تفسیر عبدالرزاق میں حسن بصری اور قتادہ کی روایۃ
اور تفسیر ابن ابی حاتم میں علی بن طلحہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے اس آیۃ میں جو سایہ کا ذکر ہے اوسکی یہی تفسیر آئی
ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے اور یہی تفسیر امام بخاری نے صحیح بخاری میں بیان کی ہے بعضے مفسروں نے اس تفسیر پر یہ اعتراض کیا ہے
کہ غروب آفتاب کے شروع سے رات کے اندہیرے کے شروع ہونے تک بھی بغیر آفتاب کی دہوپ کے ایک اوجالا ہوتا ہے اسکو بھی
اس آیۃ کی تفسیر قرار دینا چاہیے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ جب آیۃ میں اوس سایہ کا ذکر ہے
جس سایہ کے بعد آفتاب نکلتا ہے تو صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک کا سایہ ہی آیۃ کی تفسیر قرار پا سکتا ہے غروب آفتاب کے وقت
کا سایہ ایک الگ چیز ہے اسکو آیۃ سے کچھ تعلق نہیں ہے صحیح بخاری مسلم اور ترمذی میں ابوسعید خدریؓ سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بعضے سایہ دار درخت ایسے ہیں کہ اون کا سایہ گھوڑے کے سوار شخص سے بھی سو برس
تک بھی میں طے نہیں ہو سکتا حضرت عبداللہ بن عباس کی معتبر روایتوں کے موافق جنت میں نہ سورج ہے نہ دہوپ بلکہ جنت میں

تو ہمیشہ ایسا وقت رہے گا جیسا وقت دنیا مین طلوع فجر سے سورج کے نکلنے تک رہتا ہے اس حدیث سے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی معتبر روایتون سے ولو شاء لجعلہ ساکنا کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو صاحب قدرت اسپر قادر ہے کہ اپنی قدرت سے جنت مین ہمیشہ ایسا وقت رہے گا جیسا وقت دنیا مین طلوع فجر سے سورج کے نکلنے تک رہتا ہے وہ صاحب قدرت اگر چاہے تو دنیا مین بھی سارے دن طلوع فجر سے سورج کے نکلنے تک کے وقت کو قائم رکھ سکتا ہے لیکن سورج اس بات کا راستہ بتاتا ہے کہ سورج کے نکلنے سے پہلے کا سایہ اور چیز ہے اور سورج کی دہوپ مین مکانون اور درختون وغیرہ کا جو سایہ ہوتا ہے وہ اور ہے پھر فرمایا سورج کے نکلنے کے بعد سورج سے پہلے کا وہ ٹھنڈا سایہ سہج سہج اللہ تعالی کے حکم سے سمیٹ لیا جاتا ہے اور بجائے اوس ٹھنڈے سایہ کے تمام دنیا مین دہوپ پھیل جاتی ہے یہ ٹھنڈا سایہ رات کے اندھیرے کے بعد طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور پھر دن کے گزر جانے کے بعد رات ہوتی ہے اسواسطے اس ٹھنڈے سایہ کے ذکر مین رات اور دن کا تذکرہ فرمایا جسطرح اوڑھنے اور پہننے کے کپڑے سے انسان کا بدن ڈہانک دیا جاتا ہے اسی طرح رات کا اندھیرا ہر ایک چیز کو ڈہانک لیتا ہے اسی واسطے رات کو لباس سے تشبیہ دی گئی ہے دن کو ہر طرح کے کام دہندے مین لگ کر آدمی کو تھکان ہو جاتی ہے اور رات کی نیند سے وہ تھکان رفع ہو جاتی ہے اس لئے رات کی نیند کو آرام فرمایا اور دن کے کام دہندے کو اوٹھنا اور نکلنا حاصل کلام یہ ہے کہ سونے کے بعد جاگنا مرنے کے بعد دوبارہ جینے کی نشانی ہے اسی واسطے صحیح بخاری مین خذیفہ سے جو روایتہ ہے اوس مین ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت یہ کہا کرتے تھے یا اللہ تیرے نام پر مین مرتا ہون اور تیرے نام پر اوٹھون گا اور جب سو کر اوٹھا کرتے تھے تو یہ کہتے اوس کا شکر ہے جس نے نیند کی موت سے جسطرح ہمین زندہ کیا ہے اسی طرح موت کے بعد ایک دن دوبارہ زندہ ہو کر اوس کے روبرو جانا پڑے گا۔

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۝

اور وہی ہے جسنے چلائین بادین خوشخبری لاتین اسکی مہر سے اور اتارا ہمنے آسمان سے پانی ستہرائی کرنے کا

لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّ نُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ۝ وَ لَقَدْ صَرَّفْنٰهُ

کہ جلادین اس سے مرگئے دیس کو اور پلادین اسکو اپنے بنائے بہت چوپاؤن اور آدمیون کو اور طرح طرح بانٹا ہمنے

بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

اُنکے بیچ مین تا دہیان رکہین پھر نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے

مینہ کا پانی زمین پر جب تک نہ آوے اور زمین کی کوئی نجاست کی چیز اوس مین ملے اوس پانی کا ذکر اس آیۃ مین ہے کہ وہ پانی پاک ہے اور زمین پر کے پانی کا یہ ذکر کہ کونسا پانی پاک ہے اور کس قدر پانی پاک ہے اسکی تفصیل حدیث شریف اور فقہ مین ہے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے پوری تفصیل تو اس مسئلہ کی یہان ممکن نہیں مگر حاصل کلام یہ ہے کہ بہتا ہوا پانی تو بلا اختلاف سب علماء کے نزدیک خواہ کتنا ہی ہو پاک ہے رکے ہوئے پانی مین علما کا اختلاف ہے اوس اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ مسند امام احمد ترمذی

ابوداؤد اور نسائی مین حضرت ابوسعید خدری رضی سے ایک روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مدینہ منورہ مین ایک مشہور کنوان ہے جس کا نام بیر بضاعہ ہے اس کوئین کے باب مین لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا کہ اوس کوئین مین لوگ ناپاک چیزین ڈالتے ہین اس حالت مین اوس کا پانی استعمال کیا جاوے یا نہیں آپ نے فرمایا پانی پاک چیز ہے اوس کو کوئی چیز ناپاک نہین کرسکتی اس حدیث کی رو سے حسن بصری ابراہیم نخعی زہری اور اور بعضے علماء کا یہ مذہب قرار پایا ہے کہ پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت وہ نجاست کے پڑجانے سے اوسوقت تک ناپاک نہین ہوتا جب تک اوس کی رنگ بو اور مزہ مین فرق نہ آجاوے لیکن اس مذہب پر علما کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ اعتراض کیا ہے کہ مسند امام احمد ابوداؤد و ترمذی نسائی دارمی ابن ماجہ کی روایۃ سے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی کی قلتین کی حدیث صحیح ٹہرچکی ہے تو پھر حدیث کی تفسیر حدیث سے کیون نہ کی جاوے اور بیر بضاعہ مین دو قلے پانی کیون نہ قرار دیا جاوے اس اعتراض کے بعد قوی مذہب پانی کے باب مین یہی قرار پایا ہے کہ دو قلے پانی جو سات من پکے کے قریب ہوتا ہے کسی ناپاک چیز کے پڑجانے سے اوس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اوس کے رنگ بو مزہ مین فرق نہ آجاوے اس مقدار سے اگر پانی کم ہو تو وہ ناپاک چیز کے پڑجانے سے ناپاک ہوجاتا ہے مٹی پیڑ کے پتے یا اس ایسی پاک چیزون کے پڑنے سے یا بہت روز رکا رہنے سے اگر کوئی پانی ایسا ہو کہ اوس کے رنگ بو مزہ مین فرق آجاوے تو وہ پانی ناپاک نہین ہوتا علاوہ اس مذہب کے پانی کے باب مین جتنے مذہب ہین اونکی پوری تفصیل فقہ کی کتابون مین ہے ۔ حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ پہلے ہوا سے بادل اوبھارے اور پھیلائے جاتے اور تہ بر تہ کئے جاتے ہین جن مین سے ستھرا پانی برستا ہے جس سے سوکھی مردہ زمین زندہ ہوجاتی اور اوس مین طرح طرح کی پیداوار ہوتی ہے اور مینہہ کا پانی ندی نالون اور تالابون مین جو جمع ہوتا ہے وہ چوپایون اور آدمیون کے پینے کے کام مین آتا ہے ۔ پھر فرمایا ہر ملک کی ضرورت کے موافق اللہ تعالی نے مینہہ کے پانی کی تقسیم کردی ہے جہان جتنی ضرورت ہے وہان اوسی قدر مینہہ برستا ہے پھر فرمایا بہت سے لوگ اللہ تعالی کی اس نعمت کا شکریہ نہین کرتے مطلب یہ ہے کہ مینہہ تو اللہ کے حکم اور اوس کی رحمت سے برستا ہے لیکن ان مشرکین مکہ کا یہ اعتقاد ہے کہ تارون کی گردش سے مینہہ برستا ہے یہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ یہ تارون کی گردش مکہ کے قحط کے وقت کہان چلی گئی تھی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے زید بن خالد جہنی کی روایۃ کئی جگہ گزرچکی ہے کہ مشرکین مکہ تارون کی گردش سے مینہہ برسنے کے قائل تھے یہ حدیث فابی اکثر الناس الا کفورا کی تفسیر ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ مینہہ تو اللہ کی رحمت سے برستا ہے لیکن یہ مشرکین مکہ اپنی نادانی سے اس بات کے قائل ہین کہ تارون کی گردش سے مینہہ برستا ہے ۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝

اور اگر ہم چاہتے اٹھاتے ہر بستی مین کوئی ڈرانیوالا سو تو کہا نہ مان منکرون کا اور مقابلہ کر اونکا اس سے بڑے زور سے

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسی اشعری کی روایۃ کئی جگہ گزرچکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے مینہہ کے ذکر کے بعد قرآن شریف کا جو ذکر فرمایا اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح مینہہ کا پانی عام فائدہ کے لئے برستا ہے لیکن اوس سے

منزل ۴

فائدہ فقط اچھی زمین کو پونہچتا ہے اور بری زمین مین وہ پانی بالکل رائگان جاتا ہے اسی طرح قرآن کی نصیحت اگرچہ عام لوگون کے فائدے کے لئے ہے لیکن اس نصیحت سے فائدہ فقط اون ہی لوگون کو پونہچتا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین برے قرار پا چکے ہیں اون کے حق مین قرآن کی نصیحت اسی طرح رائگان ہے جسطرح بری زمین مین مینہہ کا پانی رائگان جاتا ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے اگر اللہ چاہتا تو تم پر سے نبوت کا بوجھ ہلکا کر کے ہر ایک بستی مین جدا رسول بہیجدیتا لیکن اس صورت مین تمہارا عقبی کا اجر کم ہو جاتا اس لئے تمہارا عقبی کا اجر بڑہانے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے تم کو ہر ایک قوم کا رسول بنایا ہے تم ان مشرکین مکہ کی کوئی بیہودہ بات نہ مانو اور یہ سمجھ لو کہ ہر ایک بستی مین بھی اگر رسول بھیجا جاتا تو راہ راست پر وہی لوگ آتے جنکا راہ راست پر آنا اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین قرار پا چکا ہے اسلئے اے رسول اللہ کے تم بڑی کوشش سے ان لوگون کو قرآن کی آیتین سناتے رہو اللہ تمہاری مدد کریگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین لوگون کی کولیان بہر بہر کر اونہین دوزخ کی آگ مین گرنے سے روکتا ہون مگر لوگ کیڑے پتنگون کی طرح آگ مین گرنے کی جرأت کرتے ہین اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وجاہدہم بہ جہاداً کبیرا کی تعمیل کس طرح مستعدی سے فرماتے تھے کیونکہ ظاہر مین اگرچہ آپ لوگون کی کولیان نہین بہرتے تھے لیکن دلی مضبوط ارادہ سے آپ نے اس طرح کی کوشش قرآن کی مخالفت سے روکنے مین کی جس طرح کوئی شخص کسی کی کولی بہر کر اوس کو برے کام سے روکتا ہے مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ سے کہا کرتے تھے کہ آپ برس دن ہمارے بتون کی پوجا کر لیا کرین اور ہم برس دن تک اللہ کی عبادت کر لیا کرین تو پھر آپکا اور ہمارا کوئی جھگڑا باقی نہین رہے گا مشرکین کی ایسی باتون کی طرف التفات نہ کرنے کا مطلب فلا تطع الکافرین سے ادا فرمایا گیا ہے چنانچہ زیادہ تفصیل اسکی سورہ الزمر مین آویگی۔

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا

اور وہی ہے جسنے ملے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا اور یہ کہاری ہے کڑوا اور رکھا ان دونون کے بیچ پردہ اور اوٹ روکے ہوئے

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ زمین کے نیچے پانی ہے کسواسطے کہ جہان سے زمین کو کھودا جائے وہان سے پانی نکلتا ہے پھر کہین سے کھاری پانی نکلتا ہے اور کہین سے میٹھا اور زمین کے نیچے دونون پانی ملنے نہین پاتے اسی طرح زمین کے اوپر میٹھی ندیان اور چشمے جو جاری ہین ان مین کھاری پانی کا کوئی چشمہ اوبل کر نہین مل سکتا حاصل کلام یہ ہے کہ آیۃ مین میٹھے دریا سے زمین کے نیچے کا دریا مراد ہے جس مین سے میٹھے کوئین کھودنے سے نکلتے ہیں اور میٹھی ندیان اور چشمے جو جاری ہیں وہ بھی اس مین داخل ہین کھاری پانی کے دریاؤن مین دریائے ہند دریائے یمن دریائے چین اور دریائے روم وغیرہ سب داخل ہین تمہے پانی کا کوئی میٹھا دریا زمین پر نہین ہے بعضے مفسرین نے یہ جو کہا ہے کہ میٹھے پانی کا تھا ہوا دریا کوئی شاید زمین کے اوپر ایسا ہو جو لوگون کی نظرون سے غائب ہو یہ قول درست نہین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ مین اپنی پیدا کی ہوئی نعمتون کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ لوگ اللہ کی نعمتون کو پہچان کر اللہ کا شکر ادا کرین پھر جو چیز آنکھون کے سامنے ہی نہین وہ کیونکر پہچانی جا سکتی ہے اور بغیر پہچانے اوس کا شکریہ کیا ادا ہو سکتا ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ یہ بھی اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے کہ اوس نے میٹھے اور کھاری دریا زمین کے اوپر اور نیچے پیدا کئے اور وقت مقررہ تک ایک کو دوسرے سے

سے روک دیا اذا السماء انفطرت میں آویگا کہ پہلے صور کے وقت زمین جب اڑجاویگی تو میٹھے کھاری سب دریا مل جاوینگے اس سے یہ مطلب
اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ میٹھے اور کھاری دریاؤں کے نہ ملنے کا انتظام ایک وقت مقررہ تک ہے مسند امام احمد ترمذی ابوداؤد وغیرہ میں
ابوہریرہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے پانی کو پاک فرمایا ہے عبداللہ بن عمر کی یہ ایک روایت جو مشہور ہے
کہ سمندر کے پانی کے نیچے آگ ہے اس لئے سمندر کے پانی سے وضو غسل کچھ جائز نہیں ہے یہ روایت ابوداؤد میں ہے لیکن اس روایت کو
امام بخاری اور خود ابوداؤد نے ضعیف قرار دیا ہے صحیح مسلم ترمذی وغیرہ میں سفینہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پانی کے پیمانے کے
اختلاف کے سبب سے دس سیر پانی کے اندازہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہایا کرتے تھے اس حدیث سے علماء نے یہ بات نکالی ہے
کہ آدمی کو دریا کے کنارہ پر بھی زیادہ پانی سے نہ نہانا چاہیے اسلئے بعضے علماء نے دریا کے کنارہ پر بیٹھ کے زیادہ پانی سے نہانے کو حرام کہا ہے اور بعضوں
نے مکروہ یہ سفینہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ہیں جسطرح کشتی پر بوجھ لادتے ہیں اسی طرح یہ سفینہ اپنے ساتھ سفر میں بوجھا
بہت رکھتے تھے اسلئے لوگوں نے ان کا نام سفینہ رکھدیا ان کا اصلی نام مہران ہے سفینہ عربی زبان میں کشتی کو کہتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝
اور وہی ہے جسنے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھیرایا اس کا جد اور سسرال اور ہے تیرا رب سب کر سکتا

اس آیۃ میں قدرت کی ایک اور نشانی بیان فرمائی کہ اللہ تعالی نے اولاد آدم کا پتلہ پانی جیسی پتلی چیز نطفہ سے بنایا صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ
سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ عورت کے رحم میں چالیس دن تک نطفہ رہکر پھر اوس کا جما ہوا خون اور پھر اوس خون کا گوشت
بن جاتا ہے اور اوس گوشت سے بچہ کا پتلہ تیار ہو جاتا ہے پانی جیسی پتلی چیز نطفہ سے جس طرح اولاد آدم کا پتلہ تیار ہوتا ہے اوس کا حال اس
حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے پھر فرمایا اولاد آدم کے پیدا ہونے کے بعد بیاہ ہونے سے پہلے انسان کا نام باپ دادا سے چلتا ہے
کہ یہ لڑکا زید کا بیٹا یا یہ لڑکی زید کی بیٹی ہے اور بیاہ ہو جانے کے بعد لڑکا دوسرے خاندان کا داماد بن جاتا ہے اور لڑکی دوسرے خاندان کی بہو بن جاتی
ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسے گا جسکی تاثیر سے ہر ایک مردہ شخص
کا جسم تیار ہو جاویگا اور پھر ہر ایک جسم میں روح پھونکی جاکر حشر قائم ہو جاویگا یہ حدیث وکان ربک قدیرا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے
کہ جس صاحب قدرت نے اولاد آدم کی پہلی پیدائش کے وقت پانی جیسی پتلی چیز سے مٹی کا کام لیا دوسری پیدائش کے وقت اوس کو ایک
مینہ کے پانی میں مٹی سے مٹی کا کام لینے کی تاثیر کا پیدا کر دینا کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ ایک مینہ کی تاثیر سے کھیتی کی پیدائش کا کام جو
ہر سال لیا جاتا ہے وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝
اور پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز کہ نہ بھلا کرے انکا اور نہ برا اور ہے منکر اپنے رب کی طرف سے پیٹھ دے رہا

انسان کو اوس کی ضرورت کی چیزوں کو پیدا کرنے کا ذکر اوپر فرما کر اس آیۃ میں فرمایا یہ مشرک لوگ بڑے نادان ہیں کہ اپنے پیدا کرنے
والے کی خالص عبادت کو چھوڑ کر پتھر کی ایسی مورتوں کو اللہ تعالی کی تعظیم میں شریک کرتے ہیں کہ جنکے اختیار میں نہ کسی کا کچھ فائدہ

نہ نقصان - اللہ تعالی کے اختیار مین انسان کا جو فائدہ ہے وہ تو سب کی آنکھون کے سامنے ہے کہ اوسنے انسان کو انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو اس طرح اپنی قدرت سے پیدا کیا کہ اس مین کوئی اوس کا شریک نہین ہے اور اوسی کے اختیار مین انسان کا جو کچھہ نقصان ہے اوس کا حال بھی ان لوگون کو جتلا دیا گیا ہے کہ اوس صاحب قدرت نے قوم نوح سے لیکر قوم فرعون تک بہت سی نافرمان قومون کو طرح طرح کے عذابون سے ہلاک کر دیا اور کوئی اوس کے بھیجے ہوئے عذاب کے نقصان کو کسی طرح ٹال نہ سکا وکان الکافر علی ربہ ظہیرا کی تفسیر سلف نے دو طرح سے بیان کی ہے ایک تو یہ کہ ظہیر کے معنے مددگار کے لیئے جاوین جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ یہ منکر شریعت لوگ اللہ تعالی کی نافرمانی کرکے شیطان کو مدد دیتے ہیں اور شیطان کے مددگار بنتے ہین کیونکہ شیطان یہی چاہتا ہے جو یہ لوگ کرتے ہین دوسری تفسیر یہ ہے کہ ظہیر کو ظہر سے لیا جاوے جسکے معنے پیٹھہ کے ہین اس معنے کا حاصل کسی چیز سے بے پروائی کرنے اور اوس کو پیٹھہ کے پیچھے ڈالدینے کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کے بہکانے سے ان منکر شریعت لوگون نے احکام الٰہی کو پیٹھہ کے پیچھے ڈال رکھا ہے اس لئے اللہ تعالی نے بھی انکو انکے حال پر چھوڑ دیا کیونکہ مجبور کرکے کسی کو راہ راست پر لانا انتظام الٰہی کے برخلاف ہے - انتظام الٰہی کے موافق دنیا کو نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کیا گیا ہے کسی کو مجبور کرنے سے وہ امتحان کا موقع باقی نہین رہتا حافظ ابو جعفر ابن جریر نے ان دونون طرح کے سلف کے قولون مین سے پہلے قول کو قوی ٹھیرایا ہے اور فارسی ترجمہ مین بھی اسی قول کو لیا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا اللہ تعالی کے اس احسان کو بھول کر جو لوگ اللہ تعالی کی تعظیم مین دوسرونکو شریک کرتے ہیں اونسے بڑھ کر دنیا مین کوئی گنہگار نہین جن لوگونکا ذکر آیۃ مین ہے انکی گنہگاری کا حال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے -

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۝ قُلۡ مَآ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اَنۡ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ۝

اور تجھکو ہمنے بھیجا یہی خوشی اور ڈر سنانیکو تو کہہ میں نہیں مانگتا تمسے اسپر کچھہ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ رکھے اپنے رب کیطرف راہ

اوپر کی آیۃ مین جن لوگونکا ذکر تھا جب وہ ہر وقت کی قرآن کی نصیحت کو سنکر شرک سے باز نہین آتے تھے تو اس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج ہوتا تھا اس لئے فرمایا اے رسول اللہ کے رنج کی کوئی بات نہین ہے تمہارا کام اتنا ہی ہے کہ شرک سے باز آنے والون کو عقبی کی بہبودی کی خوشی اور شرک سے باز نہ آنے والون کو آخرت کے عذاب کا ڈر سنا دو اسکے بعد اللہ تعالی کے علم غیب مین جو لوگ نیک ٹھہر چکے ہین انکے دل پر ضرور قرآن کی نصیحت کا اثر ہوگا اور جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب مین بد قرار پا چکے ہیں وہ مرتے دم تک برے کامون کو اچھا جانتے رہین گے اور قرآن کی نصیحت کا کچھہ اثر انکے دل پر پیدا نہ ہوگا پھر فرمایا ان لوگونسے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ مین اس نصیحت کی کچھہ مزدوری تم لوگون سے نہین مانگتا تاکہ اس مزدوری کے بارے تم کو قرآن کی نصیحت کا سنا شاق گزرے پابند شریعت بنکر عقبی کی بہبودی کی نیت سے کوئی شخص صدقہ خیرات کرے تو وہ اور بات ہے مگر مجکو موافق مخالف کسی سے نصیحت کی مزدوری کا لینا جائز نہین ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین یہ لکھہ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین جانیکے قابل کام کریگا اور کون دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل

منزل ۴

اب جس قابل ہر ایک شخص پیدا ہوا ہے مرتے دم تک ویسے ہی کام اوس سے بن آتے ہین اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ
مطلب ہوا کہ مشرکین مکہ مین سے جو لوگ اللہ کے علم غیب مین بد اور دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل ٹھہر چکے تھے اگرچہ ہر وقت اون کو
قرآن کی نصیحت سنائی گئی اور یہی جتلایا گیا ہے کہ اس نصیحت پر کوئی مزدوری تم لوگون سے نہین مانگی جاتی لیکن مرتے دم تک وہ شرک سے
باز نہ آئے جس جرم کی سزا مین ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار پا کر دنیا سے اوٹھ گئے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۚ الَّذِي خَلَقَ

اور بھروسہ کر اس جیتے پر جو نہیں مرتا اور یاد کر اسکی خوبیاں اور وہ بس ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار جسنے بنائے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۝

آسمان اور زمین اور جو کچھ انکے بیچ مین ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا تخت پر وہ بڑی مہر والا سو پوچھ اس سے جو اسکی خبر رکھتا ہو

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۝

اور جب کہے انکو سجدہ کرو رحمن کو کہیں رحمن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگیں ہم جسکو تو فرماویگا اور بڑھتا ہے انکا بدکنا

نصف ع ۵ ۱۴

توکل کے معنے اللہ پر بھروسہ رکھنے کے ہین وعظ ونصیحت پر اجرت لینے کی مناہی فرما کر ان آیتون مین فرمایا اے رسول اللہ کے تم تو اپنے سب
کامون کا بھروسہ اللہ پر رکھو کہ اوس کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے اور اللہ کے انتظام مین ہر کام کا وقت مقرر ہے اسواسطے کسی کام کا بھروسہ
اللہ کی ذات پر رکھنے کے بعد اگر اوس کام مین کچھ دیر ہو تو وقت مقررہ تک صبر کرنا چاہیئے تاکہ اللہ پر بھروسہ رکھنے کا اور صبر کا دونون کا اجر
ملے صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ پر بھروسہ رکھنے والے لوگ قیامت کے
دن بلا حساب جنت مین جاوینگے بخاری ومسلم مین ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ صبر سے بہتر کوئی چیز دنیا مین انسان کو نہین دی گئی
مطلب یہ ہے کہ جب تک آدمی کے مزاج مین صبر نہ ہو تو نہ آدمی گناہ سے بچنے کی برداشت کر سکتا ہے نہ نیک کامون کے کرنے کی یہ تکلیف گوارا
کر سکتا ہے کہ مثلاً جاڑہ مین وضو کرے یا گرمی مین روزہ رکھے۔ ان حدیثون سے توکل اور صبر کی فضیلت اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے اور یہ بات
بھی سمجھ مین آجاتی ہے کہ توکل کے لئے صبر لازمی ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے اللہ تعالی نے تمکو خاتم الانبیا بنانے کی نعمت جو دی ہے
اسکے شکریہ مین تم کثرت سے اللہ کی عبادت کیا کرو صحیح بخاری ومسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ تہجد کی نماز مین اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم یہان تک کھڑے ہوتے تھے کہ آپکے پیرون پر ورم آجاتا تھا یہ حالت دیکھکر لوگون نے آپ سے کہا کہ حضرت اللہ تعالی نے تو آپ کے
اگلے پچھلے سب گناہ بخشدیئے ہیں پھر آپ عبادت مین اس قدر کوشش کیون کرتے ہین اسکے جواب مین آپ نے فرمایا کیا مین اللہ تعالی کی نعمتونکا
شکریہ ادا نہ کرون نبوت کے شکریہ مین کثرت سے عبادت کرنے کا جو حکم ہے اوس کی تعمیل مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر کوشش
کرتے تھے اسکی تفسیر اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون
کے رات کے عملون کا اعمال نامہ دن سے پہلے اور دن کے عملونکا اعمال نامہ رات سے پہلے اللہ تعالی کے ملاحظہ مین پیش ہو جاتا ہے آگے
یہ جو فرمایا کہ لوگون کے سب گناہونکی اللہ کو خبر ہے اسکی تفسیر اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالی

کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہین ہے مگر قیامت کے دن لوگونکو قائل کرنے اور ہر شخص کو اوس کے عمل یاد کرنے کے لئے ہر روز صبح وشام لوگون کے اعمال نامے اللہ تعالی کے روبرو پیش ہو جاتے ہیں قیامت کے دن اون ہی اعمال نامون کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہو جاویگا آگے فرمایا اللہ تعالی نے چھ دن مین آسمان و زمین سب کچھ پیدا کیا اسواسطے آسمان و زمین مین کوئی چیز اوسکے علم سے باہر نہین ہو سکتی اسے رسول اللہ کے تم کو جو بات معلوم نہ ہو وہ اللہ ہی سے پوچھو کہ تمام مخلوقات اوسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اوسی کو تمام مخلوقات کا پورا حال معلوم ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو ایک لمحہ مین آسمان و زمین سب کچھ پیدا کر دیتا لیکن چھ دن کی مدت مین آسمان و زمین کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ انسان اس عادت الٰہی کو سیکھ کر ہر کام سہولت سے کرے کسی کام مین عادت سے بڑھکر جلدی نہ کرے کہ اس طرح کی جلدی شیطان کی عادت مین داخل ہے چنانچہ مسند ابی یعلی مین انس بن مالک کی صحیح روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کام مین سہولت عادت الٰہی ہے اور حد سے زیادہ جلدی عادت شیطانی ہے استوا علی العرش اللہ تعالی کی ایک صفت ہے اور اس طرح کی صفات کی آیتین متشابہات کہلاتی ہیں سورہ آل عمران مین گذر چکا ہے کہ اس طرح کی آیتون پر ایمان لانا اور اونکی تفصیلی کیفیت کو علم الٰہی پر منحصر رکھنا صحابا و تابعین کا طریقہ ہے اوپر اللہ تعالی کی مہربانیون کا ذکر تھا کہ اوس نے اپنی مہربانی سے انسان کو انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو پیدا کیا اور یہ بھی ذکر تھا کہ اللہ تعالی کی مہربانیون اور نعمتون کا شکر یہی ہے کہ خالص دل سے اللہ کی عبادت کرے آخر آیہ مین فرمایا اللہ تعالی کی مہربانی کی صفت کے سبب سے اوس کا نام رحمان بھی ہے لیکن ان مشرکین مکہ کے روبرو جب اللہ تعالی کا یہ نام لیا جاتا ہے تو یہ لوگ بہت بدکتے ہیں حالانکہ یہ مشرک لوگ اہل کتاب سے ملتے رہتے ہیں جن سے ان کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ توراۃ مین اللہ تعالی کا یہ نام موجود ہے اس آیہ کے پڑھنے والے اور سننے والے دونون کو یہان سجدہ کرنا چاہئیے

منزل ۴

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَاۗءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

بڑی برکت ہے اسکی جسنے بنائے آسمان میں برج اور رکھا اوسمین چراغ اور چاند اجالا کرنیوالا اور وہی ہے

جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝

جسنے بنائے رات اور دن بدلتے اوسکے واسطے جو چاہے دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا

ان آیتون مین اللہ تعالی نے اپنی قدرت کی ایک اور نشانی بیان فرمائی سورہ یونس اور سورہ الحجر مین گذر چکا ہے کہ آسمان مین بارہ برج ہین اور ہر برج مین تیس تیس درجے سورج ہر روز مین ایک درجہ کو اور ایک سال مین بارہ برجون کو طے کرتا ہے سورج کے اس دورہ سے جاڑے گرمی برسات کی فصلین ہوتی ہین جس دورہ کو سورج برس دن مین طے کرتا ہے اوسکو چاند اٹھائیس دن مین پورا کرتا ہے اور جس طرح سورج کا دورہ فصلون کے لئے ہے اسی طرح چاند کا دورہ مہینون اور سال کے حساب کے لئے ہے چاند کے دورہ کے حساب سے جو بارہ مہینے پیدا ہوتے ہین اسلام سے پہلے مشرکین مکہ نے اس حساب کو بدل ڈالا تھا ملت ابراہیمی مین جو مہینے لڑائی کی ممانعت کے تھے ان مہینون مین اگر لڑائی کی ضرورت پڑ جاتی تھی تو مثلاً محرم کا نام صفر رکھکر محرم مین لڑائی جائز کر لیتے تھے سورہ التوبہ مین اس کا ذکر تفصیل سے گذر چکا ہے اور صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابی بکرہ کی یہ حدیث بھی گذر چکی ہے کہ حجۃ الوداع کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس رسم کو موقوف کردیا اگرچہ بعضے سلف نے برجون کے معنے بڑے تارون کے کیے ہین لیکن حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ برجون کے معنے بڑے مکانون کے ہین سورہ النسا مین بروج کا لفظ مکانون کے معنے مین آچکا ہے جس سے حافظ ابوجعفر ابن جریر کی ترجیح صحیح معلوم ہوتی ہے چراغ سے مطلب سورج ہے حسن بصریؒ کے قول کے موافق رات کا دن کے بدلے مین اور دن کا رات کے بدلے مین آنے کا یہ مطلب ہے کہ جس شخص کی رات کی کوئی عبادت فوت ہو جاوے تو دن کو اور دن کی کوئی عبادت فوت ہو جاوے تو رات کو اوسے پورا کر لیوے رات دن کے ذکر کے بعد یاد الٰہی اور شکر گزاری کا تذکرہ جو فرمایا اس سے حسن بصریؒ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے صحیح مسلم مین ابوذر سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر رات کو اپنا رحمت کا ہاتھ اس لئے پھیلاتا ہے کہ دن کا گنہگار رات کو توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے رحمت کے ہاتھ سے اسکے گناہون کو مٹا دیوے اور دن کو اپنا رحمت کا ہاتھ اسی طرح رات کے گناہون کی معافی کے لیے پھیلاتا ہے رات کا دن کے بدلے اور دن کا رات کے بدلے مین آنیکا مطلب اس حدیث کے موافق یہ ہے کہ رات کے گناہون کی توبہ کیلئے دن اچھا بدلہ ہے اور دن کے گناہون کی توبہ کے لئے رات اچھا بدلہ ہے ۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○

اور بندے رحمٰن کے جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں اور جب بات کرنے لگیں اُنسے بے سمجھ لوگ کہیں صاحب سلامت

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

اور جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدے میں اور کھڑے اور وہ جو کہتے ہیں اے رب ہٹا ہمسے دوزخ کا عذاب

جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ وَالَّذِيْنَ

بیشک اسکا عذاب بری چیٹی ہے وہ بری جگہ ہے ٹھیراؤ کی اور بری جگہ رہنے کی اور وہ کہ جب

اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○

خرچ کرنے لگیں نہ اڑا دیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اسکے بیچ ایک سیدھی گزران

منزل ۴

اوپر اون لوگونکا ذکر تھا جنکے روبرو اللہ کی صفت رحمٰن بیان کی جاتی تھی تو وہ بدکتے تھے ایسے لوگون کے قائل کرنے کے لئے ان آیتون مین اللہ تعالیٰ نے رحمٰن کے بندون کے پتے سے اپنے نیک بندون کی یہ چند صفتین بیان فرمائین کہ وہ لوگ جب زمین پر چلتے پھرتے ہین تو اترا کر نہین چلتے ۔ صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلی امتون مین سے بعضے اترا کر چلنے والون کو اللہ تعالیٰ نے زمین مین دھنسا دیا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ زمین پر اترا کر چلنے پھرنے کی عادت اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے اسی واسطے جن لوگون مین یہ عادت نہین ہے ان آیتون مین اللہ تعالیٰ نے انکی تعریف فرمائی ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندون مین یہ بھی (اچھی) عادت ہے کہ جب کوئی ناسمجھ آدمی اُنسے سخت بات کہوے تو وہ نرم جواب سے اوس کو ٹال دیتے ہین صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درگزر کرنے والے شخص کی اللہ تعالیٰ عزت بڑھا دیتا ہے اس حدیث سے درگزر کی عادت کا اچھا پن اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندون مین یہ بھی اچھی عادت ہے کہ وہ رات

و نماز پڑہتے رہتے ہین صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرض نماز کے بعد رات کی نماز کی فضیلت اچھی طرح سمجھہ مین آجاتی ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندون مین یہ بھی عادت ہے کہ وہ دوزخ کے عذاب سے بچنے کی دعا مانگتے رہتے ہین کیونکہ اونہین معلوم ہے کہ دوزخ برا ٹھکانہ ہے اور اوسکا عذاب سخت ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا رہے گا تو اللہ تعالی اوسے دوزخ کی آگ سے بچا دیگا اس حدیث سے دوزخ کے عذاب سے بچنے کی دعا کا فائدہ اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندون مین یہ بھی عادت ہے کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے وقت اور خرچ کرنے سے ہاتھہ کو روکتے وقت شریعت کی حد سے نہین بڑہتے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ سے اور معتبر سند سے مسند امام احمد مین عبداللہ بن عباس سے جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ نیک کام مین خرچ کرنے والون کے مال کے بڑہنے اور ایسے خرچ سے ہاتھہ کو روکنے والون کے مال کے گھٹ جانے کے لئے ہر روز اللہ کے دو فرشتے دعا مانگتے رہتے ہین مگر جس شخص کے ذمہ کسی کا کچھہ قرض ہو تو اوسکو چاہیے کہ قرض کی ادائی کے موافق مال بچا کر خیرات کرے آیتون کے مطلب مین اوپر یہ جو بیان کیا گیا کہ خرچ کرنے مین اور خرچ سے ہاتھہ کو روکنے مین شریعت کی حد سے نہ بڑھنا چاہیے اسکی تفسیر ان روایتون سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مثلاً کوئی قرضدار ادائے قرضہ کا خیال نہ رکھے اور اپنا سارا مال صدقہ خیرات مین خرچ کر دے تو وہ اس خرچ مین گویا حد شریعت سے بڑھ گیا اسی طرح ہر طرح کی گنجائش کے ہوتے ہوئے جو شخص صدقہ خیرات سے ہاتھہ کو روکے گا تو وہ بھی خرچ سے ہاتھہ کو روکنے مین یہان تک حد شریعت سے دور جا پڑے گا کہ ایسے شخص کے مال کے گھٹ جانے کی بددعا اللہ کے فرشتون کی زبان سے نکلے گی۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ
اور وہ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھہ اور حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے مگر جہاں چاہیے

وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑے گناہ سے دونا ہو اسکو عذاب دن قیامت کے اور

وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
پڑا رہے اسمین خوار ہوکر مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھہ کام نیک سو انکو بدل دیگا اللہ

سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ
برائیون کی جگہ بھلائیان اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے نیک کام سو وہ پھر

اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ
آتا ہے اللہ کیطرف پھر آنیکی جگہ اور وہ جو شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب ہو نکلیں کھیل کی باتون پر نکلجاوین بزرگی سے اور وہ کہ

إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا

اور وہ کہ جب اُنکو سمجھایے اُنکے رب کی باتیں نہ پڑیں اُن پر بہرے اندھے۔ اور وہ جو کہتے ہیں اے رب دے ہمکو

مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ

ہماری جورؤن کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھہ کی ٹھنڈک اور کر ہمکو پرہیزگارونکا آگے اُنکو بدلا ملیگا

الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا

کوٹھے جھروکے اسپر کہ ٹھیرے رہے اور لینے آوینگے اُنکو وہان دعا اور سلام کہتے رہا کرینگے اُسمین خوب جگہ ہے ٹھیراؤ کی

وَمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا

اور خوب جگہ رہنے کی۔ تو کہہ پرواہ نہین رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم نہ پکارا کرو سو تم جھٹلا چکے اب آگے ہوتا ہے بھیڑا

صحیحین مین حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس مین عبداللہ بن مسعود کہتے ہین کہ ایک روز مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت دنیا مین سب سے بڑا گناہ کونسا ہے آپ نے فرمایا کہ جس اللہ نے بندہ کو پیدا کیا ہے ایک تو اوس اللہ کی عبادت یا قدرت مین کسی دوسرے کو شریک ٹھیرانا بڑا گناہ ہے مین نے پوچھا اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا تنگدستی کے خوف سے آدمی کا اپنی اولاد کو قتل کر ڈالنا مین نے پوچھا پھر اسکے بعد کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا پڑوس کی عورت سے بدکاری کا کرنا آپ کے اس قول کی تصدیق مین اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی بعضے مفسرین نے اس شان نزول مین یہ شبہ جو پیدا کیا ہے کہ آیۃ مین تو عام طور کے قتل اور زنا کا ذکر ہے اور حدیث مین خاص طور پر اولاد کے قتل اور پڑوس کی عورت سے زنا کا ذکر ہے پھر حدیث کی تصدیق آیۃ سے کیونکر نکل سکتی ہے اس کا جواب حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین یہ دیا ہے کہ جب آیۃ سے عام طور کا قتل اور زنا گناہ ٹھہرا اور شریعت مین اولاد کے ساتھہ شفقت کرنے کا اور پڑوس کی عزت وحرمت کا پاس رکھنے کا حکم ہے تو اولاد کا قتل کرنا اور پڑوس کی عورت سے بدکاری کا کرنا بہت بڑا گناہ ٹھہرا اس طرح آیۃ سے حدیث کی تصدیق نکل آئی اس آیۃ مین توبہ کے ذکر کا جو ٹکڑا ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایۃ سے صحیح بخاری مین اس ٹکڑے کی شان نزول یون بیان کی گئی ہے کہ جب اوپر کا ٹکڑا آیۃ کا نازل ہوا تو قریش نے کہا کہ ہم تو شرک قتل زنا سب کچھہ کیا ہے پھر ہمارے لئے دائرہ اسلام مین داخل ہونا کیا مفید ہو سکتا ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ توبہ کے ذکر کا ٹکڑا نازل فرمایا اور یہ تو اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اس بات کے قائل ہین کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کر ڈالے تو اسکی توبہ قبول نہین لیکن جمہور سلف کا عقیدہ یہی ہے کہ توبہ سب کی قبول ہوتی ہے فقط اتنا ہے کہ مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور اسکی توبہ کا قبول کرنا اور قاتل کو بغیر مواخذہ کے بخش دینا اللہ کی مرضی پر منحصر ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ رحمان کے بندون کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ نہ اللہ کی عبادت مین کسی دوسرے کو شریک کرتے ہین نہ بغیر حکم شریعت کے کسی کے قتل کے درپے ہوتے ہین حکم شریعت مین ایک تو قاتل کا قتل کرنا بطور قصاص کے آیا ہے یا اوس شخص کا جو اسلام سے پھر جاوے یا بیاہے ہوئے بدکار مرد عورت کا پھر فرمایا ان رحمان کے بندون کی عادت بدکاری بھی نہین ہے پھر فرمایا

جو شخص شرک قتل ناحق اور بدکاری میں گرفتار ہوگا اور اسی حال میں مرجاویگا تو ایسا شخص شرک کے سبب سے ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور سوائے شرک کے اور گناہوں کی سزا جدا اوسکو بھگتنی پڑیگی کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ مشرک کی کسطرح بخشش نہیں ہے ہاں مرنے سے پہلے جو شخص ان باتوں سے توبہ کرے گا اور شرک کو چھوڑکر ایماندار بن جاوے گا اور اپنی توبہ کو سچا کرنے کے لئے توبہ کے بعد نیک کاموں میں مصروف رہیگا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی برائیوں کو اسطرح بھلائیوں سے بدل دے گا کہ ایسے شخص کے شرک کے زمانہ کے سب گناہ معاف کردیگا اور آئندہ گناہوں کی جگہ نیک کاموں کی توفیق دلوے گا کیونکہ اللہ غفور الرحیم ہے فاولٰئک یبدل اللہ سیأتہم حسنات کی یہی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق ہے جو اوپر بیان کی گئی پھر فرمایا جو شخص خالص دل سے توبہ کرتا ہے اور توبہ کے بعد اپنی توبہ کو سچا کرنے کے لئے نیک کاموں میں لگا رہتا ہے اوسکی توبہ خالص ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص توبہ کے بعد بھی توبہ سے پہلے جیسے کاموں میں لگا رہے گا تو اوسکی توبہ کسی کام کی نہیں معتبر سند سے طبرانی میں ابوذرؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص توبہ کے بعد پورا نیک بنگیا تو اوس کے پچھلے گناہ معاف ہوجاویں گے نہیں تو اگلے پچھلے سب گناہوں کا مواخذہ ہوگا اس حدیث سے ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا کا مطلب وہی قرار پاتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا بری بات یا بری چیز کو اچھی صورت میں ظاہر کرنا اسی کو زور اور جھوٹی بات جھوٹی ہی صورت میں ہو تو اوسکو لغو کہتے ہیں اسمیں شرک اور بتوں کی جھوٹی تعظیم اور سب گناہ داخل ہیں اس لئے آگے کی آیۃ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ شیطان نے شرک جیسی بری چیز کو اچھی صورت میں ظاہر کیا ہے وہ رحمان کے بندے اوسکو جھوٹی بات جانکر شرک کے پاس نہیں پھٹکتے اور منکر شریعت لوگوں کو خلاف شریعت باتیں کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو لڑائی کا حکم نہ ہونے کے سبب سے درگزر کر جاتے ہیں پھر فرمایا ان رحمان کے بندوں میں یہ بھی اچھی عادت ہے کہ منکر شریعت لوگوں کی طرح دین کی سننے کی باتوں کو بہرے بنکر نہیں سنتے اور آنکھوں سے دیکھنے کی قدرت کی نشانیوں کو اندھے بنکر نہیں دیکھتے بلکہ جو کچھ سنتے اور دیکھتے ہیں ان کے دل پر اوس کا اثر ہوتا ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندوں میں ایسے بھی لوگ ہیں جو خود تو دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے ہیں مگر اون کے بیوی بچے ابھی نعمت اسلام سے محروم ہیں اس لئے یہ رحمٰن کے بندے اپنے بیوی بچوں کے حق میں یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ یا اللہ ہم کو ہمارے بیوی بچوں کی طرف سے یہ آنکھوں کی ٹھنڈک دے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اونکو ایماندار پرہیزگار دیکھ لیں اور ہم کو اون پرہیزگاروں کا امام اور پیشوا بنا دے مطلب یہ کہ ہمکو پرہیزگاری کی زیادہ توفیق دے تاکہ ہمارے بیوی بچے ایماندار اور پرہیزگار بن جانے کے بعد زیادہ پرہیزگاری کی باتیں ہم سے سیکھیں آگے ان رحمٰن کے بندوں کا بھی انجام بیان فرمایا کہ انہوں نے دنیا میں دین کی پابندی کے سبب سے طرح طرح کی تکلیفیں جو اوٹھائی تھیں اوس کے بدلہ میں ان کو جنت میں جھروکوں دار اونچے محل دیئے جاویں گے عبادہ بن الصامت کی ترمذی وغیرہ کی صحیح روایت کے حوالہ سے اس تفسیر میں یہ کئی جگہ بیان کردیا گیا ہے کہ جنت کے سو درجے

منزل

ہیں اور نیچے کے درجہ سے اوپر کے درجہ تک پانسو برس کے راستہ کا فاصلہ ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جنت کے نیچے کے درجہ والے لوگوں کو اوپر کے درجہ کے لوگ اسطرح نظر آویں گے جسطرح زمین پر سے آسمان کے تارے نظر آتے ہیں اس حدیث سے جنت کے محلوں کی بلندی اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے سورۃ الانبیا اور سورۃ الزمر کی آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ جب جنتی لوگ جنت میں جانے لگیں گے تو جنت پر تعینات فرشتے جنتیوں کے استقبال کے لئے جنت کے دروازہ پر آن کھڑے ہوں گے اور سلام علیکم کے بعد جنت میں داخل ہونے اور وہاں ہمیشہ رہنے کی جنتیوں کو مبارکباد دیویں گے اور یہ کہویں گے کہ دنیا میں جس جنت کے ملنے کا تم سے وعدہ تھا آج اوس جنت میں داخل ہونے کا دن ہے سورہ الانبیا اور سورۃ الزمر کی آیتیں یلقون فیہا تحیۃ وسلاما کی گویا تفسیر ہے صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہوجاویں گے تو اللہ کے فرشتے ڈھنڈورے کے طور پر پکار پکار کہویں گے کہ اب تو تم لوگ ہمیشہ صحت و سلامتی سے اس عیش و آرام میں رہوگے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ جنتیوں کو جنت میں ہمیشہ رہنے کا حکم قیامت کے دن ڈھنڈورے کے طور پر سنا دیا جاویگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ جنت میں تھوڑی سی جگہ تمام دنیا سے بہتر ہے یہ حدیث حسنت مستقرا ومقاما کی گویا تفسیر ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذؓ بن جبل سے روایۃ کئی جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اوسکی عبادت میں کسی غیر کو شریک نہ کریں اس حق کے پورا ہوجانے کے بعد بندوں کا حق اللہ پر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اون کو دوزخ کے عذاب سے بچا دے اس حدیث کو آخری آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ یہ مشرکین مکہ اللہ کی عبادت میں غیروں کو جو شریک کرتے ہیں اور اللہ کے کلام اور اوس کے رسول کو جھٹلاتے ہیں تو انکا اللہ پر کچھ یہ حق نہیں ہے کہ اللہ ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا دے اسواسطے اللہ کو ان کے ہمیشہ دوزخ میں جلنے کی کچھ پروا نہیں مشرکین میں کے بڑے بڑے کلام الٰہی اور اللہ کے رسول کے جھٹلانے والوں پر دنیا اور آخرت کا یہ عذاب بدر کی لڑائی میں آیا کہ اس لڑائی میں یہ لوگ دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایت سے یہ بدر کی لڑائی کا قصہ کئی جگہ گذر چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اکثر سلف نے فسوف یکون لزاما کے وعدہ کا ظہور اسی بدر کی لڑائی کو قرار دیا ہے اور شاہ صاحب نے ترجمہ میں اسی قول کو لیکر لزاما کا ترجمہ بھیڑیا کیا اور فائدہ میں اوسکا مطلب لڑائی کا بتایا ہے سلف کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ لزاما کے معنے لازمی اور دائمی عذاب کے ہیں جسکا ظہور مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سرکش سرداروں کے حق میں بدر کی لڑائی کے وقت ہوا ۔۔ سورۃ فرقان ختم ہوئی ۔۔

غلطنامہ ترجمہ منزل چہارم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۵	گھیس بیٹھیں	گھس بیٹھیں
۵	۵	گھسے بیٹھے	گھس بیٹھے
۱۹	۹	یہ تو	تو
۲۷	۲	بتائی ہوئی	بنائے ہوئے
۶۰	۴	اپنے دین	اپنے دین میں
۶۹	۳	مشکوک	مانے
۸۱	۲	اوڑتا	اُوڑتا
۹۰	۲	مشکوک	ساتھہ
۹۳	۲	کھیو	رکھیو
۹۵	۱	ذوالقرنین	ذوالقرنین
۹۵	۲	مشکوک	دل دل کی ندی میں
۱۱۳	۳	ایضاً	مرے
۱۴۹	۲	ایضاً	سہے
۱۹۰	۱	ایضاً	جاوے جو
۱۹۱		ہارون	ہارون
۲۰۳	۱	بختی	بختے
۲۲۱	۵	بنائے	بناتے
۲۲۶	۳	مشکوک	دوڑتے
۲۴۱	۱	پھٹکے	پھٹکی
۲۵۵	۲	عاجزی کرنیوا کو	عاجزی کرنیوالوں کو
۲۵۶	۲	مشکوک	کعبہ کے
۲۵۶	۲	ایضاً	نشانی
۲۵۶	۲	بیٹے	بیٹھے
۲۵۷	۲	مشکوک	سنانے والوں کو
۲۵۹	۲	ایضاً	سوا کے
۲۵۹	۴	پہلے	بہلے
۲۵۹	۶	ٹھلایا	جھٹلایا
۲۶۱	۶	محل	محل
۲۶۶	۱	مشکوک	ملی
۲۶۷	۳	اس سے	اُس نے
۲۷۰	۲	مشکوک	بندگی
۲۷۳	۲	لوگو	اے لوگو
۲۷۴	۳	مشکوک	رکوع
۲۸۰	۴	بعضوں	بعضوں کو
۲۸۳	۱	زائد	الٰہ
۲۸۶	۳	کوڑالا	اڑڈا
۲۸۷	۳	وو	وو راہ
۲۸۸	۱	مشکوک	سہیٹے
۲۹۱	۱	ایضاً	اور
۲۹۵	۴	ایضاً	مارتا
۲۹۶	۳	ایضاً	سات
۲۹۹	۱	زائد	سہا ہے
۲۹۹	۵	جبون	جبدن
۳۰۸	۱	مشکوک	بدکاری
۳۱۰	۲	بیحلم	بحکم
۳۱۰	۳	پکڑے	پکڑی
۳۱۳	۲	ملکی	اُنکی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۶	۲	مشکوک	غافل
۳۲۸	۱	ایضاً	روشنی
۳۳۰	۲	حسپر	جسپر
۳۳۱	۱	ورااند	دورالستار
۳۳۱	۱	الا	والا
۳۳۸	۳	مشکوک	کچھرآئی
۳۴۱	۲	نرلیں	نہ لیں
۳۴۴	۴	پہلے	پہلے
۳۴۹	۱	مشکوک	قیامت
۳۴۹	۶	ایضاً	سے تیار
۳۴۹	۲	ڈاسلے	ڈرے جا دینگے
۳۴۹	۲	تناک	تناک
۳۵۰	۱	مشکوک	پہلا
۳۵۲	۳	دیکھتے	دیکھتے
۳۵۴	۱	مشکوک	تاک
۳۵۷	۲	ماس	پاس
۳۵۸	۱	کلتی	کتنی
۳۵۹	۱	زائد	راہ
۳۶۱	۱	پالی	پانی
۳۶۲	۱	مشکوک	ڈرانیوالا
۳۶۳	۱	سنلے	سلے

غلط نامہ تفسیر قرآن چہارم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۸	جانتے ہوئے	جانتے ہو
۵	۱۱	یہی دنیا	یہ دنیا
۱۱	۹	رہیں اگے	رہیں گے
۱۲	۶	پڑھا نہیں جاتا	ابن ماجہ مسند
۱۴	۱۴	اد دنیا	دنیا
۱۵	۹	استغفروا	یستغفروا
۱۶	۱۱	مرود	مردود
۱۹	۶	رشتہ داران کا	رشتہ داروں کا
۲۰	۱۴	ہیں اعبداللہ	بن عبداللہ
۲۲	۱۲	عجیر	عنیر
۲۴	۱۸	قلل اندار	قال نہیں ڈالی
۲۶	۱۰	سورہ القمر	سورۃ القمر
۳۰	۳	ثوری	ثوری
۳۰	۷	ادرعام	عام
۳۱	۲۰	پڑھا نہیں جاتا	مقرب
۳۲	۱۵	توبہ و استغفار	توبہ و استغفار
۳۲	۲۲	دکھائی	ڈھائی
۳۶	۱۲	ان باتوں سے یہی	ان باتوں سے بھی
۳۷	۸	شربت	شربت
۴۰	۱۰	جلال الدسیوطی	جلال الدین سیوطی
۴۸	۱۸	صعیف	ضعیف
۴۸	۱۹	مشکوک	خطیب
۵۱	۱۴	اوز	اور
۵۲	۲۱	مشکوک	ان سے
۵۳	۹	ان گوں	ان لوگوں سے
۵۹	۱۰	بیرنگ	
۶۶	۹	چھپے	چھپے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۰	۱۲	پڑھا نہیں جاتا	عیسے علیہ السلام	۲۰۲	۸	مشکوک	ابوسعید خدری
۱۲۰	۲۵	مشکوک	بواسطے	۲۱۰	۱۵	ایضاً	علاوہ جیب
۱۲۱	۱۱	تفضل	تفصیل	۲۱۱	۱۶	زوتی	روتی
۱۲۳	۸	پوجنا	پوچنا	۲۱۲	۹	ایسا	ایسا
۱۲۵	۱۲	مشکوک	چھپایا	۲۱۳	۳	مشکوک	توراۃ کی ترتیب
۱۳۰	۱۸	تفسیر سے	تفسیر کے	۲۲۳	۲	دینامیں	دنیا میں
۱۳۳	۷	کئی جگہ	کئی جگہ	۲۲۸	۲	نہیں	ہیں
۱۳۳	۱۹	قریشی	قریش میں	۲۲۸	۴	فرماپا	فرمایا
۱۴۷	۱۶	مشکوک	او تار ڈالو	۲۳۲	۱۳	مشکوک	مفسروں نے من گل
۱۴۸	۹	ایضاً	اللہ تعالیٰ کے منہ پر	۲۳۴	۹	ایضاً	علمانے
۱۵۵	۹	ارنکے	اون کے	۲۳۹	۹	ایضاً	ناؤ
۱۶۱	۱	نگل گیا	نگل گیا	۲۳۹	۱۴	اوتری	اوتری
۱۶۲	۱۸	جبنی	جنتی	۲۳۹	۱۵	مشکوک	نکالو
۱۶۶	۵	ارس	ادس	۲۳۹	۲۲	ایضاً	دلوں
۱۶۷	۱۹	بہکانے	بہکانے	۲۴۳	۷	ایضاً	پہونچتا
۱۷۵	۱۹	زانارسے	دوزخ	۲۴۴	۲	ایضاً	مدینہ منورہ
۱۷۶	۲۳	مشکوک	دانہ جو کھایا	۲۴۸	۱۵	رسوال	رسول
۱۷۸	۴	قول	قول	۲۴۸	۱۸	جس کے	جس سے
۱۷۹	۱۵	جوا	اور جوا	۲۴۹	۱	ابودر	ابوذر
۱۷۹	۱۶	مشکوک	سنتر	۲۴۹	۱۶	پڑھا نہیں جاتا	نہ کانوں سے
۱۸۵	۲۰	پھرطھر	پھر ٹھہر	۲۵۱	۱۸	مشکوک	کعبہ کے
۱۸۸	۲۰	پیہلے	پتلے	۲۵۲	۱۲	ایضاً	خاتم الانبیا
۱۸۹	۱۰	پکڑے	پڑھے	۲۵۴	۱۲	ایضاً	حج
۱۹۲	۴	مشکوک	وسلم نے	۲۵۴	۱۲	ایضاً	راحت
۱۹۷	۱۳	ان کا اخری	انکا آخری وقت	۲۵۵	۱	ایضاً	عبداللہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۰	۱	مشکوک	جسمیں جابر
۲۵۵	۵	ذبح	ذبح
۲۵۶	۱	پڑھا نہیں جاتا	ذکر فرماکر
۲۵۰	۲	ایضاً	امتوں میں
۲۵۶	۳	ایضاً	اسمیں
۲۵۰	۵	ایضاً	سنادو
۲۵۶	۱۳	اورشخص	اور شخص
۲۵۷	۶	کرزیا	کردیا ہے
۲۵۷	۱۲	مشکوک	آزماوے
۲۵۰	۳	جیلادیا	جیلا دیا گیا
۲۵۶	۶	پہدایت	ہدایت
۲۵۵	۸	مشکوک	ظہور
۲۵۵	۹	پڑھا نہیں جاتا	غلبہ کے سبب سے
۲۵۵	۹	مشکوک	کیفیتیں
۲۵۵	۱۱	کرادیا	گرادیا
۲۶۲	۱۰	مشکوک	شرک سے مشرک
۲۶۲	۱۹	نافران	نافرمان
۲۶۳	۲۳	مشکوک	وعدہ کو سچا
۲۶۶	۱۴	شرکوں کا	مشرکوں کا
۲۶۷	۱۶	لکن	لیکن
۲۷۰	۱	مشکوک	سلمانوں
۲۷۰	۳	نافرن	نافرمان
۲۷۱	۴	مشکوک	محو و رخاموت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۲	۳	قربانی	قربانی
۲۶۳	۱۶	مشکوک	یہ تو
۲۶۴	۳	پڑھا نہیں جاتا	ایک ٹکڑے کا حاصل
۲۶۴	۴	مثالوں	مثالوں سے
۲۶۴	۶	طالف	طائف
۲۶۵	۲	مشکوک	ترمذی
۲۶۸	۴	بڑے	برسے
۲۶۹	۱	مشکوک	گزرچکی
۲۶۹	۱۰	پڑھا نہیں جاتا	اس جلد میں
۲۸۲	۲	مشکوک	وظیفے
۲۸۳	۱	ایضاً	ساڑھے
۲۸۴	۲	جھگڑتے	جھگڑے
۲۸۵	۶	مسلمانی	مسلمان
۲۸۵	۸	مشکوک	قصہ میں
۲۸۶	۷	پڑھا نہیں جاتا	آپکے قصے
۲۸۶	۷	آوینگی	آوینگے
۲۸۶	۱۰	مشکوک	دیتا ہے
۲۸۶	۱۱	ایضاً	امثال
۲۸۷	۱۳	ایضاً	آیت
۲۹۰	۱۶	ایضاً	ڈرنا
۲۹۱	۲۲	ایضاً	نامہ میں
۲۹۲	۱۲	ایضاً	ہر ایک
۲۹۲	۱۲	ایضاً	ٹھیرا دیئے
۲۹۳	۱۵	خوسحالی	خوشحالی
۲۹۳	۱۱	مشکوک	سزا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۵	۱۰	مشکوک	اس حال پہ
۲۹۶	۱۱	بنادیتا	بنادینا
۳۱۲	۱۱	مشکوک	واپس آئیں
۳۲۰	۱۲	نگاہ	نگاہ
۳۲۲	۱۱	حدیت	حدیث
۳۲۲	۱۴	مشکوک	راند
۳۲۳	۲	ایضاً	بلکہ
۳۲۵	۱	ایضاً	تفسیر
۳۲۶	۳	قرمایا	فرمایا
۳۲۶	۹	مشکوک	روایت
۳۳۱	۴	بہاں	جہاں
۳۳۱	۹	مشکوک	فرمایا
۳۳۳	۲۰	ایضاً	راستے گاں
۳۳۴	۱	زاراستہ	راہ راست
۳۳۵	۳	عوف	خوف
۳۳۹	۱۴	مشکوک	ہوا
۳۴۰	۴	ایضاً	ایسے مہین
۳۴۰	۴	ایضاً	ایک رشتہ دار دوسرے
۳۴۹	۲	ایضاً	علیہ وسلم
۳۴۹	۵	ایضاً	اللہ تعالیٰ
۳۵۰	۵	ابوہریرہ لی	ابوہریرہ کی
۳۵۱	۱۰	مشکوک	چیز
۳۵۱	۱۵	ایضاً	کرکے یہ کہویں گے
۳۵۲	۱	ایضاً	غافل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۲	۶	مشکوک	میرے صحابہ میں
۳۵۲	۱۲	ایضاً	تنگدستی
۳۵۲	۱۷	پڑھا نہیں جاتا	صبر کرنا سیکھے
۳۵۳	۳	مشکوک	اعلیٰ
۳۵۳	۹	انکی بوت	انکی نبوت
۳۵۳	۱۰	مشکوک	دنیا میں
۳۵۳	۱۲	ایضاً	اُن کو
۳۵۳	۱۸	نخوت	نخوت
۳۵۳	۱۹	ایضاً	ایضاً
۳۵۳	۲۰	مشکوک	دنیا میں
۳۵۴	۵	اوت	اوٹ
۳۵۴	۱۲	مشکوک	انسان کے دل ارادہ پیدا
۳۵۵	۳	ایضاً	گرمی
۳۵۵	۶	ایضاً	نورانی بدلی
۳۵۶	۱	عامر بن شراحیل	دلائل الفخیم
۳۶۰	۶	الی سے	آتی ہے
۳۶۱	۶	مشکوک	کشش شدہ
۳۶۱	۹	ایضاً	[illegible]
۳۶۱	۱۲	ایضاً	[illegible]
۳۶۱	۱۷	پڑھا نہیں جاتا	یہ بہت
۳۶۱	۱۸	ایضاً	علما سکے
۳۶۱	۱۹	رستے کہ	رستے کے
۳۶۴	۶	مشکوک	آدمی کو
۳۶۸	۲	مکانوں	مکانوں
۳۷۱	۲۴	عبادین الصامت	عبادہ بن الصامت

فہرست مطالب احسن التفاسیر منزل ۴

فہرست مطالب	نام پارہ	نام صفحہ
اللہ تعالیٰ کی وحدانیت	سبحان الذی قال الم اقل	۲۱ ۱۰۳
اللہ کے رسول صلعم کی معراج اور فضیلت کا ذکر	سبحان الذی	۱ تا ۱۳
مکہ سے ہجرت کا حکم قرآن شریف کے معجزے پانچوں نمازوں اور مقام محمود کا ذکر	〃	۴۱ تا ۱۸۰
موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا ذکر	سبحان الذی و قال الم اقل	۸۹ تا ۹۴
شرک اور ریاکاری کی خرابی جنت الفردوس اور نیک عمل کے قبول ہونے کی شرطیں	〃	۹۸ تا ۱۰۹
قرآن شریف کی ہدایت روح کا بیان اور قرآن شریف کی آیتوں سے تعویذ کا ذکر	سبحان الذی	۱۴۱ تا ۴۸
نامہ اعمال کا بیان	〃	۹-۱۴۸
گناہوں کی کثرت سے بستیوں پہ عذاب کے آجانے کا ذکر	〃	۱۰ ۱۱
اصحاب کہف کا قصہ		
ذوالقرنین یاجوج ماجوج حضرت مریم حضرت عیسیٰ حضرت یحییٰ اور یہود و نصاریٰ کا ذکر	قال الم اقل	۹۵ تا ۱۱۹
حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل حضرت موسیٰ کی پیدائش نبوت اور پیغمبر کے کام حضرت نوح اور ادریس کا ذکر	〃	۱۲۵ تا ۱۴۰
آدم علیہ السلام اور عذاب قبر کا ذکر	〃	۱۴۱ تا ۱۴۳
بے دین لوگوں کی دنیا کی مالداری کا ذکر	〃	۱۸۸
منکرین حشر پیغمبر اور قیامت اور شفاعت کا پیغمبر کے ذکر	〃	۱۵۳ تا ۱۵۵
شاعر لوگوں کا ذکر	〃	۱۶۰

فہرست مطالب	نام پارہ	نام صفحہ
اللہ کے رسول کی شان میں مکہ کے مشرک لوگ بے ادبی کے لفظ جو بکتے تھے ان کا اور رسولوں کی مخالفت کے نتیجہ کا ذکر	وقال الذین	۱۹۱ تا ۱۹۴
حشر کے جھٹلانے میں مکہ کے مشرک لوگوں کی عقلی باتیں اور ان کا جواب	〃	۱۹۵ تا ۱۹۸
جن فرشتوں اور اچھے لوگوں کی مورتوں کی مشرک لوگ پوجا کرتے ہیں ان کی بے اختیاری اور عاجزی کا ذکر	〃	۱۹۹ تا ۲۰۳
اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی عقلی دلیل اور ہر ایک رسول کے دین میں اللہ کی وحدانیت کا موجود ہونا	〃	۲۰۰ تا ۲۰۳
آسمان زمین اور سورج چاند میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں	〃	۲۰۴ تا ۲۰۵
مکہ کے مشرک لوگوں کی یہ خواہش کہ قرآن شریف میں سے شرک کی مذمت کا ذکر نکال ڈالا جاوے	〃	۲۰۶ تا ۲۰۷
قبض روح کے وقت بدلوگوں کے منہ اور پیٹھ پر فرشتوں کے مارنے کا ذکر	〃	۲۰۸
دوزخ کے عذاب کے آگے دنیا کی خوشحالی کے بھول جانے کا ذکر	〃	۲۰۹ ۲۱۰
اعمال کے تولے جانے کا ذکر	〃	۲۱۰ تا ۲۱۲
قرآن شریف کے نازل ہونے کے بعد پہلی سب شریعتوں کا پورا ہو جانا	〃	۲۱۳ تا ۲۱۴
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بتوں کو توڑنے کا ذکر	〃	۲۱۵ تا ۲۲۰
حضرت نوح داؤد سلیمان اسمٰعیل ادریس		۲۲۱ تا

فہرست مطالب	نام پارہ	نام صفحہ
ذوالکفل یونس زکریا مریم اور حضرت عیسےٰ کا ذکر۔	[illegible]	۳۲۷
مرجانے کے بعد نافرمان لوگوں کی دنیا میں دوبارہ آنے کی تمنا اور اوس کا جواب یاجوج ماجوج کا بیان اور مشرکوں کے جھوٹے معبودوں کے دوزخ کا ایندھن بنانے کا حشر کا اور قرآن کی نصیحت پر عمل کرنے کے نتیجہ کا ذکر۔	〃	۳۲۸ تا ۳۳۷
مکہ کے مشرکوں کے حق میں اللہ کے رسول صلعم کی بددعا اور اوسکا نتیجہ۔	〃	۳۳۸ تا ۳۳۸
حشر اور قیامت کے دن کا زلزلہ اور تقویٰ کے معنے اور دین کی باتوں میں عقلی جھگڑے کی مناہی۔	〃	۲۳۹ تا ۲۴۲
خالص دل کا ایمان اور نیک عمل مقبول ہوتا ہے اوپری دل کا نہیں۔	〃	۲۴۳ تا ۲۴۶
ہر زمانے کی شریعت اور جمادات نباتات وغیرہ کی پرچھائیوں کے سجدہ کرنے کا ذکر۔	〃	۲۴۷ تا ۲۴۸
نیک و بد لوگوں کا عقبیٰ کا انجام۔	〃	۲۴۹
مختصر طور پر صلح حدیبیہ کا کعبہ کے بنانے حج عمرہ اور قربانی کا ذکر۔	〃	۲۵۰ تا ۲۵۹
دین کی لڑائی کا ذکر اور اوسکی مصلحت		۲۶۰ تا ۲۶۱
مکہ کے مشرک لوگ مسخراپن سے عذاب کی جلدی جو کرتے اون کا ذکر	〃	۲۶۲ تا ۲۶۳
بتوں کی شفاعت پر مکہ کے مشرکوں کا جو بھروسہ تھا وہ ایک شیطانی وسوسہ سے بڑھکر نہیں۔	〃	۲۶۴ تا ۲۶۷
مجبوری سے کوئی مناہی کا کام انسان سے ہوجاوے تو وہ شریعت الٰہی میں مواخذہ کے قابل نہیں ہے۔	〃	۲۶۷ تا ۲۶۸

فہرست مطالب	نام پارہ	نام صفحہ
مشرکوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت کے سمجھانے کے لیے قدرت الٰہی کی چند نشانیوں کا ذکر۔	[illegible]	۲۶۸ تا ۲۷۰
اللہ تعالیٰ کے علم غیب اور لوح محفوظ کے نوشتہ کا ذکر اور بت پرستی کی خرابی۔	〃	۲۷۰ تا ۲۷۳
اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے موافق فرشتوں اور بنی آدم میں جو رسول ٹھیرائے ہیں اون کا اور امت محمدیہ کی فضیلت کا اور انسان کے خاتمہ کا ذکر۔	〃	۲۷۴ تا ۲۷۶
شریعت کے چند نیک کاموں کا ذکر۔	[illegible]	۲۷۷ تا ۲۷۸
انسان کی پیدائش کا ذکر۔	[illegible]	۲۷۹ تا ۲۸۰
حشر کو کھیتی کے مثال سے سمجھایا گیا ہے۔	〃	۲۸۱
نوح علیہ السلام کے قصہ سے قریش کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اللہ کے رسولوں کی مخالفت کا نتیجہ اچھا نہیں۔	〃	۲۸۲ تا ۲۸۳
قوم ثمود کا اور قوم ثمود قوم فرعون کے مابین میں جو قومیں گزری ہیں اون کا اور حضرت موسیٰ مریم اور حضرت عیسےٰ کا ذکر۔	〃	۲۸۴ تا ۲۸۹
غذائے حلال کی تاکید اور یہ ارشاد کہ دنیا کی خوش حالی کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ٹھیرانا غلط ہے بلکہ اللہ کی خوشنودی کی باتیں وہ ہیں جو ان آیتوں میں جتلائی جاتی ہیں اور اون باتوں کے احکام شریعت میں آسان ہیں کچھ مشکل نہیں۔	〃	۲۸۹ تا ۲۹۱
قرآن کی نصیحت پر عمل کرنے کا نتیجہ اور مکہ کے قحط کا ذکر۔		۲۹۲ تا ۲۹۵

فہرست مطالب	نام پارہ	صفحہ
قدرت الٰہی کی چند نشانیوں کو جتلا کر مکہ کے مشرکوں کو اور حشر سے جو لوگ غافل ہیں اون کو حشر کی آیتوں کو یاد دلانا	[illegible]	۲۹۶ تا ۲۹۹
مرنے کے بعد نافرمان لوگوں کا اپنی حالت پر پچھتانا اور نیک عمل کرنے کے لیے پھر دوبارہ دنیا میں آنے کی تمنا کو ظاہر کرنا اور حشر کی چند باتوں کا ذکر۔	//	۳۰۰ تا ۳۰۴
مکہ کے منکرین حشر کو یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ اگر انسان کے مرنے کے بعد حشر قائم ہو کر نیک و بد کی پرسش نہ ہو تو دنیا کا پیدا کرنا بے فائدہ ٹھہرتا ہے اور ان لوگوں کو یوں بھی قائل کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے پاس شرک کی کوئی سند نہیں ہے۔	//	۳۰۵ تا ۳۰۷
بدکاری کی سزا کا بیان اور ان احکام کی تعمیل کی تاکید۔		۳۰۷ تا ۳۰۹
پارسا عورت یا مرد پر زہر کرتی بدکاری کا الزام لگانے کا یا میاں اپنی بی بی پر اس طرح کا الزام لگاوے تو اوس کا ذکر۔	//	۳۱۰ ۰ ۳۱۱
حضرت عائشہ پر جو لوگوں نے جھوٹا الزام لگایا تھا اوس کا ذکر۔	//	۳۱۲ تا ۳۱۸
جس گھر میں کوئی رہتا ہو وہاں گھر والے سے اجازت لیکر گھر کے اندر جانا اور اجنبی مرد اور عورت کا آمنا سامنا ہو جاوے تو دونوں کو نیچی نگاہ کر لینی چاہیے	//	۳۱۹ تا ۳۲۱
بیوہ عورتوں کے اور لونڈی غلاموں کے نکاح کا حکم اور لونڈیوں سے بدکاری کرا کے کمائی کی مناہی۔		۳۲۲ تا ۳۲۴

فہرست مطالب	نام پارہ	صفحہ
ایماندار شخص کے دل میں نور ہدایت کی چمک کی نشانی یہ ہے کہ ایسا شخص مسجد کی حاضری اور عبادت میں لگا رہتا ہے اور جو لوگ نور ہدایت سے محروم ہیں اون کے عملوں کی مثال۔	[illegible]	۳۲۵ تا ۳۲۸
اللہ کی عظمت اور قدرت کی نشانیاں اور اون نشانیوں سے راہ راست پر آنے والوں کا اور نہ آنے والوں کا ذکر۔	//	۳۲۹ تا ۳۳۵
اسلام کی ترقی کا وعدہ اور اوس کا ظہور۔	//	۳۳۶ تا ۳۳۷
فجر کی نماز سے پہلے دوپہر اور عشا کی نماز کے بعد غلام اور نابالغ لڑکوں کو آقا سے اجازت لیکر آقا کے گھر کے اندر آنا چاہیے اور بوڑھی عورتوں پر پردہ کی زیادہ تاکید نہیں ہے۔	//	۳۳۸ تا ۳۳۹
رشتہ داروں کو اپنے رشتہ داروں کے اور دوستوں کو اپنے دوستوں کے گھر کھانا کھانا جائز ہے۔	//	۳۴۰ تا ۳۴۱
پکے مسلمان اللہ کے رسول کی محفل میں سے بغیر پروانگی اللہ کے رسول کے نہیں جاتے۔	//	۳۴۱ تا ۳۴۲
اللہ کے رسول کی بددعا سے بچنا چاہیے۔	//	۳۴۲ تا ۳۴۴
قرآن شریف کے تبرک کے وبال سے ڈرانے کے لیے نازل ہونے کا اور مشرکوں کے گستاخی کے لفظوں اور اون کے انجام کا ذکر۔	//	۳۴۵ تا ۳۵۰

فہرست مطالب	نام پارہ	صفحہ
مشرک لوگوں کے جھوٹے معبود قیامت کے دن اپنے پجاریوں سے بیزاری ظاہر کریں گے۔	قد افلح المومنون	۳۵۱ تا ۳۵۲
مشرک لوگ یہ جو کہتے تھے کہ اللہ کا رسول کوئی فرشتہ ہونا چاہیے اوس کا ذکر اور اوس کا جواب اور بغیر توحید کے نیک عملوں کا رائیگاں جانے کا ذکر۔	وقال الذین	۳۵۳ تا ۳۵۴
حشر اور منکرین حشر کے پچھتانے کا ذکر۔	″	۳۵۵ ۳۵۶
مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ توراۃ کی طرح سارا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اترا اوس کا جواب اور توراۃ کا ذکر۔	″	۳۵۷

فہرست مطالب	نام پارہ	صفحہ
مشرکین مکہ اللہ کے رسول کی شان میں گستاخی کے لفظ جو کہتے تھے اون کا اور اللہ کے رسولوں کے ساتھ گستاخی کرنے والوں کا انجام۔	وقال الذین	۳۵۸ تا ۳۵۹
قدرت الٰہی کی چند نشانیاں اور مینہ کے پانی اور ہوا کا اور ان نشانیوں سے غافل لوگوں کا اور صبر و توکل کا ذکر۔	″	۳۶۰ تا ۳۶۲
نیک لوگوں کی چند صفتیں		۳۶۸ ۳۷۰